قال صلی اللہ علیہ وسلم
اذا آخی الرجل الرجل فلیسأله عن اسمه واسم ابیه وممن هو فانه اوصل للمودة
رواہ الترمذی

چوں حدیث موصوف دال است بر فضیلت معرفت احوال مومن محبوب +
در استحکام تعلقات قلوب + جماعتے از صلحا وقت متصنع بودند بہ محبت حضرت حکیم الامت مجدد الملت
قطب الارشاد شیخ المشائخ مرشد العالم مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی حنفی چشتی صابری
امدادی سلمہ اللہ علام الغیوب + بنا بر مصلحت مذکورہ رسالہ ملقب بلقب تاریخی سیرت اشرف زمانہ

۱۳۵۲ھ

مسمّٰی بہ

اشرف السوانح

حصّۂ سوم

کہ مضاف ترکیبش مشیر ست بمضاف الیہ او
بقلم احقر عزیز الحسن و افقر عبد الحق فرج اللہ عنہما الکروب و اماط عنہما العیوب و غفر لہما الذنوب
برعایت اختصار در سنہ ۱۳۵۴ھ نگاشتہ شد

باہتمام حاجی محمد اسمٰعیل
در دائرہ ادبیہ پریس واقع لکھنؤ بحلیۂ طبع آراستہ شد

ماہ صفر ۱۳۵۷ھ

قیمت

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

130984

Marfat.com

فہرست مضامین اشرف السوانح حصہ سوم

مضمون	صفحہ
باب ۱۶ شانزدہم "معمولات"	۱
باب ۱۷ ہفدہم "اصلاح معاشرت"	۱۷
آداب معاشرت	〃
نقل تمہید و بعض آداب از آداب المعاشرت	۱۸
بعضے آداب بہشتی زیور سے	۳۵
باب ۱۸ ہیژدہم "تصنیف و تالیف"	۳۹
باب ۱۹ نوزدہم "تنقیح کشف و کرامت"	۵۰
باب ۲۰ بستم "انعامات الٰہیہ"	۵۴
انعامات الٰہیہ کے واقعات	۵۷
باب ۲۱ بست و یکم "بشارات منامیہ"	۹۰
باب ۲۲ بست و دوم "ازواج محترمات"	۱۰۳
باب ۲۳ بست و سوم "وصایا"	۱۰۸
"وصایا منتخبہ از تنبیہات وصیت و تتمہ آں"	۱۱۰
تفصیل مختصر متعلق نسب نامہ صاحب سوانح	۱۱۶
وصایا جزئیہ بر وصایا کلیہ	۱۲۱
نقل وصیت نامہ جزئیہ مذکورہ تمہید	۱۲۲
مضمون ذیل جس کا ذکر نمبر ۱ میں ہے	۱۲۵
تفصیل حواشی اخیرہ الاستفسار	۱۲۸
معذرت بجناب اہل حقوق	۱۳۰

مضمون	صفحہ
باب ۲۴ بست و چہارم "فواضل"	۱۴۳
تنبیہ متعلق صفائی معاملہ	۱۴۷
سہولت پسندی	۱۵۱
دیباچہ حکایات الشکایات	۱۵۵
استقلال و پختگی عزم	۱۵۹
تحریکات کے متعلق صاحب سوانح کے مسلک کی شرح	۱۶۱
متعلق مسائل حاضرہ صاحب سوانح کا مفوظ	۱۶۴
حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی شہادت	۱۶۷
مضمون الروضۃ الناضرۃ فی المسائل الحاضرہ	۱۶۹
نقل تتمہ اولیٰ حکایات الشکایات	۱۷۹
مضامین متعددہ متعلقہ تحریکات حاضرہ	۱۸۷
حضرت شیخ الہند رح کے خط کے جعلی ہونے کا اقرار	۱۹۰
حکمت [illegible]	۱۹۴
مضمون رسالہ المعاملات المسلمین [illegible]	[illegible]
مضمون از رسالہ [illegible]	
نقل مضمون [illegible]	[illegible]
صیانۃ المسلمین [illegible]	۲۰۹
نوٹ از جانب [illegible]	۲۱۲
ختم کلام [illegible]	۲۱۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اہتمام اصلاح امت	۲۱۶	حفظ حدود	۲۴۹
(مضمون اول) از رسالہ اصلاح انقلاب	۲۱۶	احتیاط	۲۵۰
دارو اصلاح انقلاب	۲۱۹	باب ۲۵ بست و پنجم "متفرقات"	۲۵۲
سد مواقع اصلاح انقلاب	۲۲۳	قسط اول شذرات السوانح	״
کتب دینیہ کا پڑھنا یا دیکھنا یا سننا	״	انموذج الملفوظات جزو اول "ارمغان عید"	۲۶۶
علماء دین سے تعلق رکھنا	۲۲۶	״ ״ جزو دوم تمہیدی نوٹ	۲۷۵
وعظ سننا	۲۲۸	״ ״ دنیا کی پستی اور دین کی مستی	۲۷۶
اہل کمال کی صحبت	״	״ ״ سرمایہ ہستی	۲۷۹
گھر والوں کو خود پڑھانا	״	انموذج المکتوبات "عبادۃ الرحمن"	۲۹۲
(مضمون دوم) ملقب بہ مکارم عشر	۲۲۹	ایک فاضل کا مضمون ملقب بہ السیف [illegible]	۳۲۸
واقعہ تبلیغ گنجیر ضلع کانپور	۲۳۰	فہرست تلامذہ	۳۳۵
واقعہ۲ عزم یورپ برائے تبلیغ	۲۳۱	فہرست خلفائے مجازین	۳۳۸
واقعہ۳ تحریک قانون وراثت	۲۳۲	فہرست تالیفات	۳۴۵
واقعہ۴ انسداد فتنہ ارتداد	۲۳۵	ضمیمہ فیصلہ ہفت مسئلہ	۳۵۲
واقعہ۵ اجراء مکاتب ریاست الور	۲۳۸	فہرست مواعظ	۳۵۶
واقعہ۶ تحفظ مکاتب از تعلیم جبریہ	۲۳۹	تفصیل اعتقادات اہل سلسلہ	۳۵۹
واقعہ۷ تحریک تقرر قضاۃ	۲۴۰	خزانۃ الکلام [illegible]	۳۶۲
واقعہ۸ اہتمام تبلیغ	۲۴۱	ترتیب	۳۶۷
واقعہ۹ تصنیف رسالہ [illegible]	״	وعظ شکر المثنوی	۳۶۸
واقعہ۱۰ قانون اوقاف	۲۴۴	استدراکات ضروریہ	۳۸۱
کل بارہ واقعے متعلق تحریک قانون [illegible] اوقاف	۲۴۵	ترجمہ مؤلف سوانح	۳۸۲
استفتاء در قوت [illegible]	۲۴۸		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱۶ شانزدہم

معمولات

حضرت والا کے اکثر معمولات مختلف امور کے متعلق باب ارشاد و افادات [illegible] میں مجتمعاً اور دیگر مواقع پر متفرقاً نہایت تفصیل کے ساتھ لکھے جا چکے ہیں [illegible] بھی موقع بموقع معرض بیان میں آ گئے ہیں باخصوص معمولات متعلقہ [illegible] گذر چکے ہیں۔ حاجت اعادہ نہیں نیز اس کے متعلق [illegible] معمولات اشرفیہ [illegible] المعمولات [illegible] جس کیلئے [illegible] وقت البتہ [illegible]

(۱) حضرت والا جب اپنے گھر [illegible] تشریف [illegible] ہیں [illegible] کسی کا [illegible] کرتے ہیں [illegible] اور اگر کوئی [illegible] تو اس کے [illegible] سے جاتے [illegible] حضرت والا [illegible] تجلت [illegible] معلوم ہوتی ہیں [illegible] سے پردہ کر لیں میں [illegible] کسی کے [illegible] بھی احتیاطاً صاحب خانہ [illegible] فرما دیتے ہیں [illegible]

Marfat.com

لڑکیاں یہ سمجھ کر کہ ابھی آنے میں دیر ہے کسی مختصر سی ضرورت کے لئے پھر پردے سے نکل آتی ہیں۔ غرض جب بالکل اطمینان ہو جاتا ہے تب مکان کے اندر داخل ہوتے ہیں اور پھر بھی صاحب خانہ ہی کو پہلے داخل ہونے کے لئے فرماتے ہیں۔

(۲) ایک بار احقر کو مقیمین خانقاہ کے خطوط کے جوابات لکھ کر بعد فجر مسجد کے منبر پر رکھنے کے لئے حوالے فرمائے جہاں سے وہ صاحبان اپنے اپنے خطوط اٹھا لیتے ہیں۔ حوالے فرماتے وقت احقر سے فرمایا کہ خطوط کو اوپر تلے نہ رکھا جائے بلکہ الگ الگ رکھا جائے تاکہ نظر ڈالتے ہی ہر شخص اپنے اپنے لفافہ کو پہچان کر اٹھالے تلاش کرنے کی زحمت نہ ہو۔ سبحان اللہ دوسروں کی سہولت کی کتنی رعایت ہے۔

(۳) ایک شخص اپنے کسی عزیز کی اہلیہ کے لئے کوئی تعویذ لینے آیا تو انکار فرما دیا اور فرمایا کہ خود اس کا خاوند کیوں نہیں آتا۔ پھر حاضرین مجلس سے فرمایا کہ بس اسی طرح ناجائز تعلقات قائم ہو جاتے ہیں کیونکہ عورتوں کا قلب نرم ہوتا ہے اس قسم کی خدمتوں سے وہ متاثر ہونے لگتی ہیں۔ اگر کوئی عورت کسی نامحرم کے ہاتھ تعویذ منگاتی ہے تو میں نہیں دیتا۔ اھ سبحان اللہ کیا احتیاط ہے۔

(۴) حضرت والا عموماً سفارش نہیں فرماتے کیونکہ اس سے مخاطب کو اکثر تنگی ہوتی ہے۔ اگر کسی اہل خصوصیت کے لئے کبھی سفارش تحریر فرماتے بھی ہیں تو جس سے سفارش فرماتے ہیں اسکو پوری آزادی دیدیتے ہیں اور اس قسم کی قیدیں لگا دیتے ہیں مثلاً بشرطیکہ کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور کسی مصلحت کے بھی خلاف نہ ہو اور کسی کی حق تلفی بھی نہ ہوتی ہو اور بلا تکلف امکان میں بھی ہو وغیرہ ذالک جن سب کا حاصل مشترک یہ ہے کہ مخاطب کو کوئی تنگی نہ ہو۔ بعضوں نے دباؤ ڈال کر سفارش لکھوائی اور بربنا تعلقات ازراہ مروت حضرت والا انکار بھی نہ فرما سکے تو جو کچھ انھوں نے لکھوایا لکھ دیا لیکن پھر جدا گانہ خط بھی بذریعہ ڈاک تحریر فرما دیا کہ ایک سفارش کا خط مجھ پر دباؤ ڈال کر لکھوایا گیا ہے اس کا کوئی خاص اثر نہ لیں بلکہ جو معاملہ بلا سفارش کے کرتے وہی کریں۔ اور مزید اطمینان کے لئے مکتوب الیہ کو ایسے خط کی رسید بھیجنے کے لئے بھی تحریر فرما دیتے ہیں۔

حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ سفارش کرنا تو محض مستحب ہے اور دوسرے کو ایذا سے بچانا واجب ہے اس لئے میں ایسا کرتا ہوں۔ بعضوں نے امرا کے نام مالی اعانت کی سفارش چاہی تو صاف تحریر فرما دیا کہ میرے بعض اعزہ تم سے بھی زیادہ محتاج ہیں اگر مجھے بھیک ہی مانگنی ہوتی تو تم سے زیادہ وہ مستحق تھے۔

سفارش کے متعلق حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ آج کل لوگ اس کا اثر لیتے ہیں اور اس کے حدود سے ناواقف ہیں۔ پہلے زمانے کی سی بے تکلفی اور سادگی نہیں رہی، اس لئے اس میں بہت احتیاط

Marfat.com

کی ضرورت ہے - یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ بعضوں نے سفارشی خطوط حاصل کرکے اُن لوگوں کے یہاں انتظار ملازمت میں کئی کئی ماہ قیام کیا اور بے غیرت بن کر روٹیاں توڑیں اور اُن بیچاروں نے محض میرے خیال سے اس بار کو برداشت کیا - ان تجربوں نے اور بھی مجھ کو محتاط کر دیا ہے - اھ

بعض اہل خصوصیت حاجتمندوں کو حضرت والا نے بجائے خاص سفارش کے عام مضمون لکھ کر دیدیا اور بعض کو خود بھی ایک بڑی رقم دے کر مضمون عام میں اُس کو بھی ظاہر فرما دیا - چنانچہ بعضوں کے تو بڑے قرض اُسی مضمون کی بدولت ادا ہو گئے اور بعض نے اس سے بھی ناجائز فائدے اٹھائے اور ادائے قرض کے بعد بھی اُس مضمون کے ذریعے سے لوگوں کو ٹھگتے پھرے جس کی اطلاع ہونے پر حضرت والا نے ان سے یہ مطالبہ کیا کہ اُس مضمون کو لاکر میرے سامنے چاک کر دیا جائے - اب ایسے مضمون عام لکھنے میں بھی احتیاط فرمانے لگے ہیں۔

(۵) حضرت والا عموماً مباح امور میں کسی کو رائے بھی نہیں دیتے اور فرمایا کرتے ہیں کہ استخارہ یا تجربہ سے لی جائے میں دعا کرتا ہوں - اھ

یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ آج کل لوگ رائے دینے والے کو نتیجہ کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اور اگر نتیجہ مرضی کے خلاف ہوتا ہے تو الزام دیتے ہیں حالانکہ رائے اور مشورہ دینے کی حقیقت تو صرف یہ ہے کہ دوسرے کو اُس امر کے متعلق رائے قائم کرنے میں اعانت اور سہولت ہو جائے باقی رائے اسکو خود ہی قائم کرنی پڑتی ہے -

(۶) حضرت والا بلا طبیب کے مشورے کے کسی کی بتائی ہوئی دوا نہیں استعمال فرماتے اگر کسی طبیب کے زیر علاج ہوں اور کوئی دوسرا طبیب بھی کچھ تجویز کرنے لگے تو اُس سے بھی صاف فرما دیتے ہیں کہ میں اپنے معالج کو یہ نسخہ دکھا کر بعد اجازت استعمال کروں گا اور اگر کسی [illegible] تجویزیں پیش کرتے ہیں جیسی کہ عموماً عادت ہے تو فرما دیتے ہیں کہ میرے معالج [illegible] تو آپ کی بتائی ہوئی دوا کو استعمال کرلوں گا غرض نہ دلشکنی فرماتے ہیں نہ اصول [illegible]

حضرت والا اپنے معالج کا پرہیز وغیرہ میں اس درجہ اتباع [illegible] ذرا سی جزئیات کو بھی پوچھتے رہتے ہیں اور کسی چیز کو جا ہے [illegible]

ایک اہل خیر نے یہاں قصبہ میں ایک تنخواہ دار طبیب اپنی طرف [illegible] حضرت والا کے ایک سسرالی عزیز نے جو طبیب ہیں اپنا تقرر چاہا [illegible] کوئی ماہر طبیب امتحان لے کر مہارت اور مناسبت فن کی تصدیق [illegible] یا سب کو علاج کرنا جائز نہیں چنانچہ جناب مولوی حکیم مصطفےٰ صاحب [illegible] لکھ کر بھیجے جن کے جوابات حضرت والا نے اپنے [illegible]

Marfat.com

(۷) حضرت والا کو اگر کبھی مسجد آنے میں کسی وجہ سے دیر ہو جاتی ہے تو اصرار کر کے دوسرے امام سے نماز پڑھوا دیتے ہیں اور خود وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر بعد کو مقتدیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ویسے بھی عام اصول یہ مقرر فرما رکھا ہے کہ وسیع وقت میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ انتظار کیا جائے اور غیر وسیع وقت میں اتنا بھی نہیں تاکہ مقتدیوں کا حرج یا ان کو کلفت نہ ہو۔

(۸) ایک مریض مقیم خانقاہ ہیں۔ ان کی درخواست پر حضرت والا نے خود فرما دیا تھا کہ فجر کی نماز سے پہلے منبر پر پانی دم کرانے کے لئے رکھ دیا جایا کرے چنانچہ وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے اور حضرت والا عرصہ دراز تک دم کرتے رہے۔ جب حضرت والا نے آتے جاتے یہ دیکھا کہ انھوں نے یہاں ایک دوکان کر لی ہے تو بعد نماز فجر نہایت نرمی کے ساتھ واسطہ کے ذریعہ سے فرمایا کہ میں سمجھا تھا کہ زیادہ قیام نہ ہوگا اس لئے یہ صورت تجویز کی تھی۔ اب اگر دو چار دن میں جانا ہو تو خیر ورنہ ایک مرتبہ بوتل میں پانی بھر کر پڑھوا لیا جائے اور اس میں پانی ملا ملا کر پیتے رہیں روزمرہ دم کرانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت والا ضرورت میں تو دوسروں کے لئے بہت کچھ تعب برداشت فرما لیتے ہیں لیکن بلا ضرورت اپنے کو مشقت میں ہرگز نہیں ڈالتے۔

(۹) حضرت والا وقتاً فوقتاً اپنی مملوک چیزوں کا جائزہ لیتے رہتے ہیں اور ان میں سے جو جو چیزیں ضرورت سے زائد نکلتی ہیں ان کو اپنی ملک سے خارج فرماتے رہتے ہیں اور فرمایا کرتے ہیں کہ مجھ کو زائد از حاجت چیزوں کا اپنی ملک میں ہونا بھی موجب وحشت ہوتا ہے اور محض اس تصور سے بھی قلب پر بار ہوتا ہے کہ بیکار چیزیں میری ملک میں ہیں۔ چاہے مجھ پر ان کی کوئی مؤنت بھی نہ ہو۔ اھ اور فرمایا کرتے ہیں کہ بعضی چیزیں تو ضروری ہوتی ہیں کہ آتے ہی کام میں آ جاتی ہیں اور بعضی چیزوں کے لئے تو ضرورت تصنیف کرنی پڑتی ہے سوچنا پڑتا ہے کہ کس کام میں لائی جائیں چنانچہ جو ایسی چیزیں ہوتی ہیں ان کو اگر گھروں میں ضرورت ہو تو گھروں میں دے دیتا ہوں ورنہ بیچ ڈالتا ہوں غالباً مولوی شبیر احمد صاحب کہتے تھے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہدیۃً آئی ہوئی چیزوں میں سے جو چیزیں زائد از حاجت ہوتی تھیں ان کو فروخت فرما دیا کرتے تھے یہ انھوں نے کسی کتاب میں دیکھا ہوگا۔ اپنے معمول کی یہ تائید سن کر مجھ کو بہت مسرت ہوئی۔ اھ

اسی طرح حضرت والا کتب کو بھی اپنی ملک میں نہیں رکھتے بجز چند بہت ہی خاص کتب کے چنانچہ عرصہ ہوا سب اپنی کتابیں تو اپنے اہل علم عزیزوں کو دیدیں اور بہت سی کمشتہ مدرسہ دیوبند اور مدرسہ سہارنپور میں وقف فرما دیں اور اب جو کتابیں کہیں سے ہدیۃً آتی ہیں تو اپنے ہی مدرسہ امداد العلوم میں داخل فرما دیتے ہیں۔ غرض حضرت والا کو تعلقات غیر ضروریہ سے طبعاً و نفساً ہے اور اپنے قلب کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے فارغ رکھتے ہیں۔

(۱۰) حضرت والا کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اتنی قدر ہے کہ حتی الامکان کسی ادنیٰ سی ادنیٰ چیز کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے مثلاً ردی لفافوں کو الٹوا کر دوبارہ استعمال کے لئے رکھ لیتے ہیں جن میں سے مقیمین خانقاہ کو بھی اپنے حالات کے خطوط لکھنے کے لئے لینے کی اجازت ہے ان لفافوں کے متعلق یاد آیا کہ کبھی کبھی بعض بچے بھی ضد کر کے کھیلنے کے لئے مانگتے ہیں تو ان میں سے ان کو بھی ایک دو دیدیتے ہیں بعضوں نے اسی طرح بہت سے لفافے جمع کر لئے چنانچہ بندہ زادہ کے پاس حسب الطلب ایک معتدبہ تعداد ایسے لفافوں کی نکلی تو بہت سے واپس کئے۔ اس وقت حضرت والا نے نہایت احتیاط فرمایا کہ اگر وہ مجھ سے مانگ کر لئے گئے ہیں تو یہ اب اس کی ملک ہو چکے ہیں پھر یاد نہیں رہا کہ اس کو واپس کر دئیے گئے یا یہ تجویز فرمایا کہ دو ایک پیسے اس کو دیدئیے جائیں کہ اپنی رغبت کی کوئی چیز خرید کر کھا لے۔ بہر حال ذکر ان دونوں صورتوں کا آیا تھا۔

مستعمل لفافوں کو اس طرح کام میں لے آنے پر یاد آیا کہ جب سرکاری دفتروں میں کاغذ اور لفافوں کی کفایت کا مسئلہ اولاً پیش ہوا تو حضرت والا کے بھائی صاحب مرحوم و مغفور جناب منشی اکبر علی صاحب نے جو اس وقت ایک کورٹ آف وارڈس ریاست کے منیجر تھے انگریز کلکٹر سے جو ان کا افسر تھا حضرت والا کی اس لفافہ الٹنے کی ترکیب کے مطابق لفافے الٹ کر پیش کئے تو اس نے بڑی تعریف کی اور کہا کہ [illegible] [illegible] کفایت کی ایجاد کی ہے اس کو جاری کیا جائے۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ہمارے بعض بھائی ملاں ہونے پر بڑا اعتراض کرتے ہیں لیکن ایک انگریز نے اس کی اتنی قدر کی۔ اچھا اب تو [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] بڑی تقلید کی جاتی ہے تصدیق ہو گئی کہ یہ بخل نہیں بلکہ حسن انتظام اور کفایت شعاری ہے۔

غرض مستعمل لفافوں کو تو حضرت والا اس طرح کام میں لے آتے ہیں اور [illegible] ردی کو [illegible] [illegible] کرنے جاتے ہیں جب دیکھا جاتا ہے تو خدا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں بار [illegible] [illegible] کام [illegible] لے آتے ہیں حضرت والا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ڈال دیتے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جاتے ہیں ورنہ لوگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اسی غرض [illegible] [illegible] حضرت والا [illegible] [illegible] نہیں کرنا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذاتی کے [illegible] [illegible]

Marfat.com

تاگہ۔ گوندانی ضروری ظروف وغیرہ وغیرہ فوری ضرورت کی قریب قریب ساری چیزیں حضرت والا اپنے پاس خانقاہ ہی میں رکھتے ہیں تاکہ عین وقت پر گھر سے کوئی چیز نہ منگوانی پڑے۔

جب مواقع ضرورت پر ضروری چیزیں اپنے پاس ہی نکل آتی ہیں تو حضرت والا یہ فرمایا کرتے ہیں کہ میں ایک اپنی چھوٹی سی گرہستی یہاں (یعنی خانقاہ میں) بھی رکھتا ہوں گرہستی کی ضروری ضروری چیزیں میں اپنے پاس بھی رکھتا ہوں گھروں کا محتاج نہیں رہتا۔ اھ

(ف) سبحان اللہ اس معمول میں حضرت والا کا عمل شمائل ترمذی کی اس حدیث پر ہے کان لہ عتاد فی کل شئی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہر (ضروری) امر کا سامان تھا۔

(۱۱) حضرت والا ہر چیز کو اپنے ٹھکانے پر نہایت قرینہ سے رکھتے ہیں اور جب کوئی چیز فارغ ہوئی فوراً اُسی وقت سب کام چھوڑ کر اُس کو اپنی جگہ پر رکھ آتے ہیں کسی کام کو دوسرے وقت پر نہیں ٹالتے اور یہ ایسا اصول ہے کہ اس کی بدولت حضرت والا کا قلب بفضلہ تعالیٰ ہر وقت فارغ رہتا ہے اور کاموں میں خلط نہیں ہونے پاتا۔ نہ چیزوں میں گڑبڑ ہونے پاتی ہے اس میں عین وقت پر تو تھوڑا سا تعب ہوتا ہے لیکن پھر بالکل بے فکری ہو جاتی ہے۔

حضرت والا گھروں میں بھی جس چیز کو جہاں سے اُٹھاتے ہیں پھر وہیں رکھ دیتے ہیں تاکہ رکھنے والے کو ڈھونڈھنا نہ پڑے۔ اسی طرح جب مختلف مدات کی رقوم منی آرڈر یا اور کسی ذریعے سے موصول ہوتی ہیں تو ساتھ کے ساتھ ہر مد کی رقم کو اُسی مد کی تھیلی میں رکھتے جاتے ہیں اور ہر رقم کے متعلق ضروری یادداشتیں فوراً کے فوراً لکھ لیتے ہیں۔

(۱۲) حضرت والا کا یہ معمول بھی نہایت مصلحت اور دوراندیشی پر مبنی ہے کہ سوال کا جواب تشقیق کے ساتھ نہیں دیتے بلکہ پہلے ضروری استفسارات کر کے کوئی ایک شق متعین کرا لیتے ہیں بس پھر اُسی شق کا جواب دیتے ہیں تشقیق کے ساتھ جواب دیا جائے تو لوگ اُس جواب کے منطبق کرنے میں غلطیاں کرتے ہیں اور بعض لوگ غرض فاسد کے لئے اُسی شق کے مدعی بن جاتے ہیں جو اُن کی غرض کے موافق ہوتی ہے۔

(۱۳) حضرت والا کسی کتاب پر تقریظ محض اجمالی مطالعہ پر نہیں تحریر فرماتے کیونکہ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اگر تفصیلی مطالعہ کی فرصت نہیں ہوتی اور اکثر نہیں ہوتی تو کسی ایک مقام کی تعیین کرا لیتے ہیں اور اُسی کے متعلق تقریظ تحریر فرما دیتے ہیں اور اس صورت میں جس پر اطمینان ہوتا ہے اُس مقام کی تقریظ میں یہ بھی اضافہ فرما دیتے ہیں کہ امید ہے کہ بقیہ کتاب بھی ایسی ہی ہوگی۔ اور قبل تجربہ احیاناً اس معمول کے خلاف بھی ہو گیا مگر بعد کو اُس کتاب کی غلطیوں پر مطلع ہونے پر بہت افسوس ہوا اور اپنی تقریظ سے رجوع کا اعلان شائع فرما دیا۔

Marfat.com

(۱۴) حضرت والا کو اس کا خاص اہتمام ہے کہ اگر کسی کے یہاں سے کسی برتن میں یا رومال میں کوئی چیز آئی تو فوراً اُس کو خالی کر کے واپس فرما دیتے ہیں۔

(۱۵) اگر کسی مقام سے متعدد خطوط مختلف اشخاص کے آتے ہیں تو حضرت والا اس کا خاص اہتمام فرماتے ہیں کہ سب کے جواب ایک ہی ڈاک میں روانہ ہوں تاکہ وہاں پہونچنے میں تقدیم و تاخیر نہ ہو اور ایک کو دوسرے پر ناز کرنے کا موقع نہ ملے نہ کسی کی دل شکنی ہو۔ نیز اگر ایک ہی مقام سے متعدد خطوط مختلف اشخاص کی طرف سے ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے آتے ہیں تو اُن کا کوئی خاص اثر نہیں لیتے بلکہ تحقیق حال فرماتے ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک مقام سے چھ خط ایک ہی ڈاک میں موصول ہوئے تو اُن میں سے ہر خط میں یہ استفسار فرمایا کہ آج کی ڈاک میں چھ خط ایک ہی مقام کے ہیں کیا کسی نے ترغیب دے کر لکھوایا ہے یا باہم سازش ہوئی ہے۔

(۱۶) جس زمانے میں حضرت والا سفر فرمایا کرتے تھے اُس زمانے میں حضرت والا کا یہ معمول تھا کہ جن جن تاریخوں میں جو جو صاحب اپنے آنے کی اطلاع کرتے حضرت والا اُن کے نام اپنی یادداشت میں لکھ لیتے تاکہ اُن تاریخوں میں کہیں تشریف نہ لیجائیں۔ بلا اطلاع آنے کی بھی عام ممانعت تھی۔

(۱۷) حضرت والا کٹورے کٹوریاں، گلاس وغیرہ ظروف کو بعد استعمال الٹ کر رکھتے ہیں تاکہ [illegible] یا غبار اُن کے اندر ہو کر نہ گذر سکے اور وہ خراب ہونے سے محفوظ رہیں۔

(۱۸) حضرت والا نامحرم مہمان عورتوں کو اپنے گھروں میں نہیں ٹھہرنے دیتے، دوسری جگہ ٹھہر کر صرف ملاقات کرنے آجائیں اس کا مضائقہ نہیں البتہ اگر انکے مردوں سے عزیزوں کا سا تعلق ہو اور ان کے مردوں کی بھی اجازت ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۱۹) حضرت والا کو اگر کسی سے رنج ہوتا ہے تو اپنے منتسبین کے لئے یہ پسند نہیں فرماتے کہ وہ بھی اُس سے اپنے تعلقات کو متغیر کریں بلکہ اس کی بالتصریح ممانعت فرما دیتے ہیں یوں اگر کسی کو [illegible] ہی خصوصی تعلقات رکھنے کو جی نہ چاہے تو مجبور بھی نہیں فرماتے۔

(۲۰) حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ قواعد ضروریہ اور اصول شرعیہ کی پابندی اتنی ضروری [illegible] سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے آپ کو بھی اُن کا ہمیشہ پابند بنائے رکھا [illegible] سے تین میل کے فاصلے پر قبا میں ایک صحابی سے ملنے تشریف لے گئے [illegible] مکان کی بنا [illegible] تین بار باہر سے پکار کر سلام کیا اور آنے کی اجازت چاہی لیکن جب اندر سے نہ سلام کا جواب ملا نہ کوئی باہر آیا تو آپ واپس تشریف لے چلے تھوڑی دور پہنچے تھے کہ وہ صحابی دوڑے ہوئے تشریف لائے [illegible] قانون استیذان کی اس وقت تک تحقیق نہ تھی اس لئے انہوں نے قصداً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا

Marfat.com

جواب نہیں دیا تھا کہ حضورؐ کی زبان مبارک سے جتنی بار بھی اُن پر سلام پہونچ جائے اُن کے حق میں بہتر اور موجب برکت ہے کیونکہ سلام بھی دعا ہے۔ اُنھوں نے حضورؐ سے یہی عذر عرض کیا۔ اور اپنے ہمراہ حضورؐ کو لوٹا لائے۔ تو دیکھئے حضورؐ خود بھی قوانین کے کس قدر پابند تھے کہ تین میل آنا اور پھر بلا ملے تین میل واپس تشریف لیجانے پر تو آمادہ ہو گئے لیکن قانون استیذان کے خلاف عمل نہیں فرمایا۔ نہ آپ دلگیر ہوئے نہ کوئی شکایت فرمائی۔ اھ

(۲۱) حضرت والا کا ایک معمول یہ بھی ہے کہ جھگڑے کے سوال کا جواب ایسا تحریر فرماتے ہیں کہ فریقین میں سے کوئی اُس کو اپنے نزاع کا آلہ نہ بنا سکے چنانچہ اس قسم کے بکثرت سوالات آتے رہتے ہیں جن میں سے ایک سوال آج ہی آیا ہے جو بطور نمونہ مع حضرت والا کے جواب کے نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا۔

(سوال) اہل حدیث جو اپنے آپ کو عامل بالحدیث کہتے ہیں اور لباس و وضو میں احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور ائمہ عظامؒ کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ائمہ کرام رح کے حق میں سوء ادب اور گستاخی کو حرام سمجھتے ہیں رفع یدین اور آمین بالجہر بھی کرتے ہیں علمائے کرام حنفیہ کی جانب سے اُن پر فتوے تکفیر و تبدیع کے لگائے جاتے ہیں اور اُن کے رسوا کرنے کے لئے رضا خانیوں کے رسائل پھیلائے جاتے ہیں حالانکہ علمائے کرام دیوبند کی تصانیف میں کافی اصلاح موجود ہے اور وہ وہ بہتانات اور اتہامات اُن پر لگائے جاتے ہیں جن کا وجود نہیں ہوتا لہٰذا مسائل حسب ذیل کا جواب تحریر فرمادیں۔

(۱) اہل حدیث مسلمان ہیں یا کافر۔ (۲) اہل حدیث سنی ہیں یا بدعتی۔ (۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ (۴) اہل حدیث کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

(جواب) اگر حنفیہ کا وہی عمل ہے جو سوال میں مذکور ہے تو حکم ظاہر ہے جواب کی حاجت نہیں اور اگر واقعہ بدل کر لکھا ہے تو دوسرے فریق کا بھی بیان درج سوال ہونا چاہئے بدون اسکے جواب مفید نہیں اھ

(۲۲) حضرت والا جب تعویذ میں کوئی آیت تحریر فرماتے ہیں اُس کے اوپر سادہ کاغذ بھی لگا دیتے ہیں تاکہ اُس کا بے وضو چھونا جائز ہو جائے اور کسی کو تنگی یا گناہ نہ ہو۔

(۲۳) حضرت والا عزیزوں کے گھروں میں بھی اُس وقت تک تشریف نہیں لیجاتے (نہ از خود نہ بلانے سے) جبتک اُن گھروں کا کوئی محرم مرد یا شوہر ساتھ نہ ہو۔

(۲۴) حضرت والا سے اگر کوئی معتقد حضرت والا کا پاپوش مبارک بطور تبرک لیتا ہے تو احتیاطاً اُسکو دھو کر اور پاک صاف کر کے عطا فرماتے ہیں کیونکہ معلوم نہیں وہ اُس کو کس طرح استعمال کرے گا جیسے طریق سے استعمال کرنا نجاست کی حالت میں ناجائز ہے۔ حضرت والا فرماتے تھے کہ عمر بھر میں صرف دو مرتبہ اسکا اتفاق ہوا ہے کہ لوگوں نے پاس رکھنے کے لئے پاپوش مانگے۔

Marfat.com

(۲۵) حضرت والا ہر امانت کو جُدا رکھتے ہیں کیونکہ مخلوط ہو جانے کی صورت میں شرعاً احکام بدل جاتے ہیں اور پھر امانت امانت نہیں رہتی بلکہ قرض ہو جاتی ہے۔

احقر کو اس کا علم آج ہی اس طرح ہوا کہ ایک پارسل کے تولنے کے لئے کچھ زیادہ روپیوں کی ضرورت ہوئی تو حضرت والا نے دو امانتوں میں سے کچھ کچھ روپیہ نکال کر احقر کو حوالہ فرمائے جن میں یہ پہچان رکھی کہ ایک امانت میں سے تو سب ملکہ کی تصویر کے روپئے نکالے اور دوسری میں سے سب بادشاہ کی تصویر کے۔ اور حوالے فرماتے وقت احقر کو اس کی مصلحت سے بھی مطلع فرما دیا جو اوپر مذکور ہوئی۔

ماشاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کو ہر معاملے کے وقت اُس کے متعلق شرعی احکام سب سے پہلے مستحضر ہو جاتے ہیں اور ایسی ایسی دقیق جزئیات تک فوراً نظر پہونچ جاتی ہے کہ جن کی طرف آج کل عموماً کسی کو التفات بھی نہیں ہوتا الا ماشاء اللہ۔

(۲۶) حضرت والا کے یہاں داد و دہش علمی و حالی کی تو رات دن ماشاء اللہ تعالیٰ گرم بازاری رہتی ہی ہے داد و دہش مالی وغیر مالی بھی ہمیشہ بفضلہ تعالیٰ بڑے پیمانے پر جاری رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت والا کا ابتداء ہی سے یہ معمول ہے کہ علاوہ صدقات واجبہ کے اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ ہمیشہ مصارف خیر میں بطور صدقات نافلہ کے صرف فرما دیتے ہیں۔ اور جہاں تک احقر کو علم اور اندازہ ہے اس زمانے میں بہت ہی کم ایسے دل گردے کے لوگ ہوں گے جو اپنی آمدنی کا اتنا بڑا حصہ مستمراً صدقات نافلہ میں صرف کر دیتے ہوں۔

ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حضرت والا کے اس معمول کا احقر کو علم اس طرح ہوا کہ جب احقر بعد ترک ڈپٹی کلکٹری ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہوا تو چونکہ دَوروں کے لئے سرکاری خیمہ نہیں ملتا تھا اس لئے یہ اشکال پیش آیا کہ پھر قیام کہاں کیا جائے کیونکہ کسی پر بیجا بار ڈالنا یا عہدے کے اثر سے کام لینا شرعاً جائز نہ تھا۔ اُس وقت حضرت والا نے احقر کو یہ مسئلہ بتلایا کہ اگر کسی مسافر کے لئے ٹھہرنے کا کوئی اور ٹھکانا نہ ہو تو اُس کو مسجد میں ٹھہرنا جائز ہے اور یہ مشورہ دیا کہ آپ مسجدوں میں ٹھہر جایا کیجئے اور بہت سے بہت یہ کیا کیجئے کہ چلتے وقت مسجد کے مصارف کے لئے کچھ دیدیا کیجئے اس صورت میں مسجد کا بھلا بھی ہو جایا کرے گا اور آپ کے قلب پر مسجد کے احسان کا بار بھی نہ ہوا کرے گی۔ اھ

پھر فرمایا کہ اس قسم کے صدقات نافلہ کے لئے اپنی تنخواہ کا کچھ حصہ مثلاً فی روپیہ ایک پیسہ دو پیسہ آنہ دو آنہ چار آنہ جتنا بھی بے تکلف نکال سکیں ایک معین مقدار مقرر کر لیجئے تاکہ ایسے مواقع پر نفس کشاکشی نہ کرے بلکہ ایسے مواقع کا منتظر رہا کرے کیونکہ جب ایک رقم مصارف خیر ہی کے لئے اپنے پاس جمع ہے تو پھر جائے

Marfat.com

کشاکشی نفس کے سبکدوش ہونے کا طبیعت میں تقاضا ہوگا اور خود ہی مصارف خیر کی فکر اور تلاش رہا کرے گی بس رقم معین کرتے وقت تو ایک بار نفس کشاکشی کرے گا پھر ہر ہر موقع پر کشاکشی سے نجات ہو جائے گی اور جب کسی مصرف خیر میں کچھ دے گا نہایت خوش دلی کے ساتھ دے گا لیکن مقدار معین کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کہے ورنہ نذر ہو جائے گی اور پھر اُس رقم کا مصارف خیر میں صرف کرنا واجب ہو جائے گا۔ صرف دل ہی دل میں سوچ لے کہ میں محض اپنی سہولت کے لئے اور محض انتظاماً اپنی آمدنی کا فلاں حصہ مصارف خیر میں صرف کرنے کے لئے مقرر کئے لیتا ہوں لیکن اپنے ذمہ واجب نہیں کرتا۔ اھ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے بھی شروع ہی سے اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ مصارف خیر کے لئے مقرر کر رکھا ہے جس کی وجہ سے بڑی سہولت رہتی ہے۔ اھ

غرض حضرت والا کے یہاں ہر بات با اصول ہے۔ چنانچہ داد و دہش بھی کیفما اتفق نہیں فرماتے بلکہ اس کے بھی نہایت معقول اصول مقرر فرما رکھے ہیں مثلاً جب کوئی سائل آتا ہے تو اگر دو آنہ دینے کی نیت ہوتی ہے تو یہ فرماتے ہیں کہ دو پیسے دے سکتا ہوں تاکہ اُس کو پھر دو آنہ کی قدر ہو۔ اور جب تک وہ دو پیسے ہی پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کر دیتا کچھ نہیں دیتے بعضے بدون لئے چلے گئے تو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے حاجتمند ہی نہیں ورنہ دو پیسے کو بھی غنیمت سمجھتے کیونکہ دو پیسے قبول کرنے میں کچھ نقصان تو تھا ہی نہیں کچھ نہ کچھ نفع ہی تھا چاہے تھوڑا ہی سہی۔ اھ

ایسے مواقع پر یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ لوگوں سے بھیک مانگنا بھی نہیں آتا اگر تھوڑے تھوڑے پر قناعت کریں تو بہت جمع ہو جائے کیونکہ پیسہ دو پیسہ مانگا جائے تو بہت لوگ دینے کو تیار ہو جائیں زیادہ زیادہ مانگتے ہیں اس لئے پیسہ دو پیسہ دینے کی کسی کو ہمت بھی نہیں ہوتی اور زیادہ دینے کی لوگوں کو عموماً گنجائش نہیں ہوتی۔ اھ

اسی طرح حضرت والا کسی کی مالی اعانت کرنے میں اس کا بہت لحاظ رکھتے ہیں کہ اس کو حرص یا مفت خوری کی عادت نہ پڑنے پائے اور جب وہ اپنی سب تدبیریں ختم کر چکتا ہے اور پھر بھی اُس کو احتیاج باقی رہتی ہے اس وقت اعانت فرماتے ہیں اور وہ بھی داشتہ داشتہ تاکہ ایک ساتھ بےفکری نہ ہو جائے اور جو کچھ ملے اُس کی دل سے قدر ہو چنانچہ جو طالب علم یا ذاکر شاغل طالب اعانت ہوتا ہے اُس سے صاف فرما دیتے ہیں کہ بھائی یہاں تو توکل کا معاملہ ہے میرے پاس کوئی خزانہ تو جمع ہے نہیں۔ اگر کوئی شخص مصارف خیر کے لئے کوئی رقم بھیجدیتا ہے اور وہ میرے اصول کے مطابق ہوتی ہے تو مستحقین پر خرچ کر دیتا ہوں اور تھوڑی تھوڑی سب ہی مستحقین کی خدمت کرتا ہوں اس لئے میری اعانت کے بھروسے نہ رہو تم بھی روٹیوں کیلئے کسی مسجد کی مؤذنی وغیرہ کی تلاش میں رہو میں بھی خیال رکھوں گا اھ۔ غرض اُس کو بےفکر نہیں رہنے دیتے کیونکہ

Marfat.com

بے فکری سے نفس کے اندر بہت سے رذائل پیدا ہو جاتے ہیں لیکن خود ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ بقدر حاجت اُس کے پاس پہونچتا رہے چنانچہ اگر وہ کبھی کچھ قرض مانگتا ہے تو اُس مقدار سے کسی قدر کم دے کر فرما دیتے ہیں کہ یہ ہبہ ہے اس کے ادا کرنے کی فکر نہ کرنا پھر بعد کو کسی موقعہ پر کمی کو بھی اسی طرح پورا فرما دیتے ہیں ۔

غرض بہت سی مصالح کی بنا پر حضرت والا کا یہ معمول ہے کہ طالب اعانت کی درخواست کو فوراً پورا نہیں فرماتے کسی قدر فکر میں ڈالنے کے بعد پورا فرماتے ہیں ۔

اکثر معاملات میں حضرت والا کا یہی طرز ہے کہ شفقت تو سب کے ساتھ انتہا درجہ کی ہے لیکن اُس کو اہل معاملہ پر پوری طرح ظاہر نہیں ہونے دیتے بقول احقر ے

نگاہِ مست او بیگانہ وار است	مگر در دیدہ بر ہر مے گسار است

حقیقی صدق و اخلاص اور اصلی شفقت و محبت یہی ہے کیونکہ اس میں ہزار مصالح ہیں ۔ باپ کی سی عاقلانہ شفقت ہے ماں کی سی والہانہ محبت نہیں ۔ خود فرمایا کہ میں ظاہری توجہ کو تو سب کے ساتھ ... رکھتا ہوں تاکہ نہ تو کسی کا دماغ خراب ہو نہ دوسروں کی دل شکنی ہو نہ کسی کو کسی پر حسد ہو یہاں تک کہ بعض خاص عزیز ہیں جن سے مجھ کو بہت زیادہ تعلق ہے لیکن میں اپنے برتاؤ سے اُن پر بھی کبھی اپنے اتنے زیادہ تعلق کو ظاہر نہیں ہونے دیتا اور اسی لئے وہ میرے ساتھ بہت زیادہ ادب و عظمت کا معاملہ کرتے ہیں حالانکہ اُن کے ساتھ میرے قلب کو بہت بے تکلفی کا تعلق ہے ۔ اھ

حضرت والا اپنے اس طرز میں بدنامی کی بھی مطلق پرواہ نہیں فرماتے مصالح کے مقابلہ میں رد و قبول خلق یا رسمی لحاظ و مروت کا ذرہ برابر خیال نہ کرنے والا حضرت والا کے برابر کہیں دیکھنے میں نہیں آیا ۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء عملی کامل ایسی ہی ذات ہو سکتی ہے ۔ غرض حضرت والا عقل کو ہمیشہ اپنی طبیعت پر غالب رکھتے ہیں ۔ اور اسی طرح دین کو عقل پر اور یہ وہی کر سکتا ہے جو بڑا صاحب تمکین اور بوا حال ہو ۔

حضرت والا کی خدمت میں وقتاً فوقتاً رقمیں مصارف خیر کے لئے آتی رہتی ہیں جن کو نہایت ... و اہتمام کے ساتھ صرف فرمایا جاتا ہے لیکن اس خدمت کو قبول جب ہی فرماتے ہیں جب رقم بھیجنے والوں کی ... اصول صحیحہ اور قواعد شرعیہ کے بالکل مطابق درخواست کی جاوے اور نہایت متعلقات کے ساتھ ... ہیں جس کی چند مثالیں اپنے موقعہ پر باب ارشاد و افاضہ باطنی کے ...

اگر کوئی کسی رقم مصارف خیر کے لئے ... سب ...

ہیں لیکن اگر کوئی خود ... طلب کرتا ہے تو ...

اطمینان نہیں ... خدمت ... کیوں ...

Marfat.com

جس اہتمام خاص سے حضرت والا رقوم موصولہ کو ان کے مصارف میں صرف فرماتے ہیں ایسا کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس اہتمام میں اپنا بہت وقت بھی صرف فرماتے ہیں اور بہت تعب بھی برداشت فرماتے ہیں کہیں مستحقین کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں کہیں تخمینے لگائے جا رہے ہیں کہیں تقسیم کے لئے نظام عمل تجویز فرمائے جا رہے ہیں کہیں کارہائے خیر کی تعیین کے متعلق تحقیق فرمائی جا رہی ہے لیکن بلا اظہار نام معطی تاکہ لوگ اس کو جا جا کے تنگ نہ کریں۔ غرض مجال ہے کہ کوئی بے عنوانی یا بدانتظامی یا بے اصولی ہونے پائے کیونکہ جو خدمت حضرت والا اپنے ذمہ لے لیتے ہیں پھر اس کا پورا پورا حق ادا فرماتے ہیں اور حضرت والا کے ہاتھوں بڑے بڑے کام اس سکون اور حسن انتظام کے ساتھ انجام پاتے ہیں کہ نہ کوئی ہلچل نظر آتی ہے نہ ضروریات روزمرہ میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے نہ کسی قسم کی کوئی گڑبڑ ہونے پاتی ہے۔

خود حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ جو علمی کام اور جگہ بڑے بڑے محکموں کے ذریعے سے اور ہزاروں روپیوں میں ہو سکتے وہ یہاں بفضلہ تعالیٰ چند غرباء کے ذریعے سے اور تھوڑے سرمایہ میں ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔

حضرت والا کی خدمت میں بعض اہل خیر ایسی رقمیں بھی بھیجتے رہتے ہیں جن کے متعلق وہ حضرت والا کو اختیار دیدیتے ہیں کہ جن مصارف خیر میں چاہیں صرف فرما دیں۔ حضرت والا نے ایسی رقموں میں سے علاوہ دیگر ضروری کارہائے خیر کے بعض مساکین مستحقین کو ماہوار بطور تنخواہ کے بھی مقرر فرما رکھا ہے جس کا آج کل اوسط تیس روپیہ ماہوار ہے لیکن بہت سی مصلحتوں کی بنا پر ان مساکین کے ذمہ یہ رکھا ہے کہ وہ ہر مہینہ یاد دلایا کریں باہر والے بذریعہ ڈاک کے اور مقامی بذریعہ پرچہ کے۔

حضرت والا کا کئی سال سے یہ بھی معمول ہے کہ اختیاری رقوم میں سے بشرط گنجائش کتابیں خرید کر مدارس دیوبند و سہارنپور میں بھجوا دیتے ہیں اور اکثر اعلاء السنن کے نسخے خرید فرما کر بھجواتے ہیں تاکہ اس مفید کتاب کی اشاعت بھی ہو جائے۔

(۷۴) جب حضرت والا درس و تدریس میں مشغول تھے تو اس میں یہ معمول تھا کہ طالب علموں کا وقت غیر متعلق مباحث کی تقریروں میں ضائع نہ فرماتے تھے جیسی کہ اکثر مدرسین کی آجکل عام عادت ہے بلکہ کتاب کا صرف نفس مطلب کے حل کی طرف توجہ فرماتے تھے البتہ شاذ و نادر کسی خاص تحقیق کی تقریر فرما دینا اور بات ہے۔ اگر کوئی شاگرد حضرت والا کی کسی تقریر پر کوئی معقول اشکال کرتا تو بخلاف عام عادت مدرسین اپنی بات نہ بناتے بلکہ فوراً تسلیم فرما لیتے اسی طرح اگر کوئی شاگرد مصنف کی کسی عبارت پر کوئی معقول اعتراض کرتا تب بھی بجائے مصنف کی خواہ مخواہ حمایت کرنے کے جیسا کہ مدرسین کا دستور ہے فوراً فرما دیتے کہ یہاں مصنف سے غلطی ہو گئی ہے۔

اس طرز عمل سے طلباء کا وقت بھی ضائع نہ جاتا اور بہت جلد جلد کتابیں ختم ہوتیں۔ اور اس اعتراف سے یہ بھی مقصود ہوتا تھا کہ طلباء کو بھی یہی عادت ہو جائے۔ حضرت والا نے اپنے اس معمول کو بیان فرما کر فرمایا کہ یہ معمول

Marfat.com

مدرسین کے بہت کام کا ہے اُن کو چاہئے کہ اس کو اپنا دستور العمل بنالیں ۔

اسی طرح حضرت والا کا معمول تھا کہ سبق شروع کرانے کے قبل اُس کی ایک سہل اور جامع تقریر فرما دیتے اور ضرورت کے مواقع پر مثالیں دے دے کر اُس کے مضامین کو پہلے ہی سے اچھی طرح ذہن نشین کرا دیتے ۔ پھر عبارت کتاب کو اُس پر منطبق فرما دیتے ۔ یہ تو مدرسین کے نفع کے دستور العمل ہیں اور طلباء کے نفع کے لئے یہ فرمایا کرتے ہیں کہ بس تین چیزوں کا التزام کرلیں پھر چاہے کچھ یاد رہے یا نہ رہے میں ٹھیکہ لیتا ہوں کہ استعداد علمی ضرور پیدا ہو جائے گی اول تو سبق کا مطالعہ کریں پھر اُستاد سے سمجھ کر پڑھ لیں پھر ایک مرتبہ اپنی زبان سے اس کی تقریر کرلیں اور ایک چوتھی بات درجہ استحسان میں ہے وہ یہ کہ آموختہ بھی بالالتزام کرتے رہا کریں ۔ بس پھر رٹنے کی ضرورت نہ محنت کرنے کی الخ اس ارشاد کو مفصلاً شاید باب درس و تدریس میں یا اور کہیں لکھا جا چکا ہے ۔

(۲۸) حضرت والا کو تعارف وغیرہ کی گفتگو کرنے میں نو واردین کی طرف سے بہت اذیتیں پہنچتی تھیں جس سے جانبین کو کلفت ہوتی تھی بالخصوص حضرت والا کو اب ضعف پیری میں اس اذیت کا تحمل بھی دشوار ہو گیا تھا اور صحت پر بُرا اثر پڑنے لگا تھا حضرت والا کے اعزّہ اور خدّام نے اس پر زور دیا کہ ایک بوّاب یعنی دربان مقرر کیا جائے جس کے واسطہ سے گفتگو فرمائی جایا کرے ۔ حضرت والا نے اس میں ایک شان مخدومیت ہونے کی وجہ سے اس کی مخالفت کی لیکن جب مصالح کی بنا پر بار بار باادب عرض کیا گیا تو بادل ناخواستہ منظور فرما لیا ۔ اب جو نیا آنے والا آتا ہے وہ پہلے بذریعہ بوّاب کے اپنا ضروری تعارف کراتا ہے اور جب سب ابتدائی مراحل طے ہو جاتے ہیں اُس وقت حاضری خدمت کی اجازت ہو جاتی ہے اس میں جانبین کو بڑی سہولت اور راحت ہو گئی ۔ فالحمد للہ الوہّاب علی تقرر البوّاب ۔

شروع شروع میں تو حضرت والا کو اس انتظام سے بڑی وحشت رہی لیکن جب اسکی تائیدات حدیث سے یاد آگئیں تو عقلی ناگواری زائل ہو گئی گو خلاف عادت ہونے کی وجہ سے طبعاً کسی قدر گرانی اب بھی ہے ۔

اس جگہ بوّاب کے متعلق جس کا ایک لقب حاجب بھی ہے مسئلے کی مختصر تحقیق مناسب معلوم ہوتی ہے وہ یہ تحقیق ہے کہ کسی معتد بہا ضرورت یا مصلحت سے مثلاً واردین کی اطلاع و استیذان اور ان کی کوئی بات پہونچا دینے کے لئے عارضی یا مستقل طور پر بوّاب کا انتظام جائز ہے تاکہ [illegible] رہے ۔ یہ جواز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی اور [illegible] سے بھی ثابت ہے روایات ذیل ملاحظہ ہوں ۔

(۱) عن ابن عباس عن عمر فی حدیث طویل قال قال خلت علی حفصة وھی تبکی فقلت اطلقکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت لا ادری ہو ذا معتزل فی ھذہ المشربة فاتیت

غلاماله اسود فقلت استاذن لعمرالی قوله فاذا الغلام یدعونی فقال ادخل فقد اذن لک فدخلت فسلمت علی رسول الله صلی الله علیہ وسلم آلخ وفی بعض الروایات قول عمر یارباح استاذن لی الی قوله وانه اذن له عند ذلک آلخ (جمع الفوائد عن الشیخین والترمذی والنسائی تفسیر سورۃ الطلاق)

(۲) عن ابی موسیٰ فی حدیث طویل فجلست عند الباب فقلت لاکونن بواب النبی صلی الله علیہ وسلم الیوم فجاء ابوبکر فدفع الباب فقلت من هذا فقال ابوبکر فقلت علی رسلک ثم ذهبت فقلت یارسول الله هذا ابوبکر یستاذن فقال ائذن له وفیه ثم جاء عمر ثم جاء عثمان وفی روایۃ قلت لاکونن الیوم بواب النبی صلی الله علیہ وسلم ولم یأمرنی وفی اُخری انه صلی الله علیہ وسلم دخل حائطا وامرنی بحفظ باب الحائط (جمع الفوائد عن الشیخین والترمذی باب فضائل الصحابۃ المشترکۃ)

(۳) عن مالک بن اوس فی حدیث طویل قال بینما انا جالس عنده رای عند عمرؓ اتاه حاجبه یرفا فقال هل لک فی عثمان وعبد الرحمن بن عوف والزبیر وسعد بن ابی وقاص یستأذنون قال نعم فدخلوا فسلموا وجلسوا ثم جلس یرفا یسیرا ثم قال هل لک فی علی وعباس قال نعم فاذن لهما فدخلا وجلسا آلخ (بخاری کتاب الجهاد باب فرض الخمس)

قال الکرمانی یرفا بفتح التحتیۃ وسکون الراء وفتح الفاء مهموزا وغیر مهموز هو علم حاجب عمرؓ وقال ابن حجر و یرفا هذا کان من موالی عمر ادرک الجاهلیۃ ولا یعرف له صحبۃ وحج مع عمر فی خلافۃ ابی بکرؓ

دیکھئے آپ کے بڑے بڑے صحابہ کرام خاص وقت میں بدون توسط بواب کے رسائی نہیں ہوئی۔ اور حدیث ثانی میں حضرت ابوموسیٰؓ کے ان دونوں قول میں لم یأمرنی اور امرنی میں تعارض کا شبہ نہ کیا جائے تطبیق یہ ہے کہ شروع میں تو اپنی رائے میں بیٹھ گئے اس کے بعد آپ کی بھی اجازت ہو گئی۔ اور حضرت انسؓ کی ایک حدیث میں ایک مصیبت زدہ عورت کے قصہ میں جو آیا ہے فاتت بابه فلم تجد علی بابه بوابین (کما فی جمع الفوائد عن الشیخین وابی داؤد والترمذی باب الصبر علی النوائب) تو نفی مستلزم نہی کو نہیں اس کا مدلول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثری عادت کا بیان ہے اور فعلاً ثبوت کسی خاص وقت میں کسی خاص عارض کے اقتضاء پر محمول ہے فلم یتعارضا البتہ اگر تجبر و تکبر و ترفع و تصنع و تکلف و تصلف کے قصد سے ہو اس کے مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں وہذا واللہ اعلم فتدبر۔

(۴۹) اگر کسی کپڑے یا انگلی وغیرہ پر سیاہی وغیرہ کا کوئی ذرا سا بھی داغ دھبہ پڑ جاتا ہے تو حضرت والا کو وہ اس قدر بدنما معلوم ہوتا ہے کہ اس کو فوراً خاص اہتمام کے ساتھ دھوتے ہیں۔ اسی طرح جس زمانہ میں زکام ہوتا ہے رومال کے ایک گوشہ میں گرہ لگا لیتے ہیں اور جب ضرورت ہوتی ہے اُسی طرف کے گوشے سے

ناک صاف فرماتے رہتے ہیں تاکہ کل رومال آلودہ نہ ہو اور جو گوشہ آلودہ ہوا ہے بس وہی آسانی کے ساتھ دھو لیا جائے۔ پلاؤ وغیرہ اس طرح تناول فرماتے ہیں کہ بچے ہوئے کے کنارے ہموار رہیں اور جس طرف سے تناول فرمایا ہے وہ حصہ برتن کا بالکل صاف ستھرا ہوتا کہ اگر کوئی بچے ہوئے کو کھائے تو اس کو گھن نہ آئے۔ ایک بار فرمایا کہ مجھ کو تناسب اور ترتیب کا اتنا اہتمام ہے کہ استنجے کے ڈھیلوں میں بھی جو سب سے بڑا ہوتا ہے پہلے اُس کو استعمال کرتا ہوں پھر اُس سے چھوٹا پھر اُس سے چھوٹا اھ

اگر کوئی آبخورے میں بہت سا پانی بھر کر لاتا ہے تو جب اُس کو کم کرا دیتے ہیں تب پیتے ہیں وہ ایسی وحشت ہوتی ہے کہ تھوڑا بھی نہیں پیا جاتا کسی کا جھوٹا کھانا نہیں کھا سکتے جھوٹا پانی نہیں پی سکتے۔ البتہ ساتھ کھانے میں انقباض نہیں ہوتا۔

اگر کسی سواری میں حضرت والا کی بائیں طرف جس طرف قلب ہوتا ہے کوئی بیٹھا ہو تو گرانی ہوتی ہے۔ گھر میں تاکید فرما رکھی ہے کہ کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کے لئے جو لوٹے میں پانی بھر کر رکھا جائے تو صرف نصف لوٹا بھرا جائے تاکہ اُس کے اُٹھانے میں خواہ مخواہ تکلف نہ ہو۔ آسانی سے ہاتھ دھوئے جا سکیں۔ جس کمرے میں کوئی تیز خوشبودار چیز رکھی ہو مثلاً امرود وغیرہ تو وہاں حضرت والا کو نیند نہیں آتی۔ غرض لطافت مزاج میں حضرت والا گویا اپنے وقت کے حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۳۰) حضرت والا نے نمازوں کے اوقات کا ایسا نفیس انتظام فرما رکھا ہے کہ سبحان اللہ بڑے اہتمام کے ساتھ دھوپ گھڑی کے حساب سے نقشہ تبدیل اوقات بنا رکھا ہے اور اُس کو چھپوا بھی لیا ہے ایک روز قبل نماز کی تبدیل اوقات کا اعلان بذریعہ مؤذن کرا دیا جاتا ہے اور مسجد میں بھی موجود، اوقات نماز کا ایک نقشہ ہر وقت آویزاں رہتا ہے۔ گھڑی جلد جلد دھوپ گھڑی سے ملائی جاتی ہے تاکہ زیادہ تفاوت نہ ہونے پائے

عیدین کی نمازوں کے وقت کا اعلان کچھ دن قبل آویزاں کرا دیا جاتا ہے بالخصوص جمعہ پیشین کے دن تاکہ دیہات سے آنے والوں کو بھی وقت کا علم ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا وقت قصبہ کی عیدگاہ کے وقت سے بہت مقدم ہوتا ہے تاکہ یہاں کی جماعت میں کم پہنچ سکیں اور وہاں کی جماعت میں زیادہ ... مجمع بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ نماز عید الضحیٰ میں تعجیل مستحب ہے اور نماز عید الفطر ... ان دونوں نمازوں کے اوقات میں بھی فرق رکھا ہے یعنی عید الضحیٰ کی نماز ... بعد ہوتی ہے اور عید الفطر کی دو گھنٹہ بعد

تنبیہ

معمولات متذکرہ بالا صرف وہ ہیں جو عادت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اس لئے بیان کئے

Marfat.com

کہ اُن کا اتباع ہو سکتا ہے اب ممکن ہے کہ بعض ناظرین کو حضرت والا کے اُن معمولات کا بھی انتظار ہو جن کا تعلق عبادت سے ہے۔ اس لئے ایسے معمولات کے متعلق حضرت والا کا ایک ملفوظ ذیل میں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جو نہایت کارآمد اور ایک نہایت مفید تحقیق پر مشتمل ہے۔

ایک اہل علم نے احقر کو لکھا کہ حضرت والا کے جو معمولات رمضان شریف میں ہوں وہ احقر حضرتِ والا سے پوچھ کر انھیں لکھ بھیجے۔ حضرت والا کے حضور میں جب احقر نے صاحب ممدوح کی یہ درخواست پیش کی تو فرمایا کہ اول تو معمولات بزرگوں کے ہوتے ہیں میں تو ایک طالب علم آدمی ہوں بجز اوراق سیاہ کرنے کے میرے معمولات ہی کیا ہوتے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی صاحب معمولات بھی ہو تو اُس کے معمولات کی تفتیش اس لئے بھی عبث ہے کہ اتباع امتی کے افعال کا نہیں ہوتا صرف انبیاء علیہم السلام کے افعال کا ہوتا ہے یا جس کے افعال کے اتباع کا سنت میں امر وارد ہوا ہو جیسے حضرات خلفاء راشدین یا اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثلاً۔ غرض باستثناء مذکور غیر نبی کی تعلیمات قولیہ کا اتباع ہوتا ہے نہ کہ اُس کے معمولات فعلیہ کا کیونکہ ممکن بلکہ غالب ہے کہ اُس کے معمولات فعلیہ اُس کی خصوصیات میں سے ہوں اور وہ اتباع کرنے والے کے مناسب حال نہ ہوں مثلاً اگر اُن کی مقدار زیادہ اور متبع کے تحمل سے باہر ہوئی تو اُس کو وہ مضر ہوں گے اسی طرح اگر کسی صاحب معمولات کے معمولات اُس کی خصوصیت حال کی وجہ سے کم ہوئے تب بھی اُن کا اتباع دوسروں کو مضر ہوگا کیونکہ مثلاً کتابوں میں لکھا ہے کہ ابدال کی نماز بہت مختصر ہوتی ہے مگر بلا نقص اور اُن کے ظاہری اعمال نافلہ بھی بہت کم ہوتے ہیں تو جو اس درجہ کا نہ ہوگا اُس کے لئے کمی معمولات مضر ہوگی۔

بہر حال کسی کے معمولات فعلیہ کا اتباع نہیں چاہئے اور جب اتباع نہیں کرنا تو پھر پوچھنا بھی ایک فعل عبث ہے بلکہ اس تفتیش میں صاحب معمولات کے انقباض کا احتمال ہے کیونکہ ممکن ہے وہ اپنی بعض عبادات کو اوروں سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو۔ اس لئے تفتیش نہیں چاہئے اتفاق سے علم ہو جائے تو اور بات ہے لیکن اُس صورت میں بھی بلا پوچھے اُن پر عمل ہرگز نہ کرے البتہ انبیاء کے اقوال و افعال سب متبوع ہیں تاوقتیکہ کوئی تخصیص کی دلیل قائم نہ ہو۔ اھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ہفتدہم

"اصلاح معاشرت"

تمہید

منجملہ شعب دینیہ کے ایک نہایت ضروری شعبہ ادب معاشرت بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کو آج کل عوام تو عوام اکثر خواص بھی گویا داخل دین ہی نہیں سمجھتے الا ماشاء اللہ۔

حضرت والا نے بحیثیت ایک حکیم الامت اور مجدد الملت ہونے کے اس [illegible] کی اصلاح کی جانب بھی اس درجہ اہتمام اور اس قدر تفصیل کے ساتھ توجہ فرمائی ہے کہ اس امر کی جانب [illegible] سے نہ ہوئی ہوگی۔ چنانچہ ایک بار خود فرمایا کہ مجدد ملت تو خیر کیا لیکن مجدد معاشرت [illegible] کو اصلاح معاشرت کا اس قدر اہتمام ہے کہ بلا خوف لومۃ لائم رات دن لوگوں کو نہایت [illegible] متعلق روک ٹوک فرماتے رہتے ہیں اور کم فہموں کے طعنوں کی مطلق پروا نہیں فرماتے بمصداق [illegible] گفتگو عاشق بکار خویشتن۔

حضرت والا جن جن آداب معاشرت کی تعلیم فرماتے رہتے ہیں وہ احاطہ [illegible] ممکن نہیں کیونکہ بحیثیت ایک مرجع خلائق ہونے کے حضرت والا کو ہر قسم [illegible] سے اور ان کے ساتھ مختلف قسم کے معاملات بکثرت پیش آتے رہتے ہیں [illegible] کے یہاں سب سے مقدم تعلیم اصلاح معاشرت ہی کی ہوتی ہے [illegible] قولی اور عملی تعلیم فرماتے رہتے ہیں جس کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے [illegible]

بھی طبعاً و شرعاً حسنِ معاشرت کا غایت درجہ اہتمام رہتا ہے۔

جیسا کہ باب شانزدہم معمولات' میں عرض کیا گیا مجھ کو اس باب میں بھی زیادہ نہیں لکھنا کیونکہ جو معمولات باب مذکور میں اور دیگر ابواب اشرف السوانح میں مجتمعاً یا متفرقاً لکھے جا چکے ہیں اُن میں سے اکثر و بیشتر کا تعلق اصلاح معاشرت سے بھی ہے حاجت اعادہ نہیں۔ لہذا اس باب میں احقر حضرت والا کی تصنیف لطیف موسومہ آداب المعاشرت سے اُس کی تمہید اور اُس میں سے بعض آداب کے نقل کر دینے پر اکتفا کرتا ہے جس میں بعض آداب متفرقہ بہشتی زیور سے بھی منقول ہیں۔ نیز یہ مشورہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ بہت سے ضروری آداب معاشرت نہایت تفصیل کے ساتھ حسن العزیز جلد اول میں جو احقر کا مرتب کیا ہوا مجموعۂ ملفوظات ہے مذکور ہیں اس کو بھی ملاحظہ فرما لیا جائے تو اس بحث کے متعلق مزید بصیرت حاصل ہو جائے۔

نقل تمہید و بعض آداب از آداب المعاشرت

تمہید

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان (کامل) وہ شخص ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان لوگ محفوظ رہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزا میں سے عوام نے تو صرف دو ہی جز کو داخل دین سمجھا یعنی عقائد و عبادات کو اور علماء ظاہر نے تیسرے جز کو بھی دین اعتقاد کیا یعنی معاملات کو اور مشائخ نے چوتھے جز کو بھی دین قرار دیا یعنی اخلاق باطنی کی اصلاح کو لیکن ایک پانچویں جز کو کہ وہ ادب معاشرت ہے قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الا ماشاء اللہ اکثر نے تو اعتقاداً اور بعض نے عملاً دین سے خارج اور بے تعلق قرار دے رکھا ہے اور اسی وجہ سے اور اجزا کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے لیکن اس جز کا کبھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا اسی لئے علماً و عملاً یہ جز بالکلیہ نسیاً منسیاً[1] ہو چلا ہے اور میرے نزدیک باہمی الفت و اتفاق میں (جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے اور اس وقت عقلاء بھی اس کی بہت کچھ چیخ پکار

---

[1] بھول بھلیاں ۱۲

Marfat.com

کر رہے ہیں) جو کمی ہے اُس کا بڑا سبب یہ سو امعاشرت بھی ہے کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدر و انقباض ہوتا ہے اور وہ رافع ومانع ہے انبساط وانشراح کا جو اعظم مدار ہے الفت باہمدگر کا حالانکہ خود اس خیال کرکہ اس کو دین سے کوئی مس نہیں آیات واحادیث واقوال حکمار دین کے رد کرتے ہیں۔

چنانچہ اُن میں سے بعض بطور نمونہ کے پیش کرتا ہوں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں جگہ کو فراخ کردو تو جگہ کو فراخ کردیا کرو اور جب تم سے کہا جاوے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اور ارشاد ہے کہ دوسرے کے گھر میں (گو وہ مردانہ ہو مگر خاص خلوت گاہ ہو) بے اجازت لیے مت جایا کرو۔ دیکھئے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا کس طرح حکم فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک ساتھ کھانے کے وقت دو دو چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہئے تاوقتیکہ اپنے رفیقوں سے اجازت نہ لے لے۔ دیکھئے اس میں ایک نہایت خفیف امر ہے محض اس وجہ سے کہ یہ تمیزی ہے اور دوسروں کو ناگوار ہو گا ممانعت فرمادی اور حضور ہی کا ارشاد ہے کہ جو شخص لہسن اور پیاز (یعنی خام) کھائے تو ہم سے (یعنی مجمع سے) علیحدہ رہے۔ دیکھئے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہو گی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جاوے۔ اس میں ایسے امر سے ممانعت ہے جس سے دوسرے کے قلب پر تنگی ہو اور ارشاد فرمایا ہے کہ لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جاوے مگر جب تک کہ دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جاویں ہاتھ نہ کھینچے کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو۔ [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرا آدمی شرما جاوے۔

بعضے آدمی طبعی طور پر مجمع میں کسی چیز کے لینے سے شرماتے ہیں اور ان کو گرانی ہوتی [illegible] مجمع میں کوئی چیز مانگی جاوے تو انکار و عذر کرنے سے شرماتے ہیں گو دلی صورت میں لینے کو جی [illegible] دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے [illegible] مجمع میں اس سے مانگے [illegible] میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابرؓ در دولت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا [illegible] انھوں نے عرض کیا میں ہوں آپ نے ناگواری سے فرمایا میں ہوں میں ہوں [illegible] صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے۔ ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے [illegible] میں ڈالنا ہے اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا

لہ بتازہ کرا ہونا ۱۲ ؎ سورۂ مجادلہ ۱۲ ؎ سورۂ نور ۱۲ ؎ متفق علیہ ؎ متفق علیہ ۱۲ ؎ متفق علیہ [illegible]
؎ رواہ ابن ماجہ ۱۲ ؎ متفق علیہ ۱۲

Marfat.com

مگر آپ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپ کو ناگوار ہوتا ہے[1]۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص ادب و تعظیم یا کوئی خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے گو اپنی خواہش ہو۔ مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔

بعضے لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں بزرگوں کو تکلیف دیتے ہیں اور ارشاد ہے کہ (ایسے) دو شخصوں کے درمیان میں (جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں) جا کر بیٹھنا حلال نہیں بدون اُن کے اذن[2] کے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو نہ چاہیئے اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرماتے[3] اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت و وحشت نہ ہو۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو جو شخص جس جگہ پہونچ جاتا وہاں ہی بیٹھ جاتا[4] یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا۔ اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہونچاوے اور حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً[5] اور حضرت انسؓ سے مرفوعاً[6] اور حضرت سعید بن المسیب سے مرسلاً[7] مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے۔ تھوڑا بیٹھ کر جلدی اُٹھ کھڑا ہو۔ اس حدیث میں کس قدر دقیق رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی ادنیٰ گرانی کا سبب بھی نہ بنے کیونکہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے۔ البتہ جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس سے مستثنٰے ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علت بیان[8] فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدوری پیشہ تھے میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا۔ پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش واجب ہے کہ کسی کو کسی سے معمولی اذیت بھی نہ پہونچے اور سنن نسائی[9] میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ شب برات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر سے آہستہ اُٹھے اور اس خیال سے کہ حضرت عائشہ سوتی ہوں گی بے چین نہ ہوں۔ آہستہ نعل مبارک پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے کہ ایسی آواز یا کھٹکا بھی نہ کیا جائے جس سے سونے والا دفعتہً جاگ اُٹھے اور پریشان ہو۔ اور صحیح مسلم میں حضرت مقدادؓ بن اسود سے ایک طویل قصہ میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے

---

[1] ترمذی ۱۲ [2] و [3] ترمذی ۱۲ [4] ابوداؤد [5] رزین ۱۲ [6] و [7] بیہقی ۱۲ [8] ابوداؤد ۱۲ [9] ازجن احادیث کے حوالے متن میں نہیں ہیں وہ سب مشکوٰۃ و تعلیم الدین سے نقل کی ہیں ۱۲ منہ

Marfat.com

اور آپ ہی کے ہاں مقیم تھے۔ بعد عشا آکر لیٹ رہتے۔ حضور اقدس دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ دونوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا (اس لئے) سلام (تو) کرتے کہ شاید جاگتے ہوں اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلی حدیث میں معلوم ہوا تھا اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں۔ روایات فقہیہ میں ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد[لہ] میں مشغول ہو سلام نہ کرنا مصرح ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو منتشر اور دو جانب کرنا شرعاً ناپسند ہے اسی طرح گندہ دہنی کے مرض میں جو شخص مبتلا ہو اُس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہاء نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے۔

ان دلائل میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے یہ دلالت واضحہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت درجہ پہ اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت کوئی حالت دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجے میں بھی کسی قسم کی تکلیف و اذیت یا ثقل و گرانی یا ضیق و تنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت و ناگواری یا تشویش و پریشانی یا توحش یا خلجان کا سبب و موجب نہ ہو اور شارع علیہ السلام نے صرف قول اور اپنے فعل ہی سے اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ خدام کے قلت اعتنا کے موقع پر اُن کو ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور اُن سے کام لے کر بھی بتلایا ہے چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام و بدون استیذان[عہ] داخل ہو گئے آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ اور "السلام علیکم کیا میں حاضر ہوں" کہہ کر پھر آؤ۔ اور حقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس و اساس یہی ایک امر ہے کہ کسی کو کسی سے ایذا و کلفت نہ پہنچے جس کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورۃً خدمت مالی یا جانی ہو یا ادب و تعظیم ہو جو عرف میں حسن خلق سمجھا جاتا ہے مگر اس حالت میں وہ سب سوء خلق میں داخل ہے کیونکہ راحت رسانی خلق سے مقدم ہے خدمت [illegible] خلق سے اور [illegible] کا [illegible] اور گو شعائر ہونے کے مرتبہ میں باب معاشرت [illegible] عبادات فرائض سے [illegible] اس اعتبار سے کہ تقاضا عبادات کے اختلال سے [illegible] اختلال سے دوسروں کا ضرر ہے اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے [illegible]

عہ ترمذی و ابوداؤد

لہ وظیفوں [illegible]
[illegible]

درجے میں اس کو اُن دونوں پر تقدم ہے آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما کو کہ دال ہے حسن معاشرت پر ذکر میں مقدم فرمایا صلوٰۃ و خشیت و اعتدال فی الانفاق و توحید پر جو کہ باب طاعات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض تو محض بعض وجوہ سے ہے لیکن نفل عبادت پر اس کا تقدم من کل الوجوہ ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا ایک تو نماز و روزہ کثرت سے کرتی تھی (یعنی نوافل کیونکہ کثرت اسی میں ہو سکتی ہے) مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا پہونچاتی تھی اور دوسری زیادہ نماز و روزہ نہ کرتی تھی (یعنی صرف ضروریات پر اکتفا کرتی تھی) مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی۔ آپ نے پہلی کو دوزخی اور دوسری کو جنتی فرمایا اور باب معاملات سے گو اس حیثیت مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ اس کے اخلال سے بھی دوسروں کو ضرر پہونچتا ہے مگر ایک دوسری حیثیت سے یہ اس سے بھی اہم ہے وہ یہ کہ گو عوام نہ بھی مگر خواص باب معاملات کو داخل دین سمجھتے ہیں اور باب معاشرت کو بجز اخص الخواص کے بہت خواص بھی داخل دین نہیں سمجھتے اور جو بعض سمجھتے بھی ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتم بالشان اعتقاد نہیں کرتے اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتنا کم کرتے ہیں۔ اور اخلاق باطنی کی اصلاح عبادات مفروضہ کے حکم میں ہے جو تقدم معاشرت علی العبادات کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے۔

غرض اس جزو یعنے باب معاشرت کا سب اجزاء دین سے مقدم و مہتم بالشان ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من کل وجہ ثابت ہو گیا۔ مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص میں سے بھی بعض کا اس کی طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا مگر دوسروں کو خواہ وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض ہے اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ کچھ ضروری آداب معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے۔ تحریراً ضبط کر دیے جائیں گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے مواقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرما دے۔ اور اکثر وعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہوں مگر حسب قول مشہور العلم صید والکتابۃ قید جو بات تحریر میں ہے تقریر میں کہاں۔ اس لئے تحریر ہی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ مگر اتفاق سے دیر ہوتی گئی خدائے تعالیٰ

۱؎ جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل کوئی بات چیت کرتے ہیں تو اچھی بات کہتے ہیں ۱۲ ۲؎ نماز اور خوف خرچ میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۲ ۳؎ فرائض پر مقدم کرنا ۱۲ ۴؎ ترغیب و ترہیب منذری عن احمد و بزار و ابن حبان و حاکم و ابوبکر بن ابی شیبہ ۱۲ ۵؎ اہتمام کے قابل ۱۲ ۶؎ پرواہ ۱۲ ۷؎ علم شکار ہے اور لکھنا اس کی قید ہے ۱۲

13084

Marfat.com

کے علم میں اس کا یہی وقت مقرر تھا۔ الحمد للہ کہ اب اس کی نوبت آئی۔

میں ہر تعلیم کے لئے لفظ ادب کو سرخی قرار دوں گا اور کیفما اتفق[1] جو بات یاد آوے گی یا پیش آوے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا چلا جاؤں گا۔ اگر یہ رسالہ بچوں کو بلکہ بڑوں کو بھی پڑھا دیا جاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لطف جنت کا نصیب ہونے لگے گا جیسا کہا گیا ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

واللہ ولی التوفیق وھو خیر رفیق

آداب

ادب - کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ تم کو قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گرانی کے بھی انکار نہ کرسکیگا اگرچہ یہ مانگنا بطور عاریت یا قرض ہی کے ہو۔ البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گرانی ہی نہ ہوگی یا اگر گرانی ہوئی تو یہ آزادی سے عذر کردے گا تو مضائقہ نہیں اور یہی تفصیل ہے کسی کام بتانے میں کوئی فرمائش کرنے میں کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں۔ اس میں آجکل بہت ہی تساہل ہے۔

ادب - اگر کسی بزرگ کا جوتا اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو کہ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب - بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا۔ سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ادب - کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبراوے اور نہ اس قدر فاصلہ سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلیف ہو۔

ادب - مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے [illegible] بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

ادب - اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کہیں کھانا منظور [illegible] ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی اس کی [illegible] ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو [illegible] تو اس کا یہ سب اہتمام و طعام ضائع ہی گیا۔

[1] [illegible]

ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے۔
ادب۔ اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ جہاں جاوے میزبان سے اطلاع کردے تاکہ اُس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔
ادب۔ کوئی حاجت لے کر کہیں جاوے تو موقع پاکر فوراً اپنی بات کہدے انتظار نہ کراوے یعنے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آئے ہیں جب وہ بے فکر ہوگیا اور موقع بھی نہ رہا۔ اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔
ادب۔ اسی طرح جب بات کرنا ہو سامنے بیٹھ کر بات کرے پشت پر سے بات کرنے میں اُلجھن ہوتی ہے۔
ادب۔ کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہو تو جو شخص اس کو اُٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اُٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے اس کا بہت ہی اہتمام کرے۔
ادب۔ بعض دفعہ کسی ایسے موقعہ پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھتی رہتی۔ سونے یا بیٹھنے کے لئے چارپائی بچھائی جاتی ہے سو جب فارغ ہو جاوے اُس جگہ سے اُٹھا کر کہیں ایک طرف رکھدے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔
ادب۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو نہ حاضرانہ جیسے بعضے آدمی لکھتے میں دیکھتے جاتے ہیں اور نہ غائبانہ۔
ادب۔ اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوئے ہوں اُن کو اُٹھا کر مت دیکھو شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے گو وہ چھپا ہوا کیوں نہ ہو کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔
ادب۔ جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے اور دل اندر سے نہیں چاہتا اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا تو صاحب خانہ کی سبکی ہے پھر خود صاحب خانہ کا اول وہلہ میں تردد بھی مستقل ایذا ہے۔
ادب۔ جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہیئے۔ قرائن پر یا پہلی یاد کے بھروسہ پر ناتمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے کہ مخاطب کو وہ پہلی بات یاد نہ رہی ہو اور غلط سمجھ جاوے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔
ادب۔ بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سن کر شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے سو اس حرکت سے سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آبیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہدے

Marfat.com

اورمشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو ورنہ بہتر یہی ہے کہ اُس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جاوے کہ اُس کو اس کے آنے کی اطلاع نہ ہو ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہوجاتا ہے۔ پھر جب یہ فارغ ہوجاوے پاس آ بیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ سُن لے۔

ادب - جو آدمی تیزی کے ساتھ جارہا ہو رستہ میں اُس کو مصافحہ کے لئے مت روکو کہ شاید اس کا کوئی حرج ہو اسی طرح ایسے وقت میں اس کو ٹھہرا کر کے بات مت کرو۔

ادب - بعضے آدمی مجلس میں پہونچکر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو جسمیں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کرکے آئے ہو اس کے مصافحہ پر کفایت کرو۔ البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ نہیں۔

ادب - بعضے آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ یا تو بالکل سنائی ہی نہ دے یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و اُلجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے۔ بات کے ہر جزو کو بہت صاف کہنا چاہئے۔

ادب - بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہئے اور اگر کچھ شبہ رہے تو متکلم سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہئے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل نہ کرے بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے متکلم کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب - اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلادے تو اس کو پورا کرکے ضرور اطلاع دینا چاہئے اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب - کہیں مہمان جاوے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اُس کے سپرد کرے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب - جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہئے۔

ادب - ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤگے اس نے جواب دیا جب حکم ہو [illegible] مہمل جواب ہے مجھ کو کیا خبر کہ تمھاری کیا حالت ہے کیا مصلحت ہے کس قدر گنجائش وقت [illegible] جواب میں اپنے ارادے سے اطلاع دے اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت اور تفویض [illegible] ارادہ کے اتنا اور کہدے کہ میرا تو ارادہ اس طرح ہے آگے جس طرح حکم [illegible] دوالے پر بار پڑے۔

ادب - ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ [illegible] تعلیم کیا گیا کہ طالب کو [illegible] پیش نہ کرنا چاہئے اگر کوئی شخص [illegible] تو عذر کرے کہ [illegible]

ادب - ایک طالب علم مہمان آئے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھہرے تھے اور اب کی بار یہاں ٹھہرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اب کے تمہارے پاس ٹھہرا ہوں اس لئے کھانا نہیں بھیجا گیا بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا کھانا منگایا گیا اور اُن کو فہمایش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہیئے تھا کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہو اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جاوے۔

ادب - ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ. فرمایا کہ تحکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہیئے یہ بد اخلاقی ہے یوں کہنا چاہیئے - تھوڑا پانی دیجئے گا۔

ادب - اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہے تو نئے آنے والے کو یہ چاہیئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلۂ گفتگو میں مزاحم نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جاوے پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب - کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہیئے۔

ادب - خواہ مخواہ بیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقع پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے - نہیں چاہیئے۔

ادب - جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر جگہ کر کے مسجد وغیرہ میں نہ جانا چاہیئے جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے وہیں آکر دیکھے گا نہ ملے گا پریشان ہوگا ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد۔

ادب - وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مختل کرنا ہے البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہے تو کچھ حرج نہیں۔

ادب - بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہدے - تکلف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب - کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہونچائے جو کچھ کہنا ہو خود بے تکلف کہدے۔

ادب - ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ دینے والے کے سامنے اس رقم کو چندۂ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے - ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو۔

ادب - ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا بعض باتیں بے تمیزی کی بھی کرنے لگا ایک شخص نے اہل مجلس میں سے اشارے سے اس کو روک دیا - اس شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا تم لوگوں کو مرعوب کرتے ہو - میری مجلس کو فرعون کی مجلس بناتے ہو اگر کہا جاوے کہ یہ بے تمیزی کرتا تھا سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے تم کیوں دخل دیتے ہو اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے خوب آزادی سے کہو۔

ادب - اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت کرے تو خود ان سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آئیے

بعض اوقات یاد نہیں رہتا و نیز اپنا کام ان سے لینا خلاف ادب بھی ہے بلکہ اُن سے اجازت لے کر اس متعلق سے خود کہدے اور اس متعلق کو بھی چاہیئے کہ اپنے بزرگ سے پوچھ کر منظور کرے

ادب - ایک شخص نے کچھ آٹا لاکر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا کہ کس واسطے - اس کو واپس کر دیا اور کہدیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہوگے کہ میرے واسطے لائے ہو یا مدرسہ کے لئے اس وقت تک نہ لیا جاوے گا۔

ادب - استنجا خانہ کو جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب کر رہا ہے اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا - جب زیادہ دیر ہوگئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحب پیشاب سے فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں اُس پر ان کو فہمائش کی گئی کہ اب اس جگہ کو محبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے یہاں سے ہٹ کر استنجا خشک کرنا چاہیئے تھا - بعضے لوگ لحاظ کے سبب اس جگہ کے خالی ہونے کے منتظر رہتے ہیں - دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں -

ادب - ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھلاتا ہوا ایک عام گذرگاہ پر ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ حتی الامکان لوگوں کی نظر سے چھپ کر استنجا سکھلانا چاہیئے جس قدر بھی دوری ممکن ہو۔

ادب - مجھ کو مدرسے کی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو میرے ایک دوست کے پاس امانت تھی وہ اسوقت موجود نہ تھے میں نے ان کے بیٹھنے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی خود دیکھنے اٹھا نہ ملی دفعۃً کسی کی نظر پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم صاحب وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے ہیں اور اس کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسے کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کی کتاب کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آئی - دفعتۃً وہ پہچانی گئی تب وہ ملی ان طالب علم صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اول تو ناجائز ہے دوسرے اس [illegible] خرابی ہے کہ تمھاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان رہے ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔

ادب - کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اسکو انجام دیکر اطلاع بھی دینا چاہیئے تاکہ اس کو انتظار نہ رہا ہو۔

ادب - پنکھا جھلنے والوں کو کئی امر کی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا اول یہ کہ پہلے پنکھے کو [illegible] جھاڑ لو کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار بھی لگ [illegible] یا چونا کا یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا [illegible] بااحتیاط اندازے سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے اور نہ اس قدر [illegible] بھی مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو [illegible] نہ ہو مثلاً پنکھا اس کے منہ سے اڑا دیا جاوے یا [illegible] طرح اس کے سامنے [illegible]

Marfat.com

مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو تاکہ لگ نہ جاوے پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ نکالنے لگیں تو پنکھا روک لو مشین کی طرح تار نہ باندھ دو۔

ادب ـ بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گذرتا ہے جس کی کوئی حاجت ان سے متعلق ہو۔ مثلاً دعا کرانا۔ کوئی تعویذ لینا۔ سفارش کرانا۔ مرید ہونا ومثل ذالک سو اس کی بہت احتیاط رکھے ہدیہ تو محض محبت سے ہونا چاہئے جسمیں کوئی غرض نہ ہو اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اسکے ساتھ نہ ملادے بلکہ جب حاجت پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ہدیہ اسواسطے دیا تھا۔ اور جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لئے دیا ہے۔

ادب ـ ایک صاحب نے میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آکر وضو کروں گا لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھ دیا جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا سیدھا مسجد میں چلا گیا مگر مسجد میں پہونچکر اتفاق سے بلاقصد اس لوٹہ پر نظر پڑی اپنی مسواک پہچان کر سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے میں نے تحقیق کیا کس نے رکھا ہے بہت تفتیش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا میں نے اس وقت مجملاً اور نماز پڑھکر مفصلاً ان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں لوٹا بھر کر رکھدیا اور یہ احتمال ہوا کہ شاید وضو ہو چنانچہ وہ تمہارا احتمال واقع میں غلط نکلا اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی بھرا ہوا رکھا رہتا اور کوئی اس کو نہ برت سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہونے کی وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس پر مسواک رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادۃً قرینہ قطعیہ ہے دوسروں کو استعمال سے روکنے کا پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے ایسی چیز کو بلاضرورت محبوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ اسکی وضع ونیت واقف کے خلاف ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہ لوٹے کے متعلق ہوا۔ اب مسواک رہی سو تم نے بلاضرورت اس کو محفوظ جگہ سے ہٹا کر ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھدیا اور چونکہ اس کا انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جاوے کہ بعد فراغ اس کو پھر پہلی جگہ رکھدیا جاوے کیونکہ لوٹہ پر رکھ کر بزعم خود یقین کر لیا گیا کہ فلاں شخص اس کو استعمال بھی کرے گا اور استعمال کر کے اٹھا کر بھی رکھدے گا تو اسلئے اس کو ضیاع کے خطرے میں ڈالدیا تمہاری یہ خدمت اتنے ناجائز امور اور تکلفوں کا سبب ہوئی آئندہ سے کبھی ایسا مت کرو یا اجازت لیکر ایسا کرو یا جسوقت دیکھو کہ وضو کیلئے آمادہ ہے اس وقت مضائقہ نہیں ورنہ بقاعدہ خدمت سے بجائے راحت کے اور الٹی کوفت ہوتی ہے لطیفہ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے جیسے یہ صورۃً خدمت تھی مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمر ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں جانتے جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں جن کو خدمت کرنے والے سمجھ نہ جانا۔

ادب - ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رقعہ میں حاجت کپڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا درخواست کنندہ کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لئے دوسرے کے ہاتھ بھیجدیا اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں قلت ادب ہے کہ باوجود ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض سبب ایک کام نکل آنے کے نہ کہ بسبب خجلت وحیا کے (کہ وہ بھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے) خود آکر استدعا نہیں کی دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجے میں ہوتا ہے۔ دوسرے اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگار سی ٹال دی تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لینا ہے ابھی سے مخدومیت سیکھتے ہو اور یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں پھر اپنے ہاتھ سے دینا چنانچہ چوتھے روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سے لے لی گئی۔

ادب - آج کل کی سفارش جبر واکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے وہ جائز بلکہ ثواب ہے۔

ادب - اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نکالنا مثلاً کسی بڑے آدمی سے اپنی قرابت ہے اور اس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لیجاوے اور قرائن سے معلوم ہو کہ وہ بطیب خاطر اس حاجت میں سعی نہ کریگا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جاوے تو اس طرح سے کام نکالنا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔

ادب - ایک شخص نے تعویذ مانگا اس کو ایک وقت معین پر آنے کو کہدیا وہ دوسرے وقت آیا اور [illegible] اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بلایا تھا میں نے پوچھا کہ بھائی [illegible] کہا تھا تب اس [illegible] بتلایا میں نے کہا کہ اب تو وہ میرا وقت ہے جب [illegible] بلایا تھا اس [illegible] اس نے کسی کام کا عذر کیا میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا ہم کو اس وقت عذر ہے [illegible] کہ ہر وقت ایک ہی کام کے لئے بیٹھا ہوں اپنا کوئی کام [illegible]

ادب - ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعے سے ایک مسئلہ دریافت کیا [illegible] اتفاقاً میں نے دیکھ لیا [illegible] بلا کر دھمکا کر پوچھا کہ چوروں کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

اور اتفاق سے رسی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے یا ٹوٹ جائے تو پنکھا سر میں آکر لگے بلکہ یہ چاہیے کہ رسی بالکل چھوڑ دو تاکہ پنکھا اپنی جگہ آکر مستقر ہو جائے پھر اٹھنے والا خود سنبھل کر اٹھ جاوے۔

ادب۔ مہمان کو چاہیے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو پہونچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے۔ بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آجاتا ہے اس وقت نخرے پھیلاتے ہیں۔

ادب۔ دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا جھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے اور بعض اوقات اس برتن سے جب چمچہ میں لیتے ہیں تو چمچے سے اڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہیے۔

ادب۔ بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنے کارندے کے ہاتھ بھجوایا گیا تاکہ اسکو ڈاک میں چھڑوا دیا جائے اور میں ہی اس کی فرمائش کر آیا تھا کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا راہ میں کارندے نے دیکھا کہ اس وقت ڈاک لیکر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے۔ کارندے صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاکخانہ میں جانے سے کل نکلے گا اس ہرکارہ کو دے دیا کہ آج ہی روانہ ہو جائے گا کیونکہ ہرکارہ ریل کے پوسٹ ماسٹر کو دے دیگا۔ اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس خط بھیجیں گے جب وہ خط نہ آیا تو میں نے تحقیق کیا اس وقت یہ سب قصہ معلوم ہوا میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر فہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کیسے تصرف کیا تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی اور تم کو کیا معلوم کہ میں ڈاکخانہ کے ذریعہ سے بھیجنے کو ہرکارندہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح دیتا تم نے اپنے اجتہاد فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں۔ تم کو دخل دینا کیا ضرور تھا تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہونچا دیتے۔ کارندہ نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

ادب۔ ایک طالب علم بازار میں جانے کی اجازت لینے کے لئے آیا اور کھڑا ہو گیا میں کسی بات میں مشغول تھا تو زیادہ دیر انتظار فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورت تقاضہ کے بار معلوم ہوا۔ میں نے سمجھایا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے تم کو چاہیے تھا کہ جب مشغول دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے۔

ادب۔ ایک مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے قلمدان میں رکھ دیئے اور مجھ کو خبر نہیں کی میں نماز عصر کو اٹھ گیا قلمدان تنہا رکھا رہا نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان منگایا تو اس میں دو روپے دیکھے پوچھا گیا تو کسی قدر توقف کے بعد ان صاحب نے اس کی اطلاع دی میں نے وہ روپے یہ کہکر واپس کر دیئے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور ہے کیا یہی طریقہ ہے دینے کا۔ اول تو ہدیہ دیتے ہیں راحت و مسرت پہونچانے کو اور جبکہ اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوئی تو اس کی غرض ہی فوت ہو گئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تم کو خبر ہوتی نہ مجھ کو۔ تو تم تو اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دو روپے دیئے اور میں اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی لے بھی جاتا اور کسی ہی ہاتھ

Marfat.com

آتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ کس نے دیئے اور کس کو دیئے اور جب معلوم ہوتا تو چند روز امانت رکھنے کا مجھ پر بار ہوتا۔ پھر لقطہ کی مد میں صرف کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے سیدھی بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اسکے ہاتھ میں سپرد کردے اور اگر مجمع سے لحاظ معلوم ہو تو تنہائی میں دیدے۔ اگر تنہائی میسر نہ ہو تو کہدے کہ میں تنہائی میں کچھ کہوں گا پھر تنہائی ہو دیدے اور مہدی الیہ کو مناسب ہے کہ اس ہدیہ کو ظاہر کردے خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانے کے بعد جبکہ اس کے شرمانے کا احتمال ہو۔

ادب - ایک سفر میں بعض لوگ اپنے مکان پر لیجا کر ہدیہ دینے لگے ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے گھر لیجانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے تو غربا یا بلا کر تردد میں پڑیں گے یا نہ بلانے کی ان کو حسرت ہوگی جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرودگاہ پر آکر گفتگو کرو تاکہ میری آزادی میں خلل نہ آوے۔

ادب - ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہونچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر جامع مسجد چلے گئے بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے میں مدرسہ میں چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے اور اسوقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپٹا تھا۔ اول تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی برف کے ساتھ کمبل یا ٹاٹ یا برادہ لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا لیکن جو کام اُن کے کرنے کا تھا انھوں نے اس میں بھی کوتاہی کی یعنی اول تو آتے ہی برف گھر پہونچاتے اگر کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آیا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتے اور اگر آنے کو جی نہ چاہتا تھا تو جب میں آنے لگا تھا اُس وقت مجھ سے اس کی اطلاع کر دیتے میں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹے کے بعد آکر سپرد کیا جو قریب قریب کل کے گھل گیا۔ برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تاکہ اُن کو ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے میں نے کہا ایک تو ایک شخص کی امانت ضائع کی اور جب ضائع ہوگئی اب مجھ کو دینا چاہتے ہو میں بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا اب اس بقیہ کو تم ہی خرچ کرو۔ تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہیے تھا اور اگر لی تھی تو اس کی حق [illegible]

ادب - میں صبح کو صحرا سے مدرسہ میں آیا اور سہ دری میں آکر بیٹھا اور وہاں [illegible] بیٹھ گیا۔ ڈاک لیجانے والا دکھانے کے لئے روانگی کے خطوط لایا میں [illegible] اس نے ٹین کے ٹکڑے میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے سب خط جو کہ سب [illegible] میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہیے۔

ادب - ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جواب طلب لکھے اور اس میں یہ بھی لکھدیا کہ پانچ روپیہ کا منی آرڈر بھیجتا ہوں - اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھ دی جاوے گی - اس میں کئی روز گذر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا - اور دوسرے مضامین کے سبب قلب پر تقاضا جواب کا ہوتا تھا کئی روز یہی کشمکش و انتظار رہا آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اسکی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جواب طلب مضامین لکھنے تھے -

ادب - ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے اور ایک مکتب کی شکایت کی کہ اس کے مہتمم نے میرے لڑکے کو نکال دیا - بندہ نے نرمی سے سمجھا دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں - کہنے لگے میں نے سنا تھا کہ تم اس کے سرپرست ہو میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت دی جاتی ہے - باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں - وہ پھر اس مہتمم کی شکایت کرنے لگے میں نے کہا جس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہو اس سے کیا فائدہ بجز غیبت سنانے کے - تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے وقت پھر کہا کہ اس مہتمم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا چونکہ میں مناسب تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کر کے اُن کو اس شکایت سے منع کر چکا تھا ان کی اس مکرر سہ کرر شکایت سے مجھ کو بہت برہمی ہوئی اور میں نے اُن سے تیزی کے ساتھ باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام تر اہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے خلاف اور محض بے نتیجہ اُنھوں نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں مگر سب لغو - اسی حالت سے ان کو رخصت کیا -

ادب - ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے عشاء کے بعد جس جگہ میں بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا اُدھر کو آنے لگے اور ذرا رُک رُک کر اور مجھ کو دیکھ دیکھ کر آتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے ہیں مگر انتظار اجازت میں رُکتے ہیں - ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے ملانے کا نہیں ہوتا خاصکر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو - پھر جبکہ معلوم ہو کہ کوئی کام نہیں محض مجلس آرائی اور دربارداری ہی غرض ہے جیسا کہ اکثروں کی عادت ہے - پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گزرتا ہے بالخصوص بلا ضرورت - پھر طلب اجازت کی صورت سے تقاضا ہوتا ہے کہ کچھ بولو - یہ سب امور جمع ہو کر ناگواری بڑھی آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے - کہنے لگے کہ میں تو پانی پینے جاتا تھا - اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سے بات بناتے ہیں مگر انھوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا - میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پورا شبہ ہوا - دوسری طرف سے اور بے رُکے ہوئے جانا چاہیے تھا -

ادب - ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے اس نے کہا سو رہا ہے - بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھری میں جاگتا تھا - اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اول تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا

غلطی ہے اور اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخاطب پر اس کے تخمینی ہونے کو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ یوں کہتے کہ شاید سو رہے ہوں اور یہ بھی علی سبیل التنزیل کہا جاتا ہے ورنہ اصل جواب تو یہ تھا کہ معلوم نہیں میں دیکھ کر بتلاؤں گا پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے دوسرے اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور یہی خیال میں رہتا کہ وہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا بے آرام کرنا بدون ضرورت کے بیرحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگاتا اور ممکن ہے کہ اس وقت اس سے کسی ضروری کام میں حرج ہوجاتا گو وہ ضرورت شدت کے درجے تک نہ ہوتی مگر اس حرج کو اسلئے گوارا کرلیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا۔ پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا۔ اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا اور اس راوی پر غصہ آتا تو یہ تمام تر پریشانیاں بدولت اس کے ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہئے۔

مرقومہ ایک طالب علم و اصلاح دادہ مؤلف

ادب - ایک شخص آئے دریافت فرمایا کہ کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہے جواب میں کہا جی کچھ نہیں۔ ویسے ہی ملاقات کے واسطے حاضر ہوا تھا۔ جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض و سنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی۔ فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے یہ وقت تعویذ کا نہیں جب آپ تشریف لائے تھے تو میں نے استفسار کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں اب اس وقت یہ فرمائش کی۔ اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہئے تھا لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں [illegible] بڑی بے ادبی ہے اس کے تو یہ معنی ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے جس وقت چاہیں فرمائش [illegible] ہونا چاہئے۔ اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ مجھ کو اس وقت کتنے کام ہیں ایک تو [illegible] پھر بعضے ذاکرین و شاغلین کو کچھ کہنا ہے اُن کی سننا۔ مہمانوں کو کھانا کھلانا۔ [illegible] سے بالکل ادب و تہذیب [illegible] ہوگیا۔ اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لائیے۔ یاد رکھئے [illegible] کردینا چاہئے بالخصوص پوچھنے پر میں تو ہر شخص سے آنے کے ساتھ ہی دریافت [illegible]

کہہ لے اور اس کا حرج نہ ہو اور نہ میرا حرج ہو اور میں خود اس وجہ سے [illegible]

بعض اشخاص لوجہ شرم و حیا خود نہیں کہہ سکتے مجمع کی وجہ سے [illegible]

بتلا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے میں جب [illegible]

اور جب آدمی کچھ منہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہوسکتی ہے [illegible]

Marfat.com

ادب - بعد مغرب ایک ذاکر شاغل کو جس کی استدعا پر اس کو یہ وقت دیا گیا تھا کچھ تلقین کے واسطے پکارا کیونکہ ذرا دور بیٹھے اُن صاحب نے زبان سے ہاں تک نہ کی بلکہ خود اپنی جگہ سے اٹھ کر روانہ ہوئے جس کی اطلاع نہ ہوئی اسلئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید نہ سنا ہو اتنے میں وہ خود آ گئے استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا - جواب دینے سے داعی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدعو نے سُن لیا اور جواب نہ دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے تیسری دفعہ آواز دے تو دوسرے کو تکلیف محض آپ کی لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے ہوئی کہ آپ سے زبان تک نہ ہلائی گئی - اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا - آج کل علوم کی تعلیم تو ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثل عنقا ہے - اب طبیعت پریشان ہو گئی پھر دوسرا وقت آپکو دیا جائیگا اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا -

ادب - ایک ذاکر نے اثنائے تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی - اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی دوسری بات داخل کر دی سے

سخن را سر است اے خردمند و بُن	میاور سخن در میان سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش	نگوید سخن در میان سخن

آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا آیندہ ایسی حرکت کبھی نہ کرنا اب اٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا - اسوقت تم نے تعلیم کی بے قدری کی ہے -

ادب - گفتگو میں متکلم جس دلیل پر رد یا دعوے کے خلاف ثابت کر چکا ہو تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں مگر بعینہٖ اسی دعوے یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذا پہنچانا ہے اس کا بہت خیال رکھو -

ادب - تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بلا ضرورت بیکار آدمی کا بیٹھنا اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرتا ہے - خاصکر جب اس کے پاس بیٹھ کر اُس کو تکتا بھی رہے اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے -

ادب - بالاخانہ کے بعض پرنالے لب سڑک خاص برسات کے پانی کے لئے ہوتے ہیں دوسرے اوقات میں ان میں پانی چھوڑنا راہگیروں کو تکلیف دینا ہے گو کوئی تمھارے لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال لحاظ رکھنا چاہئے -

خلاصہ ان تمامتر آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول یا فعل یا حال سے دوسرے کی طبیعت پر کوئی بار یا پریشانی یا تنگی نہ ڈالے بس یہی خلاصہ ہے حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدے کو مستحضر کر لے گا وہ زیادہ تفصیل سے مستغنی ہو جائے گا - اسی لئے اس فہرست کو بڑھایا نہیں گیا - البتہ اس قاعدے کے لحاظ کے ساتھ اتنا کام اور کرنا پڑے گا کہ ہر قول و فعل کے قبل ذرا سوچنا ہو گا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہو گی - پھر غلطی بہت کم ہو گی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق ایسا پیدا ہو جاوے گا کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا - یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاوینگے -

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب - اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

ادب - جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سُن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سُن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دوگے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

ادب - کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب - جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔

ادب - کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

ادب - بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے۔ ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دُکھ جاتا رہے گا۔

ادب - اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔

ادب - بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا ہونے نہ دو اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو اپنے ہی کپڑوں کو دھو ڈالو۔

ادب - آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

ادب - مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سا سالن روٹی دسترخوان پر چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب - راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب - پردے کی جگہ کسی کے چھینکنے کی آواز ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے۔

ادب ۔ گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو ۔
ادب ۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لے گا ۔
ادب ۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال مت پوچھو ۔
ادب ۔ کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو خصوص اسکے عزیزوں سے ۔
ادب ۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے مت اٹھاؤ ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ ۔
ادب ۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کہو ۔

تمام ہوئے بعضے آداب بہشتی زیور کے

اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے ۔ اب دو چار آداب ایسے بھی بتلاتا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹے کے ساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے ۔

ادب ۔ بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہئے کہ بات بات پر بگڑا کریں ۔ بات بات پر جھنکا کریں ۔ یقینی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت سی بے تمیزیاں ہوا کریں گی سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو اور ایک بار دو بار نرمی سے سمجھا دو جب اس سے کام نہ چلے تو طبیب کی مصلحت کی نیت سے تندی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں ۔ اگر تم نے بالکل تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت سے ہمیشہ محروم رہو ۔ اور جب خدا تعالیٰ نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جاویں گے یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے ۔ المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی نواھم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم ۔

ادب ۔ جس شخص کی نسبت تم کو قرائن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں ۔

ادب ۔ اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا لحاظ رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے یعنی اس کو زیادہ مت جاگنے دو اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو ۔ ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو ۔

ادب ۔ اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جاوے تو دوسرے وقت اسکا دل خوش کردو اور اگر تم سے واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو ۔ عار مت کرو قیامت میں وہ اور تم برابر ہو گے

ادب - اگر گفتگو میں کسی کی بے تمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو ست کرو کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطہ سے گفتگو کرو تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اسکی بے تمیزی تم پر اثر نہ کرے۔

ادب - اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دبنے لگیں یا وہ دبانے لگے اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات و حکایات تم سے کہنے لگے منع کر دو۔ ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائینگے اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے اسی طرح اگر وہ کسی کا پیام یا سفارش تمہارے پاس لاوے سختی سے منع کر دو تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوشامد نہ کرنے لگیں۔ اس کو نذرانے نہ دینے لگیں یا وہ لوگوں سے فرمائش نہ کرنے لگے۔ خلاصہ یہ کہ تمام لوگوں کا تعلق براہ راست اپنے سے رکھو کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ۔ ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر لو مضائقہ نہیں۔ مگر اس کو لوگوں کے معاملات میں ذرہ برابر دخل نہ دو۔ اسی طرح مہمانوں کا قصہ کسی پر مت چھوڑو۔ خود سب کی دیکھ بھال کرو۔ گو اس میں تم کو تعب زیادہ ہوگا مگر دوسروں کو تو راحت و سہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہوا ہی کرتے ہیں۔ خوب کہا گیا ہے ؎

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی	کانگشت نمائے عالمے خواہد شد

اب ان آداب و قواعد کو ایک بقاعدگی کے قاعدے پر ختم کرتا ہوں وہ یہ کہ ان میں بعض آداب تو عام ہیں۔ ہر حالت اور ہر شخص کے لئے اور بعضے آداب وہ ہیں جن سے بے تکلف مخدوم یا بے تکلف خادم مستثنیٰ بھی ہیں۔ چونکہ اس درجے کی بے تکلفی تک پہونچ جانے کا ادراک وجدانی و ذوقی ہے اس لئے ایسے آداب کی تعیین بھی وجدان و ذوق پر چھوڑتا ہوں اور رسالہ کو اس شعر پر جو کہ ادب تکلف اور ادب بے تکلفی دونوں کے لئے جامع ہے تمام کرتا ہوں ؎

طرق العشق کلہا ادب	ادبوا النفس ایہا الاصحاب

ویوم ختامہ ھو یوم ختام رسالۃ اغلاط العوام بفضل قدر اکثر من ساعۃ و اقل من ساعتین وھو ثامن المحرم سنۃ ۱۳۳۲ھ فی تھانہ بھون۔

اب آخر میں چند متفرق آداب معاشرت بھی جو مختلف ذرائع سے [illegible] سوانح ہذا کے [illegible] کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک صاحب نے حضرت والا سے قیمت آنولہ کا مربہ [illegible] تھا [illegible]

عہ اما للاول فبان یقال فی معناہ ان طرق العشق [illegible]
للثانی فبان یقال فی معناہ ان ماھو [illegible]
ادب فی الظاھر وتلبس [illegible]

ڈھکن رانگ سے جڑا ہوا تھا۔ لانے والے صاحب نے غلطی سے وہ ڈبہ حضرت والا کو اُلٹا دیا یعنی جس رُخ پر ڈھکن تھا وہ نیچے کی جانب تھا۔ حضرت والا نے اُس کو الماری میں اُسی طرح لیجا کر رکھ دیا۔ بعد کو جو دیکھا تو الماری اور فرش کو شیرہ سے آلودہ پایا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈبہ اُلٹا رکھا گیا اور چونکہ رانگ کے جوڑ میں کوئی چھوٹا سا سوراخ رہ گیا تھا اس لئے اُس میں سے شیرہ رس رس کر بہنے لگا۔ فرش اور الماری کو صاف کرنے میں بڑی زحمت ہوئی۔

اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ اول تو لانے والے کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ڈبہ کا کون سا رُخ سیدھا ہے اگر یہ نہ کیا تھا تو کم از کم اُلٹا کر کے تو نہ دیتے۔ پھر فرمایا کہ دیکھئے ذراسی بدنظمی سے اتنی بڑی خرابی ہوگئی۔ ہر کام میں چاہے جتنا چھوٹا ہو نظم کی سخت ضرورت ہے۔ اھ

حضرت والا اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے جو سلطنت گئی ہے وہ بدنظمی ہی کی وجہ سے کیونکہ سلطنت کفر کے ساتھ تو جمع ہو سکتی ہے لیکن بدانتظامی کے ساتھ ہرگز جمع نہیں ہو سکتی۔ اھ

حضرت والا عموماً مسلمانوں کی بدانتظامیاں دیکھ دیکھ کر بہت شکایت اور اظہار افسوس فرمایا کرتے ہیں اور فرمایا کرتے ہیں کہ بوجہ شامت اعمال مسلمانوں کے اندر سے سلطنت کا مادہ ہی نکال لیا گیا ہے۔

(۲) حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ میری نظر ذکر و شغل پر اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ اصلاح اخلاق و معاشرت پر کیونکہ اُن کا تعلق دوسروں سے ہے۔

(۳) اگر کیفیت لکھنا تفاخراً ہو جیسا کہ آج کل عموماً معمول ہے تو حضرت والا اُس پر تنبیہ فرماتے ہیں اور استفسار فرماتے ہیں کہ اس میں بجز تفاخر اور کیا مصلحت ہے؟

(۴) (ماخوذ از اشرف الکمالات ۲۸۱) فرمایا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے فضول کاموں میں غور کرے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ لغو اور فضول کاموں سے ضرور بطور افضاء کے گناہ تک وصول ہو گیا ہے مثلاً مجھے خود یہ واقعہ پیش آتا ہے کہ بعض دفعہ کوئی شخص آکر بلا ضرورت پوچھتا ہے کہ آپ فلاں جگہ کب جاویں گے اس سوال سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے اور مسلمان کے قلب پر گرانی ڈالنا خود معصیت ہے۔ اگر سوال کرنے والا مخلص ہو جب بھی مجھے گرانی ہوتی ہے کہ اس کو ہمارے ذاتی افعال کی تفتیش کا کیا حق ہے۔ غرضیکہ کوئی لغو اور فضول کام ایسا نہیں جس کی سرحد معصیت سے نہ ملی ہو پس لغو اور فضول ابتداءً تو مباح ہے مگر انتہاءً معصیت اھ

(۵) اگر حضرت والا مدرسہ یا مکتب کے کسی طالب علم سے درس کے وقت میں کوئی مختصر اور معمولی اور ضروری کام لیتے ہیں تو اُس سے یہ بھی فرما دیتے ہیں کہ اپنے اُستاد سے اجازت لے کر جانا۔

(۶) اس کی سخت ممانعت ہے کہ کوئی چیز یا کوئی پرچہ اگرچہ کسی عورت ہی کی طرف سے ہو بواسطہ ملازم زنانہ میں پہونچایا جائے بلکہ شوہر کے سامنے پیش کیا جائے وہ جس ذریعہ سے چاہے پہونچا دے یا اگر کسی

Marfat.com

گھر میں شوہر نہ ہو تو کسی محرم مرد کے واسطہ سے پہونچایا جائے اسی طرح جواب بھی بذریعہ شوہر یا محرم آنا چاہئے۔ اسی قسم کے بیشمار آداب معاشرت ہیں جو حضرت والا ارات دن تعلیم فرمایا کرتے ہیں کہاں تک لکھے جاسکتے ہیں فقط

باب ہیزدہم ۱۸

"تصنیف و تالیف"

حضرت والا بعون اللہ تعالیٰ وبفضلہ اس وقت تک چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ کتابوں کے مصنف ہو چکے ہیں جن کی فہرست اس سوانح کے آخر میں قبیل خاتمۃ الکتاب ملحق ہے۔ ایسے کثیر التصانیف حضرات جیسے کہ حضرت والا ہیں قدماء میں ہوا کرتے تھے۔ دین کا کوئی ضروری شعبہ ایسا نہیں جس پر حضرت والا کی تصنیف موجود نہ ہو اور جس کی پوری تحقیق حضرت والا نے نہ فرمادی ہو۔ اور مجدد کا یہی کام ہوتا ہے کہ دین کے ہر ہر جزو میں جو جو خرابیاں لوگوں نے پیدا کر دی ہوں اُن کو دور کر کے دین کو اُس کی اصلی صورت میں جلوہ گر کر دے۔

حضرت والا نے تصوف تفسیر حدیث فقہ علم کلام تجوید سبھی شعب دینیہ کے متعلق کتابیں تصنیف فرمائی ہیں البتہ ان میں سے حدیث کی معتدبہ خدمت بلاواسطہ نہیں فرمائی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت والا نے اس طرف توجہ فرمائی اور چاہا کہ فقہ حنفی کے کل ابواب کے دلائل حدیثوں سے جمع کئے جائیں چنانچہ اسکے متعلق بطور نمونہ ایک عجالہ "جامع الآثار مع حاشیہ تابع الآثار" بھی لکھا تو کچھ دن بعد حضرت والا کو دوسرے کام کرنے والے مل گئے اُن سے اپنی نگرانی میں "اعلاء السنن" جس کے پہلے تتمہ کا نام احیاء السنن ہے لکھوانا شروع فرمادی اور خود اس پر نظر اصلاحی فرماتے رہے چنانچہ اب تک یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ جاری ہے [illegible] کرنے والے نہ ملتے تو اس نہایت مہتم بالشان اور ممتد خدمت کو بھی خود ہی انجام [illegible] حضرت والا اتنی ضروری اور مہتم بالشان کتاب سمجھتے ہیں [illegible] تصنیف فرما چکے ہیں اور ایک مدت دراز سے اس کا سلسلہ جاری فرما رکھا ہے [illegible] فرمایا کرتے ہیں [illegible] کے بعد اور کوئی کام نہ ہو صرف یہی ایک تصنیف تیار ہو جائے تو اس مدرسہ کا بڑا کارنامہ [illegible] اپنی شان کی ایک باکمال تصنیف

Marfat.com

حضرت والا کو تصوف اور تفسیر اور منطق سے خاص مناسبت ہے اور ان فنون میں اعلیٰ درجے کی مہارت ہے بالخصوص تصوف اور تفسیر کی مناسبت کی تو اعلیٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے ابتدا ہی میں خاص طور سے بشارت دے دی تھی جس کا ذکر باب شرف بیعت و استفاضۂ باطنی میں گزر چکا ہے اور جو بفضلہ تعالیٰ بعد کو بالکل سچی ثابت ہوئی۔

حضرت والا کی کسی تصنیف کو لے کر دیکھنا شروع کر دیجئے بس حقائق دینیہ روز روشن کی طرح واضح ہوتے چلے جاتے ہیں اور شرح صدر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت والا جب کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو پھر اس کا کوئی ضروری پہلو نظر انداز نہیں ہونے پاتا اور اس پر نہایت مکمل و مدلل بحث فرماتے ہیں اور مدلل بھی بہ دلائل صحیحہ و قویہ عقلیہ و نقلیہ جس پر پھر کسی اہل فہم و انصاف کو بجز تسلیم کوئی چارہ نہیں ہوتا اور ذرا بھی گنجائش انکار باقی نہیں رہتی اور عنوان بھی ایسا غیر دل آزارانہ اور محبانہ ہوتا ہے کہ مضامین دل میں گھر کرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت والا خود اس کی یہ وجہ فرمایا کرتے ہیں کہ الحمد للہ میری شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ بس سچی ہی سچی باتیں لکھی جائیں اور سچی ہی سچی باتیں میں لکھتا بھی ہوں اسی لئے وہ عموماً دل کو لگ جاتی ہیں کیونکہ حدیث میں ہے الصدق طمانینة والکذب ریبة

حضرت والا کی تصانیف بفضلہ تعالیٰ اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ مصنف کی حیات میں شاید ہی کسی کی تصانیف کو اپنی مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ہو چنانچہ بعض تو ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکی ہیں اور برابر چھاپی جا رہی ہیں اور شرقاً و غرباً ان کا شیوع ہو رہا ہے اور بعض کتابیں تو گھر گھر پائی جاتی ہیں حتیٰ کہ مخالفین کے گھروں میں بھی۔ کہیں مختلف زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں کوئی انتخابات کر رہا ہے کوئی تبویب کر رہا ہے جیسا کہ تفصیل اعتبار اہل علم سے ظاہر ہے جو فہرست تالیفات کے بعد سوانح ہذا کے آخر میں یعنی ضمون خاتمۃ الکتاب" کے بعد متصلاً ملحق ہے۔ بہت سے تو حضرت والا ہی کی تصانیف کی بدولت اچھے خاصے مصنف بن گئے۔ نیز حضرت والا کے کلمات حکمت آیات اس اہتمام سے قلمبند کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں کہ جس کی نظیر صدیوں سے مفقود ہے۔ گویا جو کلمہ زبان فیض ترجمان سے نکلتا ہے وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل سمجھا جاتا ہے مصداق قول احقر ؎

سب نے کر لی حرز جاں وردِ زباں
بات جو نکلی لبِ اعجاز سے

اور واقعی حضرت والا معمولی گفتگو میں بھی اور سرسری طور پر بھی جو بات فرماتے ہیں اس میں بھی علوم و معارف ہوتے ہیں اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتی ہے اور اکثر معمولی گفتگو بھی دین ہی کے متعلق ہوتی ہے یا دین کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہے۔

حضرت والا کی تصانیف کی مقبولیت عامہ کے متعلق خود حضرت والا کا ایک بہت پرانا ارشاد یاد آیا۔

Marfat.com

عرصہ دراز ہوا ایک بار مخالفین کی مخالفانہ کارروائیوں کا ذکر فرما کر احقر سے بہت جوش کے ساتھ فرمایا تھا کہ مخالفین سب اپنی اپنی کوششیں کر لیں آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری کتابیں ایسی پھیلیں گی ایسی پھیلیں گی کہ کسی کے روکے نہ رکیں گی اھ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ اس پر احقر کو اپنے یہ شعر یاد آتے ہیں ؎

خود ہی مٹ جائیں گے سب حق کے مٹانے والے	لاکھ کوشش کریں مٹتا ترا افسانہ نہیں
داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب	لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

حضرت والا کی تصانیف کی مقبولیت عامہ اور نافعیت تامہ کے ہزارہا واقعات وشہادات ہیں جو احاطۂ بیان سے باہر ہیں۔ آئے دن حضرت والا کے پاس نئے نئے طالبین کے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں وہ یہی لکھتے ہیں کہ حضرت والا کی تصانیف سے ہماری بالکل کایا پلٹ ہو گئی۔ بہت سے انگریزی خوانوں کے دہری خیالات کی اصلاح ہو گئی اور وہ پکے مسلمان ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض داخل بیعت وتلقین بھی ہوئے۔ بہت سے فیشن پرست خدا پرست ہو کر سر سے پاؤں تک ملائی وضع میں رہنے لگے۔ بہت سے اہل بدعات ورسوم نے اپنے آبائی طریق کو چھوڑ دیا اور اپنے خویش واقارب کی بھی کچھ پروا نہ کی بلکہ بہتیروں نے اپنے سابق پیروں تک کو چھوڑ دیا اور حضرت والا سے رجوع کیا۔ بہت مرتبہ خود احقر کو اس کے مشاہدہ کا اتفاق ہوا کہ غیر مسلم اور فرق باطلہ کے لوگ بھی حضرت والا کے مضامین سن کر عش عش کرنے لگے اور نہایت شوق کے ساتھ کتابیں مانگ مانگ کر بغرض مطالعہ لیجانے لگے اور الفضل ما شہدت بہ الاعداء کا ظہور ہوا۔

ایک غالی بدعتی مولوی صاحب نے جو حضرت والا کے سخت مخالف تھے حضرت والا کا مضمون [illegible] سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے متعلق ایک رسالہ میں دیکھ کر قبل حضرت والا کا نام [illegible] بہت تعریفیں کیں کہ یہ تو کسی بڑے عاشق رسول اور بڑے محقق کا لکھا ہوا ہے لیکن جب حضرت والا کا لکھا ہوا بتایا گیا تو چپ رہ گئے۔ بعض گمراہ صوفی جو نماز پڑھنے کو بھی نعوذ باللہ [illegible] سمجھتے تھے حضرت والا کا رسالہ روح الارواح پڑھ کر نماز پڑھنے لگے۔ مقصود موا [illegible] القلب [illegible] بہت متاثر ہوتے ہوئے احقر نے خود مشاہدہ کیا ہے اور مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ غیر مسلموں [illegible]۔

ایک دنیا دار وا خطاء صاحب نے حضرت والا کے دربار [illegible] اپنی [illegible] کہا کرتے میری تو روٹیوں کا سہارا ہو گیا [illegible] ہیں کہ بڑا عالم ہے حضرت والا کے رسائل [illegible] حضرت والا کی تفسیر بیان القرآن تو [illegible] والا [illegible] عالموں اور قرآنوں میں پھیلایا [illegible] حضرت [illegible]

فرمایا کرتے تھے کہ بیان القرآن دیکھ کر تو مجھے اُردو کتابوں کے پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا ورنہ میں سمجھتا تھا کہ اردو کی کتابوں میں علوم عالیہ کہاں - ایک اہل فضل کلام مجید کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں اور اُن کے پیش نظر متقدمین ومتاخرین سب کی تفاسیر رہتی ہیں وہ تفسیر بیان القرآن کی بار بار انتہا درجے کی تعریفیں لکھ لکھ کر بھیجا کرتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں کہ جتنی اس سے مجھ کو مدد مل رہی ہے کسی تفسیر سے نہیں ملی -

غرض حضرت والا کی تصانیف کی مقبولیت عامہ اور نافعیت تامہ مسلم ومشہور زمانہ ہے اور اگر کسی کو دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو تو وہ اب دیکھ کر اس کی تصدیق کرے - میں تو اس اشرف السوانح کو مرتب کرنے کے دوران میں اسکا بخوبی تجربہ کر چکا ہوں کہ اگر اتفاق سے بھی حضرت والا کی کوئی تحریر کسی قسم کی بھی نظر سے گزرگئی ہے تو اس میں حقائق ومعارف کے جواہرات انبار کے انبار بھرے ہوئے پائے ہیں - اور میں تو نہایت وثوق کے ساتھ بہانگ دہل کہتا ہوں کہ غور وفہم وانصاف سے جو شخص بھی حضرت والا کی تصانیف کو مطالعہ میں لائے گا اُس کو بھی ہر تصنیف میں بس یہی منظر نظر آئے گا اور وہ بھی میرا ہمنوا بن جائے گا بقول احقر ؎

جو غور سے خطِ شوق آنجناب دیکھیں گے	تو لفظ لفظ میں مضمر کتاب دیکھیں گے

لیکن افسوس تو یہی ہے کہ لوگ یا تو مال ودولت کی ہوس میں یا عناد وحسد کی بلا میں یا اپنے علم وتجربے کے ناز میں یا اخبار بینی اور ناول بینی کے شوق میں ایسے مبتلا ہیں کہ اُنھیں ان بے بہا کتابوں کے دیکھنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ بقول شخصے ؎

افسوس قدر دان نہیں ہیں کمال کے	کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تحصیل دین کا شوق عطا فرمائے اور حضرت والا کی تصانیف سے مستفید ہونے کی کماحقہٗ توفیق بخشے آمین ثم آمین -

یوں تو حضرت والا کی ہر تصنیف بےحد نافع اور ضروری ہے لیکن چند کتابیں اپنی خصوصیات میں خاص امتیازی شان رکھتی ہیں مثلاً تفسیر بیان القرآن - کلید مثنوی - قصد السبیل - تربیت السالک - اصلاح انقلاب - حیات المسلمین - الانتباہات المفیدہ - احکام الاسلام - مسائل السلوک - انکشف - التشرف - نشر الطیب - التنبیہ الطربی - السنۃ الجلیہ - اخبار بینی - سجادہ نشینی - تمیمۃ العرائک - بوادر النوادر - الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد - الاعتدال فی متابعۃ الرجال - ونحو ذالک -

حضرت والا کی تصانیف کو جو منجانب اللہ مقبولیت عامہ حاصل ہے وہ بالکل ظاہر ہے محتاج بیان نہیں - ایک بہشتی زیور ہی کو دیکھ لیجئے کہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکا ہے اور گھر گھر موجود ہے جس کی حضرت والا نے اُس کے دیباچہ میں تمنا بھی تحریر فرمائی تھی جو اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی - اس کتاب کی مقبولیت عند اللہ کے متعلق

Marfat.com

جناب مولوی عبدالکریم صاحب گنگوہی نے ایک صالح شخص کا خواب روایت فرمایا جس کے متعلق مولوی صاحب ممدوح ہی کی تحریر بلفظہ درج ذیل کی جاتی ہے۔

احقر عبدالکریم سے مخدوم مکرم جناب مولوی رستم علی صاحب ساکن ملاپنور ضلع انبالہ نے چند مرتبہ بیان فرمایا ہے کہ ایک عرصہ ہوا (غالباً سنہ ۱۳۱۱ھ یا اس سے کچھ قبل کا ذکر ہے) کہ میرے بھائی حاجی رحمت اللہ صاحب نے حضرت رائپوری علیہ الرحمۃ سے میری موجودگی میں عرض کیا کہ چند روز ہوئے میں نے خواب میں ایک نہایت نفیس باغ دیکھا اور لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں بندہ باغ میں داخل ہو کر دربار پُرانوار میں حاضر ہوا لیکن دربان نے حجرۂ شریفہ کے دروازے سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی میں نے دوسرے دروازے سے داخل ہونا چاہا وہاں بھی دربان موجود تھا آخرکار دروازے پر کھڑے کھڑے زیارت سے مشرف ہوتا رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام جاری فرما رہے تھے اور خدام کاغذات پیش کر رہے تھے اخیر میں جب کاغذات کی پیشی ختم ہو چکی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر مبارک اٹھا کر اس غلام کی طرف دیکھا اور محبت سے ارشاد فرما کر دربانوں سے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو اندر بھیجو اس پر انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے چند اوراق اٹھا کر مجھ کو دیے میں پڑھا لکھا نہیں اس واسطے پڑھ تو نہ سکا لیکن اوراق الٹ کر خوب دیکھا بعض جگہ بڑے بڑے حروف تھے اور بعض جگہ چھوٹے چھوٹے اور اُن کاغذات کا نقشہ خوب ذہن نشین ہو گیا اس کے بعد بیدار ہوا اور کتابیں دیکھیں (احقر عبدالکریم کو یاد نہ رہا کہ حاجی رحمت اللہ صاحب نے کتابیں قصداً دیکھیں یا اتفاقاً نوبت آئی) جب بہشتی زیور پر نظر پڑی تو میں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ وہی کتاب ہے اور اس کو پڑھوا کر سنا تو خوب سمجھ میں آئی حضرت رائپوری قدس سرہ نے فرمایا کہ مبارک خواب ہے اور بہشتی زیور کے مقبول ہونے کی دلیل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوگی۔ مولوی رستم علی صاحب نے فرمایا کہ میرے بھائی صاحب کو چند روز کے بعد ۱۳۲۰ھ میں بیت [illegible] حضرت [illegible] زیارت [illegible] نصیب ہوئی [illegible] بار بار سننے سے تمام کتاب کے مسائل ازبر یاد ہو گئے ہیں اور خوب [illegible] لڑکے لڑکیوں کو پڑھاتے رہتے ہیں۔ انتہیٰ بلفظہ

حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے اعلیٰ درجہ کا [illegible] ہی کے زمانے میں جبکہ صرف ۱۰ سال کی عمر تھی فارسی میں [illegible] کثرت تصانیف میں شروع ہی سے امداد غیبی شامل حال رہی ہے چنانچہ [illegible] اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں قیام [illegible]

Marfat.com

حضرت ابن عطاء اسکندری رح کی کتاب تنویر کا اُردو ترجمہ اکسیر فی اثبات التقدیر کر رہے تھے جو ۱۳۱۱ھ کی تصنیف ہے اعلیحضرت رح نے بہت کم وقت میں بہت زیادہ کام ہوتا ہوا دیکھ کر یہ بشارت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے وقت میں برکت رکھی ہے۔ چنانچہ واقعی حضرت والا کے وقت میں کھُلی ہوئی برکت دیکھنے میں آتی ہے۔ جتنے وقت میں جتنا کام حضرت والا کر لیتے ہیں اکثر تجربہ کاروں کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ دوسرا نہیں کر سکتا۔

اس امدادِ غیبی کے چند ظاہری سبب بھی ہیں۔ ایک سبب یہ ہے کہ حضرت والا کے اندر کسی کام کو شروع کر کے اُس سے اپنے قلب کو فارغ کرنے کا تقاضا اس شدت سے پیدا ہو جاتا ہے کہ جب تک اُس سے بالکل فراغ حاصل نہیں فرما لیتے چین ہی نہیں پڑتا رات دن وقت بے وقت بجز استثناء امورِ ضروریہ اُسی کی تکمیل کی دُھن میں لگے رہتے ہیں اور اُس کو جلد سے جلد پورا فرما کر ہی دم لیتے ہیں۔ چنانچہ احقر کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب کلید مثنوی کی شرح قریب ختم پہونچی تو حضرت والا کے اندر اس سے فراغت حاصل کرنے کا اس شدت کے ساتھ تقاضا ہوا کہ آخر میں دن بھر اُسی کو لکھتے رہے اور پھر تمام رات لکھتے رہے ایک منٹ کیلئے بھی نہ سوئے اور قبل فجر اُس کو ختم کر کے چھوڑا اور فرمایا کہ پوری رات جاگنے کا اس سے پہلے کبھی اتفاق نہ ہوا تھا جس کا یہ اثر ہوا کہ بوجہ خلاف عادت تعب برداشت کرنے کے بخار ہو گیا۔ لیکن بخار میں بھی ایک اطمینانی کیفیت تھی کیونکہ کام سے فارغ ہونے کے بعد بخار آیا تھا۔

گو حضرت والا کے اندر کام سے جلد فراغ حاصل کرنے کا تقاضا فطری ہے لیکن اس میں ایک خاص مصلحت بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے ہیں کہ میں اپنے قلب کو ہر وقت فارغ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اگر کبھی متوجہ بحق ہونے کی توفیق ہو تو کوئی مانع تو نہ ہو بہ آسانی قلب کو رجوع کیا جا سکے۔ اھ۔ دوسری صورت امدادِ غیبی کی یہ ہوتی ہے کہ حضرت والا کو کسی مضمون کے تحریر فرمانے میں زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی اکثر بڑے بڑے غامض مضامین کو بھی قلم برداشتہ ہی لکھتے دیکھا گو دورانِ تحریر میں بھی اور بعد کو بھی اُس میں اضافات و ترمیمات بھی بکثرت فرماتے رہتے ہیں اور اس کے متعلق فرمایا کرتے ہیں کہ میں اس کو اپنا نقص سمجھا کرتا تھا کہ میرا مسودہ بوجہ کثرت ترمیمات و اضافات کے اکثر بہت ناصاف ہوتا ہے لیکن ایک ماہر کا قول سننے میں آیا کہ یہ نقص نہیں ہے بلکہ کمال ہے کیونکہ یہ ذہن کی جولانی کی علامت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہن خوب چلتا ہے اور کسی ایک مقام پر رُکتا نہیں بلکہ ترقی کرکے آگے کو بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اھ

تیسری وجہ وقت میں برکت کی یہ ہوتی ہے کہ موانع سے حفاظت رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ "تفسیر بیان القرآن" لکھنے کے زمانے میں جس کی مدت تقریباً ڈھائی سال تھی میرا کبھی کان بھی گرم نہیں ہوا حالانکہ اُس زمانے میں یہاں طاعون کی بھی بہت کثرت رہی۔

Marfat.com

حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جب تفسیر لکھنے کے زمانے میں قصبے کے اندر شدت کے ساتھ طاعون پھیلا تو میں نے دعا کی کہ یا اللہ جب تک تفسیر پوری نہ ہو اُس وقت تک تو مجھے زندہ ہی رکھئے گا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ میرا کان بھی گرم نہ ہوا اور الحمد للہ تفسیر مع الخیر پوری ہو گئی۔

نیز حضرت والا نے اُس زمانے میں سفر بھی موقوف فرما دیا تھا۔ موانع سے حفاظت کا ایک اور واقعہ یاد آیا۔ ایک بار پچاس خط کے قریب آ گئے اور چونکہ ریل کے اوقات بدل جانے کی وجہ سے ظہر کے بعد بہت دیر میں ڈاک ملتی تھی اس لئے جوابات لکھنے کے لئے بہت کم وقت رہ گیا تھا اُس روز اللہ تعالیٰ کی یہ دستگیری ہوئی کہ تحریر جوابات کے دوران میں تعویذ وغیرہ مانگنے والے بھی نہیں آئے ورنہ عموماً خطوط کے جوابات لکھنے کے دوران میں لوگوں کی مختلف اغراض کے لئے آمد و شد لگی ہی رہتی ہے۔ نیز اکثر یہ دیکھنے میں آیا کہ جب کسی مضمون کے لکھنے کے لئے کسی حوالہ کی ضرورت ہوئی تو وہ بہ آسانی مل گیا تلاش میں زیادہ وقت نہیں صرف کرنا پڑا۔

ایک بار مثنوی شریف کی شرح لکھتے وقت کبوتر بازوں کی کسی اصطلاح یا عام عادت کے معلوم کرنے کی ضرورت پڑی تو اُس وقت حضرت والا کو تشویش ہوئی کہ اس وقت کبوتر باز کہاں ملے جس سے پوچھوں اتفاق سے اُسی وقت ایک شخص آیا اور اُس نے ایک تعویذ کی درخواست کی حضرت والا کو معلوم تھا کہ وہ کبوتر باز ہے اس لئے اُس سے وہ دریافت طلب امر پوچھ لیا جس سے مثنوی شریف کا وہ مقام فوراً حل ہو گیا۔ چنانچہ حضرت والا نے اُس مقام کی شرح میں [illegible] یہ واقعہ بھی تحریر فرما دیا ہے۔

چوتھا سبب حضرت والا کی کثرت تصانیف کا عدم غلو ہے۔ چنانچہ جناب مولانا حبیب الرحمٰن [illegible] رحمۃ اللہ علیہ سابق نائب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند نے بھی ایک بار یہی رائے ظاہر فرمائی تھی۔ حضرت والا مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی رائے کو نقل فرما کر فرمایا کرتے ہیں کہ واقعی بالکل صحیح فرمایا۔ زیادہ کا [illegible] کام نہیں ہوتا میری نظر تو صرف ضرورت پر رہتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ کا [illegible] ہوتا ہے اسی وجہ سے میری عبارت بہت مختصر ہوتی ہے اگر اظہار مدعا کے لئے بالکل [illegible] واضح بھی ہوتی ہے [illegible] ضرورت میں [illegible] تطویل نہیں [illegible] جہاں وضوح کے لئے تطویل [illegible] وہاں تطویل سے گریز [illegible] کرتا۔

حضرت والا [illegible] زمانے میں بکثرت کتابیں تصنیف فرمانے [illegible] تھے اور جس وقت [illegible] کوئی مضمون ذہن [illegible] وقت [illegible] [illegible] کر [illegible] للہ [illegible]۔

جب بہشتی زیور کا حصہ دہم زیر تالیف تھا جس میں عورتوں کی بے تمیزیوں کا بھی ذکر ہے اُس زمانے میں جب کسی کے گھر تشریف لیجانا ہوتا تو جہاں جو بے تمیزی کی بات دیکھنے میں آتی فوراً اُس کو اپنی یادداشت میں لکھ لیتے۔ اسی طرح مثنی وغیرہ میں بھی حضرت والا کا ذہن فارغ نہیں رہتا۔ اکثر مسائل مشکلہ پیش آمدہ میں غور و خوض ہی فرماتے رہتے ہیں اور جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے اُس کو یادداشت میں تحریر فرما لینے کا فوراً انتظام فرماتے ہیں تاکہ ذہن سے نکل نہ جائے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اسی غرض کے لئے جنگل سے لوٹ آئے اور اُس مضمون کو قلمبند فرما کر پھر مشی کے معمول کو پورا کرنے کے لئے جنگل دوبارہ تشریف لے گئے اس کا یہی سبب ہے کہ حضرت والا اپنے دماغ پر کسی بات کے یاد رکھنے کا بار بلا ضرورت کبھی نہیں ڈالتے اور کوئی کام اُدھار نہیں رکھتے چنانچہ اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ جس وقت جو کام پیش آتا ہے میں اُس کو دوسرے وقت پر نہیں ٹالتا فوراً کر ڈالتا ہوں گو اس میں اُس وقت تو تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے لیکن بعد فراغ بس بالکل بے فکری ہو جاتی ہے اور پھر بڑی راحت رہتی ہے۔ ورنہ ٹالنے سے اکثر کام پھر ہوتے ہی نہیں اور اگر ہوئے بھی تو برابر فکر دامنگیر رہتی ہے اور جتنا وقت گزرتا ہے وہ کلفت ہی میں گزرتا ہے پھر اس سے تھوڑی دیر کی تکلیف ہی کیوں نہ گوارا کر لی جایا کرے پھر چاہے فراغ کا وقت کم ہی ملے مگر وہ راحت اور بے فکری سے تو گزرے گا جس سے دماغ کو سکون ہوگا اور قلب کو فرحت حاصل ہوگی۔ حضرت والا تصنیف کے ان معمولات کو بیان فرما کر فرمایا کرتے ہیں کہ ایسی حالت میں اگر کوئی خادم دین معاش کا شغل کرے تو وہ دین کی خدمت کما حقہ کیونکر کر سکتا ہے۔

حضرت والا کی کثرت تصانیف اور وقت میں برکت ہونے کا پانچواں سبب یہ بھی ہے کہ حضرت والا نہایت منضبط الاوقات ہیں چنانچہ حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ اگر میں انضباط اوقات نہ کرتا تو دین کی جو کچھ تھوڑی بہت مجھ سے خدمت ہو سکی ہے وہ ہرگز نہ ہو سکتی۔

حضرت والا انضباط اوقات کے یہاں تک پابند ہیں کہ جب حضرت والا کے استاد مکرم جناب مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا کر حضرت والا کے مہمان ہوئے تو حضرت والا نے حضرت مولانا کے لئے راحت و آرام کے سارے انتظامات فرما دینے کے بعد جب تصنیف کا وقت آیا تو نہایت ادب کے ساتھ اجازت حاصل فرما کر تصنیف کے کام میں مشغول ہو گئے گو پھر دل نہ لگا اور تھوڑی ہی دیر بعد حاضر خدمت ہو گئے لیکن بالکل ناغہ اُس روز بھی نہ کیا۔

حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ بعض تصانیف میں کسی بہت ہی مختصر سی بات کے معلوم کرنے کے لئے بعض کتب کو دوسرے مقامات سے بڑا اہتمام اور خرچ کر کے منگوایا گیا اور اُس کی مدد سے ایک ذرا سی عبارت لکھ کر ان کو فوراً واپس کر دیا گیا۔ اب اُس ذرا سی عبارت کو دیکھنے والا یوں ہی پڑھتا چلا جائے گا لیکن اُسکو

Marfat.com

کیا خبر کہ اس کے لکھنے میں کتنا اہتمام کیا گیا تھا۔ اسی طرح تفسیر بیان القرآن کے بعض بعض مقامات کی تفسیر لکھنے کے قبل میں آدھ آدھ گھنٹہ ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا تب کہیں جا کر شرح صدر ہوا اور جن بعض مقامات کے متعلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا۔ وہاں اس کا صاف اظہار فرما دیا اور لکھ دیا کہ اگر اس سے بہتر تفسیر کہیں مل جائے تو اُسی کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ تفسیر میں دو مقامات ایسے ہیں ایک سورۂ براءت میں ایک سورۂ حشر میں۔ اور یہ حضرت والا کی خصوصیات خاصہ میں سے ہے ورنہ اکثر اہل علم کو اپنے عجز و نقص کے اظہار سے عار مانع ہوتی ہے۔

حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے بیان القرآن میں یہ بھی التزام کیا ہے کہ تفسیر تو وہی لکھی جو خود میری سمجھ میں آئی لیکن جب تک اُس کی تائید سلف صالحین کی تفاسیر سے نہیں ملی اُس پر اطمینان نہیں کیا۔ اس صورت میں تفسیر بظاہر تو سلف کی تفاسیر سے ماخوذ معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ ...ر خود حضرت والا ہی کی تفسیر ہے نیز اس التزام میں وقت بھی بہت صرف ہوا اور ہر مقام کے لئے بہت سی تفاسیر کو دیکھنا پڑا اور دیکھنے والوں کو اس کی خبر بھی نہیں۔ اور جہاں اپنی تفسیر کی کوئی صریح تائید سلف سے باوجود تلاش نہیں ملی وہاں بھی رکھا میں نے اپنی ہی تفسیر کو لیکن اس کے آگے یہ لکھ دیا کہ ... ...

اسی طرح حیوٰۃ المسلمین کو واضح اور سلیس اور جامع مانع عبارت میں تحریر ... حضرت والا ... سی فرمائی کہ خود فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے اتنا تعب اپنی کسی تصنیف میں نہ پڑا ... ... ہوا کہ اس کے اکثر مضامین کے جو ارواح کے لقب سے ملقب ہیں ... ...

حضرت والا اپنی اس تصنیف کے متعلق فرمایا کرتے ہیں کہ لوگوں نے ... ... مسلمانوں کی مادی اور روحانی فلاح کے لئے ... ... رسالہ حیاۃ المسلمین ... ... آدی ... کافی ہے کہ مجھے اس کے اجر میں انشاء اللہ تعالیٰ مغفرت کی توقع ہے۔

غرض حضرت والا نے ... تصنیف کا پورا پورا حق ادا کیا ہے ... ... سے کبھی کسی قسم کا دنیوی مفاد حاصل نہیں فرمایا ... ... کبھی نہیں ... ... فرمایا۔

حضرت والا کی طرف سے عام اجازت ہے کہ ... ... چھاپ سکتا ہے۔ چنانچہ بعض مطابع نے ... ... حضرت والا کی تصانیف کو چھاپ چھاپ کر ... کر لئے اور ... کی تو ... حضرت والا کی تصانیف سے ... ...

ایک انگریز جنٹ نے حضرت والا سے پوچھا کہ آپ کو تفسیر کے لکھنے میں کتنے روپے ملے جب حضرت والا نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں تو اس نے بہت تعجب کیا اور کہا کہ پھر اتنی بڑی کتاب لکھنے کی آپ نے محنت ہی کیوں کی حضرت والا نے فرمایا کہ ہم لوگ اس کے قائل ہیں کہ علاوہ اس زندگی کے ایک اور بھی زندگی ہے جسکو آخرت کہتے ہیں۔ میں نے یہ محنت اس توقع پر کی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مجھے اس کا عوض اس دوسری زندگی میں ملے گا۔ اور ایک اس سے دنیا کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب میں دیکھوں گا کہ میرے بھائی مسلمان پڑھ پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو مجھ کو خوشی ہوگی۔ اھ

حضرت والا کی یہ تقریر سن کر جنٹ پر خاص اثر ہوا اور اس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے قلب میں اس جواب کی بہت وقعت ہوئی۔

چونکہ حضرت والا نے محض خدمت دین سمجھ کر خالصاً لوجہ اللہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور مقصود اشاعت دین ہے اس لئے حضرت والا نے اپنی کسی تصنیف کی نہ خود رجسٹری کرائی نہ کسی دوسرے کو رجسٹری کرانے کی اجازت دی کیونکہ رجسٹری کرنا اور رجسٹری کرانا شرعاً بالکل ناجائز ہے۔ چنانچہ بضرورت شرعیہ حضرت والا نے اسکے متعلق ایک اعلان بھی تتمہ رابعہ تنبیہات وصیت مطبوعہ الامداد بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ میں شائع فرمایا ہے۔ جو یہاں مکرر اطلاع عام کے لئے بلفظہ نقل کیا جاتا ہے وہ اعلان یہ ہے۔

"چونکہ یہاں کی تصانیف پر کسی سے کچھ حق تصنیف وغیرہ نہیں لیا جاتا اس لئے ان کی رجسٹری کرانے کا کسی کو حق حاصل نہیں فقط یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ"

اسی طرح احقر ناچیز بھی بضرورت شرعیہ نیز حضرت والا کی اتباع میں اپنی اس تصنیف اشرف السوانح کے متعلق بھی یہی اعلان کرتا ہے کہ یہ میں نے محض لوجہ اللہ نفع عام کی نیت سے بلا کسی قسم کے معاوضہ وغیرہ کے لکھی ہے اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے اور قبول و نافع فرمائے۔ میری طرف سے عام اجازت ہے جو چاہے اس کو طبع کرائے۔ اور میں کسی شخص کو اس کا حق طباعت و اشاعت کسی نوع سے محفوظ کرانے کا اختیار نہیں دیتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جتنی زیادہ سے زیادہ اشاعت و طباعت جمیع اہل مطابع وغیر اہل مطابع کرسکیں کریں تاکہ اس کا خوب شیوع ہوجائے اور نفع عام و تام ہو۔ واللہ الموفق

حضرت والا مثل دیگر امور ضروریہ کے اپنی تصانیف کے متعلق بھی نہایت احتیاط اور اہتمام کا التزام رکھتے ہیں چنانچہ اپنی ہر چھوٹی بڑی تصنیف یا تحریری مضمون کے ناموں کی بالالتزام اپنے پاس یادداشت رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً شائع فرماتے رہتے ہیں۔ اس میں علاوہ مکمل فہرست محفوظ رہنے کی مصلحت کے بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ اس صورت میں کوئی تصنیف غلط طور پر حضرت والا کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت والا نے ایک یہ عام اطلاع بھی شائع فرمادی ہے کہ جس مسودے پر میرے دستخط نہ ہوں یا جا بجا میرے ہاتھ کی اصلاح بنی ہوئی نہ ہو وہ میرا نہ سمجھا جائے۔ اھ

سب سے بڑی احتیاط جو حضرت والا کی اعظم خصوصیات سے ہے یہ ہے کہ اپنی تصانیف کی تسامحات اتفاقی کو جن کا علم خود یا کسی دوسرے کے ذریعے سے ہوتا رہتا ہے اُن سے رجوع فرماتے رہتے ہیں اور اس رجوع کو شائع بھی فرماتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ کا ایک خاص لقب بھی "ترجیح الراجح" تجویز کیا گیا ہے جو مستقل طور پر جاری ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت والا کو جہاں اپنے تسامح پر شرح صدر ہو جاتا ہے وہاں رجوع فرما لیتے ہیں اور جہاں تردد رہتا ہے وہاں جواب لکھ کر یہ تحریر فرمادیتے ہیں کہ دیگر علماء سے بھی تحقیق کر لیا جاوے۔ اس سلسلے کے متعلق ایک مولوی صاحب سے حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول احقر نے سُنا ہے کہ ترجیح الراجح اس زمانے میں ایک بالکل نرالی چیز ہے۔ یہ سلف صالحین کا معمول تھا مولانا تھانوی (یعنی حضرت والا) کی امتیازی شان اور کمال صدق و اخلاص کے ظاہر کرنے کے لئے بس یہی کافی ہے اھ

حضرت والا نے بعض فضلاء سے اپنی تصانیف بہشتی زیور، امداد الفتاوی اور تفسیر بیان القرآن پر نظر ثانی بھی کرائی اور جن تسامحات پر شرح صدر ہو گیا اُن کو اصل میں درست فرما کر شائع فرمادیا۔

غرض حضرت والا اس کی بہت ہی احتیاط فرماتے ہیں کہ میری کسی تحریر سے کسی کو کسی زمانہ میں کسی قسم کا بھی ضرر دینی نہ پہونچنے پائے اور غلط فہمی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ حضرت والا کے رسالہ تنبیہات وصیت کی تنبیہ دہم متعلقہ "تالیفاتِ خود" میں بھی اور اُس رسالہ کے تتمات میں بھی بعض احتیاطیں مذکور ہیں جو وہاں یا اشرف السوانح کے باب وصایا میں تلاش سے مل سکتی ہیں۔

حضرت والا کی تصانیف کی بعض خصوصیات فہرست تالیفات میں بھی مذکور ہیں جو اس سوانح کے آخر میں ملحق ہے اُن کو بھی ملاحظہ فرما لیا جائے۔

علاوہ اُن تحریرات کے جو شائع کی جا چکی ہیں حضرت والا کے ہزارہا مکتوبات طالبین کے پاس غیر شائع شدہ بھی موجود ہیں جن میں بڑے بڑے نافع مضامین پائے جاتے ہیں جیسا کہ احقر نے بارہا مشاہدہ کیا اور ہر مکتوب اپنی ذات میں گویا ایک تصنیف کا حکم رکھتا ہے لیکن چونکہ سارے مکتوبات [illegible] متعذر تھا اس لئے اُن سے عام فائدہ نہیں پہونچ سکا۔ بہرحال جتنا ذخیرہ [illegible] ہے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اللہ تعالیٰ حضرت [illegible] العالیہ کا سایہ [illegible] اور مدت مدید تک امت مرحومہ پر سایۂ ستر رکھے اور تا قیامت تصانیف کے فیض کو جاری رکھے اور مسلمانوں کو اُن سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

Marfat.com

باب ۱۹ نوزدہم

"تنقیح کشف و کرامت"

"تمہید"

اس وقت عام عادت ہے کہ اپنے کسی معتقد فیہ کے سوانح میں ایک حصہ کشف و کرامت کا بھی ضرور داخل کیا جاتا ہے۔ احقر کا بھی یہی خیال تھا۔ اور بعض واقعات احقر کو اور نیز بعض احباب کو ایسے معلوم بھی تھے کہ وہ حسب عادت معاصرین مصنفین سوانح بے تکلف اس کے تحت میں مذکور ہو سکتے تھے مگر جب اس کا ذکر خود حضرت صاحب سوانح کے سامنے ہوا تو اس کی سخت مخالفت فرمائی اور بحلف فرمایا کہ مجھ کو اپنا ایک واقعہ بھی ایسا معلوم نہیں کہ جس کو کشف یا کرامت کہہ سکیں۔ بڑا شبہ جو منشا احتمال کشف کا ہو گیا یہ ہے کہ بعض لوگ کوئی بات دل میں لیکر آتے ہیں اور یہاں قبل اظہار اُس کا جواب ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ فلاں شخص کی زبان سے اس کا جواب ہو جانے سے صاحب شبہ کو تسلی ہو جائے گی اس لئے مجیب کے قلب میں اُس جواب کا داعیہ القاء فرما دیتے ہیں اور وہ جواب اُس کی زبان سے ظاہر ہو جاتا ہے سو یہ وہ کشف نہیں جس میں کلام ہو رہا ہے۔ وہ کشف تو اُس وقت ہوتا کہ جب مجیب کو یہ بھی اطلاع ہوتی کہ اس سائل کے قلب میں فلاں شبہ ہے سو اُس کا مجھ کو علم نہیں ہوتا اسلئے یہ کشف نہیں۔ اھ

اسی طرح بعض واقعات جن کو ہم لوگ کرامت سمجھتے ہیں حضرت والا کے سامنے بیان کئے گئے تو آپ نے کسی کو تو اتفاقی امر بتلایا کسی کو فراست یا ذوق صحیح پر محمول فرمایا کسی کو رسائی عقل یا تجربہ کا ثمرہ قرار دیا اور رسائی عقل کے متعلق امیر عبدالرحمن خاں صاحب مرحوم والی کابل کا قول نقل فرمایا کہ جو بات کشف سے معلوم ہوتی ہے وہی عقل سے بھی معلوم ہو سکتی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ کشف کی مثال ٹیلیفون کی سی ہے جس میں بعینہ الفاظ مسموع ہوتے ہیں اور عقل کی مثال ایسی ہے جیسے ٹیلیگراف جس میں قوت فکریہ اور

Marfat.com

استدلال سے کام لینا پڑتا ہے کیونکہ بعینہ الفاظ مسموع نہیں ہوتے بلکہ کھٹکیں کے ذریعے سے اشارات میں گفتگو ہوتی ہے۔

اسی طرح بعض واقعات کو انعام الٰہی کی فرد بتلایا جس کا مفہوم کرامت سے عام ہے اور عام کا وجود مستلزم نہیں ہوتا وجود خاص کو اور یہ بھی فرمایا کہ ہرچند کرامت میں صاحب کرامت کو اس کا علم ہونا ضروری نہیں۔ اسلئے علم نہ ہونا تو نفی کرامت کو مستلزم نہیں لیکن اسی طرح ثبوت کرامت کو بھی مستلزم نہیں تو غایت مافی الباب احتمال کرامت ثابت ہوا لہٰذا جزماً کرامت کا تحقق نہ ہوا اور یہی مقصود ہے نفی سے اور بدون دلیل کے کسی امر کے تحقق کا دعویٰ آیۃ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ میں منہی عنہ ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر واقع میں میں صاحب کشف وکرامت ہوتا تو میں خود اس کا اقرار کر لیتا کیونکہ یہ چیزیں کمالات مقصودہ میں سے نہیں نہ کوئی فضیلت کی چیز ہے چنانچہ اکابر نے تصریح کی ہے کہ کرامت کا درجہ ذکر لسانی سے بھی متاخر ہے تو اس کا دعویٰ یا اقرار ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میری آنکھوں میں قوت باصرہ یا کانوں میں قوت سامعہ ہے بلکہ اسکا انکار کفران نعمت ہوتا۔

بعض متعلقین نے حضرت والا سے اُن واقعات کی جن کو ہم لوگ کرامت سمجھتے تھے توجیہ سن کر عرض کیا کہ یہ تو کرامت سے بھی بڑھ کر ہے تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ پھر تم میں بھی ایک ایسی چیز موجود ہے جو کرامت سے بڑھ کر ہے یعنی ایمان تو اُس کو اپنے فضائل میں کیوں نہیں شمار کرتے ہاں انعامات الٰہیہ میں شمار کرتے ہو تو انعامات میں شمار کرنے کی میں بھی اجازت دیتا ہوں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب کشف وکرامت کے متعلق یہ تحقیق ہے کہ وہ نہ ثابت ہے نہ فضیلت ہے تو تصرف کے لئے بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہے کہ اُس کا علم نہ ہونا تو اُس کی نفی کو لیقیناً مستلزم ہے کیونکہ قصد وعلم لوازم تصرف سے ہے تو قصد وعلم کی نفی سے اس کا وقوع یقیناً منفی ہو گیا۔ نیز وہ اہل باطل میں بھی پایا جاتا ہے جس سے اُس کا فضیلت ہونا منفی ہو گیا۔ اھ

حضرت والا اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ آج کل لوگ اپنے شیخ کی ہر عجیب بات کو کرامت میں داخل کرتے ہیں حالانکہ ہر عجیب بات کرامت نہیں ہو سکتی بلکہ کرامت وہ خارق عادت ہے کہ جس کے اندر یہ تاویل نہ ہو سکے کہ اس واقعہ کا سبب اسباب طبعیہ میں سے کوئی سبب ہے حتیٰ کہ اس میں خود ان بزرگ کے تصرف کا بھی احتمال نہ ہو۔ اھ

یہ تو حضرت والا کی تقریرات مذکور ہوئیں جن میں حضرت والا نے اپنے [illegible] فرمائی ہے اب اس کے متعلق ایک تحریر بھی نقل کی جاتی ہے جو حسن اتفاق [illegible]

غیر سلسلے کے ایک شیخ نے جو اختلاج قلب میں مبتلا تھے [illegible] خطرات کے ہجوم سے سخت متاذی ہونے کا حال لکھا [illegible] جو مرقعا [illegible] نے حضرت کی طرف رخ کیا ایک استغراقی حالت طاری ہوئی [illegible] حضرت کی [illegible]

باتیں کانوں سے سُنیں۔ دل کے کانوں سے نہیں بلکہ جسمانی کانوں سے بالکل ظاہری طور پر۔ میں خواب میں نہیں تھا ٹہل رہا تھا۔ اُسی وقت تسکین ہوگئی اور میں نے بیساختہ متبسم ہو کر جو لوگ حاضر تھے اُن سے کہا کہ میں نے اسوقت حضرت کی گفتگو صاف سُنی ہے بمیرے متعلق تسکین بخش تقریر فرما رہے ہیں اور ایک دن مغرب کی نماز میں پہلے سجدہ میں حضرت کی شبیہ مبارک میں نے کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھی۔ اھ۔ اس کا حضرت والا نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ ایسے واقعات کبھی ناسوتی ہوتے ہیں یعنی تصرف اپنے متخیلہ کا اور کبھی ملکوتی ہوتے ہیں یعنی حکمتِ حق کسی لطیفہ غیبیہ کو کسی مانوس صورت میں تسکین کے لئے ظاہر فرما دیتی ہے اور صاحب صورت کو اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ البتہ احیاناً بطور خرقِ عادت کے صاحب صورت کے علم سے اور کبھی قصد سے بھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ میں اس مقامِ خرقِ عادت سے معرّا ہوں۔ یہاں اوپر والی دو صورتوں میں سے ہر صورت کا احتمال ہے اور ہر حال میں آپ کے لئے یہ دستگیری غیبی ہے۔ اھ

غرض حسب ارشاد حضرت والا اس سوانح میں بجائے باب کشف وکرامت کے یہ باب تنقیح کشف وکرامت کا قائم کیا گیا جس میں بجائے واقعات کشف وکرامت کے مذکورہ بالا تنقیحات کشف وکرامت ارشاد فرمودہ حضرت والا عرض کی گئیں اور یہ بات اس سوانح کی خاص خصوصیات اور حضرت صاحب سوانح کی خاص اصلاحات میں سے ہے جس سے مصنفین سوانح کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ حضرت والا کی تو بڑی زبردست کرامات معنویہ جن کا انکار ہی نہیں ہو سکتا تجدید ملت اور اصلاح اُمت اور مافوق العادت استقامت ہیں والاستقامۃ فوق الکرامۃ اور انہیں کے متعلق واقعات عرض کرنے کا اس سوانح میں خاص اہتمام بھی کیا گیا ہے اور جس قسم کے واقعات کو باب کشف وکرامت میں ذکر کرنا آج کل عام طور سے معتاد ہے اُن میں سے بعض کو محض بطور نمونہ انشاء اللہ تعالیٰ باب آئندہ انعامات الٰہیہ میں ذکر کر دیا جائے گا

کرامات معنویہ کا کرامات حسیہ سے افضل ہونا سب محققین کے نزدیک مسلم ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ العزیز اپنے رسالہ فتوحات کے باب ۱۸۴ میں کرامات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ وھی علی قسمین حسیۃ ومعنویۃ فالعامۃ ما تعرف من الکرامۃ الا الحسیۃ مثل الکلام علی الخاطر والاخبار بالمغیبات الماضیۃ والکائنۃ والآتیۃ والاخذ عن الکون والمشی علی الماء واختراق الھواء وطی الارض والاحتجاب عن الابصار واجابۃ الدعاء فالعامۃ لا یعرف الکرامۃ الا مثل ھذا۔

واما الکرامۃ المعنویۃ فلا یعرفھا الا الخواص من عباد اللہ والعامۃ لا یعرف ذالک وھی ان تحفظ علیہ آداب الشریعۃ وان یوفق لاتیان مکارم الاخلاق واجتناب سفسافھا والمحافظۃ علی اداء الواجبات مطلقاً فی اوقاتھا والمسارعۃ الی الخیرات وازالۃ الغل للناس من صدرہ والحسد والحقد وسوء الظن

وطهارة القلب من كل صفة مذمومة وتخليته بالمراقبة مع الانفاس ومراعاة حقوق الغير في نفسه وفي الاشياء وتفقد آثار ربه في قلبه ومراعات انفاسه في خروجها ودخولها فيتلقاها بالادب اذا وردت عليه ويخرجها وعليه خلعة الحضور فهذه كلها عندنا كرامات الاولياء المعنوية التي لا يدخلها مكر واستدراج فان ذالك كله دليل على الوفاء بالعهود وصحة المقصود والرضا بالقضاء في عدم المطلوب ووجود المكروه ولا يشاركك في هذه الكرامة الا الملئكة المقربون واهل الله المصطفون الاخيار واما الكرامة التي ذكرناها ان العامة يعرفها فكلها يمكن ان يدخلها المكر الخفي ثم اذا فرضناها كرامة فلابد ان تكون نتيجة استقامة او تنتج استقامة لابد من ذالك والا ليست بكرامة واذا كانت الكرامة تنتج استقامة فقد يمكن ان يجعلها الله حظ عملك وجزاء فعلك فاذا قدمت عليه يمكن ان يحاسبك بها وما ذكرنا من الكرامة المعنوية فلا يدخلها شئ مما ذكرناه اور بعد چند سطروں کے تحریر فرماتے ہیں فانس ما اكرمهم الله به من الكرامات نعم ... وقد سئل ابويزيدؒ عن طے الارض فقال ليس بشئ فان ابليس يقطع من المشرق الى المغرب في لحظة واحدة ... هو عند الله بمكان وسئل عن اخراق الهوا فقال ان الطير يخرق الهوا والمؤمن عند الله افضل من الطير فكيف يحسب كرامة من يشاركه فيها طائر وهكذا على جميع ما ذكرله ثم قال الهي ان قوما طلبوك بما ذكروه فشغلتهم به واهلتهم له اللهم ان اهلتني بشئ فاهلني بشئ من اشيائك اى من اسرارك فما طلب الا الله لانه اسنى تحفة واعظم كرامة۔

بحمد للہ حضرت والا بھی بفضلہ تعالیٰ انھیں کرامات معنویہ سے بہ تمام وکمال مشرف ہیں جن کا ذکر حضرت شیخ اکبر نے اپنے ارشاد بالا میں فرمایا ہے۔ چنانچہ اُن کی تفصیل سے یہ اشرف السوانح سر بسر لبریز ہے۔ حضرت والا کی سب سے نمایاں کرامات معنویہ حضرت والا کی خدمات دینیہ ہیں جو کرامات حسیہ سے کہیں بڑھ کر ہیں اور کہیں زیادہ نافع دوسروں کے لئے بھی اور خود حضرت والا کے لئے بھی۔ دوسروں کے لئے نافع ہونا تو ظاہر ہے کہ ان ... سے ایک مخلوق کثیر کو دینی نفع پہونچ رہا ہے۔ تھوڑا بہت نہیں بے انتہا جس کا صدہا طالبین آئے دن اپنے خطوط میں حضرت والا سے اظہار کرتے رہتے ہیں اور خود حضرت والا کے لئے بھی وہ بہ نسبت کرامات حسیہ کے زیادہ نافع کیونکہ وہ خدمات موجب اجر و قرب ہیں بخلاف کرامات حسیہ کے کہ قرب کا اُن پر ترتب ... احوال میں خود اُن کا ترتب قرب پر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ بزرگوں کی کرامات ان ...

بہرحال کرامات حسیہ موجب قرب نہیں ہوتیں گو قرب سے ناشی ہوں بلکہ بعض صاحب کرامات بزرگوں کو تو یہ تمنا رہی ہے کہ کاش ہم سے کوئی کرامت ہی صادر نہ ہوتی۔ و بعض نے دعائیں کی ہیں کہ ہم سے کرامت کا ... بند ہوجائے کیونکہ ... مثلاً ... تجسم وغیرہ انھیں وجوہ سے ... ایک ...

مکتوب نقل کیا گیا ہے اُس کے جواب میں حضرت والا نے بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ الحمد للہ میں اس مقام خرق عادت سے معرّا ہوں۔ اھ۔ اس معرّا ہونے پر احقر تو حضرت حافظ کا یہ شعر پڑھتا ہے ؎

دلفریبان نباتی ہمہ زیور بستند	دلبر ماست کہ با حسن خداداد آمد

نیز یہ مصرعہ بھی پڑھتا ہے ؏ بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

غرض اس سوانح میں کشف و کرامت کا کوئی باب نہیں جس کی وجوہ اوپر بہ تفصیل عرض کی گئیں۔ جامع اوراق کو اس فقدان باب کشف و کرامت اور تفاوت کرامات حسیہ و کرامات معنویہ پر حضرت جامی رح کا ایک شعر یاد آتا ہے اور اُسی پر اس باب تنقیح کشف و کرامت کو ختم کیا جاتا ہے وہ شعر یہ ہے ؎

اے خواجہ چند نقل کرامات شیخ شہر	نقدے ز وقت خویش بیار ایں فسانہ چیست

باب ۲۰ بستم

"انعامات الٰہیہ"

جیسا کہ ابھی باب سابق تنقیح کشف و کرامت میں وعدہ کیا گیا ہے باب ہذا میں محض بطور نمونہ بعض ایسے واقعات عرض کئے جائیں گے جن کو لوگ عموماً کشف و کرامت میں داخل کر لیتے ہیں حالانکہ وہ حسب ارشاد حضرت والا از قبیل کشف و کرامت نہیں ہوتے بلکہ یا تو محض اتفاقی امور ہوتے ہیں یا فراست و ذوق صحیح وغیرہ پر مبنی ہوتے ہیں یا مطلق انعام الٰہی کی فرد ہوتے ہیں اس کی تحقیق قدرے تفصیل کے ساتھ باب سابق میں عرض کی جا چکی ہے لیکن حقیقت الامر تو یہ ہے کہ حضرت والا کے خدام نے حضرت والا کو کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں کیونکہ بفیض حضرت والا یہ اُن سب صاحبوں کے اچھی طرح ذہن نشین ہو چکا ہے کہ کرامات معنویہ کے مقابلہ میں کرامات حسیہ قابل التفات ہی نہیں اور یہ بھی حضرت والا سے بارہا سُن چکے ہیں کہ جو طالب اپنے کام میں باقاعدہ مشغول ہوتا ہے وہ اپنے شیخ کی کرامتوں کے دیکھنے کا کبھی متمنی نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو اپنے باطن میں اپنے شیخ کی

Marfat.com

کرامتوں کا ہر وقت مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور جس کو یہ مشاہدہ نہ ہوتا ہو اُس کو سمجھ لینا چاہیے کہ یا تو وہ طریقہ سے اپنے کام میں مشغول نہیں یا اُس کو شیخ سے مناسبت نہیں یا خود اُسکا شیخ ہی محقق نہیں۔ اھ

اور واقعی اکثر کشف و کرامت کے چرچے ایسی ہی جگہ زیادہ سننے میں آتے ہیں جہاں طالبانِ دنیا کا ہجوم ہوتا ہے اور اکثر ایسے حضرات کی طرف جو صاحب خوارق ہوتے ہیں طالبانِ دنیا ہی کا بہت زیادہ ہجوم ہونے لگتا ہے۔ بالخصوص آجکل کہ دین کے طالب عموماً بہت کم ہیں اور لوگ اہل اللہ سے بھی رجوع کرتے ہیں تو زیادہ تر اپنی دُنیوی ہی بہبودی کے لئے لیکن الحمد للہ حضرت والا نے تو اپنے یہاں کا طرز بہت ہی ایسا مقرر فرما رکھا ہے کہ یہاں سوائے طالب دین کے اور طالب دین بھی وہ جو طالب صادق ہو اور کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ایک بار خود فرمایا کہ میرے یہاں کوئی ایسا ویسا تو ٹھہر ہی نہیں سکتا صرف طالب صادق ہی ٹھہر سکتا ہے۔ جیسے بلا تشبیہ مدینہ طیبہ کی صفت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کالکیر ینفی الخبث یعنی بھٹی کی مانند ہے جو میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ اھ

اور یہ برکت حضرت والا کے طریق اصلاح کی ہے جس کا حاصل احتساب [illegible] ہے اور جس کا استعمال مواقع ضرورت میں مصلح کو کرنا ہی پڑتا ہے چنانچہ جن طالبین کو حضرت والا تنبیہ فرماتے ہیں وہ درحقیقت تنبیہ ہی کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے سخت امراض روحانی لے کر آتے ہیں جن کا علاج تنبیہ و تشدد ہی سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی ایک بہت ہی بیّن نظیر قریب ہی کے زمانے میں گذر چکی ہے۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ العزیز جو ایک مشہور آفاق اور مرجع خلائق بزرگ گذرے ہیں [illegible] بہت ڈانٹا ڈپٹا کرتے تھے اور اُن کے ساتھ بہت تیزی سے پیش آیا کرتے تھے جو ایک بہت مشہور بات ہے اور عموماً سب کو معلوم ہے۔ ایک بار کسی نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضرت یہ آپ آنے والوں پر [illegible] ہوا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میاں تمہیں کیا خبر ایک ایک کے ساتھ سو سو شیطان ہوتے ہیں [illegible] خفا ہوا کرتا ہوں۔ اور سو واقعی [illegible] حضرات اہل اللہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے پورے پورے مصداق ہوتے ہیں [illegible] بنور اللہ۔ اگر کسی پر ان حضرات کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ ہو تو [illegible] ضرور کوئی کھوٹ ہے اور جب اللہ تعالیٰ [illegible] ورنہ فی الحال خود بھی کھلی آنکھوں مشاہدہ ہونے لگتا ہے [illegible] ہے چنانچہ حضرت والا کے یہاں بھی اس کا [illegible] ماسبق میں [illegible]

اندر مرض کبر تشخیص فرمایا لیکن ان کی سمجھ ہی میں نہ آیا پھر پانچ برس کے بعد انھوں نے اقرار کیا کہ جی ہاں اب اتنے دن کے بعد مجھ کو پتہ چلا کہ حضرت کی تشخیص بالکل صحیح تھی واقعی مجھ میں کبر ہے۔ حضرت والا اس واقعہ کو نقل فرما کر یہ بھی فرمایا کرتے ہیں ع کہ خبث نفس نگردد بہ سالہا معلوم۔

حضرت والا کے اس طریق اصلاح کے متعلق خود حضرت والا کا ایک تازہ ملفوظ یاد آیا جو کل ہی، ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کو ایک واقعہ کے ضمن میں فرمایا تھا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ احقر نے ایک مفید مضمون کے متعلق جو ایک طالب کے خط کے جواب میں حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا عرض کیا کہ یہ تو مکتوبات حسن العزیز میں نقل کرالیا جائے تو اچھا ہو اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ جن کی طرف سے ایسے خطوط کے نقل کئے جانے کا انتظام ہے اُن کو چونکہ نقل کی اجرت دینی پڑتی ہے اس لئے میں انتخاب میں بہت احتیاط کرتا ہوں تاکہ اُن پر بیجا بار نہ پڑے۔ صرف وہی خطوط نقل کیلئے بھیجتا ہوں جو میرے ذوق میں خاص طور سے قابل نقل ہوتے ہیں ورنہ درحقیقت تو کوئی خط بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں کوئی نہ کوئی مفید بات نہ ہو۔ اھ

پھر فرمایا کہ مجھ کو دوسرے کے پیسے کی اپنے پیسے سے بھی زیادہ قدر ہے میں کسی پر ایک پیسے کا بھی بار نہیں ڈالتا نہ کبھی کسی سے کوئی فرمایش کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں کہا کرتا ہوں کہ کوئی عمر بھر میں ایک واقعہ بھی نہیں بتا سکتا جس میں میں نے کسی سے کوئی ایسی فرمائش کی ہو جس میں اُس پر ابتداءً میری طرف سے کوئی بار پڑا ہو۔ میں دوسروں کی راحت کی اتنی تو رعایت کرتا ہوں اور پھر بھی مجھ پر تشدد کا الزام ہے۔ بس میرا تشدد یہی ہے کہ میں امراض نفس کا علاج کرتا ہوں جیسے ڈاکٹر کہ ویسے تو بیچارہ چپ بیٹھا ہے کسی سے کچھ نہیں کہتا لیکن چونکہ اُس کا کام ہی اپریشن کرنا ہے اس لئے قینچی نشتر بھی لئے بیٹھا ہے۔ اب اگر اُس کے پاس کوئی مریض آئے جس کا زخم مرہم کی حد سے تجاوز کر گیا ہو تو وہ ضرور نشتر لگائیگا چاہے مریض لاکھ واویلا کرے کیونکہ ڈاکٹر کا تو کام ہی یہ ہے۔ اس میں اُس غریب کا کیا قصور۔ قصور تو خود مریض کا ہے کہ اُس نے اپنے زخم کو مرہم کی حد سے بڑھنے ہی کیوں دیا کہ نشتر کی نوبت آئی۔ اور اگر ایسی حالت میں بھی وہ نشتر سے بچنا چاہتا تھا تو اُس کو ڈاکٹر کے پاس آنا ہی نہ چاہیے تھا اُس نے بلایا تھوڑا ہی تھا۔

غرض اس طریق اصلاح کی برکت سے حضرت والا کے یہاں بفضلہ تعالیٰ چھٹ چھٹا کر طالبان صادق ہی رہ جاتے ہیں جن کو طالبان دنیا کی طرح کشف و کرامت دیکھنے کا انتظار نہیں رہتا نہ اس طرف اُن کو کبھی کوئی التفات ہوتا ہے بلکہ جو اصل دولت حضرت والا کے پاس ہے یعنی دین بس اُسی کی تحصیل اور تکمیل میں مشغول اور منہمک رہتے ہیں لہذا کسی نے کبھی ایسے واقعات کا جن کو عام نظر میں کشف و کرامت میں داخل سمجھا جاتا ہے تتبع ہی نہیں کیا تاہم ایسے جتنے واقعات بلا تکلف یاد آئیں گے ہدیۂ ناظرین کردیئے جائینگے

Marfat.com

بائی جیسا باب سابق میں قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کیا گیا حضرت والا کی سب سے بڑی اور کھلی ہوئی کرامت تو حضرت والا کی مافوق العادت استقامت اور خدمات دینیہ ہیں جن کا انکار ہی نہیں کیا جا سکتا اور جن کے واقعات سے یہ ساری اشرف السوانح ہی بھری پڑی ہے اور انعامات الٰہیہ کے متعلق حضرت والا اکثر نہایت تشکر و امتنان کے ساتھ فرمایا کرتے ہیں کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رات دن ایسی کھلی کھلی دستگیریاں اور عنایتیں ہوتی رہتی ہیں کہ بس آواز تو آتی نہیں لیکن معاملہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے ہر موقع پر یہ بھی فرماتے جاتے ہوں کہ دیکھ ہم نے تیرے ساتھ یہ عنایت کی دیکھ ہم نے تیری یہ دستگیری کی۔ اھ

بس اس جگہ اسی مختصر سی تمہید پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ باب سابق تنقیح کشف و کرامت بھی تو کل کا کل درحقیقت باب ہٰذا ہی کی تمہید میں سے ہے جو ملاحظہ سے ابھی گذر چکا ہے۔

اب بعد تمہید ہٰذا اس باب کے موضوع یعنی انعامات الٰہیہ کے متعلق حسب وعدہ چند واقعات بھی بطور نمونہ عرض کئے جاتے ہیں جو بلاواسطہ یا بواسطہ ثقات احقر کے علم میں آئے ہیں اور گو ان میں سے بعض کو ابواب ماسبق میں موقع بموقع بیان بھی کیا جا چکا ہے اور اس لئے ممکن ہے کہ کوئی اس کو تکرار سمجھے مگر چونکہ وہ واقعات اس وقت میرے پیش نظر نہیں اس لئے اس تکرار سے تحرز دشوار ہے نیز چونکہ عنوان غالباً مختلف ہوگا اس لئے من کل الوجوہ وہ تکرار بھی نہیں۔

واقعات یہ ہیں

واقعہ (۱) حضرت والا کا وجود باجود خود سراپا ایک بڑی زبردست اور حیرت انگیز کرامت ہے بلکہ کہ انکار ہی نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضرت والا کے واقعہ ولادت باسعادت سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے جو اپنے موقعہ پر بتفصیل بیان کیا جا چکا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کرامت کے لغوی معنی ہیں عزت افزائی اور کرامت کو کرامت اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے کسی مقبول بندہ کی عزت افزائی فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی عزت افزائی حضرت والا کی ابتداء آفرینش ہی سے [illegible] فرمائی کہ عین اس حالت میں جبکہ حضرت والا کے والدین شریفین بالکل مایوس [illegible] کے ایک مشہور اور مسلم صاحب خدمت مجذوب حضرت حافظ غلام [illegible] بھی فرمائی اور حضرت والا کے تولد کی تعیین نام [illegible] بشارت بھی [illegible] اور بشارت کی برکت سے معرض وجود میں آئے [illegible] بھی ایک بہت بڑا شرف ہے چنانچہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

Marfat.com

فرماتے ہیں انا دعوۃ ابی ابراهیم وبشارۃ عیسٰی علیہما السلام اھ کما اخرج احمد والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریۃ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد اول ص۹)

حضرت والا کی ولادت باسعادت کا تفصیلی واقعہ باب چہارم میں گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرما لیا جائے یہاں اجمالاً امواج طلب سے اُس واقعہ کے متعلق جو کچھ حضرت والا نے فارسی عبارت میں تحریر فرمایا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے وھو ہٰذا ۔

"و قصۂ تولد ما ہر دو برادران چوں قدرے عجیب است استطراداً ذکر آں نامناسب نیست انچہ از بزرگان خاندان و دیگر حاضران واقعہ شنیدہ است حاصل مجموعش آنست کہ والد صاحب مرحوم بمقام میرٹھ بمرض خارش چناں مبتلا شدند کہ تدبیرے نافع نمی شد ۔ ڈاکٹرے گفت کہ یک دوا برائے ایں مرض حکم اکسیر می دارد ولاکن قاطع النسل است ۔ والد صاحب چوں از مرض بہ تنگ آمدہ بودند با آنکہ آں وقت فرزندے نرینہ از اولاد او زندہ نبود فرمودند کہ بقائے شخص مقدم ست از بقائے نسل و استعمال آں دوا نمودند حق تعالیٰ صحت بخشید ۔ آنگاہ بتصور قطع نسل خیلے پریشان شدند و چوں بحصول رخصت از ریاست شیخ الٰہی بخش صاحب مرحوم رئیس میرٹھ در وطن آمدند و بہ اہل خانۂ خود یعنی والدہ صاحبۂ ایں راقم تذکرہ درمیان نہادند ایں خبر ایشان را ہم پریشان کردہ ۔ شدہ شدہ خبر بہ والدۂ ایشاں یعنی بہ جدۂ احقر رسید اتفاقاً دراں زمان افضل مجاذیب وقت خویش حضرت حافظ غلام مرتضٰے صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بہ سابقہ تعلقے کہ با نانا صاحب میداشت تشریف آوردند ۔ نانی صاحبہ درخدمت ایشاں عرض نمود کہ فرزندان ایں دختر نمی زیند ۔ حضرت بطریق معما فرمودند کہ درکشاکشی عمرؓ و علیؓ ہلاک میشوند ۔ دریں نوبت بہ علی سپرد کنید زندہ خواہد ماند ۔ ایں معمائے مجذوبانہ بخیال کسے نیامد ۔ الا والدہ صاحبہ کہ بفہم خداداد آں را حل کردند گفتند کہ مطلب حافظ صاحب اینست کہ پدر فرزندان (یعنی والد صاحب) فاروقی اند و مادر شان (یعنی والدہ صاحبہ) علوی اند و ہنوز ہر قدر کہ فرزندان بوجود آمدند نام شان برنام پدر نہادہ می شد مثل فضل حق وغیرہ ایں بار اگر فرزند عطا شود نامش برخاندان مادر یعنی بضم لفظ علی نہادہ شود ۔ حضرت تبسم فرمودند کہ ایں دختر بسیار عاقل ست مطلب من ہمین ست و فرمودند کہ انشاء اللہ تعالیٰ دو پسر بوجود خواہند آمد یکے را اشرف علی و دیگرے را اکبر علی نام نہید و ہر دو زندہ خواہند ماند و صاحب نصیب خواہند بود چنانچہ ما ہر دو برادران بوجود آمدند و تا اکنون زندہ و شاد و خورسند ہستیم"۔

واقعہ (۳) حضرت والا نے فرمایا کہ خود مجھے بھی یاد ہے اور میں نے اپنے بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ بچپن میں جب کبھی مجھے کوئی سفر پیش آتا تو اکثر اُس دن ابر ہوجاتا ۔ اھ

Marfat.com

جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ بزرگان خاندان میں اس کا خاص طور سے تذکرہ ہونا ضرور ظاہر کرتا ہے کہ اس کا بکثرت وقوع ہوتا تھا اور یہ بات حضرت والا کی خصوصیت سمجھی جاتی تھی استطراداً حضرت والا کے بچپن کے زمانے کی ایک اور خصوصیت یاد آگئی۔ حضرت والا نے اپنے بزرگان خاندان ہی سے یہ بھی سنا تھا کہ حضرت والا اپنے بچپن کے زمانے میں کسی کا ننگا پیٹ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہوتا تو فوراً قے ہو جاتی۔ چنانچہ ہمسر لڑکے حضرت والا کو قصداً اپنا ننگا پیٹ دکھا دکھا کر پریشان کیا کرتے۔

چونکہ اس واقعہ سے بھی حضرت والا کے بچپن کے زمانہ کی غیر معمولی نظافت و لطافت طبع جو ایک خاص شرف کی صفت ہے ایک عجیب و غریب شان کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے جو نہ کسی بچہ میں دیکھی گئی نہ سُنی گئی اس لئے باب ہذا کے مناسب سمجھ کر استطراداً نقل کر دی گئی۔

واقعہ (۳) اس امر کی تصدیق بارہا لوگوں سے سننے میں آئی اور خود بھی بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جو بات دل میں لے کر آئے یا جو اشکال قلب میں پیدا ہوا قبل اظہار ہی اُس کا جواب حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے ہو گیا یا کسی باطنی پریشانی کی حالت میں حاضر ہوئے تو خطاب خاص یا خطاب عام میں کوئی بات ایسی فرما دی جس سے تسلی ہو گئی بمصداق شعر مثنوی شریف ؎

اے لقائے تو جواب ہر سوال	مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

چنانچہ ایسے ہی مشاہدات کی بنا پر بعض فضلاء نے بھی جو [illegible] اپنا یہ اعتقاد حضرت والا کی [illegible] ظاہر کیا کہ حضرت والا صاحب کشف ہیں لیکن حضرت والا نے حلفاً اس کی نفی فرمائی اور [illegible] کشف وکرامت میں عرض کیا جا چکا ہے اس کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ فلاں شخص کی زبان سے جواب ہو جانے پر صاحب شبہ کو تسلی ہو جائے گی اس لئے مجیب کے قلب میں [illegible] داعیہ القا فرما دیتے ہیں۔ اھ

ایک مشہور فاضل نے جبراً اپنا یہی اعتقاد تحریر فرما کر بھیجا تو حضرت والا نے اس کی [illegible] فرما دی اور جب پھر بھی انھوں نے نہ مانا اور اس نفی کو تواضع پر محمول کیا تو حضرت والا نے [illegible] تاجر بڑا خوش قسمت ہے جو اپنے سودے کا ناقص ہونا خود ظاہر کرے [illegible] نہیں یہ ناقص نہیں ہے بہت قیمتی ہے۔ اھ

بلا اظہار ہی [illegible] اشکالات کے جوابات [illegible] حضرت والا کا وعظ ہو رہا تھا۔ وہ [illegible] [illegible] قلب کے [illegible] تو تشفی [illegible]

اشکال پیدا ہوا کہ بظاہر تو وساوس قلب کے اندر ہی معلوم ہوتے ہیں بس یہ خیال آنا تھا کہ فوراً حضرت والا نے فرمایا کہ گو بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قلب کے اندر ہیں لیکن درحقیقت محض اُن کا عکس اندر ہوتا ہے اور وہ خود قلب کے اوپر ہی اوپر رہتے ہیں جیسے اگر کوئی مکھی آئینہ کے اوپر بیٹھی ہو تو دیکھنے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے وہ آئینہ کے اندر بیٹھی ہو حالانکہ آئینہ کے اندر محض اُس کا عکس ہوتا ہے اور وہ خود آئینہ کے اوپر ہی ہوتی ہے۔ اھ

اس تقریر سے احقر کی فوراً تسلی ہوگئی اور جو اشکال پیدا ہوا تھا وہ رفع ہوگیا۔

واقعہ (۴) اس امر کا بھی بارہا تجربہ ہوا کہ حضرت والا نے جس کے ساتھ جس وقت جیسا معاملہ فرمایا وہ اکثر بعد کو اُسی معاملہ کا اہل ثابت ہوا گو دیکھنے والوں کو اُس معاملہ کے وقت ایک گونہ استعجاب ہوتا تھا۔ چنانچہ عرصہ دراز ہوا ایک نوجوان شخص نے آکر بہت اظہار عقیدت کیا اور بیعت ہونا چاہا۔ حضرت والا نے بے رُخی کا برتاؤ فرمایا اور دفع الوقتی کے لئے اصلاح الرسوم دیکھ کر رائے قائم کرنے کو فرمادیا۔ احقر نے ازراہ ترحم اُس کو اپنے داموں سے خرید کر اصلاح الرسوم دیدی۔ پھر اُس کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو اپنے والد سے خفا ہو کر بھاگ آیا تھا۔ اس پر حضرت والا نے احقر کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں جس کے ساتھ جیسا معاملہ کروں میرے احباب اس میں مزاحمت نہ کریں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی کام لیتے ہیں تو اُس کو اُس کام کی سمجھ بھی عطا فرما دیتے ہیں اس میں میرا کوئی کمال نہیں چنانچہ بعض کو تو میرا قلب فوراً قبول کرلیتا ہے اور بعض کو نہیں قبول کرتا۔ اور گو اُس وقت میرے ذہن میں اس قبول عدم قبول کی کوئی دلیل نہیں ہوتی لیکن بفضلہ تعالیٰ اکثر بعد کو میری شہادت قلب ہی ٹھیک نکلتی ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے اگر کوئی نادانستہ مکھی کھا جائے تو گو اُس کو مکھی کا علم نہ ہو لیکن معدہ کو تو مکھی کی اچھی طرح پہچان ہے وہ اُس کو ہرگز قبول نہ کرے گا اور فوراً نکال باہر کرے گا۔ اھ

اسی سلسلہ میں حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ بعض کی طرف قلب کو اتنا میلان ہوتا ہے کہ خود یہ جی چاہتا ہے کہ وہ بیعت کی درخواست کرے۔ چنانچہ جب کبھی ایسا ہوا اکثر اللہ تعالیٰ نے خود ہی اُس کے منہ سے بیعت کی درخواست کرادی اور چونکہ میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس کو میری ہی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس لئے اُس سے انکار نہیں کرتا بے چون و چرا بیعت کرلیتا ہوں۔ اھ

غرض حضرت والا کی صحت شہادت قلب کے صدہا واقعات آئے دن مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔

واقعہ (۵) مکرمی شیخ محمد عمر صاحب الہ آبادی جو حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور مولانا رح حضرت والا کے پیر بھائی تھے۔ عرصہ تیس سال کا ہوا بعد انتقال مولانا ممدوح رح

ایک بار شیخ صاحب پیران کلیر شریف سے واپسی پر حضرت والا کی زیارت کے لئے تھانہ بھون بھی حاضر ہوئے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے رفیق سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں واپسی میں حضرت مولانا تھانوی کی زیارت کے لئے تھانہ بھون حاضر ہونا چاہتا ہوں تو انھوں نے اس سے اتفاق رائے کیا لیکن یہ مشورہ دیا کہ اپنا پیران کلیر شریف کے عُرس سے آنا نہ ظاہر کرنا ورنہ مولانا تو اتنا ناخوش نہ ہوں گے مگر اور خانقاہ والے تم کو بدعتی سمجھ کر تم سے سخت نفرت کریں گے۔ چنانچہ جب میں حاضر خدمت ہوا تو حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آنا ہوا میں نے عرض کیا الہ آباد سے اُس پر یہ سوال ہوا کہ الہ آباد سے کب چلے۔ میں نے دل میں کہا کہ اب پکڑا گیا لیکن جواب دینا تو ضرور ہی تھا عرض کیا آٹھ دس روز ہوئے اس پر فرمایا کہ درمیان میں کہاں قیام رہا میں نے عرض کیا پیران کلیر شریف میں۔ یہ پوچھ کر حضرت والا خاموش ہو گئے۔ نہ حضرت والا مجھے پہلے سے جانتے تھے نہ میں نے یہ ظاہر کیا کہ میں مولانا الہ آبادی کا مرید ہوں کیونکہ اُس کے ظاہر کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں آیا تھا۔

جب حضرت والا کے ملازم نے مولانا سے پوچھا کہ ان کا کھانا کہاں پکے گا تو حضرت والا نے فرمایا کہ یہ تو میرے مہمان ہیں گھر ہی میں کھانا پکے گا پھر ملازم نے کھانے کے متعلق میرا معمول پوچھا تو مولانا نے فرمایا کہ اجی یہ تو اپنے ہی ہیں ان کا معمول کیا جس وقت جو ملے گا کھالیں گے۔ اھ

شیخ صاحب اس واقعہ کو نقل کر کے کہنے لگے کہ اس لفظ کے سننے سے کہ یہ تو اپنے ہی ہیں میرا ذہن حضرت والا اور حضرت مولانا الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اتحاد معنوی اور اتحاد سلسلہ کی طرف منتقل ہوا جس سے میں بے انتہا متاثر اور مسرور ہوا اور مجھ کو تعجب ہوا کہ حضرت والا نے یہ کیسے [illegible] فرمایا [illegible] اپنے ہی ہیں اور اپنوں ہی کا سا معاملہ بھی فرمایا اور باوجود پہلی حاضری کے خلاف معمول اُن چیزوں کو بھی [illegible] فرمالیا جو میں بطور ہدیہ کے لایا تھا۔ اھ

واقعہ (٦) جب احقر نے ڈپٹی کلکٹری کے زمانے میں اپنی خدمات محکمہ تعلیم [illegible] حکام سے درخواست کی تو چونکہ اس وقت تک تعلیم میں کوئی عہدہ ایسا نہ تھا [illegible] جواب آگیا اور میں بالکل مایوس ہوگیا۔ جب حضرت والا [illegible] ڈپٹی کلکٹر تھا تو میں نے بہ افسوس حضرت والا سے اس انکاری جواب کا [illegible] ظاہر کی حضرت والا نے فوراً فرمایا کہ آپ اب بھی کوشش [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کوئی بہتر صورت ہو جائے گی۔ اھ

چنانچہ میں نے پھر کوشش کی [illegible] اتفاق [illegible] حضرت والا [illegible]

محکمۂ تعلیم کے اندر ایک بالکل نیا عہدہ ڈپٹی انسپکٹری مسلم مدارس کا اضافہ کیا گیا جس پر منجملہ دیگر ڈپٹی انسپکٹروں کے ایک میں بھی مقرر کر دیا گیا فللہ الحمد۔

یہ حضرت والا کی دعا اور بشارت کی کھلی ہوئی برکت اور صحت شہادت قلب کی ناقابل انکار حجت ہے۔

واقعہ (۷) اسی طرح خود ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں بھی مجھ کو کامیابی سے مایوسی تھی۔ جب احقر امتحان دے کر حاضر خدمت ہوا تو ایک دن حضرت والا کسی نماز کے بعد آرام فرمانے کے لئے تھوڑی دیر کو لیٹ گئے۔ خدام پاؤں دبانے لگے احقر بھی پاؤں دبانے لگا۔ اتنے میں حضرت والا کی آنکھ لگ گئی احقر اٹھ کر چلا گیا کچھ دیر بعد حضرت والا نے احقر کو یاد فرمایا۔ احقر حاضر ہو گیا۔ فرمایا کہ میں اس وقت آپ کے امتحان کے متعلق بہت مفصل خواب دیکھتا رہا گو پہلے سے کہنے میں کر کری ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن میں کیا اور میرا خواب ہی کیا اس لئے کہے دیتا ہوں۔ پورا خواب تو یاد نہیں رہا لیکن اُس کا خلاصہ یاد ہے کہ آپ مایوس ہو گئے ہیں اور میں نے خواب ہی میں یہ بھی دیکھا کہ ایک مضمون میں اندیشہ تھا لیکن اُس میں بھی پاس ہونے کے لائق نمبر مل گئے ہیں چنانچہ الحمد للہ احقر امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ اور حضرت والا کی بشارت بالکل صحیح نکلی اور واقعی ایک مضمون میں بہت مایوسی تھی عجب نہیں کہ آخری موقع ہونے کی وجہ سے کچھ رعایتی نمبر دیکر پاس کر دیا گیا ہو۔

واقعہ (۸) ایک بار حضرت والا طالبین مقیمین خانقاہ کے خطوط جو حسب معمول اُس ٹین کے ڈبہ میں سے جو بطور لیٹر بکس کے ایک دیوار میں لگا ہوا ہے اور جس میں طالبین اپنے حالات کے خطوط ڈال دینے ہیں نکال کر بعد نماز ظہر جواب تحریر فرما رہے تھے۔ ایک خط تھا جس میں کوئی الجھی ہوئی حالت درج تھی جواب ہی نہیں سمجھ میں آتا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ حضرت والا کے ساتھ یہ ہے کہ کوئی کیسی ہی الجھی ہوئی حالت یا مضمون لکھ کر بھیجے بعون اللہ تعالیٰ فوراً جواب شافی وکافی سمجھ میں آجاتا ہے اور قلم برداشتہ لکھتے چلے جاتے ہیں حضرت والا حیران تھے کہ یا اللہ آج کیا معاملہ ہے شرح صدر کے ساتھ کیوں جواب سمجھ میں نہیں آتا اور جب تک شرح صدر نہیں ہوتا حضرت والا کوئی جواب نہیں تحریر فرماتے۔ اسی سوچ میں تھے کہ فوراً خیال آیا کہ تھوڑے گھر میں مرغیاں دربہ کے اندر مقید پڑی ہوئی ہیں کیونکہ حضرت پیرانی صاحبہ کے کیرانہ تشریف لے جانے کی وجہ سے اُن کو کوئی کھولنے والا نہ تھا۔ چنانچہ حضرت والا فوراً گھر تشریف لے گئے اور مرغیوں کو کھول دیا۔ پھر آکر جو اُس خط کو جواب لکھنے کی غرض سے دوبارہ پڑھا تو اُس کا جواب فوراً سمجھ میں آ گیا۔ حضرت والا نے اس واقعہ کو نقل فرما کر فرمایا کہ چونکہ اُدھر مرغیاں محبوس تھیں اور تنگی میں تھیں اللہ تعالیٰ نے ادھر میری طبیعت کو بھی منقبض اور تنگ کر رکھا تھا۔ جب میں نے اُن کو جا کر کھول دیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت کو بھی کھول دیا اور شرح صدر فرما دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کھلی دستگیری ہے ورنہ وہ بیچاری دن بھر محبوس ہی رہتیں اور مجھے

Marfat.com

مجھے اُن کا خیال ہی نہ آتا کیونکہ روزمرہ کا معمول نہ ہونے کے مجھ کو اُن کا کھولنا یاد ہی نہ رہا تھا ۔ اھ

واقعہ (۹) ایک بار ایک دیہاتی کوئی فرائض کا مسئلہ دستی طور پر حضرت والا سے عجلت میں لکھا لے گیا۔ اُس کے چلے جانے کے بعد حضرت والا کو معلوم ہوا کہ ذہول سے غلط جواب لکھا گیا ۔ اب سخت پریشان کہ کیا کیا جائے کیونکہ نہ اُس کا نام معلوم نہ پتہ معلوم نہ یہ معلوم کہ کس راستہ کو گیا ہوگا کچھ معلوم نہ تھا اور چونکہ فرائض کا مسئلہ تھا لہذا سخت فکر دامنگیر ہوئی کہ نہ معلوم کتنے اہل حقوق کی حق تلفی ہوگی اور آئندہ کہاں تک اس حق تلفی کا سلسلہ پھیلے گا دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میرے قبضہ سے تو اب یہ معاملہ نکل چکا میری قدرت میں تو اب اس کے تدارک کی کوئی صورت رہی نہیں لیکن آپ کو تو سب کچھ قدرت ہے آپ تو اب بھی قادر ہیں ۔ آپ ہی غیب سے کوئی صورت نکال لیجئے ۔ اھ

چنانچہ زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ کیا دیکھتے ہیں وہ شخص فتویٰ لئے چلا آرہا ہے ۔ اس نے آکر کہا کہ جی مولوی جی میں تو دور نکل گیا تھا ۔ راستہ میں جو فتوے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ اُس پر مُہر لگی ہی نہیں ابھی اس پہ مُہر تو لگا دو ۔ حضرت والا خوش ہوگئے ۔ فرمایا لا بھائی لا ۔ مُہر تو میرے پاس ہے نہیں لیکن جلدی میں مسئلہ غلط لکھ کر دے دیا تھا اسی لئے اللہ میاں نے تجھے میرے پاس پھر بھیج دیا ہے کہ اس مسئلہ کی درستی کر دوں میں تو سخت حیران تھا کہ کیا کروں کیونکہ تیرا نام و نشان کچھ معلوم ہی نہ تھا دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا سو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اسی بہانہ یہاں واپس بھیج دیا اور میری دعا قبول فرمالی ۔ اھ

پھر حضرت والا نے اُس کو صحیح جواب لکھ کر دے دیا ۔

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کی کیسی کھلی اعانت ہے جو من وجہ کرامت سے بھی بڑھ کر ہے ۔

حضرت والا نے اس واقعہ کو نقل فرما کر فرمایا کہ اس روز سے میں فتوے کا دستی جواب [illegible] لکھتا کیونکہ اُس شخص [illegible] سے قلب میں تقاضا سا رہتا ہے اور طبیعت مشوش رہتی ہے [illegible] غلطی کا اندیشہ رہتا ہے ۔ اھ

واقعہ (۱۰) عرصہ دراز ہوا ایک بار حضرت والا نے حضرت بڑے پیرانی صاحب [illegible] دس روپے کی لکڑیاں یکمشت لے لی تھیں کیونکہ اچھی مل رہی تھیں چونکہ اتفاق سے [illegible] اس لئے قرض ہوگیا تھا حضرت والا کے قلب [illegible] کہ ایک [illegible]

اول تو الحمد للہ حضرت والا [illegible] قرض ہوتا ہی نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

قرض سے سبکدوش فرما دینے کی یہ صورت فرمائی کہ ایک قریبی قصبہ کے ایک معزز رئیس جو ایک ریاست میں کسی بڑے عہدہ پر بھی تھے اور جو رخصت لیکر آئے ہوئے تھے حضرت والا کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے وہ حضرت والا سے بیعت بھی تھے انھوں نے پچیس روپیہ ہدیۃً پیش کئے لیکن حضرت والا نے اُن میں سے صرف دس روپیہ لے لئے اور پندرہ روپیہ واپس فرما دئے۔ حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ میرا خیال تو اس سے بھی کم لینے کا تھا لیکن مجھے ڈر لگا کہ میں نے اللہ میاں سے دس روپے مانگے تھے دس سے بھی کم لینے میں کہیں اللہ میاں ناخوش نہوں کہ مانگتا بھی ہے اور پھر جب ہم دلواتے ہیں تو لیتا بھی نہیں۔ پھر اُن رئیس کے چلے جانے کے بعد اُن کے ساتھیوں سے جو ٹھہر گئے تھے معلوم ہوا کہ اُن صاحب نے پہلے دس ہی روپیہ دینے کا قصد کیا تھا لیکن اس رقم کو کم سمجھکر پندرہ اور ملا دئے تھے تاکہ مقدار کے کم دینے سے سُبکی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے قلب پر اثر ڈال دیا کہ خلوص کا حصہ تو لے لیا اور ریا کا واپس فرما دیا۔ جب ساتھیوں نے حضرت والا سے اظہار تعجب کیا کہ کیا آپ کو کشف ہو گیا تو حضرت والا نے کشف کی نفی فرمائی اور پھر پورا واقعہ بیان فرمایا جو مذکور ہوا۔

واقعہ (۱۱) اسی طرح ایک قریب کے گاؤں کا شخص گڑ ہدیہ لایا تو حضرت والا نے قبول نہیں فرمایا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ عشر کا تھا حضرت والا نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ دیکھئے لوگ مجھے اُخواند تو وہی لیتے ہیں اب دیکھئے اگر میں یا لوچھے پیچھے لے لیتا اور بعد کو معلوم ہوتا تو طبیعت کو کس قدر ناگوار ہوتا اور کیسی گرانی بھی اور ہوتی وہ تو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قلب میں پیشتر ہی نفرت پیدا ہو گئی تھی ورنہ خدا جانے کیا کسر رہ گئی تھی پھر یہ شعر فرمایا ؎

حیف ازیں خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نبود	ورنہ از دلِ بے رحم تو تقصیر نبود

بھلا ایسی صورت میں ہدیہ لینے سے کوئی کہاں تک احتیاط کر سکتا ہے لیکن وہ تو خود حق تعالیٰ ہی منجانب اللہ فرماتے ہیں قلب میں بحمد اللہ ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی روک دیا گیا ہو۔

حضرت والا کی اکثر امور میں احتیاطیں بعد کو واقعات سے صحیح ثابت ہوئی ہیں اسی لئے ہم پر حضرت والا بڑا زور دیتے ہیں کہ دیکھئے لوگ مجھے خواہ مخواہ وہمی کہتے ہیں اگر میں وہمی ہوں تو مجھے ... ہوتی ہے

واقعہ (۱۲) امراض نفس کی تشخیص میں تو حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے وہ کمال عطا فرمایا ہے اور وہ فراست صحیحہ عطا فرمائی ہے کہ بحمد اللہ تربیت میں یگانہ روزگار ہیں اور آج دنیائے اسلام میں حکیم الامت کے لقب سے یاد فرمائے جاتے ہیں۔

غرض ہو اسکے متعلق خود حضرت والا نے ایک بار کسی سلسلہ کلام میں فرمایا تھا کہ جب کوئی طالب آتا ہے تو بفضلہ تعالیٰ اس سے سابقہ پڑتے ہی اجمالی طور پر فوراً یہ ادراک ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں مرض ہے

آیا ہے اور اس کو فلاں تدبیر نافع ہوگی۔ اھ

یہ فراست کشف سے ہزار درجے افضل و انفع ہے اور اس کے صدہا واقعات اس حصہ میں بھی بعض موقع بموقع ذکر بھی کئے جا چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت والا کا ایک طالب کے اندرونی کبر کی تشخیص فرمانا اور پانچ برس بعد اس طالب کا اقرار کرنا اسی باب کی تمہید میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اور ایک واقعہ اس وقت بھی یاد آیا۔

حضرت والا کسی پر احتساب شرعی فرما رہے تھے اور وہیں ایک اور طالب بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت والا نے محض اُن کے بشرہ سے محسوس فرما لیا کہ ان کے قلب میں حضرت والا کے اس احتساب کے متعلق اعتراض ہے چنانچہ حضرت والا نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے اقرار کیا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کے اس صدق سے تو میں بہت خوش ہوا لیکن هل جزاء الصدق الا الصدق۔ میں بھی سچی بات عرض کئے دیتا ہوں کہ ایسی صورت میں مجھ سے آپ کو نفع نہ پہنچے گا۔ اب آپ کسی دوسرے سے رجوع کریں۔ اور اب عمر بھر نہ مجھے کبھی کوئی خط لکھیں نہ میرے پاس آئیں۔ اھ

ایک صاحب کے استفسار پر اس کے متعلق حضرت والا نے تفصیل فرمائی کہ اگر شیخ کے متعلق دل میں محض وسوسہ آئے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں یا کوئی بات سمجھ میں نہ آنے کے سبب پوچھ لینا بھی مضائقہ نہیں لیکن اعتراض اور شبہ [illegible] کا تعلق [illegible] واقع ہوتا ہے۔ اور اگر شیخ کے کسی قول یا فعل پر [illegible] ہو تو اس کو خود شیخ ہی سے [illegible] دوسروں سے پوچھے [illegible] قلب میں تنگی پیدا ہوگی [illegible] جواب دیا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ [illegible] بینا چہرہ کرے۔ بھلا اس کی غیرت [illegible] گوارا کر سکتی ہے۔

اسی طرح ایک اور صاحب پر [illegible] [illegible] فرماتے رہتے تھے [illegible] [illegible] چنانچہ حضرت والا نے [illegible] [illegible] [illegible] اقرار کیا اور پھر حضرت والا ان کی [illegible] فرمایا [illegible] اپنی حالت کے متعلق [illegible]

حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ مجھ سے کسی کا اپنے نفس کی چوریاں چھپانا بہت دشوار ہے - اھ چنانچہ واقعی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ حضرت والا کو طالبین کی اصل حالت کا یا تو فراست سے پتہ چل جاتا ہے یا منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ ان کی اصل حالت کھل ہی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں انعام الٰہی کی اعظم افراد میں سے ہیں - نیز یہ بھی رات دن کا مشاہدہ ہے کہ حضرت والا اکثر یکساں احوال میں بھی مختلف معاملات فرماتے ہیں اور یہ اختلاف ہی عین مصلحت ثابت ہوتا ہے - اور اس کا مدار زیادہ تر محض شہادت قلب پر ہوتا ہے - راز اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر و طاعت کی برکت سے حضرت والا کے قلب مطہر کو ایسا لطیف الادراک اور صحیح الحس بنا دیا ہے کہ جس کی جس وقت جیسی حالت ہوتی ہے اس کا اس وقت ویسا ہی اثر قلب پر پڑنے لگتا ہے اور اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرمانے لگتے ہیں گو ظاہر میں احوال یکساں ہی نظر آئیں اور جو طالب خاص اپنے حالات اور خاص اپنے ساتھ حضرت والا کے معاملات کا بغور تتبع کرے گا اس کو حضرت والا کی صحت شہادت قلب کا روز روشن کی طرح مشاہدہ ہو جائے گا بشرطیکہ وہ طریقے کے ساتھ کام میں مشغول ہو اور اپنی اصلاح کی دھن میں ہو لیکن احقر نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ بعض احوال میں حضرت والا اپنی شہادت قلب پر فوراً عمل شروع نہیں فرما دیتے بلکہ اس اثر کو اپنے ذہن میں لئے رہتے ہیں اور موقع کے منتظر رہتے ہیں -

بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ مختلف طالبین نے ایک ہی عیب کی اصلاح چاہی تو کسی کے لئے کوئی علاج تجویز فرمایا کسی کے لئے کوئی اور فرمایا کہ بس جس کے لئے جو بات نافع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ وہی ذہن میں ڈال دیتے ہیں پھر بعد کو اس طالب کے خط سے بحمد اللہ اس کے حق میں اسی تدبیر کا نافع ہونا ثابت ہوتا ہے - ... یاد آیا کہ بعض کے لئے تو حضرت والا نے تکبر کے لئے ایسے علاج تجویز فرمائے جو نفس کو بہت گراں ہوتے ہیں اور ایک طالب کے لئے حضرت نے یہ تجویز فرمایا کہ تم مجھ کو اپنے ہر خط میں ... لکھ بھیجا کرو کہ مجھ میں ... ہے ... لئے دعا کی جائے جب اس قسم کے پانچ خطوط بھیج چکو تو پھر اپنی حالت لکھنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا - ... احقر نے اپنا ایک عیب لکھا تو تحریر فرمایا کہ میں کل دن بھر آپ کے خط کو ... کہ اس مرض کے ... علاج ہیں وہ تو آپ کو معلوم ہی ہیں - سوچتا رہا کہ اور کیا لکھوں چنانچہ آج فجر کی ... ایک خاص علاج ... وارد ہوا وہ چونکہ نیا ہے اس لئے لکھتا ہوں چنانچہ بفضلہ تعالیٰ اسی سے ... عیب کا جس کی اصلاح سے تقریباً مایوسی ہو چکی تھی بالکلیہ استیصال ہو گیا اور جب احقر نے اس نتیجہ سے مطلع کیا تو تحریر فرمایا کہ ... اللہ تعالیٰ سے یہی توقع تھی - اھ

چونکہ یہ سب کھلے ہوئے انعامات الٰہیہ ہیں اس لئے اس باب میں بھی انکا ذکر مناسب سمجھا گیا گو

Marfat.com

ان میں سے بعض کا بیان اور موقعوں پر بھی غالباً آچکا ہے اور ان کے علاوہ بھی اور بہت سے اس قسم کے واقعات دیگر ابواب میں گزر چکے ہیں۔

واقعہ (۱۳) احقر کو بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جب حضرت والا نے احقر کو کسی سلسلہ میں غائبانہ یاد فرمایا تو اکثر احقر کے قلب میں بھی یک بیک بلا کسی سبب ظاہری کے ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی اور فوراً احقر کو بربناء تجربہ گمان ہوا کہ غالباً اس وقت حضرت والا احقر کو یاد فرما رہے ہیں۔ چنانچہ بعد کو اہل مجلس سے معلوم ہوا کہ واقعی حضرت والا احقر کا کچھ تذکرہ فرما رہے تھے۔ بلکہ ایک بار تو یہاں تک اثر ہوا کہ احقر حضرت والا کی خدمت میں فوراً پہونچا دیکھا تو ایک کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور اس تلاش میں تھے کہ کوئی نظر پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں چنانچہ جب احقر خدمت میں پہونچا تو فرمایا کہ میں تو اس وقت آپ کو یاد ہی کر رہا تھا۔

ایسے موقعوں پر جو اثر احقر کے قلب پر ہوتا ہے وہ ہمیشہ انجذاب الی الحق کی صورت میں ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت والا کے خیال میں ہمیشہ یاد حق ہی بسی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے کسی خادم غافل کی طرف سرسری خیال بھی فرما لیتے ہیں تو اس کے قلب میں بھی یاد حق کا ایک آنی اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

واقعہ (۱۴) احقر نے یہ بھی بارہا تجربہ کیا اور اکثر احباب سے بھی اس کی تحقیق ہوئی کہ جب کسی ظاہری یا باطنی پریشانی کے متعلق حضرت والا کو عریضہ لکھا تو لکھنے کے بعد ہی سے اس کا رفع ہونا شروع ہو گیا اور جواب آنے پر بفضلہ بالکل ہی زائل ہو گئی۔ چنانچہ کل پرسوں ہی ایک بہت [illegible] اور [illegible] صاحب [illegible] بھائی صاحب کو جو ڈپٹی کلکٹر ہیں اور آج کل حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہیں بسبیل تذکرہ یہ لکھا کہ [illegible] بالکل اچھا ہے یہ عجیب بات ہے کہ مجھے جب کوئی تکلیف یا مصیبت پیش آتی ہے [illegible] حضرت والا کو [illegible] کمی اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے اور بفضلہ تعالیٰ فوراً ہی اس کا اثر ہوتا رہتا ہے [illegible] جیسے واپس آیا تو اس کو مونیہ میں مبتلا پایا۔ سانس لینا مشکل تھا۔ اسی وقت حضرت کو [illegible] بفضلہ تعالیٰ اس کی حالت بہت کچھ [illegible] اور دوسرے تیسرے دن بفضلہ تعالیٰ [illegible] صرف ہلکی سی کھانسی باقی ہے۔ [illegible]

احقر جامع اوراق [illegible] کے اتنے [illegible]

پیر بھائیوں سے بتا [illegible] حضرت والا سے خدا [illegible]

فلاح دین و دنیا [illegible] ہو گیا [illegible]

کبھی عریضہ لکھا اپنی حالت ظاہری و باطنی [illegible]

اس امر کے بھی [illegible] حضرت والا کی خدمت میں

حاضر ہو جانے کے بعد بفضلہ تعالیٰ بہت جلد زائل ہو جاتی ہیں۔ بلکہ بعض کی پریشانی کا علاج تو خود حضرت والا ہی نے پاس رہنا تجویز فرمایا۔

آجکل بھی ایک طالب یہاں مقیم ہیں جو سخت پریشانی کے عالم میں بغرض رفع پریشانی حاضر ہوئے تھے اور ممتد قیام کا قصد تھا یہاں تک کہ یہ ارادہ کر کے آئے تھے کہ اگر کئی سال رہنے کی بھی ضرورت ہوئی تو کئی سال رہوں گا لیکن بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی برکت سے تیسرے روز ہی پریشانی بالکل رفع ہو گئی جس پر حضرت والا نے اُن کو مبارکباد دی اور تحریر فرمایا کہ الحمد للہ غیب سے علاج ہو گیا اور چونکہ وہ طالب علم ہیں اس لئے جلد واپس چلے جانے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ وہ آج ہر طرح مطمئن ہو کر چلے گئے حالانکہ انھیں ازالۂ مرض سے بالکل مایوسی تھی۔

اسی طرح خطوط کے ذریعے سے بھی صدہا طالبین کی پریشانیاں آئے دن رفع ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ بعضوں نے لکھا کہ آپ کے کرامت نامہ نے خودکشی سے بچالیا۔ اسی لئے حضرت والا فوراً خطوط کے جوابات دیا کرتے ہیں اور اس کے بہت سختی کے ساتھ پابند ہیں۔

ایک طالب کو جو دوسرے شیخ سے مرید تھے اپنے شیخ کے حج کو تشریف لے جانے کے بعد ہجوم وساوس نے اس قدر پریشان کیا کہ گھبرا کر حضرت والا سے بذریعہ عریضہ رجوع کیا۔ حضرت والا کا کرامت نامہ پہونچتے ہی فوراً تسلی ہو گئی اور سارے وساوس کافور ہو گئے چنانچہ اپنے دوسرے عریضہ میں حضرت والا کو بہت دعائیں لکھیں اور اس آڑے وقت میں دستگیری کا بہت شکر ادا کیا۔

غرض یہ صدہا بلکہ ہزارہا کا تجربہ ہے کہ حضرت والا کے کرامت ناموں سے بہت ہی تسلی ہوتی ہے بلکہ جیسا اس نمبر کے شروع میں عرض کیا گیا عریضہ لکھتے ہی پریشانی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے راز اس کا حسب ارشاد شیخ العرب والعجم اعلیٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ العزیز یہ ہے کہ چونکہ شیخ محقق اللہ تعالیٰ کے اسم ہادی کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اس کی برکت بلا اس کے علم کے بھی طالب صادق کو پہنچتی رہتی ہے اور حضرت والا کی اس برکت کا تو حضرت والا کے منتسبین کو بفضلہ تعالیٰ عین الیقین بلکہ حق الیقین ہے اور اسی برکت کی ایک فرد یہ بھی ہے کہ حضرت والا کے کرامت نامہ کے محض چھوٹے چھوٹے جملوں سے اتنا اثر قلب پر ہوتا ہے اور اتنا نفع پہونچتا ہے کہ بڑے بڑے رسالوں کے پڑھنے سے بھی وہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ احقر کو خود اپنے تاثرات تو یہ اچھی طرح یاد ہیں جو حضرت والا کے کرامت ناموں کو دیکھتے ہی قلب پر طاری ہو جاتے تھے۔ جن کی کسی قدر تفصیل باب ارشاد و افاضۂ باطنی میں عرض بھی کی جا چکی ہے اور خود حضرت والا نے متعدد بار فرمایا کہ گو میرے جوابات بہت ہی مختصر ہوتے ہیں لیکن اُن کا اثر کوئی اس وقت دیکھے

جب وہ مخاطبین کے پاس پہونچتے ہیں ۔

اس کا سبب سوائے برکت کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا جو حضرت والا کی مقبولیت عند اللہ کی کھلی دلیل ہے فالحمد للہ حمداً کثیراً وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ۔

واقعہ (۱۵) جیسا کہ باب ہیزدہم تصنیف و تالیف میں قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کیا جا چکا ہے حضرت والا کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے کھلی ہوئی برکت رکھی ہے جس کی اعلیٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز نے ابتداء ہی میں بشارت فرما دی تھی اور یقینی بات ہے جو چاہے تجربہ کر لے کہ جتنا اور جس نوع کا تصنیف و تحریر کا کام جتنے وقت میں حضرت والا کر لیتے ہیں کوئی دوسرا فی زماننا ہمارے علم و گمان میں نہیں کر سکتا ۔

اکثر دیکھا گیا کہ اکثر دوران تصنیف و تحریر خطوط میں حضرت والا کو کسی کتاب کے اندر کسی مضمون کے تلاش کرنے کی ضرورت پڑی تو وہ بہت آسانی سے مل گیا ۔ یہاں تک کہ ایک بار مثنوی شریف کی شرح لکھتے وقت ایک مقام پر کبوتر بازوں کے کسی معمول کے معلوم کرنے کی ضرورت واقع ہوئی تو حضرت والا کو تشویش ہوئی کہ اس وقت کوئی کبوتر باز کہاں سے ملے بس اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک کبوتر باز کو تعویذ لینے کے لئے بھجوا دیا اور چونکہ حضرت والا اسکو پہلے سے جانتے تھے کہ کبوتر باز ہے اس لئے اس سے وہ معمول معلوم فرما لیا جس سے مثنوی شریف کا وہ مقام حل ہو گیا اور کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی ۔ یہ حق تعالیٰ کی اعلیٰ کھلی دستگیری ہے ۔

اسی طرح الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت والا بہت ہی کم بیمار ہوتے ہیں اور اگر کبھی بیمار بھی ہوتے ہیں تو بفضلہ تعالیٰ بیماری ممتد نہیں ہوتی جس سے حضرت والا کے کاموں میں کوئی معتد بہ خلل نہیں پڑتا اور حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] بفضلہ تعالیٰ [illegible] بار بار [illegible] انجام پذیر ہوتے رہتے ہیں ورنہ اگر معمولی [illegible] اکثر لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں [illegible] پیش آئیں اور [illegible] ان کے [illegible] کار [illegible] اس کا [illegible] اس سے [illegible] سے دین کا کام لینا ہے اس لئے [illegible] رکھتے ہیں

بارہا اس [illegible] مشاہدہ [illegible] تو بہت کم آئے [illegible] آیا [illegible]

واقعہ (۱۶) [illegible]

آپ [illegible]

بعض اسٹیشنوں پر تو یہ دیکھ کر مجھ کو حیرت ہو جاتی کہ مسافروں کا ریلا حضرت والا کے پاس سے ہوتا ہوا گزرتا چلا جاتا اور اُدھر رُخ بھی نہ کرتا غرض نہایت آرام کے ساتھ سفر طے ہوتے تھے اور ہمیشہ ریل کے ڈبہ کے اندر بھی جماعت ہی سے نماز پڑھتے تھے اور جماعت اکثر بہت لمبی ہوتی تھی - اگر علاوہ رفقاء کے کچھ اور بھی مسافر ہوتے تو وہ بھی حضرت والا کا مع رفقاء کے بہت لحاظ رکھتے یہاں تک کہ ہنود پر بھی اتنا اثر ہوتا کہ بعض مواقع پر ڈبہ بدلا گیا تو جب حضرت والا دوسرے ڈبہ میں تشریف لے جانے لگے تو وہ لوگ حسرت سے کہنے لگے کہ ابھی آپ کہاں چلے۔ آپ کی وجہ سے تو یہاں بڑی رونق تھی اور بڑا نور تھا -

اسی طرح ایک بار حضرت والا اپنے رفقاء سفر سے معمولی باتیں فرما رہے تھے تو دو ہندو جو آریہ تھے آپس میں سرگوشی کرنے لگے جس کو بعض رفیقوں نے سُنا ایک نے کہا معلوم نہیں ان کی باتوں کی طرف دل کو کیوں کشش ہوتی ہے دوسرے نے کہا کہ یہ ان کے سچے ہونے کی علامت ہے سچ ہے -

۶ الفضل ما شهدت به الاعداء

واقعہ (۱۷) برادری کی ایک بی بی پر جو حضرت والا کے ایک خادم کی صاحبزادی ہیں جن کا اثر ہوا - چونکہ حضرت والا عامل نہیں - اور آثار سے جن کا قوی ہونا معلوم ہوا اس لئے تعویذ دینا مناسب نہیں سمجھا لیکن حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا کے اصرار سے جن کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر تم مسلمان ہو تو میں تم کو قرآن و حدیث کی وہ وعیدیں یاد دلاتا ہوں جو کسی کو ستانے پر وارد ہوئی ہیں اور اگر تم کافر ہو تو اول تو ہم صلح کی تحریک کرتے ہیں اور اگر تم نہیں مانتے تو یاد رکھو کہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمہارا پورا استیصال کر سکتے ہیں - اھ

چنانچہ جب یہ خط اُس کو سُنایا گیا تو اُس جن نے کہا کہ یہ ایسے شخص کا خط نہیں ہے کہ اُس کا کہنا نہ مانا جائے۔ اچھا لو میں جاتا ہوں - چنانچہ فوراً بالکل اثر جاتا رہا گو بعد چندے پھر اثر ہو گیا - جب اُس سے کہا گیا کہ ہم پھر تھانہ بھون جاتے ہیں تو اُس نے کہا نہیں وہاں نہ جاؤ میں جاتا ہوں چنانچہ پھر اثر جاتا رہا سچ ہے ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید	ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید		

لیکن چونکہ وہ بار بار پھر آ جاتا تھا اس لئے اُس کا مکمل بندوبست اور استیصال کلی حضرت حاجی محمد عابد صاحب دیوبندی رحمہ سے جو عامل کامل تھے کرا دیا گیا -

واقعہ (۱۸) ترصہ دراز ہوا ایک صاحب نے خود احقر سے یہیں خانقاہ میں بایں عنوان اپنا واقعہ بیان کیا کہ دیکھئے میں تو حضرت والا یہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کیا خبر اس وقت کہاں پر ہوں کیونکہ میں ایک بار خود حضرت والا کو باوجود تھانہ بھون میں ہونے کے علیگڈھ میں دیکھ چکا ہوں جبکہ وہاں نمائش تھی اور اسکے اندر

سخت آگ لگی تھی۔ میں بھی اُس نمائش میں اپنی دوکان لے گیا تھا جس روز آگ لگنے والی تھی اُس روز خلافِ معمول عصر ہی کے وقت سے میرے قلب کے اندر ایک وحشت سی پیدا ہونے لگی جس کا یہ اثر ہوا کہ باوجود اس کے کہ اصل کِرّی کا وقت وہی تھا لیکن میں نے اپنی دوکان کا سارا سامان قبل از وقت ہی سمیٹ سمیٹ کر بکسوں میں بھرنا شروع کر دیا جب بعد مغرب آگ لگنے کا غل شور ہوا تو چونکہ میں اکیلا تھا اور بکس بھاری بھاری تھے اس لئے میں سخت پریشان ہوا کہ یا اللہ دوکان سے باہر کیونکر لیجاؤں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ دفعۃً حضرت والا نمودار ہوئے اور بکسوں میں سے ایک ایک بکس کے پاس تشریف لیجا کر فرمایا کہ جلدی سے اُٹھاؤ۔ چنانچہ ایک طرف سے تو اُس بکس کو خود اُٹھایا اور دوسری طرف سے میں نے اُٹھایا۔ اسی طرح تھوڑی دیر میں ایک ایک کر کے سارے بکس باہر رکھوا دیئے۔ اُس آگ سے اور دوکانداروں کا تو بہت نقصان ہوا لیکن بفضلہ تعالیٰ میرا سب سامان بچ گیا۔ اس واقعہ کو سُن کر احقر نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے حضرت والا سے یہ نہ دریافت کیا کہ آپ یہاں کہاں اس پر انھوں نے کہا کہ ابھی کچھ پوچھنے گچھنے کا مجھ کو اُس وقت ہوش ہی کہاں تھا میں تو اپنی پریشانی میں مبتلا تھا۔ اھ جب احقر نے اس واقعہ کو حضرت والا سے عرض کیا تو فرمایا کہ ہاں مجھ سے بھی کسی نے یہ واقعہ نقل کیا تھا لیکن مجھ کو اس کی کچھ خبر بھی نہیں۔ البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کسی کی دستگیری اور اعانت اس صورت سے فرماتے ہیں کہ کسی لطیفۂ غیبیہ کو کسی مانوس شکل میں ظاہر فرما دیا اور اُس کے ذریعہ سے اُس کا کام بنوا دیا اور خود اُس شکل والے کو اس کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔ اھ

واقعہ (۱۹) مکرمی جناب مولوی عبد الکریم صاحب گمتھلوی مدفیضہم نے جو اجراڑہ ضلع میرٹھ کے مدرسہ میں مدرس رہ چکے ہیں خود احقر سے بیان فرمایا کہ جب حضرت والا وہاں کے مدرسہ کے جلسے میں وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے تو جس وقت وہاں پہونچے ہیں سب مسجدوں میں نماز ہو چکی تھی حضرت والا کو جماعت نہ ملنے کا افسوس ہوا اور بار بار پوچھا کہ کیا کوئی بھی مسجد ایسی نہیں جس میں ابھی جماعت نہ ہوئی ہو۔ بار بار استفسار فرمانے پر لوگوں نے کہا کہ ایک غیر آباد مسجد تو البتہ ہے جو بالکل شکستہ ہے حضرت والا نے غیر آباد کے لفظ پر فرمایا کہ چلو پھر اُسی کو آباد کریں۔ چنانچہ حضرت والا نے مع اپنے رفقا کے وہیں تشریف لے جا کر نماز باجماعت ادا کی۔ مولوی صاحب ممدوح بیان فرماتے ہیں کہ حضرت والا کی [illegible] اُسی روز سے بلکہ اُسی وقت سے وہ مسجد واقعی آباد ہو گئی اور از سر نو تعمیر [illegible] ورنہ اُس مسجد کے شکستہ ہونے کے دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جاتے تھے [illegible] نماز پڑھنے لگے۔ غرض حضرت والا کا یہ ارشاد کہ چلو پھر اُسی کو آباد کریں بفضلہ تعالیٰ [illegible] ہو گیا۔

واقعہ (۲۰) حضرت والا کے ساتھ حسنِ اعتقاد کی برکات اور ادنیٰ سوء اعتقاد یا ضعفِ اعتقاد کی

ظلمات کے مشاہدات اس کثرت سے ہیں کہ ناقابل انکار ہیں اور وہ حضرت والا کی مقبولیت عند اللہ کی بالکل کھلی علامات ہیں۔ بالخصوص اُن کے لئے جن کو دونوں حالتوں کے خود تجربے ہو چکے ہیں اور ایسے بہت ہیں چنانچہ حضرت والا کی خدمت میں دونوں قسم کی حالتوں کے بہت خطوط آتے رہتے ہیں۔ جن سے حضرت والا کا حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار کا ہو بہو مصداق ہونا اُن کو بلا مبالغہ کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتا ہے۔

؎	مغز را خالی کن از انکار یار	تاکہ ریحان یابی از گلزار یار
؎	بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق	گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
؎	چوں حسد بُردی تو بر کس بے حسد	زاں حسد دل را سیاہی ہا رسد

اسی طرح حضرت والا کا کسی کی جانب سے انشراح قلبی موجب برکات اور تکدر خاطر مورث ظلمات ہوتا ہے اور اس کے بھی بہت سے واقعات ہیں۔

بعضوں نے حضرت والا کی خدمت میں گستاخانہ خطوط بھیجے پھر بعد کو نہایت مضطربانہ معذرت چاہی۔ کسی نے لکھا کہ اُسی دن سے میری آنکھوں کی روشنی کم ہو چلی کسی نے لکھا کہ اعمال میں انشراح بالکل نہیں رہا اور جمعیت قلب بالکل فوت ہو گئی کسی کے بارہ میں معلوم ہوا کہ آثار جنون شروع ہو گئے۔ بعضوں نے سوء اعتقاد کا یہ اثر محسوس کیا کہ دونوں جہان اُن کو تاریک نظر آنے لگے اور سوء خاتمہ کا اندیشہ پیدا ہو گیا اور حضرت والا کے اس ارشاد کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو گیا کہ شیخ کے ساتھ سوء اعتقاد رکھ کر یا اُس کو مکدر کر کے کوئی دنیا میں چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ یہانتک کہ محققین کا ارشاد ہے کہ بزرگوں کے ساتھ سوء ظن احیاناً نعوذ باللہ سوء خاتمہ کا بھی موجب ہو جاتا ہے اھ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین ۱۲)

جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ واقعی شیخ محقق کے ساتھ تعلق بہت سوچ سمجھ کر پیدا کرنا چاہئے کیونکہ اُس کی مثال بقول حضرت والا کے ایک مجاز خاص کے بجلی کی روشنی کی سی ہے کہ اس سے نور بھی حاصل ہوتا ہے اور اگر بے احتیاطی کی گئی تو پھر وہی ہلاکت کا سبب بھی ہو جاتی ہے اور اُس کے حق میں نور بھی نار ہو جاتا ہے۔ اھ

حضرت والا اپنے قیام کانپور کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے ہیں جو کسی موقع پر پہلے بھی ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے اُس کو بمناسبت مقام ہذا حسن العزیز جلد اول کے ملفوظ نمبر ۲۱۰ سے ملخصاً مکرر نقل کیا جاتا ہے وھو ھذا۔

ایک صاحب کی باتوں کے متعلق حضرت نے فرمایا کہ دل کو نہیں لگتیں حضرت کے ملازم میاں نیاز نے عرض کیا کہ باتیں دل کو کیسے لگ جایا کرتی ہیں۔ اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی اور بزرگوں کی عمومی باتوں کے

Marfat.com

بھی پُر اثر ہونے کی حکایات بیان فرماتے رہے اور اس کی وجہ یہ فرمائی کہ از دل خیزد بر دل ریزد۔ پھر فرمایا کہ یہ بات ہے میاں نیاز ان باتوں سے اثر ہوتا ہے پھر دوسرے کو بھی وہ اثر لگنے لگتا ہے پھر فرمایا کہ اجی واقعیت کا تو کیوں اثر نہ ہوتا اگر محض گمان ہو کہ یہ شخص اچھا ہے اس کا بھی اثر ہونے لگتا ہے اس گمان پر یاد آیا۔ کانپور کا ذکر ہے میرا معمول تھا کہ جیسا وقت ہوتا تھا اُس کے مناسب وعظ میں احکام بیان کیا کرتا تھا چنانچہ محرم میں بدعات وغیرہ کا بیان کیا اُن میں غالباً یہ بھی تھا کہ شہادت نامہ محرم میں پڑھنا بدعت ہے۔ وہاں تھوڑا زمانہ ہوا ایک بزرگ عالم تھے اُن کا معمول تھا کہ وہ محرم میں شہادت نامہ پڑھا کرتے تھے وعظ کے بعد ایک بوڑھے خانصاحب میرے پاس آئے جو کسی زمانہ میں بڑے رئیس تھے اور بڑے آن بان کے شخص تھے اور مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے اُنھوں نے اپنے نزدیک بڑی خیر خواہی کے ساتھ بطور مشورہ مجھ سے کہا کہ عوام میں اس وعظ کا زیادہ تذکرہ تھا خصوص شہادت نامہ کا۔ یہ عوام ایسے ہوتے ہیں کہ اگر پیشتر ان کی تالیف قلب کی جاوے پھر منکرات پر انکار کیا جاوے تو ان کو وحشت نہیں ہوتی ورنہ اس طرح یہ لوگ متوحش ہو جاتے ہیں۔ مجھے اُنکا یہ مشورہ دینا بُرا معلوم ہوا میں نے اُنھیں اس قسم کا جواب دیا کہ افسوس غیر اہل علم اہل علم کو امور علمیہ میں مشورہ دیں پھر میں نے کہا کہ آپ یوں سمجھتے ہوں گے کہ ہم لوگوں کا عوام پر دار و مدار ہے۔ میں نے یہ ذرا تند لہجہ میں کہا۔ وہ بھی خانصاحب تھے اور میرے بڑے تھے اور بزرگانہ شفقت ہی سے ازراہ ہمدردی یہ مشورہ دیا تھا کہنے لگے بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ہم خیر خواہی سے ایک بات کہتے ہیں وہ بھی نہیں مانی جاتی اور ناخوش ہو کر چلے معذرت نہیں کی۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ پھر لوٹ کر آئے اور کہا کہ بات بھی نہیں مانتے اور ہم جانا چاہتے ہیں تو جانے بھی نہیں دیتے۔ نہیں معلوم آپ نے کیا کر دیا قدم ہی نہیں اُٹھتا تھا۔ واقعی آپ کی بات مجھے گراں گزری تھی مگر میں جو اُٹھ کر چلا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے سیکڑوں من کا لوہا پیر میں باندھ دیا ہے۔ قدم نہیں اُٹھتا تھا بیشک معلوم ہوا کہ ہے کچھ بات۔ اللہ کے واسطے رسول کے واسطے مجھے معاف کر دیجئے۔ میں نے کہا کہ خانصاحب آپ کس خیال میں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ میں نے بہت تسلی دی کہ کوئی بات نہیں لیکن اُنھوں نے کہا کہ بس آپ کچھ ہی کہیں میں نے تو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ اب کیا انکار باقی ہے۔ آج معلوم ہوا کہ ہیبت کیا چیز ہوتی ہے اور رعب کیسا ہوتا ہے میں [illegible] گمان ہے لیکن اُنھوں نے کہا کہ آخر گمان اوروں کے ساتھ بھی تو ہے [illegible]

جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ ؎

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست	ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

واقعہ (۲۱) حضرت والا کی قبولیت عند اللہ کے متعلق بشارات منامیہ بھی بہت کثرت سے ہیں

Marfat.com

جن سے رسالہ اصدق الرؤیا بھرا پڑا ہے اور جن میں سے بعض کو باب آئندہ بشارات منامیہ میں انشاء اللہ تعالےٰ ہدیۂ ناظرین بھی کیا جائے گا۔

طالبین کو کثرت سے منجانب اللہ بذریعہ سچے خوابوں کے جن کو حدیث شریف میں بشرات فرمایا گیا ہے حضرت والا سے رجوع کرنے کی صریح ہدایات ہوئی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں اور بعض غافلین منتسبین کو تنبیہات بھی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے اُن کی اصلاح ہوگئی ہے چنانچہ اس وقت بھی دو بالکل تازہ واقعات پیش آئے ہیں۔ ایک طالب جن کا اجمالاً اوپر بھی ذکر آچکا ہے عشق مجازی میں جس کی ابتدا دوسری طرف سے ہوئی مبتلا ہوگئے تھے اور گو بفضلہ تعالیٰ معصیت تک نوبت نہیں پہونچی تھی لیکن کلفت نہایت شدید تھی یہانتک کہ زندگی سے بیزار تھے۔ جب کسی طرح اس بلا سے چھٹکارا نہ ہوسکا تو سخت پریشانی کے عالم میں حضرت والا کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے اور چونکہ مرض سخت اور ممتد تھا اس لئے تہیہ کرکے آئے تھے کہ جب تک اُس سے نجات نہ ہو جائیگی مقیم خانقاہ ہی رہونگا خواہ کئی سال لگ جائیں اور حضرت والا نے بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ اُس مقام کو چھوڑ دیا جائے یہ صدق طلب اور فکر و اہتمام اصلاح بھی حضرت والا ہی کے تعلق کی برکت سے تھی اور ایک انھیں کو کیا بفضلہ تعالےٰ حضرت والا کے اکثر منتسبین کو اللہ تعالےٰ نے صدق طلب اور اہتمام اصلاح سے نواز رکھا ہے جو کلید وصول بلکہ عین وصول ہے۔

غرض وہ طالب حاضر خدمت ہوگئے۔ یہاں پہونچکر اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے تیسرے ہی روز اُس مرض سے بالکلیہ نجات عطا فرمادی جس کی صورت یہ ہوئی کہ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا اُس عورت کو جس سے قلب کو تعلق تھا جوتی سے پیٹ رہی ہیں آنکھ جو کھلی تو طبیعت بالکل صاف تھی اور پھر اُس کی جانب قلب کو مطلق میلان نہ تھا۔ جب حضرت والا کو بذریعہ پرچہ اطلاع کی تو حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالےٰ نے غیب سے علاج کر دیا۔ غرض وہ بفضلہ تعالیٰ و ببرکت حضرت والا اُس مرض مزمن سے اس قدر جلد اور کلی طور پر صحتیاب ہوکر واپس چلے گئے۔ مدتوں کا مرض جس کے علاج کے لئے برسوں ٹھہرنے کا قصد تھا اس طرح غیبی طور پر صرف تین دن میں جاتا رہا۔ یہ حضرت والا کی کھلی برکت ہے۔

دوسرا واقعہ جو اس وقت درپیش ہے وہ ایک ایسے صاحب کا ہے جو یا تو بہت متصلب فی الدین تھے یا ایک دنیوی مصیبت سے اتنے پریشان اور حواس باختہ ہوئے کہ نعوذ باللہ کفریہ شبہات لکھکر حضرت والا کی خدمت میں نیز اپنے ایک پیر بھائی کے پاس بھیجے۔ پیر بھائی نے تو مشفقانہ باتیں اور اُن شبہات کے جوابات ازراہ ہمدردی لکھ کر بھیجے لیکن حضرت والا نے نہایت استغناء کے ساتھ صرف یہ لکھ بھیجا کہ اگر کسی جسمانی مرض میں

ابتلا ہو جاوے جس سے طبیب کے پاس رہنے کی ضرورت ہو تو کیا تجویز کیا جائے گا۔ اھ

یہ اُن کے لئے عین مصلحت اور ہمدردی تھی لیکن اس کی انھوں نے قدر ہی نہ کی اور حاضری خدمت کی تو کیا توفیق ہوتی بہت دن تک حضرت والا کی خدمت میں پھر کوئی خط بھی نہیں لکھا اور ادھر حضرت والا کو از راہ ہمدردی و خیر خواہی و شفقت جو حضرت والا کے اندر اللہ تعالیٰ نے گویا کوٹ کوٹ کر بھری ہے اس قدر تعلق خاطر ہو گیا تھا کہ برابر منتظر رہے اور خود احقر سے کئی بار شکایت فرمائی کہ دیکھئے طلب کا حال ہے کہ سکوت محض اختیار کر کے بیٹھ رہے۔ اھ

وہ صاحب حضرت والا سے مدت دراز تک محض بذریعہ خط و کتابت ہی استفاضہ کرتے رہے لیکن حاضری میں اس قدر کم ہمت ہیں کہ سالہا سال کے تعلق میں بھی عرصہ دراز ہوا صرف ایک بار تو ایک دو روز کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے پھر باوجود احباب کے توجہ دلانے بلکہ اصرار کرنے کے بھی کبھی رخ ہی نہ کیا اور تکلیف سفر وغیرہ کے فضول عذر کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو باوجود پابندی اعمال کے دین سے مناسبت پیدا نہیں ہوئی چنانچہ جب اُن کا حال متغیر ہوا تو حضرت والا نے یہی فرمایا کہ بدون کچھ دن پاس رہے مناسبت پیدا نہیں ہوتی اور رنگ نہیں چڑھتا۔ اور محض استدلالی ایمان کا کچھ اعتبار نہیں ذرا سی بات میں متزلزل ہو جاتا ہے چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود	پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

اُن کو دین سے مناسبت پیدا نہیں ہوئی تھی بس محض ضابطہ کا دین تھا اسی لئے ایک جھونکا [illegible] بہرحال حضرت والا کو اُن کے اس ابتلاء پر بہت ہمدردی تھی اور بہت تعلق خاطر تھا جس کی برکت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے اُن کو متنبہ فرمایا جس کی یہ صورت ہوئی کہ انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ حضرت مولانا تم سے کچھ ناخوش ہیں بس اس سے ان کو تشویش پیدا ہوئی اور [illegible] کی خدمت میں عریضہ لکھا جو مع حضرت والا کے جواب کے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ہذا

نقل خط

مضمون [illegible] عریضہ ارسال کرنے کا خیال تھا [illegible] کہہ رہا ہے کہ حضرت مولانا تم سے کچھ ناخوش ہیں اگر یہ خواب [illegible] پیدا کرنے کے لئے تو کافی ہے۔

الجواب [illegible] خواب کو تو کافی نہیں [illegible] بیداری کو [illegible] میں بھی اپنی حالت کو کافی سمجھا جاوے [illegible] کیا کیا [illegible]

کچھ کہا اُن کی کیسی بے قدری کی۔ اُن میں ایک میں بھی ہوں تو اس سے تو ناراضی کا شبہ نہ ہوا اور جب خواب کی وحی نازل ہوئی اُس سے شبہ ہوا اس کا سبب بجز مسخ قلب کے کیا ہو سکتا ہے۔

(**مضمون**) اگرچہ دل و دماغ ان دنوں دونوں جواب دے رہے ہیں تاہم ہمت کرکے اس عریضہ کو لکھنے بیٹھ گیا۔

(**جواب**) اگر آپ خدا اور رسول کو جواب نہ دیتے تو دل و دماغ آپ کی غلامی کرتے۔

(**مضمون**) تین ماہ سے سخت پریشانیاں گھیرے ہوئے ہیں۔ لڑکی کی شادی کرکے خیال تھا کہ ایک بار سے سبکدوشی ہوگئی مگر جو اُس شادی کا حشر ہوا اُس کو اس کے پہلے ایک عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔

(**جواب**) اور میں بھی تو کچھ عرض کر چکا ہوں اس کی کیا قدر کی۔

(**مضمون**) اور جو کچھ میری حالت اس واقعہ سے ہو رہی ہے اُس کو بھی لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ اگر کسی جسمانی مرض میں ابتلا ہو جاوے جس سے طبیب کے پاس رہنے کی ضرورت ہو تو کیا تجویز کیا جاویگا۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت طبیب کے پاس جاکر رہنا چاہئے مگر میں اس وقت تک حاضر نہ ہو سکا۔ کوئی اسوقت یہاں سے نکلنے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(**جواب**) اگر ایمان کی محبت ہوتی تو ایک صورت کیا ہزاروں صورتیں نظر آنے لگتیں۔

(**مضمون**) اگرچہ اس نہ آنے میں جہاں اور اسباب ہیں میری کم ہمتی بھی ایک اُس کا خاص سبب ہے بہرحال اگر کوئی تعطیل ہوئی تو اُس وقت آنے کی کوشش کروں گا۔

(**جواب**) ایسے وعدوں سے بچوں کو بہلائیے اب میں نہیں بلاتا جب تک ناک نہ رگڑوا لونگا۔

(**مضمون**) اس واقعہ کا اثر لڑکی پر اس قدر ہے کہ وہ بالکل ایک سکتے کے عالم میں ہے منہ سے کچھ نہیں کہتی ہم لوگوں کا منہ تکا کرتی ہے۔

(**جواب**) وہی اچھی۔ کفریات تو نہیں بکتی۔

(**مضمون**) گھر میں اس روح فرسا منظر سے جو کچھ تکلیف ہوتی ہے اُس کو کیا عرض کیا جائے۔

(**جواب**) کچھ عرض کی ضرورت نہیں قلعی کھل چکی۔

(**مضمون**) حضرت سے درخواست ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کے اس صدمہ کو دفع فرمادیں اور اسکے لئے کوئی بہتر انتظام کردیں جس سے اُسکی زندگی راحت سے بسر ہووے۔

(**جواب**) اللہ اللہ کیا یہ صدمہ کفر سے بڑا ہے۔ اُس کی کچھ فکر نہیں اُس کے لئے دُعا نہ چاہی۔

(**مضمون**) میرے لئے بھی دعا کی سخت حاجت ہے کیونکہ میں اسوقت ایک ورطہ میں پھنسا ہوا ہوں۔

(**جواب**) خود یا کسی کے پھنسانے سے۔ اھ

احقر جامع اوراق اس خط کو اور حضرت والا کے جواب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوا کہ الحمدللہ اصلاح کا دروازہ مفتوح ہوا اور فوراً حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار مسرت کیا اور عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جواب بہت نافع ہوگا۔ اس پر فرمایا کہ میں نے تو نفع ہی کی نیت سے اور ہمدردی ہی کی رو سے لکھا ہے کیونکہ ایسے مواقع پر ہمدردی ظاہر کرنا ہی ہمدردی ہے۔ رہا نتیجہ سو وہ قبضہ میں نہیں۔ شریعت شفیق تو ہے لیکن کسی کی غلام نہیں ؎

ہر کہ خواہد گو بیاؤ ہر کہ خواہد گو برو	دار و گیر و حاجب و دربان دریں درگاہ نیست

میرے نزدیک جو اُن کے لئے نافع جواب تھا وہ لکھ دیا ہے اب اگر وہ مضر بھی ہو تو میں ذرہ برابر نہیں نہ مجھے اس کا افسوس ہوگا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ ابن ایہم غسانی کے ساتھ ہمدردی ہی کی تھی کہ شریعت مقدسہ کے مطابق اُس کو مواخذہ سے بری کرنا اور اُس کے کبر کا علاج کرنا چاہا پھر جب وہ اس پر خفا ہو کر نصرانی ہو گیا تو آپ نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی ایک تو اُس کا ایمان تھا کہ ذرا سی بات میں جاتا رہا اور ایک حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان تھا جو اس قدر قوی تھا کہ باوجود اس کے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خود بھی ترک کلام فرما دیا تھا اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ممانعت فرما دی تھی کہ ان سے کوئی نہ بولے اور اسی حال میں پچاس دن گزر گئے پھر بھی ان کی قوت ایمانیہ اور اخلاص میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ حالانکہ شاہ غسان نے جو نصرانی تھا اُن کے پاس خط بھی لکھ کر بھجوایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کیا حالانکہ تم بہت معزز آدمی ہو اگر تم ہم میں آجاؤ تو ہم تم کو یہاں بہت آرام کے ساتھ رکھیں۔ جب قاصد خط لایا تو اُس نے حضرت کعبؓ کا پتہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو کسی نے پتہ تک زبان سے نہ بتایا بلکہ اُن کی طرف محض ہاتھ سے اشارہ کر دیا۔ کیا ٹھکانا ہے حضرات صحابہ کی اطاعت اور احتیاط کا کہ گو اُن کو بولنے کی تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ممانعت نہ تھی لیکن اُن حضرات نے قاصد سے بھی اُن کے متعلق کوئی کلام کرنا خلاف احتیاط سمجھا۔ ادھر حضرت کعبؓ کے ایمان کی بھی قوت دیکھئے کہ جب قاصد نے وہ خط اُن کو دیا تو پڑھ کر بہت روئے کہ یا اللہ میں اب اس قابل ہو گیا کہ کافر بھی میرے ایمان میں طمع رکھنے لگے اور قاصد کو زبان سے تو کچھ جواب دیا نہیں کسی دوکان پر بھٹی جل رہی تھی اس [illegible] اور بزبان حال فرمایا کہ یہی تیرے خط کا جواب ہے اس پر وہ قاصد اپنا سا منہ لے کر [illegible] یہ سب کہ عاشقانہ ایمان تھا فلسفیانہ ایمان نہ تھا۔ اھ

اس پر احقر جامع اوراق نے عرض کیا کہ چہ عاشقانہ ایمان حاصل [illegible] تو اختیاری [illegible] نہیں فوراً فرمایا کہ یہ آپ نے کیا جبریوں کی سی بات کہی۔ اللہ تعالیٰ سے اگر مانگے اور اعمال اسی نیت سے کرے تو وہ تو عطا فرما ہی دیتے ہیں وہ تو بڑے دینے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں یہ بڑی کمی ہے کہ اعمال کو خالی [illegible] ہو کر

Marfat.com

کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز روزہ ذکر تلاوت وغیرہ جتنے بھی اعمال ہیں وہ سب مکمل ایمان ہیں اُن کو تکمیل ایمان ہی کی نیت سے کرنا چاہئے۔ اور اگر اعمال کو اس نیت اور اس تصور سے کیا جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بذریعہ ان اعمال کے ایمان کامل بزبان حال مانگ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایمان کامل عطا فرما ہی دیتے ہیں۔ اھ

حضرت والا نے اُس خط کے جواب کے متعلق جو اوپر نقل کیا گیا یہ بھی فرمایا کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے مجھے انشاء اللہ تعالیٰ نفع کی توقع ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے تحقیر سے نہیں لکھا۔ اور تحقیر سے کیا لکھتا جبکہ میں خود اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ قضا و قدر میں چاروں طرف سے جکڑا ہوا ہوں اور سب راستے بند ہیں۔ کوئی جائے گریز نہیں۔ ع اے حریفان راہ ہا را بست یار۔ نہ اپنے عمل کا اعتبار نہ علم کا نہ عقل کا جو کچھ احباب کا میرے بارے میں حسن ظن ہے وہ ظاہر ہے لیکن مجھے کبھی اُس کے عشر عشیر کا بھی اپنے متعلق گمان نہیں ہوتا اور روک ٹوک جو کرتا ہوں وہ تو محض مصلحت اصلاح کرتا ہوں۔ جیسے بھنگی جلاد حکم شاہی سے شہزادہ پر سزائے بید جاری کرے تو اُس کو وسوسہ بھی نہیں ہوتا کہ میں شہزادہ سے افضل ہوں وہ تو محض حکم شاہی کی تعمیل میں ایسا کرتا ہے۔ اھ

غیبی تنبیہ و ہدایت کے صدہا واقعات میں سے دو واقعے تو اوپر عرض کئے گئے اور ایک واقعہ صدق الرؤیا سے بھی نقل کیا جاتا ہے جس میں اس قسم کے اور بہت سے واقعات موجود ہیں۔

ایک طالب لکھتے ہیں۔ زوجہ بندہ بخواب دید کہ شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت فاروق رض و حضرت عائشہ رض ہر سہ بخانہ بندہ تشریف آوردند و حضرت عائشہ صدیقہ رض یک کتاب حدیث کشادہ بسوئے بندہ اشارہ نمودہ میگویند اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایں کس در اُمت شما داخل است حضرت فرمود ایں کس در اُمت من داخل است پس حضرت عائشہ رض فرمود چرا ایں کس ایں احادیث را بیان نمی دہد باقی احادیث را بیان نمود بعد ازاں بہ آواز بلند حضرت عمر رض را خطاب کردہ میگویند اے امیر المومنین شما باقی احادیث را امتیان را بیان فرمایند۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود امت مرا بایں طور تعلیم باید داد چنانکہ کورے را دست گرفتہ راہ نمودہ شود و نیز فرمود ایں کس اگر بمرشد خود مراسلت جاری داشتے بہ برکت آں از کارہائے خیر محروم نگشتے۔ اکنون بندہ بدل خود عہد نمودم کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہ دربار حضرت علی الدوام مراسلت جاری خواہم داشت۔ دیکھئے حضرت والا سے اصلاحی خط و کتابت جاری رکھنے کی نافعیت جس کی تاکید اوپر کے کسی نمبر میں عرض کی گئی تھی خود جناب رسالتمآب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد منامی سے بھی ظاہر ہوتی ہے جس کا صدہا طالبین کو روز روشن کی طرح مشاہدہ ہو چکا ہے اور ہوتا رہتا ہے چنانچہ اُن کے آئے دن کے خطوط اس پر شاہد عدل ہیں۔

واقعہ (۲۲) جس طالب کے لئے جو برتاؤ مناسب اور مصلحت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسی کا داعیہ

Marfat.com

حضرت والا کے قلب مبارک میں پیدا فرما دیتے ہیں چنانچہ اس کے متعدد واقعات موقع بہ موقع ذکر کئے جا چکے ہیں بالخصوص وہ واقعہ جو باب ارشاد و افاضۂ باطنی میں اُس شخص کا بیان کیا گیا ہے جس کو وساوس کفریہ کے ہجوم میں نعوذ باللہ عیسائی ہوجانے کا وسوسہ آتا تھا اور اُس کے ظاہر کرنے پر حضرت والا نے زور سے ایک تھپڑ رسید کیا اور دھکا دیکر فرمایا کہ جا کمبخت منحوس جا ہوجا عیسائی اسلام کو تیری پرواہ نہیں اور اس ایک تھپڑ ہی میں عمر بھر کے لئے اُس کے سارے وساوس کفریہ ختم ہوگئے اور اُس ایک ہی تھپڑ نے گویا مسہل کا کام دیدیا جس میں سارا فاسد مادہ یکساتھ نکل گیا۔ اس قسم کے صدہا واقعات ہیں جن میں حضرت والا کے احتسابات شرعیہ طالبین کے لئے بیحد نافع ہوئے ہیں جیسا کہ خود اُنھوں نے بعد کو حضرت والا کی خدمت میں لکھ لکھ کر بھیجا ہے۔ لیکن ہاں تحمل شرط ہے۔ تجربہ کاروں نے اچھی طرح تجربہ کرلیا ہے کہ حضرت والا کا جیسا برتاؤ جس کے ساتھ ہوتا ہے وہی اُس کے لئے مصلحت و نافع ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر طالب کو بلا دلیل یقین کرلینا چاہئے کہ یہی میرے لئے نافع ہوگا چاہے اُس وقت سمجھ میں نہ آوے اور چاہے اُس وقت نفس کو کتنا ہی ناگوار ہو اور بجائے اس کے کہ ناگواری کے ساتھ اس پر غور و خوض کیا جاوے اپنی اصلاح حالت کے متعلق غور و خوض کرنا شروع کردینا چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ ضرور میرے اندر کوئی کھوٹ ہے اور اپنی اصلاح میں مشغول ہوجانا چاہئے بس یہی وہ مرحلہ ہے جس میں لوگ عموماً کم ہمتی کر جاتے ہیں اور محروم رہ جاتے ہیں اور جو بعون اللہ تعالیٰ فہم و ہمت و تحمل سے کام لیتے ہیں وہ مالا مال ہوجاتے ہیں اور بالآخر اس کے مصداق ہوجاتے ہیں کہ ع چندروزے جہد کن باقی بخند۔

طالب صادق و فہیم کے لئے بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی ہر تنبیہ یا تو کفارۂ دنیات یا [illegible] ہوجاتی ہے اور تازیانہ کا کام دیکر مزیل سست گامی و بےفکری ہوجاتی ہے اور حضرت والا [illegible] ہے چنانچہ حال ہی میں ایک طالب نے جو عرصہ سے آتے جاتے تھے اور [illegible] ایک سخت اذیت دہ حرکت کی یعنی ناوقت جاکر حضرت والا سے [illegible] فرمالیا لیکن پھر وہ وہیں جمے بیٹھے رہے حالانکہ اذان عصر ہوچکی تھی اور حضرت والا [illegible] مشغول تھے اور ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ وقت حضرت والا کے پاس بیٹھنے کا نہیں [illegible] نے بہت ڈانٹا اور دریافت فرمایا کہ اتنا بھی پتہ [illegible] الذات [illegible] کہ جب اتنے دن آتے جاتے ہوگئے اور پھر بھی اصلاح نہ ہوئی [illegible] آکر ندامت کرلی اور بےفکر ہوگئے۔ [illegible] لوگ [illegible] وہاں آکر اپنی حالت کی فکر بھی پیدا نہ ہوئی تو آنا بیکار ہے [illegible]

جیسا کہ انھوں نے پہلے عذر کیا تھا اور بغیر فکر و اہتمام کے اصلاح ہو نہیں سکتی۔ اھ

طالب کو رواقعی بعض امور میں بہت غیر محتاط دیکھے جاتے تھے جن کا حضرت والا کو علم بھی نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت والا سے اُن کے ساتھ وہی معاملہ کرا دیا جو اُن کے مناسب حال اور اُن کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کر دینے والا تھا۔ قطب ارشاد کا قلب آئینہ ہوتا ہے اور وہ ملہم و موید من اللہ ہوتا ہے۔

حضرت والا نے تو اگر نادانستہ بھی کسی کو تنبیہ فرما دی ہے تو وہ بھی بالکل برمحل اور نافع ثابت ہوئی ہے چنانچہ ایک طالب کو جن کا حضرت والا کچھ لحاظ فرماتے تھے حضرت والا نے تزئین کے متعلق تنبیہ فرمائی لیکن تنبیہ فرماتے وقت اُن کو پہچانا نہیں اور گو تنبیہ کے دوران ہی میں پہچان بھی لیا لیکن پھر بھی تنبیہ کو قطع نہیں فرمایا بعد کو فرمایا کہ میں اگر پہلے ہی پہچان لیتا تو اُن کو اس طرح تنبیہ نہ کرتا مگر جب تنبیہ شروع کر دی تو پھر اُس کو قطع کرنا خلاف مصلحت تھا اچھا ہوا اسی طرح اُن کو تنبیہ ہوگئی۔ اھ

غرض اُن کو وہ تنبیہ بیحد نافع ہوئی اور وہ خود احقر سے کہتے تھے کہ میں نے جو غور کیا تو واقعی یہ مرض اپنے اندر بہت پایا اور پھر وہ اپنے اس مرض کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اس پر استطراداً حضرت والا کا حال ہی کا ایک ارشاد یاد آیا کسی سلسلۂ کلام میں نہایت قوت کے ساتھ فرمایا کہ بعض بزرگ ایسے گزرے ہیں اور بعض اب بھی ایسے بندے موجود ہیں کہ اگر اتفاق سے اُنھوں نے کسی امر میں غلط شق کو بھی اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بعد کو کچھ اسباب ہی ایسے مجتمع فرما دئے اور واقعات ہی ایسا بدل دیا کہ پھر اُسی شق کا حکم لگایا جانا حقیقۃً بھی صحیح ہوگیا۔ چنانچہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہی دعا فرمائی تھی کہ اللّٰھم ادر الحق معہ حیث دار دیکھئے یہ نہیں فرمایا کہ ادرہ مع الحق حیث دار حضرت والا نے جب یہ فرمایا کہ بعض اب بھی ایسے بندے موجود ہیں تو احقر کو اُس وقت ذوقاً یہ محسوس ہوا کہ برنا تجربات یہ بات حضرت والا بفحوائے شعر ۔

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں	گفتہ آید در حدیث دیگراں

خود اپنے ہی متعلق فرما رہے ہیں۔

واقعہ (۲۳) احقر کے گھر میں ایک خطرناک آپریشن ہونے والا تھا جس سے وہ بھی اور ہم لوگ بھی سخت پریشان تھے۔ اُنھوں نے حضرت والا کو دعا کے لئے کہا۔ اور خطرۂ جان کی وجہ سے کچھ مایوسانہ باتیں بھی لکھیں حضرت والا نے توکلاً علی اللہ تحریر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب ہوگا اور تم یہاں آوگی۔ اس سے ان کو بھی اور ہم سب کو بھی بیحد تسلی ہوئی اور بفضلہ تعالیٰ بہ برکت ارشاد حضرت والا ایسا ہی ہوا کہ آپریشن کامیاب ہوا اور پھر کچھ عرصہ بعد حسن اتفاق سے احقر نے طویل رخصت لی جس کے سلسلہ میں وہ دو برس

زائد مقیم تھانہ بھون رہیں۔

اسی طرح دوران تحریر سوانح ہذا میں ہفتہ عشرہ ہوا ایک شب احقر کو تبخیر کی ایسی شدید تکلیف ہوئی کہ گھبرا گیا اور یہ خیال غالب ہوگیا کہ کہیں خاتمہ تو نہیں ہو جائے گا اور مرنے کے دن تو قریب نہیں آ گئے۔ دوسرے دن جو حضرت والا سے ذکر آیا تو ہنس کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی آپ نہ مریں گے۔ اس ارشاد کو سن کر بفضلہ تعالیٰ وہ خیال بالکل جاتا رہا اور پھر بفضلہ تعالیٰ وبہ برکت ارشاد حضرت والا اُس درجہ کی تبخیری کیفیت بھی نہیں ہوئی فالحمد للہ۔

واقعہ (۲۴) جس زمانے میں سیاسی تحریکات کا بہت زور شور تھا اور حضرت والا کی عدم شرکت کی بنا پر حضرت والا کے پاس بعض شورش پسندوں کے طرح طرح کی دھمکیوں کے خطوط بھی آتے تھے اُس زمانہ میں اکثر کوئی نہ کوئی مجذوب حضرت والا کے دولت خانہ کے پاس پڑا رہتا تھا اگر ایک چلا جاتا تو پھر دوسرا آجاتا حضرت والا نے اس کے متعلق فرمایا کہ بعض کا اور خود میرا بھی کسی قدر یہ خیال تھا کہ یہ میری حفاظت کا باطنی انتظام ہے جس کی تقویت اس سے بھی ہوئی کہ جب تحریکات کا زور ختم ہوگیا تو وہ لوگ بھی غائب ہوگئے اور پھر کوئی نظر نہیں پڑا۔ حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ گو میرا یہ گمان تھا کہ یہ میری ہی حفاظت کے لئے منجانب اللہ رہتے ہیں مگر میں نے کبھی اُن سے بات بھی نہیں کی کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ یہ تو سرکاری نوکر ہیں اُن کے ذمہ ہے کہ میری حفاظت کریں چاہے میں ان کی کچھ خدمت کروں یا نہ کروں۔ اور نہ انھوں نے کبھی میری طرف کوئی خاص التفات کیا۔ اھ

واقعہ (۲۵) عرصہ دراز ہوا حضرت والا کی خدمت میں ایک صاحب سندھ سے ایک پشت خار ہدیۃً لائے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ کیا ٹھکانا ہے اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا کتنی کتنی دقیق راحتوں کا سامان فرماتے ہیں۔ کچھ دن سے میری پیٹھ میں کھجلی اٹھنے لگی تھی جہاں ہاتھ بہت مشکل سے پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ پشت خار بھیجا جس سے پیٹھ کھجانے میں بہت سہولت ہوگئی۔ اھ

واقعہ (۲۶) ایک بار ایک انگریز کلکٹر نے ایک معتقد ہندو ڈپٹی کلکٹر کی تعریف اور ترغیب پر حضرت والا کے مدرسہ میں آنے کا قصد کیا۔ حضرت والا اُس روز خود تو رامپور تشریف لے گئے اور فرما گئے کہ اگر آئیں تو اخلاق کے ساتھ پیش آیا جائے لیکن مدرسہ کی کوئی تعریف نہ کی جائے اھ

حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے میز کرسی وغیرہ کے انتظامات تو سب [illegible] تکلیف نہ ہو لیکن چونکہ نئی بات ہونے کی وجہ سے قلب پر ایک قسم کا بار تھا [illegible] سامان فرما دیا کہ آنا ہی ملتوی ہو گیا۔

احقر جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ امر حق اس طور ظہور ہوا کیا ہے

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں	می دہد یزداں مراد متقیں

Marfat.com

واقعہ (۲۷) عرصہ دراز ہوا ایک بار حضرت والا بارہ پرگنہ اکبر پور ضلع کانپور تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر چونکہ بارش ہو رہی تھی اس لئے حضرت والا احتیاطاً پہلے سے عصر کے وقت ہی ریلوے اسٹیشن لال پور پر پہونچ گئے تھے حالانکہ ریل ۱۱ بجے رات کو وہاں سے کانپور کی طرف جاتی تھی۔ لال پور ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے اور چونکہ بارش ہو رہی تھی اس لئے سائبان کے نیچے بھی پانی بھرا ہوا تھا لیکن اتفاق سے وہاں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی اُس پر حضرت والا بیٹھ گئے۔ اتنے میں وہاں کا اسٹیشن ماسٹر آیا اور حضرت والا کو گودام کے کمرے میں لیجا کر ٹھہرا دیا کیونکہ اُس کے پاس اکبر پور کے منصف صاحب نے خود ہی خط لکھ بھیجا تھا کہ حضرت والا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ جب رات ہوئی تو اسٹیشن ماسٹر نے لالٹین جلانے کے لئے ریلوے ملازم سے کہا حضرت والا کو شبہ ہوا کہ شاید ریلوے کمپنی کی لالٹین کو میرے لئے روشن کیا جائے گا جس کا بابو کو کوئی حق نہیں لیکن حضرت والا اُس سے کچھ نہ فرما سکے کیونکہ یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس سے کہتا ہوں تو یہ تو ہندو ہے اپنے دل میں کہے گا کہ مسلمانوں کے یہاں ایسی تنگی ہے ہم تو ان کی راحت کا سامان کرتے ہیں اور یہ اُس کو بھی منظور نہیں کرتے پھر حضرت والا نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ آپ ہی اس سے بچائیے بس فوراً اُسی وقت اُس بابو نے ملازم کو پکار کر کہا کہ دیکھو اسٹیشن کی لالٹین نہ جلانا ہماری لالٹین جلانا۔

حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوگئی کہ یہ تو ہندو ہے اس کو اس کا کیسے خیال ہوا لیکن وہ تو مسخر قدرت خداوندی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں یہ خیال ڈال دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ورنہ میں اسٹیشن کی لالٹین تھوڑا ہی اپنے پاس جلنے دیتا اندھیرے ہی میں بیٹھا رہتا۔ اھ

واقعہ (۲۸) حضرت والا اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ جب میں کوئی رقم بوجہ بے اصول ہونے کے واپس کرتا ہوں اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے تو اکثر اللہ تعالیٰ اُسی روز یا دوسرے روز اُس کا نعم البدل عطا فرما دیتے ہیں اور کوئی دوسری رقم بھجوا دیتے ہیں اور اگر کبھی نفس یہ شبہ کرتا ہے کہ یہ دوسری رقم تو پہلے رقم کے نہ لوٹانے کی صورت میں بھی آتی تو میں اُس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہیں اُن کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلاں رقم واپس کرے گا اس لئے اُس کا بدل پہلے ہی سے روانہ کرا دیتے ہیں اور اگر میں واپس نہ کرتا تو یہ دوسری رقم وہ بھجواتے ہی کیوں۔ اور یہ میرے پاس آتی ہی کیوں۔ اھ

واقعہ (۲۹) کل پرسوں ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت چھوٹی پیرانی صاحبہ مدظلہا کو پانی پت جانا تھا اور اُدھر حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا بھی گنگوہ تشریف لیجانے والی تھیں۔ نہ ان دونوں کو حضرت والا کی تکلیف گوارا ہو سکتی تھی کہ دونوں میں سے کوئی بھی موجود نہ رہے اور نہ حضرت والا کو اُن کی تنگی گوارا تھی۔ لیکن جب حضرت والا نے دونوں سے الگ الگ اُن کی روانگی اور واپسی کی تاریخیں دریافت فرمائیں اور ایک سے

Marfat.com

دوسرے کے قصد کی اطلاع نہیں کی تاکہ آزادی سے دونوں رائے قائم کریں تو معلوم ہوا کہ جو دن چھوٹے گھر میں کی واپسی کا ہے اُس سے اگلے دن بڑے گھر میں کی روانگی ہے۔ حضرت والا نے اس واقعہ کو نقل فرما کر فرمایا کہ یہ سب خدا کی کارسازی اور یہ ہیں انعامات الٰہیہ۔ اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ ایک بی بی نے آنے کو لکھا تھا میں نے حسب معمول لکھ دیا کہ حسب تاریخ معین کر لی جاوے اُس وقت مجھ کو تاریخ سے مطلع کر کے پھر اجازت حاصل کی جائے۔ چنانچہ دیکھئے اگر ایسے وقت آجاتیں کہ دونوں گھروں میں سے کوئی موجود نہ ہوتیں تو میں کہاں ٹھہراتا۔ اب میں نے اطمینان کے ساتھ اجازت لکھ دی ہے انتظام میں یہ فوائد ہیں اور میں نے اُنھیں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اسٹیشن سے آتے ہی پہلے مجھے اطلاع کرنا اور یہ خط دکھا دینا تاکہ اُنھیں مکان کی تلاش میں دقت نہ ہو۔ میرے یہاں اتنی تو رعایتیں کی جاتی ہیں اور پھر بھی میں بدنام ہوں۔ بس لوگ قاعدوں سے گھبراتے ہیں۔ حالانکہ قاعدوں میں اُن کی بھی سہولت و مصلحت ہے اور میری بھی۔ اھ

واقعہ (۳۰) حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب رح کے ایک خادم حضرت کے انتقال کے بعد یہاں آئے۔ وہ تین سو روپیہ کے مقروض تھے۔ اُن کے پاس حضرت حاجی صاحب رح کی ایک تسبیح تھی اُنھوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ گو اس تسبیح کی قیمت ایک ہزار رو پیہ بھی کم ہے لیکن جو مجھے تین سو روپیہ دے کر میرا قرض ادا کر دے گا اُس کو میں دیدونگا۔ مجھ سے یہ بھی پوچھا کہ حضرت حاجی صاحب رح کا کوئی ایسا خادم بتا دیا جائے جو اتنے میں مجھ سے اس تسبیح کو لے لے میں نے اپنی لاعلمی ظاہر کر دی۔ رات کو مجھے خیال ہوا کہ یہ اس تسبیح کو بیچتے پھریں گے اور اس میں مجھ کو حضرت حاجی صاحب رح کی توہین سی معلوم ہوئی اور دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ تسبیح میرے پاس آجائے۔ صبح کو بعد فجر وہ میرے پاس اُس تسبیح کو لائے اور کہا کہ قرضہ مجھ سے اس کا ادب نہیں ہوتا میں یہ آپ کو دیتا ہوں میں نے کہا کہ میرے پاس تو تین سو روپیہ نہیں ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں اب میرا وہ خیال بدل گیا۔ اب میں اسے بیچوں گا نہیں پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ آیا یہ تمہارے پاس طریق جائز سے بھی آئی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ تو خود حضرت نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ میں نے پوچھا کہ مرض وفات میں یا اس سے پہلے کہا مرض وفات سے بہت پہلے دی تھی۔ پھر میں نے رکھ لی چنانچہ اب میرے پاس موجود ہے۔ اھ

احقر جامع اوراق پھر عرض کرتا ہے کہ ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں	می دہد یزداں مراد متقیں

واقعہ (۳۱) حضرت والا کی یہ بھی عملی برکت ہے کہ اکثر دیکھا ہے کہ حضرت والا جب کسی سے [illegible] ناراض نہیں فرماتے پھر بھی اکثر یہی دیکھا کہ بفضلہ تعالیٰ تعلق والوں کو جلدی یا بدیر اپنی اصلاح کی طرف

توجہ ہو ہی جاتی ہے۔ اور بعض ایسے دیکھے کہ حضرت والا کو اُن کے ساتھ باوجود اس کے کہ ان کی ظاہری حالت پوری طرح شریعت پر منطبق نہ تھی خاص تعلق تھا جس کا بالآخر یہ اثر ظہور پذیر ہوا کہ اُن کا رنگ بدلا اور وہ پورے دیندار ہو گئے۔ اور پھر ظاہر بینوں کا استعجاب بھی رفع ہو گیا۔

حضرت والا خود ہی فرمایا کرتے ہیں کہ میری نظر ملکات پر ہوتی ہے افعال پر نہیں ہوتی کیونکہ افعال تو ارادہ بدلنے پر ایک منٹ میں درست ہو سکتے ہیں لیکن ملکات کی اصلاح برسوں میں بھی ہونا مشکل ہے مثلاً بے نمازی تو ارادہ بدلنے پر ایک منٹ میں نمازی ہو سکتا ہے لیکن کبر کا برسوں کے مجاہدوں میں بھی زائل ہونا دشوار ہے۔

حضرت والا جس استغنا، اور جس طرز سے تربیت طالبین فرماتے ہیں اگر دوسرا اختیار کرے تو اُس کو سب چھوڑ بیٹھیں لیکن حضرت والا کی دلسوزی اور شفقت اور خیر خواہی کی یہ برکت اور کشش ہے کہ حضرت والا کی جانب عموماً قلوب کو بیحد انجذاب ہوتا ہے اور حضرت والا کی اُکھڑی اُکھڑی باتیں بھی باوجود طبعاً گراں ہونے کے سلیم الفطرت طالبین کے قلوب میں گھر کرتی چلی جاتی ہیں بقول احقر ؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے	مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

اور حضرت والا کے غصہ میں بھی ایک شانِ دلربائی ہوتی ہے بقول امیر مینائی مرحوم ؎

اُن کو آتا ہے پیار پر غصہ	ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

اور بقول احقر ؎

چہ پر مہر آں نگاہِ خشمگیں است	کہ در دلہا محبت آفریں است
پئے تادیب چوں پُر قہر گردد	فدائے قہر او صد مہر گردد
بصورت مظہرِ شانِ جلالی	بمعنی مظہرِ شانِ جمالی

جس کی وجہ خلوص ہے بقول احقر ؎

زباں سے وہ کچھ ہی کہے جائیں مجھ کو	نگہ دے رہی ہے پیامِ محبت

اس پر مجھ کو اپنے ایک اردلی مرحوم کا قول یاد آیا کہ جب حضرت والا کسی پر خفا ہوتے ہیں اور پھر حاضرین سے شکایت فرماتے ہیں کہ "دیکھئے لوگوں کا یہ حال ہے" تو مجھ کو حضرت والا کی یہ ادا بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔

حضرت والا خود فرمایا کرتے ہیں کہ میں جو کچھ کسی کو کہتا ہوں الحمد للہ دلسوزی اور خیر خواہی سے کہتا ہوں تحقیر یا نفرت سے نہیں کہتا نفرت تو مجھے کسی مسلمان سے نہیں ہوتی چاہے وہ کتنی ہی دور پہونچا ہوا ہو یعنی اُسکے افعال چاہے جتنے برے ہوں۔ اُس کے افعال کو تو برا سمجھتا ہوں لیکن اُس کی ذات کو برا نہیں سمجھتا۔ جیسے کسی حسین نے کالک مل لی ہو تو اُس کا جاننے والا کالک کو تو برا سمجھے گا خود اُس حسین کو برا نہ سمجھے گا بلکہ یہ خیال کریگا

Marfat.com

کہ جب کبھی یہ صابون سے منہ دھوئے گا پھر چاند سا چہرہ نکل آئے گا - اسی طرح ہر مومن اپنی ذات میں تو اچھا ہی ہے گو وہ چاہے جتنا گنہگار ہو - اھ

حضرت والا کی اس برکت کو بھی اس احقر نے ہمیشہ بنظر استعجاب دیکھا کہ طالبین کے خطوط کے جواب میں حضرت والا محض مختصر مختصر استفسارات تحریر فرما دیتے ہیں جن کو بظاہر سمجھنا بھی مشکل نظر آتا ہے لیکن مخاطبین کے لئے وہ اکسیر ثابت ہوتے ہیں اور اکثر طالبین کا یہ تجربہ ہے کہ جب امراض نفس کی حضرت والا کے حضور میں اطلاع کی گئی - تو حضرت والا کے جوابات مختصرہ ہی کی برکت سے جن میں اکثر استعمال اختیار و ہمت ہی کی تاکید ہوتی ہے اُن امراض کا ازالہ ہو گیا - اور استعمال اختیار و ہمت کی توفیق جو پہلے کسی طرح نہ ہوتی تھی بسہولت ہونے لگی - اور اس کا سبب سوائے برکت کے اور کچھ نہیں ورنہ کوئی اور تو اس قسم کے جوابات لکھ کر بھیجے جو کچھ بھی اثر ہو بلکہ اور اُلٹا اثر ہو -

غرض بفضلہ تعالیٰ حضرت والا بالکل اس شعر کے مصداق ہیں ؎

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد	واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

یہ اثر اور برکت بھی حضرت والا کے قطب الارشاد ہونے کی علامات میں سے ہے -

واقعہ (۳۲) ایک بار حضرت والا کے نکسیر نکلی اور بہت زیادہ نکلی اور کئی دن تک مسلسل جاری رہی بہت تدبیریں کی گئیں لیکن کسی تدبیر سے نہ رکتی تھی - حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے اس کا سبب معلوم ہے وہ یہ کہ میں آجکل طبقات کبریٰ کا انتخاب کر رہا ہوں اس میں میں نے ایک بزرگ کا یہ واقعہ دیکھا کہ ان کو نماز پڑھتے وقت انگلی ناک میں ڈالنے کی عادت تھی تو اس کی منجانب اللہ اُن کو بذریعہ [illegible] ممانعت ہوئی [illegible] وہ رک گئے ایک بار پھر بھول کر نماز میں ناک کی طرف ہاتھ بڑھانے لگے تو ہاتھ [illegible] گویا اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ دستگیری فرمائی اس حکایت کو دیکھ کر مجھے بھی خیال ہوا کہ یہ عادت [illegible] چنانچہ میں نے اس کو ترک کرنے کا تہیہ کر لیا لیکن بھول کر ایک دو بار پھر اس حرکت کا ارتکاب [illegible] اس کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے یہ نکسیر جاری کر دی [illegible] انگلی ڈالنے ہی سے [illegible] کا شکر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی اس طرح حفاظت فرماتے ہیں -

واقعہ (۳۳) حضرت والا کے [illegible]
جن سے ہمیشہ تقویٰ کا کام لیا کرتے تھے کیونکہ اُن سے اکثر غالباً [illegible] تھی اور سب سے زیادہ اذیت اس وجہ سے ہوتی تھی [illegible] کرتا تھا - ان میں سے ایک تنخواہ دار ملازم تھے حضرت والا [illegible]

اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے اسباب جمع فرما دیئے کہ حضرت والا کے پاس ہر وقت ایک نواب رہنے لگا جو علاوہ اپنے کار منصبی کے حضرت والا کے متفرق کام بھی کرتا ہے۔ نواب کے تقرر کا سبب اور اس کی مصلحت وغیرہ کی تفصیل باب معمولات کے نمبر ۲ میں گزر چکی ہے۔ پہلے تو اُن خادموں سے صرف خاص خاص اوقات ہی میں اعانت ہوتی تھی اور اب تو ایک مستقل شخص حضرت والا کا ہر چھوٹا بڑا کام انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مستقلاً مقرر کرا دیا جس سے حضرت والا کو بہت ہی راحت ہو گئی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کیسی کارسازی ہے اور کتنی بندہ نوازی ہے۔ اھ

واقعہ (۳۴) حضرت والا کے متوسلین کے حسن خاتمہ کے بکثرت واقعات ہیں جن سے مقبولیت و برکت سلسلہ ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ خود حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے سلسلہ کی یہ برکت ہے کہ جو بلا واسطہ یا بواسطہ حضرت سے بیعت ہو اُس کا بفضلہ تعالیٰ خاتمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض متوسلین گو مرید ہونے کے بعد دنیا دار ہی رہے لیکن اُن کا بھی خاتمہ بفضلہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا سا ہوا۔ اھ

حضرت والا اپنی ایک مریدنی کا واقعہ بیان فرمایا کرتے ہیں کہ اُس نے سکرات کے عالم میں میرا نام لے کر کہا کہ وہ اونٹنی لے کر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر بیٹھ کر چل پھر اُس کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا مجھے اسکی اطلاع بھی نہیں بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کی اس طرح دستگیری فرماتے ہیں کہ کسی لطیفہ غیبیہ کو یا نوں شکل میں ظاہر فرما دیتے ہیں۔

احقر سے میرے متعدد پیر بھائیوں نے اپنی بعض مستورات کے حسن خاتمہ کے عجیب و غریب واقعات بیان کئے جو حضرت والا سے مرید تھیں۔

احقر کے ایک بہنوئی تھے جو عرصہ دراز ہوا حضرت والا سے کانپور جا کر مرید ہو آئے تھے جبکہ اتفاقاً حضرت والا وہاں تشریف لائے ہوئے تھے بعد انتقال ایک صالحہ بی بی نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں کہ بہت ہی اچھا ہوا جو میں پہلے سے حضرت مولانا سے کانپور جا کر مرید ہو آیا۔ میں یہاں بڑے آرام میں ہوں اللہ تعالیٰ اس احقر کو بھی حضرت والا کا سچا خادم بنائے اور حضرت والا کی برکت سے حسن خاتمہ نصیب فرمائے اور حضرت والا ہی کے خدام میں حشر فرمائے اور جنت میں معیت دائمہ نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

بعض انعامات آلہیہ بتوسط جناب مولوی حکیم عبدالحق خانصاحب سلمہ

واقعہ (۳۵) حضرت والا کی صحبت کی کھلی ہوئی برکت ہے کہ جس کو ایک مجلس بلکہ ایک ساعت کی بھی صدق دل سے صحبت نصیب ہو گئی اُسکے دل سے حُبِ دنیا دور ہو جاتی ہے اور اُسکا تعلق مع اللہ بڑھ جاتا ہے۔ اپنے قلب میں نور ایمان کی تازگی محسوس کرتا ہے اور دلبستگی مین اور

Marfat.com

بشاشت پاتا ہے۔ اس کے لئے خاص کسی شہادت کی ضرورت نہیں بلکہ ہر صحبت یافتہ اس کا شاہد ہے۔

واقعہ (۳۶) ایک مرتبہ حضرت والا نے خود ارشاد فرمایا کہ کانپور میں ایک شخص کا نام کلیم اللہ تھا وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بیمار ہی رہا کرتا تھا مجھ سے ذکر کیا تو میرا ذہن فوراً لغت کی طرف منتقل ہوا کہ کلم کے معنی ہیں جراحت اس لئے کلیم اللہ سے بدل کر اُس کا نام سلیم اللہ رکھ دیا چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ اب بہت تندرست اور اچھا رہتا ہے یہ حُسنِ اتفاق ہے۔ اھ

گو حضرت والا نے اس کو اتفاق پر محمول فرمایا مگر ایک معتقد کی نگاہ میں یہ بھی برکت ہی ہے۔

واقعہ (۳۷) جناب داروغہ عبداللہ خاں صاحب مدفیضہ جو بھوپال کے مشہور بزرگ از حضرت والا کے خلیفہ اور مجاز ہیں نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے تھے کہ میرا لڑکا جس کی عمر ۹-۱۰ برس کی تھی بہت کُند ذہن اور نہایت غبی تھا مجھ کو اس کا بہت قلق تھا۔ ایک مرتبہ میرے ساتھ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت والا نے ایک دن تفریحاً اور مزاحاً اُس کا سر پکڑ کر اپنے سر سے لگا لیا اُس کے بعد اُس کا ذہن بہت تیز ہو گیا اور وہ خوب اچھی طرح پڑھنے لگا اور بہت جلد قرآن شریف ختم کر لیا۔ اھ

واقعہ (۳۸) جناب داروغہ صاحب مدفیضہم موصوف یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ جب جناب چھوٹی پیرانی صاحبہ مدظلہا حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئی تھیں حضرت والا بمبئی تک پہونچانے تشریف لے گئے تھے بعد ذ بمبئی سے گجرات کا سفر ہوا۔ بندہ ہمرکاب تھا۔ چھوٹی پیرانی صاحبہ کی صاحبزادی سلمہا اللہ ساتھ تھی۔ دوران سفر ریل میں ایک مقام پر بچی کو پیاس لگی تو اُس نے پانی مانگا حضرت والا نے فرمایا دیکھو کسی اسٹیشن پر پانی ملجاوے تو لے لو تین چار اسٹیشن نکل گئے مگر کہیں پانی نہ ملا بچی پیاس سے بیقرار ہونے لگی اسی تردد میں تھے کہ دفعتہ ایک جنگل میں کسی سبب سے ریل کھڑی ہو گئی۔ دیکھا تو ہمارا ڈبہ ایک ندی کے پل پر کھڑا ہے نیچے نہایت صاف شیریں پانی بہہ رہا ہے۔ رسّی میں لوٹا باندھ کر پانی بھر لیا اور سب سیراب ہو گئے۔ بعد میں ایک خادم نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ آپ کی کھلی ہوئی کرامت ہے فرمایا میری نہیں یہ بچی کی کرامت ہے جس کو پیاس لگی تھی۔

واقعہ (۳۹) جناب داروغہ عبداللہ خاں صاحب بھوپالی ظلہم نے راقم [illegible] فرمایا کہ ملنے کے بعد جب آستانۂ اشرفیہ میں حاضر ہوا تو حضرت والا نے دریافت فرمایا [illegible] عرض کیا کہ [illegible] فرمایا کم ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ [illegible] کی خدمت سے بھوپال گیا تو سرکار نے [illegible] اور اضافہ [illegible] کی برکت سمجھتا ہوں۔ اھ

واقعہ (۴۰) جناب مولوی حافظ محمد عثمان خاں صاحب [illegible]

(جو افسوس ہے اس ہفتہ کے اندر انتقال کر گئے) بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت والا محلہ بانس منڈی شہر کانپور میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک زور کی آندھی آگئی لوگ پریشان ہوئے تو حضرت والا نے انگشت شہادت پر کچھ دم کر کے گھما دیا فوراً آندھی کا اثر مجلس وعظ سے دور ہو گیا۔ اسی مجلس میں مولوی فلاں صاحب جو اہل بدعات میں سے تھے بہ نیت نکتہ چینی بعض مضامین لکھ رہے تھے۔ اُن پر آندھی کے پہلے جھونکے میں ایک بانس شامیانہ کا گرا اور وہ زخمی ہو گئے۔ اھ

باب بست و یکم (۲۱)

"بشارات منامیہ"

حضرت والا کے متعلق منتسبین و غیر منتسبین صلحا سے بکثرت بشارات منامیہ منقول ہیں۔ اُن بشرات میں سے انتخاب کر کے بطور نمونہ چند رؤیائے صالحہ اس باب میں نقل کئے جاتے ہیں اور معیار انتخاب یہ ہے کہ ان خوابوں میں سے صرف ایسے تیس خواب کیفاً اتفق نقل کر دیئے جائیں جن میں رائی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو کیونکہ ایسے خوابوں میں از روئے حدیث شریف التباس کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔

نقل میں رائی کے الفاظ بعینہ محفوظ رکھے گئے ہیں (بجز بعض مختصر ضروری اضافات کے جس کو بین القوسین محصور کر دیا گیا ہے اور شاذ و نادر موقعوں میں صرف ایک دو جگہ غیر واضح لفظ کو واضح لفظ سے بدل دیا گیا ہے) لیکن اختصار مدنظر رکھا گیا ہے اور محذوفات کی جگہ نقطے لگا دیئے گئے ہیں۔ مآخذ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قلمی مسودہ اصدق الرؤیا حصہ اول (یہ النور کے مختلف پرچوں میں شائع بھی ہو چکا ہے)

(۲) قلمی مسودہ اصدق الرؤیا حصہ دوم (یہ مسودہ دفتر مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں موجود ہے اور موقع پر شائع ہونے والا ہے)

(۳) تبویب تربیت السالک باب ہفتم (یہ قریب زمانہ میں شائع ہو چکا ہے)

سب سے پہلے رسالہ مذکورہ اصدق الرؤیا سے حضرت والا کی تحریر فرمودہ تمہید کا خلاصہ لکھا جاتا ہے

جس میں بہت سے فوائد ضروریہ متعلقہ رویا اور نیز بعض اہم التزامات خاصہ جن کو اس مجموعہ مبشرات میں مرعی رکھا گیا ہے مذکور ہیں۔ مثلاً تعبیر کا نقل نہ کرنا اور بعض خوابوں کے آخر میں خواب دیکھنے والوں کے نام مذکور ہونے کی وجہ وہ خلاصہ یہ ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ فقد قال اللہ تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ الآیۃ۔ روی الترمذی عن ابی الدرداء رضؓ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تفسیرہ ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تریٰ لہ وفی الحدیث للبخاری قالوا وما المبشرات قال صلی اللہ علیہ وسلم ھی الرویا الصالحۃ۔ وفی الحدیث المتفق علیہ عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی الحدیث۔ ثم قیل معناہ من رأنی علیٰ صورتی التی انا علیہا وقیل معناہ من رأنی بایّ صورۃٍ کانت لان تلک الصورۃ مثال لروحہ المقدسۃ فان الشیطان لا یتمثل بمثال علیٰ انہ مثال لہ صلی اللہ علیہ وسلم (سید علی المشکوٰۃ)۔

یہاں چند امور ہیں۔ (اول) آیۃ اپنے عموم سے اور حدیث اپنے خصوص سے غیر نبی کے رؤیا صالحہ کو مطلقاً مبشر ہونے کی حیثیت سے معتبر بتلاتی ہے ..... (ثانی) اور ایسی رؤیا کو بالخصوص حدیث زیادہ معتبر بتلاتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت مبارکہ سے کسی کو شرف حاصل ہو (ثالث) پھر حدیث ہی رؤیا صالحہ کے درجہ کا بھی جو شریعت میں ہے تعیین کرتی ہے یعنی نہ وہ محض از قبیل اوہام واضغاث احلام ہے جیسا کہ بعض غالیٔ اہل تفریط کا خیال ہے ورنہ لسان شارع میں اس کا لقب مبشر نہ ہوتا اور نہ وہ حجت فی الاحکام او ثبت حلال و حرام ہے جیسا کہ اکثر عوام و بعض خواص کالعوام اہل افراط کا مقال ہے ورنہ لسان شارع میں اس کی بشریت پر اقتصار نہ ہوتا..... تو حاصل اس درجہ کا جمت حق سے تقویت رجاء ہے یعنی امر مبشر بہ کے حصول حالاً یا مآلاً کی اتنی ہی اس کی تعبیر ہوتی ہے ..... (رابع) نیز حدیث بھی اس کی تبشیر کو عام بتلا رہی ہے خواہ خود صاحب معاملہ دیکھے یا صاحب معاملہ کے حق میں کوئی دوسرا مومن دیکھے۔ (خامس) پھر رویت نبویہ میں جو صورت اصلیہ کی تقیید میں اختلاف ہے یہ رؤیا کے اثر میں اس لئے مضر نہیں کہ اس سے احتجاج نہیں کیا جاتا صرف تقویت رجاء کی جاتی ہے تو یہ رجاء قطع نظر رویا سے مستقلاً بھی طاعت ہے۔ رویا سے صرف اس کا وصف بڑھ جاتا ہے، سو اگر وہ وصف نہ ہو تب بھی ذات کافی ہے .....

اور اول اول خواب دیکھنے والوں کے نام و نشان اس لئے نقل نہ [illegible] سب ہی ایک درجہ میں [illegible] ہیں تو کیوں کسی کے [illegible] اظہار کئے اس کے بعد [illegible] کی مصلحت مذکورہ سے نام ظاہر کرنے کی مصلحت اقویٰ [illegible] کہ دوسرے لوگ جن [illegible] خیرات [illegible] دیکھ سکیں اس لئے پھر نام نقل کئے جانے لگے اسی لئے بعض خوابوں کے ساتھ نام و نشان نظر آویں گے اور بعض میں نہیں .....

اور تعبیر اس لئے نقل نہیں کی گئی کہ ناظرین کو جس پر اعتماد ہو اُس سے دریافت کر لیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انتہی کلامہ اس خلاصہ کے بعد اب خواب نقل کئے جاتے ہیں جنمیں سب سے پہلا خواب خود حضرت والا کا دیکھا ہوا ہے بقیہ دوسرے صاحبان کے ہیں۔

خواب (۱)

ایک مسجد میں جو کہ مشابہ جامع مسجد کانپور کے ہے جماعت نماز کی ہو رہی ہے اور امام جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں بھی صف میں داہنی طرف ہوں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضور حج وداع کیلئے تشریف لائے ہیں اور اب مدینہ منورہ تشریف لیجاویں گے اور یہ بھی یاد آتا ہے کہ اب ذیحجہ ہے اور ربیع الاول میں وفات شریف ہو جاوے گی تو کُل تین ماہ اور حیات کے باقی ہیں اس لئے خیال کر رہا ہوں کہ بس میں بھی ہمراہ رکاب چلوں گا اور جب تک اس عالم میں تشریف رکھتے ہیں حدیثیں سُن سُن کر لکھا کروں گا۔

رائی خود حضرت والا

خواب (۲)

حضرت آج کئی دن ہوئے رات خواب دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ بہت بڑی مجلس ہے اُس مجلس میں حضرت (والا) تشریف لئے جا رہے ہیں حضرت (والا) کے پیچھے احقر بھی جا رہا ہے تھوڑی دُور جا کر دیکھتا ہوں اور اصحاب بھی تشریف لئے جا رہے ہیں۔ احقر نے لوگوں سے سوال کیا کہ یہ صاحبان کون ہیں تو جواب دیا کہ سب کے آگے ہمارے حضور سردار عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُن کے بعد حضرت (والا) بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ احقر پیچھے ہوں سامنے ایک دریا دیکھتا ہوں تو حضرت اور سب صاحبان آسانی سے پار ہو گئے ہیں۔ تو احقر فکر کرتا ہوں میں کیسے جاؤں۔ اس کے بعد حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی ایسے ہی چلے آؤ۔ تو احقر بھی پار ہو گیا۔ پار ہو کے دیکھتا ہوں وہ مجلس تیار ہے۔

احقر سید احمد قصبہ زگونیہ محلہ مرادنگر ضلع چاٹگام بنگال

خواب (۳)

ایک دفعہ حضور کو احقر نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کچھ گفتگو فرماتے ہیں اور بھی بہت سے علماء حاضر خدمت ہیں لیکن سب کی طرف سے حضور ہی کو دیکھا کہ سوال فرماتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد فرماتے ہیں اور سب سے اقرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور ہی کو دیکھا۔ محمد عتیق اللہ تھانہ سرائیل گاؤں منگھیر ضلع کمرلہ بنگال نصف صفر ۱۳۴۵ھ

Marfat.com

خواب (۴)

رمضان المبارک سے پیشتر ایک خواب اس خادم نے دیکھا تھا وہ خواب یہ ہے - ایک شب کو رات کے آخری حصہ میں دیکھا کہ آنحضرت (یعنی حضرت والا) ایک مسجد میں نماز کے اندر کھڑے ہیں - مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور دل میں خیال آیا کہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کر کے لاؤں جو حضرت مولانا مدظلہ سے میری سفارش بیعت کیلئے کر دے - اس خیال کے آتے ہی میں کسی کی جستجو میں گیا جب واپس آیا تو . . . . . ایک آدمی سے دریافت کیا اُنھوں نے اشارہ کیا کہ وہ اُدھر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف رکھتے ہیں اور کوئی معاملہ طے کر رہے ہیں معلوم کر کے میں اُدھر گیا دیکھا کہ بڑا مجمع حلقہ کئے ہوئے کھڑا ہے اور کچھ لوگ آگے بیٹھے ہیں اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آنحضرت (یعنی حضرت والا) بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تشریف رکھتے ہیں خادم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح مجمع کو چیر کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کروں مگر ناکام رہا - بس ایک روشنی نور کی مجمع کے اندر نظر آئی پھر آنکھ کھل گئی -

عبدالقیوم ڈرافس مین محلہ دہائٹ گنج ہردوئی

خواب (۵)

تین چار روز ہوئے احقر کی اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت گنگوہی اور اور حضرت والا تینوں حضرات ہمارے مکان میں بیٹھے ہیں اور کچھ مشورہ فرما رہے ہیں -

محمد شفیع ۱۵ ار رمضان ۱۳۴۶ھ

خواب (۶)

احقر جو عید سے پہلے گڈھی گیا تھا وہاں ایک رات جو شب پنجشنبہ ۱ ذی الحجہ تھی خواب میں دیکھا کہ ... میں کوئی بزرگ ہیں وہ بیان القرآن (تفسیر مصنفہ حضرت والا) کی تعریف کرتے ہوئے یوں فرما ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ فلاں آیت کی تفسیر بیان القرآن ... ہے بیان القرآن میں یہ لکھا ہے الخ - خواب طویل تھا صرف یہی جزو محفوظ رہ گیا اتنا خیال اور بھی ہے کہ شاید ان بزرگ کے ارشاد کے بعد احقر نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ بات سنی ہے مگر اس پر جزم نہیں - خواب ہی میں قلب پر یہ بات وارد ہوئی کہ بیان القرآن کی دربار رسالت میں اس قدر مقبولیت کا سبب حضرت والا کا

Marfat.com

غایت اخلاص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

احقر ظفر احمد عفا عنہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ

خواب (۷)

موردالفرخی فی مولد البرزخی" حضرت کا وعظ جو جامع الحکم سے پڑھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وعظ شریف کی برکت سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خواب میں حضرات صحابہ رضؓ کی جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے زیارت نصیب ہوئی اور اُس مجمع میں آپ بھی ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فضل احمد ہیڈ مولوی مکان عبدالرحمٰن ولا محلہ افغانان علیگڈھ

خواب (۸)

سولھویں شب کو دوران ذکر میں بھراللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خانقاہ کی مسجد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ داہنی جانب حضور سے بالکل قریب استادہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب کے یہ مزید احساس پیدا ہوا کہ بائیں جانب حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے ہیں مگر اُن دونوں حضرات کی طرف میری نظر اتنی زیادہ نہیں گئی ۔

خادم محمد نجم احسن وکیل پرتاب گڈھ اودھ ۲۸ رمضان ۱۳۴۶ھ

خواب (۹)

تین چار روز ہوئے میں نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر معروف میں ہوں ایک براق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے ۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے ۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں ایک نقاب بھی چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوئے ہیں ۔ میری حالت اُس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں رہا جاگ رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضورؐ کی زیارت تو نہیں کر سکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر میں سنتا ہوں ۔ اب یا تو میں نے یا کسی اور حاضرین دربار نے ۔ مجھ کو یہ یاد نہیں ہے ۔ حضور سے عرض کیا کہ آجکل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے ۔ اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں اس کی

Marfat.com

کیا اصلیت ہے ؟ (اُس زمانے میں حضرت والا کے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومۂ اصلاح الرسوم پر کانپور میں بہت غوغا تھا ۱۲ مولف) اس کے جواب میں حضور نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اس کے بعد حضور نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اشرف علی سے کہہ دینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کیلئے مناسب نہیں ہے ۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سُنا اور غالباً کسی دوسرے نے حاضرین میں سے نہیں سُنا بس اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا ۔ اور چہار شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط

حافظ منشی شرافت اللہ (چیف ریڈر پنشنر علیگڈھ) رجب ۱۳۲۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۰ء

(یہ اُس زمانہ میں کانپور میں ملازم تھے)

خواب (۱۰)

مورخہ یکم ماہ شوال ۱۳۴۱ھ درخواب ہدایت انتساب می بینم کہ در ملک حجاز رفتہ ام بملاقات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فائز شدہ ام ۔ و دیدم کہ حضرت مولانا و اولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نعلین مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از غبار زدودہ بہ تف دہن خود و دست خود پاک وصاف نمودہ پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہادہ آنحضرت نعلین مبارک خود را درپا کردہ از مسجد خود بیروں شدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خواب (۱۱)

کل شب میں ایک خواب . . . . میں نے دیکھا کہ حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں . . . حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا آپ اور . . . . جو جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اُترنے لگے اور یا صدر کی جگہ . . . . نے آپ کو فرمایا کہ آپ یہیں تشریف رکھیں اور حضور بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے چہرہ مبارک . . . ریش مبارک بالکل سفید ۔ قد نہ بہت لانبا نہ بہت چھوٹا بالکل جناب کے قد کے مطابق . . . شخص نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صورت اور دیکھی تھی تو . . . کا ہوتا ہے وہ اُس صورت میں مجھ کو دکھتا ہے ۔ یہ فرمانا مجھ کو خوب یاد ہے . . . اس کے بعد فوراً آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد سے ابتک ایک حالت نہایت سرور کی ہے اور وساوس سب موقوف ہیں ۔

Marfat.com

خواب (۱۲)

یہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف فرما ہیں حضور والا بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئی طالب علم بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک حدیث کی کتاب آپ کے پاس رکھی ہوئی ہے....

خواب (۱۳)

خادم نے حضور اقدس صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے جس میں اکثر اپنے پیر بھائی ہیں مجھ کو جلسہ میں سب سے پیچھے جگہ ملی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی میں تقریر فرمارہے ہیں جو مطلق سنائی نہیں دیتی - اخیر میں تقریر کے اس قدر سنائی دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی حق تعالیٰ سے مثل قرآن شریف یا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْآنَ مَھْجُوْرًا کے شکایت کروں گا کہ میری امت نے میری سنت کو ترک کر دیا اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا - جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ختم ہو چکی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میری حالت نہایت خراب ہے للہ کچھ مجھ کو بھی فرمائیے - فرمایا کہ تم دعا میں کیا پڑھا کرتے ہو - میں نے عرض کیا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ اٰلخ ...... پھر ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مناجات مقبول جو مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے (یاد نہیں مولانا کا لفظ بھی فرمایا یا نہیں) وہ پڑھا کرو - اسکے بعد بیدار ہو گیا اپنے آپ کو بہت بشاش پایا...... -

عزیز الرحمٰن زمیندار انچولی ضلع میرٹھ

خواب (۱۴)

دیکھتا ہوں کہ ایک جلسہ ہوا اس کے صدر سردار دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں - جلسہ ختم ہونے کے بعد لوگ قسم قسم مسلے دریافت کرنے لگے - عند الفرصت بندہ بھی جا کے یہ بات دریافت کی کہ حضرت حکیم الامۃ صاحب تھانوی اور مولانا ابوبکر صاحب پھریری کیسے ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں حسب شریعت ہے یا نہیں - جواب میں فرمایا دونوں نہایت نیک آدمی ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں اور بولتے ہیں بالکل حق ہے -

امیر حسن مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

خواب (۱۵)

میں بعد تناول سحری آرام کر رہا تھا خواب میں دیکھتا ہوں کہ جناب والا مع چند مریدوں کے حلقہ میں جلوہ فرما ہیں

Marfat.com

اتنے میں میں بھی وہاں پہونچ گیا۔ مجھے دیکھتے ہی جناب ایک طرف روانہ ہوگئے اور جناب کے پیچھے میں بھی ہولیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہم دونوں مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر پہونچ گئے ہیں۔ ہم دونوں کے اُس جائے متبرکہ میں پہونچنے کے ساتھ ہی مزار شریف وسط سے شق ہوگیا۔ اور ہم دونوں دیدار نبوی سے مالامال ہوگئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کی طرف دیکھکر تبسّم فرما ہوئے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

محمد حسن الدین مدرسہ سید پور دار العلوم روح الاسلام پوسٹ سید پور ضلع رنگپور بنگال

خواب (۱۶)

ایک بشارت حضور اقدس کو سناتا ہوں . . . . . کہ میں نے بعد تمنا نہیں محض بفضل اللہ جل وعلا شانہ اعلیحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا سر مبارک آپ کا یعنی اعلیحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھلا تھا بال مبارک نہایت سیاہ فرق نکالے ہوئے جلوس فرما تھے۔ اُس وقت سوائے اعلیحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور اقدس اور اس ناتواں کے کوئی نہیں تھا۔ دائیں بائیں کی تو خبر نہیں مگر یہ ناتواں ایک گوشہ میں عاجزانہ صورت سے بیٹھا ہوا مشرف بدیدار ہوتا رہا اور روتا رہا۔ اعلیحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور اقدس کو نہایت ہی جوش اور توجہ تام کے ساتھ اشارہ فرماتے ہوئے کسی مسئلہ میں سمجھا رہے تھے اور فرماتے رہے یوں ہوا یوں ہوا۔ یہ لفظ مکرر احقر کو خوب یاد ہے۔

محمد اسمٰعیل عقب کلاں مسجد دہلی ۲۴ رجب ۱۳۴۳ھ

خواب (۱۷)

چونکہ غریب الوطن کو تین سال ہوگئے ہیں کہ وطن سے آیا ہے اور بندہ کا یہ خیال تھا کہ کہیں پیر کامل کی قدمبوسی کروں . . . . مدت ہوگئی بندہ اسی پریشانی میں تھا کہ بندہ نے خواب دیکھا دو . . . . . . علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سعید ابن المسیبؒ تھے اور . . . ساتھ . . . صندوق تھا مسدس آپ نے . . . کیا کہ اس کو رکھو اور اس صندوق کے . . . جانب . . . فوق جانب . . . محمد صلی اللہ علیہ وسلم" یہ لفظ بعینہ تھا۔ اور شرق جانب . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام کی طرف اشارہ کیا . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صندوق سے شمال کی جانب تھے . . . ابن المسیب جنوب کی جانب تھے . . .

Marfat.com

خواب (۱۸)

بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ مبارک بروز بدھ ۲ بجے شب کے عالم رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہمراہ بہت سے مریدین جو بائیں جانب حضور کے برابر چلے جا رہے ہیں اور فدوی داہنی جانب دائیں ہاتھ کے قریب پشت مبارک سے نہایت متصل.... جا رہا ہوں یہانتک کہ ایک میدان میں یا احاطہ میں.... پہونچ گئے حضور وہاں کھڑے ہو گئے.... اُس وقت حضور نے فرمایا کہ حضور سرورِ عالم کا دربار ہے خوب غور سے دیکھو فدوی خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا تو حضور سرورِ عالم اور اصحاب کبار ایک بڑے تخت پر رونق افروز ہیں اور وہاں ایک مجمع کثیر حلقہ باندھے کھڑا ہے لیکن فدوی کو یہ تمام مجمع اور تخت مبارک اور حضور سرورِ عالمؐ اور اصحاب کبار دُھندلی نظر سے معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ چاندنی میں کوئی شئے دکھلائی دیا کرتی ہے فدوی نے جناب اقدس سے نہایت گریہ و زاری سے عرض کیا کہ مجھے سرورِ عالم کا چہرہ صاف اچھی طرح نہیں دکھلائی دیتا جناب اقدس نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کر انشاء اللہ صاف دکھائی دیویں گے۔ فدوی کی اسی رقت و زاری میں آنکھ کھل گئی۔

خواب (۱۹)

.... جس سال فقیر دورہ میں شریک تھا اُس سال ایک رات جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور والا نے ایک لوٹے میں پانی بھر کے فقیر کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ سعید تم یہ لوٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کے واسطے دے آؤ ...... خواب چونکہ بہت طویل ہے اسلئے مقصود ظاہر کرتا ہوں یعنی احقر نے حضور والا کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے دیکھ کر خواب ہی خواب میں یہ ارادہ کر لیا کہ فقیر بھی اپنے آپ کو حضور والا کا خادم بنا دوں.....

سعید الرحمٰن چاٹگامی

خواب (۲۰)

یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر صحن مسجد میں ہے کسی شخص نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا اور

Marfat.com

اُس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ پڑھا رہے ہیں...... اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔

شہاب الدین کشمیری گیٹ دہلی

خواب (۲۱)

جمعۃ الوداع یعنی رمضان المبارک کے آخری جمعہ کی شب کو فدوی نے ایک خواب دیکھا کہ بندہ کسی جگہ پر بیٹھا ہوا حلقہ کر رہا ہے اور اوپر سے ایک تخت نمودار ہوا جس میں چار چراغ روشن تھے اور چار ہی اصحاب نظر آئے وہ اصحاب مجھے تخت پر بٹھا کر اپنے ہمراہ لیگئے اور پھر جنگلوں کی طرف لیگئے اور پھر سمندر بھی نظر آیا اور اُس سمندر کے اوپر بھی وہ تخت گذر گیا پھر اسی طرح منزل بمنزل چلتے ہوئے ایک مسجد دکھائی دی یہاں پر وہ تخت ٹھہرا وہاں نماز پڑھی اور اُس مسجد کی پچھلی طرف ایک نہر بھی چلتی تھی اس نہر میں سے انھوں نے اور میں نے پانی پیا پھر وہاں سے تخت پر بیٹھ کر ایک بازار آیا وہاں سب طرح کا سامان بک رہا تھا انھوں نے اُس تخت کو بازار میں ٹھہرایا اور ایک دُکان پر لکھا ہوا تھا کہ یہاں پر رشیدیہ اور اشرفیہ کتابیں مل سکتی ہیں۔ تو میں نے اُسے پڑھ کر اُن بزرگوں سے دریافت کیا کہ مجھے مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کی کتابیں دیدو انھوں نے چار کتابیں مجھے دیں اُن سے وہ کتابیں لیکر پھر اسی تخت پر بیٹھا کر رخصت ہوئے پھر ایک سفید مکان دکھائی دیا جس پر سبز پردے پڑے ہوئے تھے وہاں تخت ٹھہرا اُس کمرے کے اندر چاروں بزرگ مجھے بھی لے گئے اُس کمرے کی روشنی اس قدر تھی کہ تاب نہیں لا سکتا تھا۔ اور نہ چراغ نہ بتی دکھائی دیتی تھی تو وہاں پر تکیہ اور قالین بچھا ہوا تھا جس پر سردار جہاں آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مع چاروں اصحاب کے موجود تھے اور ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید اُونی کپڑے پہنائے جارہے ہیں اور کپڑے پہننے کے بعد اسی تکیہ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے اور میں دروازے کے باہر ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں تو پھر مجھے انھوں نے اندر بلایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شریف احمد ہے [illegible] آنحضور نے فرمایا کہ اس کو بلالو کہ یہ مولانا اشرف علی صاحب کا خادم ہے۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا وہاں پر ایک گلاس پانی کا آیا پھر آنحضور نے پیا اور پھر چاروں اصحاب نے [illegible] پیا اور آنحضور نے یہ فرمایا کہ مولانا صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا [illegible] مت رکھنا.........

شریف احمد [illegible] تحصیل [illegible]

Marfat.com

خواب (۲۲)

ایک بار خواب میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا حضور کے سامنے اعلیٰحضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ بیٹھے ہیں اور حاجیؒ کے پیچھے مولانا حکیم الامت تھانوی ہیں اور مولانا کے پیچھے میں ہوں تھوڑی دیر میں..... مولانا حکیم الامت نے میرا ہاتھ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیدیا اور فرمایا کہ حضور یہ آپ کا غلام تبلیغ اسلام کا کام کرتا ہے حضور نے اپنے دست مبارک میں میرے ہاتھ لے لئے تو مجھ پر گریہ طاری ہوگیا اور اسی حالت میں بیدار ہوگیا.....

سید نوازش حسین صاحب مبلغ رنگون بر روایت مولوی ظفر احمد صاحب

خواب (۲۳)

..... احقر کو شب پنجشنبہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احقر کے والد صاحب مدظلہ (یعنی محمد عثمان خاں صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی یے از مجازین حضرت والا) کی دوکان پر تشریف فرما ہیں اور حضرت والا کی تصنیف کردہ کتابیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہیں.......

خادم عبدالمنان دہلوی

خواب (۲۴)

میں نے پرسوں ۲۰ شعبان ۱۳۵۳ھ کی شب کو خواب دیکھا کہ میرے شہر لکھنؤ میں میرے محلہ کے قریب ایک محلہ صحبتیا باغ ہے وہاں حضور کا وعظ ہے میں بھی اُس وعظ میں گیا ہوں محفل میں ایک کٹہرہ درمیان میں لوہے کا لگا ہے کٹہرہ کی ایک جانب میں ایک بہت اونچا تخت بچھا ہے جس پر سفید فرش ہے تخت اسقدر اونچا ہے کہ دو تین سیڑھیاں چڑھ کر اُس پر پہونچنا ہوتا ہے اس تخت پر حضور وعظ فرمارہے ہیں....... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا گلا پڑ گیا ہے جس کے سبب آواز پھنسی ہوئی اور خراش کے ساتھ نکل رہی ہے اور بہت مہین ہوگئی ہے لیکن جو کچھ بیان ہورہا ہے وہ صاف سمجھ میں آتا ہے میرے ہمقرین لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ آواز تو بالکل بیٹھی ہوئی ہے اس قدر مجمع ہے لوگ کیا سنتے ہوں گے تو دوسرے شخص نے یا میں نے بجز بی یاد نہیں۔ کہا کہ واہ اس قدر مجمع اور گلا بیٹھا ہوا ہے مگر سنو تو سب صاف سنائی دے رہا ہے۔

Marfat.com

ذرا بھی گنجلک نہیں یہی تو کمال ہے یا کرامت کہا ..... بیان میں سلوک و معرفت کے درجات اور سالکوں کے حالات بیان ہو رہے ہیں کہ ایک مقام پر جہاں شاید ..... یہ بیان تھا کہ سالک مختلف تغیرات و کیفیات سے گذرتا ہوا معرفت کے درجے پر پہونچتا ہے اگر وہ ان مختلف تغیرات میں پھنسا۔ جب حضور بیان کرتے ہوئے یہاں پہونچے ..... ایک شخص نے ٹوکا جس کا منشا یہ تھا کہ اس کو نہ بیان کرو آگے چلو فوراً اُس شخص کے ٹوکنے پر میں نے کہا ہائیں اس شخص نے کیوں ٹوکا ..... تو ایک اور آدمی نے کہا بھائی یہ ٹوکنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ..... ٹوکے جانے کے بعد جناب والا تخت سے وعظ کو چھوڑ کر ایک ایک سیڑھی کر کے اترے اور اُن صاحب کے پاس آئے جنھوں نے ٹوکا تھا اور اُن سے پوچھا کہ تو یہ نہ بیان کروں انھوں نے کہا نہیں اسکو چھوڑ کر آگے بیان کرو یہ موقع نہیں ہے کسی دوسرے بیان میں اس کو بیان کرنا جناب والا نے فرمایا کہ جی ہاں اس کے بعد فلاں ..... جگہ وعظ ہوگا تو اُن صاحب نے جن کو مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلایا گیا فرمایا ہاں وہاں بیان کرنا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور اُن سے دریافت فرما کر پھر تخت پر تشریف لے گئے (وہ سماں یعنی تخت سے اتر کر دریافت کرنے کو تشریف لانا اور پھر واپس جانا ابتک آنکھوں میں سمایا ہے) ..... اُس وقت حضور پیر میں سیاہ پاپوش (..... چمڑے کے عربی موزے سے ملتی ہوئی ..... پہنے ہوئے) ایک عصا ہاتھ میں سفید لباس کہ ٹخنوں تک لانبا قمیص تھا خیر تخت پر تشریف لیجا کر تھوڑا وعظ اور فرمایا پھر ختم کر دیا .....

قاری نور الحق جامع مسجد بانگرمؤ ...

خواب (۲۵)

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اُن کی خدمت میں ہمارے حضرت مولانا (یعنی حضرت والا) اور دیگر حضرات علما حاضر ہیں۔ ایک بڑا مکان ہے ..... سب علما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور وعظ بیان فرمائیں حضور نے جواب میں فرمایا کہ وعظ بیان کرنے والے بہت سے علما موجود ہیں۔ پھر دوبارہ علما نے درخواست وعظ کی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ جواب میں ہمارے حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وعظ انھیں بیان کرنا چاہئے یہ اچھا وعظ بیان کرنے والے ہیں سب علما ...

جیون ... [illegible]

د شعبان ... [illegible]

خواب (۲۶)

شب پنجشنبہ کو احقر نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے ․․․․ حضرت والا کی ہمراہی میں احقر بھی ہے اور بہت بڑی تعداد پیر بھائیوں کی بھی ہے جو سب کے سب حضرت والا کی ہمراہی میں سفر حج میں ہیں ایک مقام پر قیام ہوا اور وہ عمارت دو منزل کی معلوم ہوتی ہے وہاں اور بھی بہت لوگ ہیں۔ جب ہم سب لوگ ٹھہر گئے تو کسی کہنے والے نے کہا جس کو احقر پہچانتا نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم سب لوگ مع حضرت والا کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے ․․․․ پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے فرماتے ہیں۔ وہ وقت فجر کی نماز کا معلوم ہوتا تھا ہم سب لوگ حضرت والا کے خادم اور دیگر لوگ بھی وضو کرنے لگے۔ جب وضو سے فارغ ہوئے تو صفیں سیدھی ہونے لگیں۔ پھر کسی نے کہا․․․․ مولانا اشرف علی صاحب کے مرید سب اگلی صف میں ہو جاؤ ہم سب لوگ متفرق صفوں میں سے نکل نکل کر اگلی صف میں ہو گئے نماز ختم ہونے کے بعد مع حضرت والا کے ایک میدان میں ․․․․ پہونچے جس میں ہم سب حضرت والا کے خادم ہی تھے میدان میں پہونچتے ہی سب لوگ روتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگے اور حضرت والا کھڑے ہیں اتنا دیکھنے کے بعد گھڑی کے الارم سے آنکھ کھل گئی ۴ بجے تھے احقر نماز تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

شہاب الدین نئی دہلی، ۲۰ ج ۲ ۱۳۵۲ھ

خواب (۲۷)

چند روز ہوئے ایک خواب میں یہ دیکھا کہ میرے مکان میں آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ تشریف لائے ہیں۔ بات چیت نہیں ہوئی۔ دوسرے شخص نے تعارف کرایا کہ یہ نبی کریمؐ ہیں اور یہ حضرت عمرؓ اور یہ مولانا اشرف علی ہیں ․․․․․․․۔

عمر جی آمجی کبولی ضلع بھروچ

خواب (۲۸)

میں نے حضور پر نور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ زمانہ عدم بلوغ میں جبکہ نحو میر پڑھتا تھا خواب میں دیکھا حضور کی صورت تھی مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مکان کے ایک درجہ میں حضور کے لئے چارپائی بچھی ہوئی تھی اور حضور رنگین لباس پہنے ہوئے تھے مخلوق حضور سے دریافت

Marfat.com

کر رہی تھی کہ ہمارے لئے کیا ہے جنت یا دوزخ آپ مسلمانوں کے لئے جنت کی بشارت سنا رہے تھے۔ اخیر میں مکان کے اُس درجہ میں تشریف لاکر چارپائی پر رونق افروز ہوئے مولانا محمد اشرف علی صاحب کو اطلاع دی گئی مولانا مکان سے باہر تشریف لائے اور معانقہ حضور سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد یہ احقر ایسی حالت میں حاضر دربار اقدس ہوا کہ اُس وقت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی دوسرا وہاں نہ تھا احقر نے بھی اپنے لئے عرض کیا کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے حضور نے جنت کی بشارت سنائی۔

خواب (۲۹)

احقر جس وقت حضرت کے ساتھ کانپور میں تھا اُس وقت تین خواب نظر آئے ایک یہ ہے.... ..کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ سے چلتے ہیں اور اُن کے پیچھے آنحضور (یعنی حضرت والا) اور اُن کے بعد بندہ بھی غرض تینوں ایک ساتھ چلتے ہیں........

خواب (۳۰)

کل شب کو خواب دیکھا کہ سرزمین مکہ معظمہ کے ایک بہت وسیع میدان میں حضور سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور دائیں جانب حضرت والا تشریف رکھتے ہیں اور ادھر ادھر بہت کثیر مجمع دیگر اصحاب کا حلقہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ مگر بجز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کا چہرہ صاف نہیں نظر آتا تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور نہایت لطیف اور نازک اور سفید ٹوپی حضور زیب سر کئے ہوئے تھے۔ میں حاضر ہوا اور میں نے قصد بیعت ہونے کا کیا۔ پھر ارشاد ہوا سامنے آکر بیٹھو ہم بھی دیکھیں مرید کیسا ہے میں نہایت ادب سے ڈرتا ہوا دوزانو بیٹھا مگر کچھ مسکراہٹ آنے لگی میں نے روکا اور زیادہ مؤدب ہوکر دوزانو سامنے بیٹھا۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھا اور بیعت کی خواہش کا اظہار کیا اس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد بیعت لینا شروع کیا مگر ہنوز شروع نہ کیا تھا کہ حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان سے یہ عہد لے لیجئے کہ [illegible] اس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عہد کرو کہ میں [illegible] بیٹھوں گا اور ان کے ساتھ کسی اور بات کا عہد لیا مگر وہ بات یاد نہیں رہی میں نے عہد کیا کہ میں کرسی پر نہ بیٹھوں گا........

Marfat.com

(منقول از اصل خط منشی علی سجاد صاحب بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر جو خواب دیکھنے کے زمانہ میں شاہ آباد ضلع ہردوئی میں تحصیلدار تھے۔ خط کے آخر میں تاریخ ۴ ذی الحجہ لکھی ہوئی ہے لیکن سنہ لکھا ہوا نہیں۔ کرسی پر نہ بیٹھنے کے عہد کے متعلق حضرت والا کی یہ تعبیر بھی اُس خط میں لکھی ہوئی ہے کہ مراد یہ ہے کہ بلا ضرورت بلکہ اصل مراد ترفع سے نہی ہے گو بلا کرسی ہی ہو خاص صورت کرسی کی مراد نہیں۔ اھ

ڈپٹی صاحب نے کرسی پر بیٹھنا چھوڑ بھی دیا تھا لیکن حضرت والا کی تعبیر مذکور کی بناء پر پھر بیٹھنے لگے")

نوٹ نمبر ۱۔ یہ مبشرات تو اُن مبشرات میں سے بعض ہیں جن میں حضرت والا کے متعلق بشارات بضمن زیارت حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دی گئیں۔ ان کے علاوہ ایسے مبشرات بھی بکثرت ہیں جن میں حضرت والا کے متعلق بشارات دیگر اکابر کی زیارت کے ضمن میں دی گئیں اُن اکابر میں سے بعض کے اسمائے گرامی جو سرسری مطالعہ سے نظر پڑ گئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام
(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت امام حسین علیہ السلام
(۶) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
(۷) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
(۸) حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ
(۹) حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) حضرت میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۳) حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب پانی پتی رحمۃ
(۱۴) حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۱۵) حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ
(۱۶) حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۷) حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(۱۸) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۹) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۰) حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۱) حضرت مولانا محمد حسین صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
(۲۲) حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ نمبر ۲۔ جن صاحبوں کو مزید مبشرات مطالعہ کرنے ہوں وہ آخذ مذکورۂ تمہید باب ہذا کو ملاحظہ فرمائیں فقط

تم ھذا الباب فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

Marfat.com

باب ۲۲ بست و دوم

"ازواج محترمات"

حضرت والا کی ازواج محترمات دو ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ دونوں نہایت شفیق غربا پرور متوکل قانع مہماں نواز اور حضرت والا کی نہایت خدمتگذار ہیں۔

حضرت والا کے دوسرے عقد کا مفصل حال خود حضرت والا کے قلم مبارک کا لکھا ہو رسالۃ الی الاقرانات میں موجود ہے۔ اس دوسرے عقد کی وجہ سے حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا کو شروع میں کچھ عرصہ تک طبعاً رنج رہا لیکن اب بحمداللہ طبیعت صاف ہے بلکہ حضرت والا کی راحت رسانی کے خیال سے اپنے بعض حقوق سے بھی بخوشی دست بردار ہوگئی ہیں۔ اور حضرت چھوٹی پیرانی صاحبہ مدظلہا کو ہبہ کر دیے ہیں۔

حضرت والا کو عدل کا اس درجہ اہتمام ہے کہ ارشاد فرماتے تھے کہ شروع میں عدل کی جزئیات کی رعایت میں بڑی دشواری پیش آئی لیکن چونکہ حضرت والا حقوق العباد کے متعلق خاص طور سے بہت ہی زیادہ محتاط ہیں اس لئے برابر فکر و اہتمام بلیغ میں مشغول رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ سب دشواریوں کو آسان فرما دیا اور رفتہ رفتہ ساری جزئیات عدل کے متعلق طریق عمل سمجھ میں آگیا جو عقلاً اور عملاً ہر لحاظ سے سہل ہے اور اب بفضلہ تعالیٰ کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

اسی رعایت جزئیات عدل کی بنا پر حضرت والا نے بعض کے اس کہنے پر کہ [illegible] دروازہ کھول دیا یہ جواب ارشاد فرمایا کہ نہیں میں نے دروازہ کھولا نہیں ہے بلکہ بند کر دیا ہے کیونکہ جب لوگ یہ دیکھیں گے کہ عدل کی اتنی رعایت کرنی پڑے گی تو اس کو دشوار سمجھ کر [illegible] کی ہمت [illegible]

چنانچہ حضرت والا نے عدل کی دشواریوں ہی کا ذاتی تجربہ فرما کر [illegible]

اصلاح انقلاب [illegible] فرمایا ہے [illegible]

حضرت والا کے [illegible] جزئیات عدل کے متعلق [illegible] ہوا تھا۔ فرمایا کہ میں تو ایک کی باری میں دوسری کا خیال لانا بھی خلاف عدل سمجھتا ہوں [illegible] اس کی طرف توجہ [illegible]

کپڑے خانقاہ ہی میں رکھتا ہوں کیونکہ اگر میں ایک گھر میں کپڑے رکھتا تو دوسرے گھر والوں کو شکایت پیدا ہوتی کہ ہمارے ساتھ اتنی خصوصیت نہیں جتنی دوسری کے ساتھ ہے۔ اھ اسی سے اندازہ فرمالیا جائے کہ حضرت والا کو عدل کا کس درجہ اہتمام رہا ہے۔

حضرت والا نقد یا غیر نقد جو کچھ دیتے ہیں دونوں کو برابر برابر دیتے ہیں اور اس کا یہاں تک اہتمام ہے کہ ایسی چیزوں کی تقسیم کے لئے جو وزن کی جاتی ہیں ایک نہایت صحیح کانٹا اپنی نشست گاہ کے سامنے لٹکا رکھا ہے جس کو مزاحاً میزان عدل فرمایا کرتے ہیں۔ کھانا بھی ایک دن ایک گھر میں تناول فرماتے ہیں اور ایک دن دوسرے گھر میں اور رمضان المبارک میں افطار کے وقت بڑے گھر اور سحر کے وقت چھوٹے گھر۔

گو برادری میں ادائے مہر کا عام دستور نہیں ہے لیکن حضرت والا نے دونوں گھروں میں کل مہر ادا فرمادیا ہے۔ بلکہ حضرت والا تو فرمایا کرتے ہیں کہ اگر عورت مہر معاف بھی کردے تب بھی مرد کی غیرت کا مقتضا یہی ہونا چاہئے کہ وہ پھر بھی مہر ادا کردے۔ چنانچہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا نے اپنا پانچ ہزار کا مہر نہایت خوشی سے معاف فرمادیا تھا لیکن پھر بھی حضرت والا نے ادا فرمادیا۔ اور حضرت والا کے نزدیک وَاِنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی کی راجح تفسیر یہی ہے۔

حضرت والا کو تو اس امر میں اتنی غیرت ہے کہ گھر والوں کے ایک پیسہ کے احسان کے بھی روادار نہیں لیکن خشکی اور دلشکنی کا معاملہ کسی حال میں نہیں فرماتے۔ چنانچہ حضرت والا دونوں گھروں میں خاص اپنے کھانے کا خرچ الگ دیا کرتے تھے جب دونوں نے بہت اصرار کیا کہ بس اب تو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا اس کو موقوف کیجئے تو حضرت والا نے موقوف فرمادیا لیکن پھر یکمشت غالباً ایک ایک ہزار یا کچھ کم و زیادہ دونوں کو ان کے حصہ موظفہ سے زائد اپنے حصہ میں سے دیدیا کیونکہ حضرت والا اپنی فتوحات کے تین حصے فرما کر ایک ایک حصہ دونوں گھروں میں دیدیتے ہیں اور ایک حصہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ رقم نذکور دیتے وقت تو کچھ نہیں فرمایا لیکن بعد کو مزاح کے لہجہ میں ظاہر فرمادیا کہ یہ میں نے کرایہ مکان اور اپنی خوراک کا حساب لگا کر ۱۳۵۱ھ تک کا روپیہ یکمشت دیدیا ہے۔ کرایہ مکان اس لئے ادا فرماتے ہیں کہ دونوں مکانوں کو دونوں کی ملک فرما چکے ہیں اور چونکہ حضرت والا بھی دونوں مکانوں سے متمتع ہوتے رہتے ہیں اس لئے اُس تمتع کا معاوضہ ادا فرماتے رہتے ہیں۔ اسی طرح قبل عقد ثانی حضرت والا نے بڑے گھر میں پانچسو روپیہ کی سونے کی چوڑیاں بنوا دی تھیں اور خیال یہی تھا کہ میں ان کے مملوک مکان سے متمتع ہوتا ہوں اُس کا معاوضہ بفحوائے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان اس صورت سے ادا کئے دیتا ہوں گو بوجہ تراضی یہ رقوم حضرت والا کے ذمہ شرعاً واجب الادا نہیں لیکن حضرت والا کی

Marfat.com

طبیعت خلقۃً ایسی غیور ہے کہ کسی کا اتنا احسان لینا بھی گوارا نہیں بالخصوص اپنی بیویوں کا جن کے ساتھ خود ہی احسان کرنا زیبا ہے نہ کہ اُلٹا اُن کا احسان لینا۔

اسی طرح حضرت والا گھر والوں پر حتی الامکان کوئی بوجھ نہیں ڈالتے یہاں تک کہ کسی خاص کھانے کی بھی کبھی فرمائش نہیں کرتے الا نادراً البتہ جب اصرار ہوتا ہے تو دلشکنی بھی نہیں فرماتے بلکہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ اچھا تم خود ہی چند کھانوں کے نام لو جو تمہیں پکانا آسان ہوں پھر اُن میں سے جو مجھے مرغوب ہوگا میں بتادوں گا چنانچہ جب چند کھانوں کے نام لئے جاتے ہیں تو حضرت والا اُنھیں میں سے ایک کی تعیین فرمادیتے ہیں غرض حضرت والا کے اندر غیرت تو بحد ہے لیکن غیریت کی حد تک نہیں۔

حضرت والا اپنے گھروں میں بہت ہی نرمی اور لطف و بے تکلفی کا برتاؤ فرماتے ہیں یہاں تک کہ احقر کو اپنی مستورات سے معلوم ہوا اور دونوں گھروں کے متعلق معلوم ہوا کہ بعض اوقات پیرانی صاحبان حضرت کے گھر میں تشریف لانے کے وقت کسی کام میں مشغول ہوئیں تو حضرت والا نے نہایت لطف آمیز لہجہ میں فرمایا کہ ہم تو دن بھر کے کام کے بعد تھکے تھکائے تھوڑی دیر کے لئے اپنے دماغ کو راحت دینے کی غرض سے تمھارے پاس آتے ہیں اور تم اِس وقت بھی اپنے کام میں لگی رہتی ہو۔ اھ

گو حضرت والا کو بوجہ کثرت مشاغل دینیہ گھروں میں تشریف لیجانے کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے لیکن بہت التزام کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں یہاں تک کہ بکثرت ایسا ہوا کہ مغرب سے ذرا قبل تشریف لے گئے اور کھڑے کھڑے دو چار باتیں کر کے نماز مغرب کے لئے فوراً ہی واپس تشریف لے آئے۔

حضرت والا کو احقر نے یہ بھی فرماتے سنا کہ گو بعض روز گھر بہت ہی کم جانا ہوتا ہے لیکن بیچاریوں کو کبھی اس کی شکایت نہیں ہوتی۔ میں آزادی کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول رہتا ہوں۔

احقر نے یہ بھی اپنی مستورات سے سنا کہ حضرت والا اپنے گھروں میں بہت ہی نرم لہجہ سے گفتگو فرماتے ہیں اور اُن کے اعزہ کے یا مہمان مستورات کے بچوں سے خوب مزاح فرماتے رہتے ہیں اور ان [illegible] رہتے ہیں۔ غرض جب تک گھر میں تشریف فرما رہتے ہیں بہت [illegible] لیکن تنبیہ کے موقعوں پر بے تکلف تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔ بے تکلفی پر یاد آیا [illegible] کہ میں تو بعض اوقات چولھے ہی کے پاس بیٹھ کر کھانا کھا لیتا ہوں اور [illegible] خود اُٹھا کر رکھ دیتا ہوں۔

احقر نے اپنی مستورات سے یہ بھی سنا کہ کبھی اتفاق سے [illegible] مانگنے کے خود ہی گھڑے کے پاس جا کر اس میں سے پانی [illegible] اور جب [illegible]

گھڑے کے وزنی ہونے کے حضرت والا کو پانی اُنڈیلنے میں قدرے زحمت ہو رہی ہے تو اس وقت اُن کا بے اختیار جی چاہا کہ کس طرح خود جا کر حضرت والا کو پانی پلا دیں لیکن پردہ مانع تھا۔

غرض حضرت والا جب تک گھروں میں رہتے ہیں بہت بے تکلف اور ہشاش بشاش رہتے ہیں۔ مخدومیت کی شان سے نہیں رہتے اور گھر والوں کی طرف ایسے ملتفت رہتے ہیں جیسے اُن کے ساتھ بہت زیادہ تعلق ہو اور اُس وقت ہوتا بھی یہی حال ہے لیکن جب تھوڑی دیر بعد پھر خانقاہ میں تشریف لا کر مشغول مشاغل دینیہ ہو جاتے ہیں تو پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی سے کچھ تعلق ہی نہیں۔

غرض حضرت والا ہر موقع اور محل کا پورا پورا حق ادا فرماتے ہیں لیکن اصل تعلق صرف اپنے محبوب حقیقی ہی سے ہے۔ چنانچہ عرصہ ہوا ایک بار احقر سے غالباً کسی خاص حالت کے غلبہ میں بطور راز کے فرمایا کہ بعض اوقات تو تعلقات سے اس قدر وحشت ہونے لگتی ہے کہ گو محض وسوسہ اور خطرہ ہی کے درجہ میں ہوتا ہے لیکن یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ یہ جو تھوڑا بہت تعلق گھر والوں کا لگا ہوا ہے یہ بھی ختم ہو جائے لیکن میں اس وسوسہ کے آتے ہی فوراً اُن کی درازیٔ حیات کی تہ تکلف دعا کرنے لگتا ہوں تاکہ اس کا تدارک ہو جائے اور کسی ضرر کا احتمال بھی نہ رہے کیونکہ بعض اوقات قوت خیالیہ سے بھی دوسرے کو ضرر پہونچ جاتا ہے۔

اسی طرح ایک بار احقر سے یہ بھی بطور راز ہی کے فرمایا کہ پہلے یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود انتہا درجہ کی ہیبت حق کے حضرات ازواج مطہرات سے کیونکر ہنستے بولتے تھے لیکن اب اس کا استبعاد کسی قدر کم ہو گیا ہے اور کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگا ہے کہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اھ

حضرت والا بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی عام طور سے بہت تاکید فرماتے رہتے ہیں اور جب کسی کے تشدد کا حال سنتے ہیں تو حضرت والا کا دل بہت ہی کڑھتا ہے اور فرماتے ہیں کہ عورتیں بیچاریاں ہر طرح بس شوہر ہی کے رحم پر ہوتی ہیں سوائے شوہر کے اور اُن کا کون ہوتا ہے لہذا بہر حال رحم ہی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور ہندوستان کی عورتیں تو عموماً اپنے شوہر کی فدائی ہوتی ہیں اُن کے اوپر تشدد تو اور بھی بیرحمی ہے اور عموماً عفیف بھی ایسی ہوتی ہیں جیسے حوریں جن کی صفت قرآن مجید میں قاصرات الطرف فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ مردوں میں تو نامحرم کے وسوسوں سے شاید ہی کوئی بچا ہوا ہو اور شریف عورتیں قریب قریب سب ہی ایسی ہیں کہ ان کو کبھی عمر بھر بھی کسی غیر مرد کا وسوسہ تک نہ آیا ہوگا۔

حضرت والا کو اپنے دونوں گھروں کی راحت و عافیت کا بہت ہی زیادہ خیال رہتا ہے۔ چنانچہ دونوں کو بیماریوں کے علاج کے لئے متعدد بار ہر قسم کی تکلیفیں اور اخراجات برداشت فرما کر دُور دُور کے شہروں میں خود اپنے ہمراہ لے گئے اور بعض دفعہ زنانے شفاخانوں میں بھی ٹھہرا کر اُن کا علاج کرایا اور

Marfat.com

خود باہر میدان میں خیمہ نصب کرکے اس میں قیام فرمایا۔

ایک بار حضرت بڑی پیرانی صاحبہ رضی اللہ عنہا چھت پر سے گر پڑیں اس وقت حضرت والا خانقاہ میں ظہر کی سنتیں پڑھ رہے تھے اسی دوران میں اطلاع ہوئی۔ حضرت والا نے فوراً نیت توڑ دی اور گھر تشریف لیجا کر ان کی تیمارداری فرمائی۔ جب سب ضروری انتظامات فرما چکے اس وقت واپس تشریف لاکر نماز ظہر ادا کی۔ ایسی حالت میں نیت توڑ دینا شرعاً واجب ہے کما فی الدر المختار باب ادراک الفریضۃ ویجب القطع لنحو انجاء غریق أو حریق۔ وفی رد المحتار قولہ ویجب ای یفترض قلت ولا شک ان الوقوع المذکور تحت الانجاء المذکور لاشتراک کل منهما فی کونه صونًا عن الاهلاک اھ سبحان اللہ کیا ادائے حقوق اور حفظ حدود ہے۔ ورنہ زاہدان خشک تو نماز تو در کنار ایسے مواقع پر وظیفہ بھی چھوڑنا خلاف زہد سمجھتے جو سراسر حدود شرعیہ سے تجاوز ہے۔

غرض حضرت والا کا خود بھی اپنی ازواج محترمات کے ساتھ نہایت اچھا سلوک ہے اور دوسروں کو بھی اس کی بہت تاکید فرماتے رہتے ہیں جیسا کسی موقع پر اس سے پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کے بیجا طعنوں کی سخت شکایت لکھی اور لکھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی بُری راہ (یعنی تجاوز عن الحدود) نہ اختیار کر بیٹھوں تو حضرت والا نے ممانعت فرمادی اور تحریر فرمایا کہ اس وقت ان کو شیدالان کی بنا نقال اور تماشہ سمجھ لیا کیجئے اس سے غیظ نہ ہوگا۔

حضرت والا نے اس بنا پر کہ اپنے بعد بھی بیویوں کی آسائش کا انتظام سنت ہے چنانچہ ترمذی کی ایک حدیث مرفوع میں اس کی تصریح بھی ہے اور نیز امر طبعی بھی ہے اپنے بعد اپنی دونوں ازواج محترمات کی کفالت کے لئے اپنے بہت ہی خاص مخصوصین کو بعنوان عام وصیت بھی فرمائی ہے جس کا ذکر بعض ابواب میں ملاحظہ سے گذرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب بست و سوم ۲۳

"وصایا"

چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی ذات جامع الصفات کو سراپا رُشد و ہدایت حکیم الامت اور مجدد ملت کرکے دنیا میں بھیجا ہے اس لئے بفضلہ تعالیٰ دین کا کوئی اہم بالشان شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جس کی جانب حضرت والا نے بنظر اصلاح علماً و عملاً توجہ نہ فرمائی ہو۔ اور امت مرحومہ کو اُس کے متعلق نصوص کے مطابق نہایت واضح اور بالکل صحیح طریق عمل نہ [illegible] ہو جیسا کہ حضرت والا کی تصانیف مختلفہ کثیرہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔

منجملہ انھیں شعب دینیہ [illegible] وصیت بھی ہے [illegible] کے بارہ میں حضور سرور عالم ہادی اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک [illegible] فرمائی ہے کہ جس مسلمان کو اپنی کسی چیز کے متعلق وصیت کرنا ہو تو وہ دو رات بھی اس حالت میں نہ گذارے کہ وہ وصیت اُس کے پاس [illegible]۔

چنانچہ حضرت والا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سراپا رشاد کے امتثال میں اپنے جملہ حقوق واجبہ وغیر واجبہ کے متعلق نہایت مفصل وصیتیں لکھ کر شائع فرمادی ہیں اور وقتاً فوقتاً شائع فرماتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت والا کے رسالہ تنبیہات وصیت اور اُس کے متعد تتمات سے واضح ہے۔ نیز علاوہ وصایا کلیہ کے جو تنبیہات وصیت اور اُس کے تتمات میں مذکور ہیں حضرت والا نے اپنی وصایا جزئیہ بھی بعد کو بطور ضمیمہ شائع فرمادیں جو الاتحضار للاحتضار مع تقلبات الاطوار کے نام سے النور بابت ماہ صفر ۱۳۵۳ھ میں طبع ہوئیں۔ اور انھیں وصایا جزئیہ کی ایک خاص فرد کے متعلق رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ میں ایک عام معذرت کا مضمون بھی العذر والنذر کے نام سے شائع فرمایا جس میں جملہ اہل حقوق سے بعنوان عام خطاب فرمایا گیا ہے۔ ان ساری وصایا کے مطالعہ سے حضرت والا کی انتہا درجہ کی احتیاط اور غایت درجہ کا ورع و تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی صفائی معاملات اور حیرت انگیز انتظامی شان آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے۔ اور اس کا نمونہ پیش نظر ہو جاتا ہے کہ مسلمان کو اس طرح ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے اور اس طرح پاک صاف زندگی بسر کرکے پاک صاف ہی دنیا سے گذر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حضرت والا کی تقلید کی توفیق بخشے اور صفائی معاملات کے اہتمام بلیغ کی جانب متوجہ فرمائے جس کی طرف سے آجکل عام طور پر سخت غفلت برتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عوام تو عوام اکثر خواص میں بھی جیسا

Marfat.com

اس کا اہتمام ہونا چاہیے ویسا نہیں پایا جاتا جو قابل افسوس ہے۔

علاوہ ذاتی اہتمام بلیغ کے حضرت والا اپنے منتسبین کو بھی صفائی معاملات کی سخت تاکید فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض طالبوں نے خانقاہ میں مستقل قیام کرنا چاہا تو دریافت فرمایا کہ کسی کے حقوق تو ذمہ نہیں اور جب معلوم ہوا کہ ہیں تو فرمایا کہ پہلے جا کر ان کو ادا یا ابراء صاف کرا آؤ۔ چنانچہ ایک صاحب ہمت طالب نے جو غیر مستطیع تھے الہ آباد تک کا لمبا سفر محض اسی غرض کے لئے پاپیادہ کیا اور بعد صفائی معاملات پھر پاپیادہ ہی واپس آکر مقیم خانقاہ ہوئے اور اب تک برابر مستقلاً مقیم ہیں۔

اسی طرح ایک طالب سے جن کو بی بی سے دلچسپی تھی نہ ادائے حقوق زوجیت پر قادر تھے یہ معلوم فرما کر کہ وہ اپنی بیوی کو غالباً اپنے بڑے بھائی کے گھر چھوڑ آئے ہیں فرمایا کہ ایسی حالت میں اس بیچاری کو معلق نہ رکھا جائے اوس کا تصفیہ کر کے اور اس سے یکسوئی حاصل کر کے آؤ چنانچہ جب وہ اس کو طلاق دیکر آئے اسوقت تعلیم و تلقین شروع فرمائی۔

اسی طرح موروثی کاشتکار کو اس وقت تک بیعت نہیں فرماتے جب تک وہ باضابطہ حق دخیلکاری سے مستعفی نہیں ہو جاتا۔

اسی طرح ایک غریب شخص سے جس نے کسی زمانہ میں بہت سی چوریاں کی تھیں فرمایا کہ سب سے معافی لکھوا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ سب سے معافی لکھوا کر لائے۔ یہاں تک کہ ایک بنئے کی ریل میں پانسو روپیہ کی رقم چرالی تھی اس نے بھی معافی اس عنوان سے لکھ کر دیدی کہ میں نے حسبۃً للہ معاف کیا چونکہ [illegible] سب نے خوشی سے معافی دیدی۔ پھر حضرت والا نے مزید احتیاط کے لئے ان سے کہا کہ اچھا جوابی لفافے لاؤ۔ میں خود ان لوگوں سے دریافت کروں گا کہ آیا یہ معافیاں در اصل انھیں کی ہیں یا [illegible] لکھوا لائے ہو چنانچہ وہ بے تامل لفافے لے آیا۔ چونکہ اس کے انداز سے حضرت والا کو اطمینان ہو گیا [illegible] مزید تحقیق کی ضرورت نہ سمجھی اور اس کے لفافے بچا لئے بلکہ خود خریدنے لگے تاکہ اس پر بار [illegible] پڑے لیکن اس نے کہا کہ مجھ کو خود ہی معاملات تجارت میں ضرورت رہتی ہے۔

غرض حضرت والا کو دوسرے کے حفظ حقوق کا غایت درجہ اہتمام ہے [illegible] میں سے ہے چنانچہ اگر کبھی تھوڑا سا بھی مسجد کا گرم پانی وضو سے بچ جاتا ہے تو [illegible] ہیں تاکہ مسجد کا اتنا سا مال بھی ضائع نہ جائے۔ اور [illegible] وجزئیہ کا پھر اس کے ساتھ ہی دوسروں کی [illegible] جزئیہ مرقوم ہیں منفصل ہدایات بھی تحریر فرما دی گئی ہیں [illegible]

Marfat.com

کس طرح اس میں ترمیمات یومیہ کرتے رہنا چاہیے۔ اور اسی وجہ سے کہ وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہے اسکو اس باب میں کل کا کل نقل کیا جائیگا۔ اسی طرح معذرت نامۂ عام کو بھی پورا نقل کیا جائیگا کیونکہ وہ بھی نمونہ کا کام دے گا لیکن رسالۂ تنبیہات وصیت اور اس کے متعدد تتمات میں سے صرف خاص خاص ہی وصایا کیفما اتفق بلالحاظ ترتیب بطور نمونہ نقل کئے جائیں گے کیونکہ کل کی نقل میں بہت تطویل ہو جائے گی ان سب نقول سے ناظرین کرام انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی اندازہ فرمالیں گے کہ حضرت والا کو حفظ حقوق اور صفائی معاملات اور امانات کو خلط سے محفوظ رکھنے کا کس درجہ اہتمام ہے۔ اور کیسی کیسی جزئیات دقیقہ پر نظر ہے جن کی طرف باوجود بدیہی ہونے کے بوجہ قلت اہتمام آج کل خواص کا بھی ذہن نہیں جاتا الا ماشاء اللہ۔

الحمدللہ حضرت والا بعون اللہ تعالیٰ بمضمون ع شاد ہیں نفس نفس واپسیں بود ہر وقت اپنے سب معاملات کو نہایت صاف مثل آئینہ رکھتے ہیں تاکہ عند اللہ خود بھی مواخذہ سے بری رہیں اور بعد میں دوسروں کو بھی حضرت والا کے کسی معاملہ کے متعلق کسی قسم کی الجھن نہ ہو۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب نقول حسب بالا بلا ترتیب ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں کہ پہلے رسالۂ تنبیہات وصیت اور اس کے تتمات کی بعض منتخب وصیتیں نقل کی جائیں گی اور ان کے بعد الاستغفار اور العذر والنذر یکے بعد دیگرے پورے پورے نقل کئے جائینگے وباللہ التوفیق

وصایا منتخبہ از رسالۂ تنبیہات وصیت وتتمات آں ملخصاً

(تمہید رسالہ از حضرت والا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی مظہر رسا ہے کہ یہ چند تنبیہات بطور وصیت کے معروض ہیں۔ ذلک ذکرٰی للذاکرین قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکر ھادم اللذات الموت۔

(۱) حدیث مرفوع میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق امرئ مسلم لہ شیٔ یوصی فیہ یبیت لیلتین الا ووصیتہ مکتوبۃ عندہ رواہ الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما جس سے حقوق واجبہ کی وصیت کا وجوب اور حقوق غیر واجبہ کی وصیت کا ندب بطور عموم مجاز کے مستفاد ہوتا ہے۔

(۲) اس ناکارہ کی عمر اس وقت قریب پچاس سال کے آگئی ہے یعنی ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ کو پورے پچاس برس ہو جائیں گے اور اس وقت جو حالت موجودہ ہے اس کے اعتبار سے اس قول کا مصداق ہے ۔

	اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی		مگر ایں پنج روز دریابی	

Marfat.com

جیسا اس کے چند سال قبل ایک موقع پر یہ لکھ چکا تھا ؎

چہل سال عمر عزیزت گذشت　　　مزاج تو از حال طفلی نگشت

(۳) نظر بر حدیث بالا و شعر مذکور بعض امور کے اعتبار سے واجب اور بعض کے اعتبار سے مناسب سمجھا کہ مختصر وصایا حسب حالتِ موجودہ لکھ کر اُن کی عام اطلاع کر دوں اس میں میرے نفع کے ساتھ دوسروں کا بھی نفع ہے علماً بھی اور عبرۃً بھی چنانچہ مفصل مطالعہ وصایا سے لازمی و متعدی مصالح ساتھ ساتھ معلوم ہوتے جائیں گے نیز ممکن ہے کہ دوسرے بھی اس کی تقلید کریں تو طاعت کا تسبب بھی طاعت ہے۔

(۴) میں اپنے سب دوستوں سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے سب معاصی صغیرہ و کبیرہ عمد و خطا کے لئے استغفار فرما دیں اور جو میرے اندر عادات و اخلاق ذمیمہ ہیں اُن کے ازالہ کی دعا کریں۔

(۵) میرے بعض اخلاق سیئہ کے سبب بعض بندگان خدا کو حاضرانہ و غائبانہ میری زبان و ہاتھ سے کچھ کلفتیں پہونچی ہیں اور کچھ حقوق[۵] ضائع ہوئے ہیں۔ خواہ اہل حقوق کو اس کی اطلاع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو میں نہایت عاجزی سے سب چھوٹے بڑوں سے استدعا کرتا ہوں کہ للہ دل سے اُنکو معاف فرما دیویں اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے درگذر فرما دیں گے۔ میں بھی اُن کے لئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو دارین میں عفو و عافیت عطا فرما دیں معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگذر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اور اگر معاف کرنے کی ہمت نہ ہو تو حسب فتویٰ شرعی مجھ سے عوض لے لیں۔ خدا کے لئے قیامت پر مواخذہ نہ رکھیں کہ وہاں کسی طرح تحمل نہیں۔

(۶) اس قبیل کی کوتاہیاں جو دوسروں سے میرے حق میں ہو گئی ہوں میں بطیب خاطر گذشتہ اور آئندہ کے لئے محض خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کو اور اپنی خطاؤں کی معافی کی توقع پر وہ سب معاف کرتا ہوں

(۷) چونکہ محبت میں اکثر مدائح غیر واقعیہ شروع کر دئے جاتے ہیں اس لئے میں اپنی سوانح لکھی جانا پسند نہیں کرتا اگر کسی کو بہت ہی بیتابی کا شوق ہو اور دوسرے اہل تدین و تحقیق بھی اجازت دیں تو روایت میں احتیاط شدید کو واجب سمجھنا چاہئے ورنہ میں بری ہوتا ہوں۔

(۸) تالیفات کے بعض مقامات میں مجھ سے اختصار موہم یا زیادت موہم یا [illegible] لغزشیں بھی ہوئی ہیں جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں اُن کی اطلاع [illegible] ذہن میں حاضر نہیں اُن کے لئے دو قاعدے عرض کرتا ہوں۔ ایک یہ [illegible]

---

[۵] اس طرح اگر کسی کا مالی حق رہ گیا ہو خواہ اطلاع کر کے لے لیں [illegible] بیچنے والوں کے ٹکٹ پیسے والے یا دو پیسے والے غلطی سے [illegible] نہ نامزد کر دیا گیا لیکن اہل حق کو اختیارات [illegible]

محل لغزش سے متاخر ہو اس کی اصلاح کر دی گئی ہو۔ اور متاخر ہونا تاریخ کے ملانے سے جو کہ ہر تصنیف کے آخر میں التزاماً لکھی گئی ہے معلوم ہو سکتا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ میری تالیفات میں جو مضمون متعارض ہو اس میں اخیر کا قول میرا سمجھا جاوے۔ دوسرا قاعدہ یہ کہ ایسے مواقع مشتبہہ کو دوسرے علماء محققین سے تحقیق کر لیا جاوے اور ان کے قول کو میرے قول پر ترجیح دی جاوے۔ اسی طرح اگر میرا لکھا ہوا کوئی مشتبہ فتوے کسی کی نظر سے گذرے اس میں بھی یہی تقریر معروض ہے کیونکہ بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض جوابوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے۔ میں نے سائل کا پتہ معلوم ہونے پر اس کو مطلع بھی کر دیا ہے لیکن پتہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں یا اس سائل کے پاس میری تصحیح کے محفوظ نہ رہنے کی تقدیر پر احتمال غلطی میں پڑنے کا ہو سکتا ہے اس لئے احتیاطاً یہ عرض کیا گیا۔ اب اول جزئی غلطیوں کے مقامات کو نقل کرتا ہوں۔

مقام اول بہشتی زیور میں عشاء کے بعد چار سنتیں لکھ دی ہیں صحیح یہ ہے کہ دو سنت ہیں اور دو نفل۔

مقام دوم۔ بہشتی زیور میں ایام بیض ۱۲-۱۳-۱۴ تاریخوں کو لکھدیا ہے صحیح ۱۳-۱۴-۱۵ ہیں۔

مقام سوم۔ تعلیم الدین و بہشتی زیور میں تیجے چالیسویں وغیرہ کے بدعت ہونے کے ذکر میں یہ لفظ لکھا گیا ہے ضروری سمجھ کر کرنا اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید غیر ضروری سمجھ کر کرنا جائز ہو سو یہ قید واقعی تھی احترازی نہ تھی حکم یہ ہے کہ خواہ کسی طرح سے کرے بدعت ہے۔

مقام چہارم۔ تعلیم الدین میں قبروں پر چراغ جلانے کے بارہ میں یہ لفظ لکھا گیا ہے کثرت سے چراغ جلانا اس میں بھی مثل مقام سوم کے سمجھنا چاہئے حکم یہ ہے کہ ایک چراغ رکھنا بھی بدعت ہے۔

مقام پنجم۔ تعلیم الدین میں روپیہ کے پیسے ادھار لینے کو مطلقاً منع لکھدیا ہے اور واقع میں اس حکم میں تفصیل ہے اگر عقد میں پورے پیسے ٹھہرے ہوں دوانی چونی وغیرہ نہ ٹھہری ہوں اور عاقد کے پاس مبادلہ کے وقت پیسے پورے موجود بھی ہوں لیکن کسی وجہ سے اس وقت قبضہ نہیں کرایا تب تو جائز ہے

؏ چنانچہ تعلیم الدین مطبوعۂ نظامی کانپور صفحہ ۴۰ آداب مجالس کے بیان میں یہ لکھا تھا ادب نہ کسی کی پشت کی طرف بیٹھو نہ کسی کی طرف پشت کرکے بیٹھو اھ سو یہ مضمون فی نفسہ صحیح ہے کیونکہ پہلی صورت میں تاذی مسلم ہے اس لئے کہ پشت کی طرف بیٹھنے سے اکثر تاذی ہوتی ہے اور دوسری صورت میں اہانت مسلم اور بے ادبی ہے وذالک ظاہر لیکن جس حدیث کو اس کا ماخذ قرار دیا تھا جو کہ حاشیہ میں مذکور ہے وہ اس میں صریح نہیں بلکہ اس سے استنباط کیا گیا تھا اور اس میں واقعی بعد و تکلف ہے اس کے بعد لاہور مطبع نولکشور میں جو پھر طبع ہوئی اس میں اس کو اس طرح بدل دیا ادب محض ترفع کی نیت سے بلاضرورت مجلس میں ممتاز جگہ مت بیٹھو اھ اور یہ مضمون اس حدیث مرقومہ حاشیہ کا بلا تکلف مدلول ہے جس کے نسخے میں پہلی عبارت ہو وہ درست کر لے ۱۲ منہ

Marfat.com

اور اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو ناجائز ہے۔ چونکہ عام لوگ ان دونوں شرطوں کا لحاظ نہیں کرتے اس لئے انتظاماً علی الاطلاق منع کر دیا گیا۔

مقام ششم - شوق وطن گیارھویں باب صفحہ ۲۳ میں ایک حدیث میں بوجہ غلطی نسخہ کے لم یؤمن لکھا گیا اور دوسرے کالم میں اسی بنا پر ترجمہ بھی غلط ہو گیا صحیح متن میں لم یوص ہے اور ترجمہ یہ ہونا چاہئے جو شخص (باوجود ایسے حقوق متعلق ہونے کے جن میں وصیت کرنا واجب ہو) وصیت نہ کر جاوے اس کو مُردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں ملتی الخ

مقام ہفتم - یادگار دربار پرانوار کے بالکل آخر میں ایک مضمون از قبیل عملیات لکھا ہے وہ کسی بزرگ سے منقول نہیں ایک صاحب کا پنیری کا تب مضمون نے بہ نیت نفع وہاں کے مدرسہ کے ایک تاویل سے ایسا لکھدیا ہے۔ اس لئے اُس عمل کو منقول سمجھ کر استعمال نہ کریں۔ نیز اس کی ترکیب بھی بلا تکلف قواعد سنت پر منطبق نہیں ہوتی۔

(۹) فروع الایمان میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ڈپٹی کلکٹری یا بیرسٹری وغیرہ اختیار کرو تو چشم ما روشن دل ماشاد انتہیٰ اس سے بظاہر شبہ ان اعمال کے جواز کا معلوم ہوتا ہے سو سمجھ لینا چاہئے کہ مقصود اس عبارت سے یہ ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ترقی دنیوی ہو تو اجازت ہے۔ یہ مثالیں خود مقصود نہیں کیونکہ ان اعمال کا مشروع ہونا نہ ہونا محتاج تفصیل مستقل ہے۔ لہٰذا ان مثالوں کو ارخاء عنان و تسامح پر محمول کرنا چاہئے اور ان کے جواز علی الاطلاق کا شبہ نہ کرنا چاہئے۔

(۱۰) میری تحریرات میں جو مضامین از قبیل علوم مکاشفہ ہیں جو کہ علم تصوف کی ایک قسم ہے جس کو حقائق و معارف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور حجج شرعیہ اُن سے ساکت ہیں اُن کو حسب قاعدہ مسئلہ کلامیہ امور ثابتہ بدلائل شرعیہ کے درجہ میں نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ بالکل اعتقاد نہ رکھنا بھی جائز ہے اور اگر اعتقاد رکھے تو محض احتمال کے درجے سے تجاوز نہ کرے۔

(۱۱) میرے کتب خانہ میں ہر قسم کی اور بعض دوسرے فرقوں کی بھی کتابیں بلا میرے [illegible] ہوگئی ہیں محض اُن کے کتب خانہ میں ہونے سے سب کی صحت مضامین کا شبہ نہ کیا جاوے جو مضمون قواعد شرعیہ کے خلاف ہو اس کو باطل سمجھا جاوے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے [illegible]
معاملہ فضل اس ناکارہ کے ساتھ جب اس سے [illegible]
ایسا اتفاق ہوا کسی کی امانت میرے پاس [illegible]

Marfat.com

قابل اطلاع ہے کہ مہر اہلیہ کا بھی میں ادا کر چکا ہوں۔ مکان مسکونہ اور بعض دوسرے اموال ملا کر یہ سب مہر میں دیدیا۔ اس وقت وہ مکان خالص اُن کی ملک ہے وہ اس میں جو چاہیں تصرف کریں۔ اور اسی طرح اثاث البیت اکثر اُن کی ملک ہے۔ اور بعض جو مشترک یا خالص میری ملک ہے وہ ہم دونوں کو یاد ہے۔ ہر ایک کا قول اس میں انشاء اللہ تعالیٰ قابل تصدیق ہے۔

(۱۳) میں اپنے دوستوں کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم کرانا ہر شخص پر فرض عین ہے خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ فتن دینیہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بیحد کثرت ہے۔ اس میں ہرگز غفلت یا کوتاہی نہ کریں۔

(۱۴) طالبعلموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس و تدریس پر مغرور نہ ہوں اُس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت و صحبت و نظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق	گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(۱۵) جو مدرسہ دینیہ فی الحال یہاں میرے تعلق میں جاری ہے وہ ایک خاص شان کا مدرسہ ہے جس کی تفصیل ضروری میرے مشفق مولوی عبداللہ صاحب کی تحریر رسمی بذیل صفحہ[۵] سے معلوم ہو سکتی ہے میرا دل یوں چاہتا ہے کہ میرے بعد بھی اس کے ابقا کی طرف توجہ رکھی جاوے اور خدا تعالیٰ اس مدرسہ کی خدمت کی جس کو توفیق دے تو وہ اس کے طرز کو جس کا ایک مہتم بالشان جزو تربیت اخلاق و اصلاح نفس ہے نہ بدلے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہت خیر و برکت کی اُمید ہے۔

(۱۶) دینی یا دنیوی مضرتوں پر نظر کر کے اِن امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں (۱) شہوت و غضب کے مقتضا پر عمل نہ کریں۔ (۲) تعجیل نہایت بُری چیز ہے (۳) بے مشورہ کوئی کام نہ کریں۔ (۴) غیبت قطعاً چھوڑ دیں۔ (۵) کثرت کلام اگرچہ مباح کے ساتھ ہو اور کثرت اختلاط خلق بلا ضرورت شدیدہ و بلا مصلحت مطلوبہ اور خصوصاً جبکہ دوستی کے درجہ تک پہونچ جاوے بالخصوص جبکہ ہر کس و ناکس کو رازدار بھی بنالیا جاوے نہایت مضر چیز ہے۔ (۶) بدون پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھائیں (۷) بدون سخت تقاضا کے ہم بستر نہ ہوں۔ (۸) بدون سخت حاجت کے قرض نہ لیں (۹) فضول خرچی کے پاس نہ جاویں (۱۰) غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔ (۱۱) سخت مزاجی و تند خوئی کی عادت نہ کریں بلکہ رفق اور ضبط اور تحمل کو اپنا شعار بناویں (۱۲) ریا و تکلف سے بہت بچیں اقوال و افعال میں بھی طعام و لباس

---

[۵] وہ تحریر رسالہ تنبیہات وصیت کے آخر میں ملحق ہے۔

Marfat.com

میں بھی۔ (۱۳) مُقتدا کو چاہئے کہ اُمرا سے نہ بدخلقی کرے اور نہ زیادہ اختلاط کرے، اور نہ ان کو حتی الامکان مقصود بنادے بالخصوص دنیوی نفع حاصل کرنے کے لئے۔ (۱۴) معاملات کی صفائی کو دیانات سے بھی زیادہ مہتم بالشان سمجھیں۔ (۱۵) روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط کریں۔ اس میں بڑے بڑے دیندار اور فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں۔ (۱۶) بلاضرورت بالکلیہ اور ضرورت میں بلا اجازت وتجویز طبیب حاذق شفیق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں (۱۷) زبان کی غایت درجہ ہر قسم کی معصیت ولایعنی سے احتیاط رکھیں۔ (۱۸) حق پرست رہیں اپنے قول پر جمود نہ کریں (۱۹) تعلقات نہ بڑھائیں (۲۰) کسی کے دنیوی معاملہ میں دخل نہ دیں۔

(۱۷) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لنسائہ ان امرکن مما یھمی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون الحدیث رواہ الترمذی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بعد اپنی بی بی کی آسائش کی فکر سنت کے موافق بھی ہے اور امر طبعی تو ہے ہی اس لئے محض اس احتمال پر کہ میرے اہل کا وقت مجھ سے شاید موخر ہو جاوے والغیب عند اللہ میں عام طور پر مگر خاص اُن دوستوں کو جن کی طبیعت پر میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار اُن کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو اُمید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی اور باقی اصل سپردگی خدا تعالیٰ کو کرتا ہوں چونکہ احقر نے آخر رمضان ۱۳۳۳ھ میں ایک اور نکاح کیا ہے لہٰذا اس منکوحہ کے تعلق بھی مثل منکوحہ اولیٰ کے دوستوں کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں نہ ہوں یا خدانخواستہ ان کی خبرگیری سے معذور ہو جاؤں تو خواہ دوسری [illegible] ماہوار کا انتظام کرلیں یا دس روپیہ (زائد) کا انتظام کرکے دونوں کو [illegible] تقسیم کر دیں۔

(۱۸) میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں کہ [illegible] اپنی عمر بھر یا کم ایک بار قرآن مجید [illegible] شریف یا تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر مجھ کو بخشدیا کریں گر اور کوئی [illegible] میں سے [illegible] کریں۔

(۱۹) حتی الامکان دنیا و ما فیہا سے جی نہ لگاویں اور [illegible] وقت فکر آخرت ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت پیام اجل آجاوے تو کوئی [illegible] لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین [illegible] والیس بود اور علی الدوام دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں اور حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہیں۔

Marfat.com

(۲۰) خاتمہ بالخیر ہونے کو تمام نعمتوں سے افضل و اکمل اعتقاد رکھیں اور ہمیشہ خصوصاً بعد پانچوں نمازوں کے نہایت لجاجت و تضرع سے اس کی دعا کیا کریں۔ اور ایمان حاصل پر شکر کیا کریں کہ حسب وعدہ لئن شکرتم لازیدنکم یہ بھی اعظم اسباب ختم بالخیر سے ہے اور اسی کے ساتھ میں اپنے لئے بھی اس دعا کیلئے درخواست کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی ایمان پر خاتمہ فرماوے۔

(۲۱) تفصیل مختصر متعلق نسب حضرت صاحب سوانح تمہید از احقر مؤلف اشرف السوانح۔

باب نسب چونکہ شرعاً خاص طور پر محل احتیاط ہے اسلئے حضرت صاحب سوانح نے اپنے نسب کے متعلق قریب قریب ہر زمانہ میں سلسلہ تحقیق کا جاری رکھا اور اسی لئے اس موضوع پر بوجہ تبدل تحقیق متعدد و مختلف تحریرات کی نوبت آئی جو رسالہ تنبیہات وصیت اور اس کے تتمات میں مذکور ہیں جن میں بعض میں ناسخ و منسوخ کا بھی تعلق ہے ان مختلف تحریرات میں اخیر کی تحریر وہ ہے جو رسالہ النور رمضان و شوال ۱۳۴۲ھ فصل تکملہ ترجیح الراجح میں شایع ہوئی ہے جس کو خاتمۃ التحقیقات کہا گیا ہے پھر ان سب اجزاء منتشرہ کو موائد العوائد فائدہ سابعہ وثلثین میں مرتب و مجتمع کر دیا گیا جو رسالہ النور ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ جلد ۵ نمبر ۱۲ میں زیر عنوان موائد العوائد شایع ہوا ہے۔ میں اس مقام پر اسی کو خود حضرت صاحب سوانح کی عبارت میں نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں اس کے بعض مقامات پر بعض تازہ حواشی بھی حضرت صاحب سوانح نے لکھے ہیں اصل کے بعد ان کو بھی نقل کر دوں گا۔ اصل یہ ہے۔

مضمون حضرت والا ماخوذ از موائد العوائد

فائدہ سابعہ وثلثین در بعضے حواشی رسالہ ذبابات لما فی الزیادات (اس کا موقع عنوان ذنابہ ثانیہ میں یہ لفظ ہے "سلسلۃ النسب من الاب" اس لفظ پر یہ حاشیہ لکھا جاوے) یہ نسب نامہ جو کہ رسالہ امواج طلب کے اخیر میں بھی بعنوان حاشیہ مذکور ہے بنا بر بعض زبانی روایات متعلقہ ابتدائے اتصال و بعض کاغذات متعلقہ توسط و انتہائے اتصال مع تائید انتہائے اتصال بعض کتب لکھا گیا تھا مگر اس کے بعض اجزا بعض ماہرین ثقات احباب کی تحقیق کی بنا پر جو کہ کاغذات قدیمہ معتبرہ سے مقتبس ہے اور بعض اجزا تاریخ صحیح کی بنا پر محل کلام ثابت ہوئے جو کہ ذیل کے نمبروں میں درج ہیں اور اس میں بعض اجزا تاریخی ایسے بھی ہیں جن کا ماخذ معلوم نہیں ہوا ان سے تعرض نہیں کیا گیا (۱) اتصال قاضی نصر اللہ خاں تک (۲) قاضی نصر اللہ خاں کے جد شیخ نظام دمشقی سے فرخ شاہ تک صرف دو واسطے ہونا (۳) قاضی نصر اللہ خاں کا ۲۲۲ھ میں بزمانہ غیاث الدین بلبن تھانہ بھون آنا جیسا بعض شجرات قلمیہ موجودہ قصبہ میں لکھا ہے (۴) فرخ شاہ کا صاحب سلطنت ہونا

(۵) حضرت ابراہیم بن ادہم کا سلسلۂ نسب میں واقع ہونا جیسا شجرات قصبہ میں ہے اور ان کا حضرت عمرؓ کی اولاد میں ہونا جیسا شجرات مذکورہ و تاریخ فرشتہ میں ہے یا ان کا حسینی ہونا جیسا حضرت یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض مکتوبات میں ہے۔ سو ان اجزاء کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جزو اول کی تحقیق مع التوابع یہ ہے کہ تھانہ بھون کے فاروقیوں کے چار خاندان مشہور ہیں خطیب، قاضی، نائب (یعنی نائب قاضی محتسب) خطیبوں کے جد اعلیٰ مولانا صدر جہاں ہیں احقر کا سلسلہ ان سے اس طرح متصل ہے۔ اشرف بن منشی عبدالحق بن حافظ فیض علی بن غلام فرید شہید بن محمد جلال بن رحمت اللہ بن امان اللہ (جو سنہ ۹۸۳ھ میں موجود تھے) ابن عتیق اللہ خطیب (صاحب فرمان مصدرہ ۸ جمادی الاولیٰ سنہ جلوس عالمگیری) ابن حافظ حبیب اللہ (صاحب فرمان عہد جہانگیر) ابن شیخ آدم (صاحب فرمان مصدرہ ۱۴ مرداد الٰہی سنہ جلوس جہانگیری) ابن مولانا محمد جلال خطیب (مغائر جلال سابق و صاحب فرمان عہد اکبر اول بشرکت برادر خود فرید) ابن مولانا صدر جہاں جد اعلیٰ خطیبان موجود درسنہ ۹۷۰ھ بعہد اکبر اول (مطابق ایک فرمان کے جس میں ان کو بلفظ تقویٰ شعار لکھا ہے ۱۲) اور خاندان قضاۃ کے جد اعلیٰ قاضی نصر اللہ خاں ہیں ان کے ابناء شیخ امان اللہ و شیخ محمد موسیٰ کے نام سنہ ۹۸۲ھ میں بعہد اکبر اول فرمان عطاء معافی صادر ہوا ہے۔ ملا محمد صابر کے مابعد تک اس خاندان میں منصب قضا رہا چنانچہ مولانا محمد صابر کے (جن کے نام کے ساتھ مصنف کشاف اصطلاحات الفنون نے اتقی العلماء لکھا ہے ۱۲) پرپوتے قاضی محمد اعلیٰ مصنف الکشاف اصطلاحات الفنون کے زمانہ قضا کے دستخطی صکوک جن کی مہر میں لقب قاضی [illegible] سب میں نے خود دیکھے ہیں۔ پھر نواسگی کے علاقہ سے یہ منصب قاضی قطب الدین مورث خاندان قضاۃ قصبہ کی طرف جو کہ صدر جہاں کی اولاد میں تھے منتقل ہو گیا اور ان ہی قاضی نصر اللہ خاں کی اولاد میں قاضی محمد [illegible] بھی تھے جو سنہ [illegible] میں بعہد عالمگیر تھانہ بھون کے قاضی تھے اور ان [illegible] نصر اللہ خاں کی اولاد میں قاضی محمد شفیع بھی ہیں جو سنہ جلوس عالمگیری میں موجود تھے اور [illegible] ان کی نسل سے ہیں ان کی اولاد بھی نائب قاضی کہلاتے ہیں۔ اور خاندان نائبان کے جد اعلیٰ قاضی محمد حسین ہیں [illegible] اصل میں ان ہی کا ہو گا۔ پھر خاندان قضاۃ سے خطیبوں میں قضا کے منتقل ہونے کے [illegible] عجب نہیں کہ نیابت خاندان قضاۃ میں چلی گئی ہو اس عارضہ کے سبب [illegible] قاضی محمد شفیع کی اولاد کے باب میں لکھا گیا ہے) اور خاندان [illegible] کے جد اعلیٰ [illegible] مبارک [illegible] پس چاروں جماعتوں کے جد اعلیٰ یہ چار ہوئے۔ مولانا صدر جہاں۔ قاضی نصر اللہ خاں، قاضی [illegible] شیخ مبارک۔ اور یہ چاروں ایک دوسرے کی اولاد سے نہیں مگر [illegible] اول کے عہد میں [illegible]

Marfat.com

اور قرابت دار ہونا اور اس بناء پر ایک کا دوسرے کی جائداد سے حصہ پانا کاغذات سے ثابت ہے اور بوجہ اس کے کہ آگے اُن کا پورا سلسلہ اور اسماء وسائط کلاً یا بعضاً معلوم نہیں کسی کا تو صدر جہاں سے آگے کسی کا قاضی محمد یسین سے اوپر کسی کا شیخ مبارک کے اوپر اور قاضی نصراللہ خاں کی اولاد کا اُن کے جد امجد شیخ نظام چشتی سے اوپر اسلئے اس کی تحقیق نہیں ہوئی کہ یہ سب اوپر جاکر کتنی پشتوں میں ملجاتے ہیں لیکن ان سب کا فرخ شاہ کی اولاد ہونا اور فاروقی ہونا قریب قریب متواتر ہے چنانچہ ان سب کے شجرات انساب کا فرخ شاہ کابلی کیطرف انتساب میں متفق ہونا اور ان خاندانوں میں بہت سے حضرات کا جن کا عالم اور باخبر ہونا پایا جاتا ہے اپنے ناموں کے ساتھ فاروقی لکھنا جن میں سے قاضی محمد اعلیٰ مذکور بالا بھی ہیں جن کا محقق و متبحر ہونا اُن کی کتاب "کشاف اصطلاحات الفنون" سے ظاہر ہے۔ وہ بھی اس کتاب کے خطبہ میں اپنے کو فاروقی لکھ رہے ہیں نیز فرخ شاہ کے فاروقی ہونے پر دوسری تواریخ اور مختلف مقامات کے شجرات کا جن کو احقر نے جمع کیا تھا متفق ہونا یہ سب قرائن تو یہ بلکہ تقریباً براہین قطعیہ ہیں دعاوی مذکورہ کے واللہ اعلم۔ باب نسب میں فقہاء نے بھی تسامع کو حجت فرمایا ہے اور شیوخ تھانہ بھون اور حضرت مجدد الف ثانی رح اور حضرت جلال الدین تھانیسری رح اور حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رح اور بھی شیوخ بعض بلاد ہندوستان یہ سب ان ہی فرخ شاہ کابلی کی اولاد میں ہیں کما یظہر من الشجرات وکتب السیر۔

جزو ثانی میں کلام یہ ہے کہ قاضی نصراللہ خاں کا تقریباً عہد اکبر اول میں موجود ہونا مذکور ہو چکا ہے اور یہی زمانہ تھا شیخ جلال الدین تھانیسری رح اور خواجہ عبدالاحد صاحب والد حضرت مجدد صاحب رح کا پھر حسب نقل اہل سیر شیخ جلال اور فرخ شاہ کے درمیان چودہ واسطے اور اسی طرح خواجہ عبدالاحد رح اور فرخ شاہ کے درمیان تیرہ واسطے ہیں پھر کیسے معقول ہو سکتا ہے کہ قاضی نصراللہ خاں اور فرخ شاہ کے درمیان صرف چار ہی واسطے ہوں۔ بالضرور زیادہ وسائط لکھنے سے رہ گئے ہیں۔

جزو ثالث میں خدشہ نہایت ظاہر ہے کہ غیاث الدین بلبن ساتویں صدی میں ہیں اور قاضی نصراللہ خاں وغیرہ دسویں صدی میں کما ذکر مفصلاً فی الجزء الاول تو دونوں کا زمانہ ایک کیسے ہو سکتا ہے عجب نہیں ان کے اجداد ساتویں صدی میں آئے ہوں چنانچہ ان کا تھانیسر آنے کا زمانہ جو منقول ہے وہ تقریباً یہی ہے پھر خود یہ لوگ دسویں صدی میں تھانہ بھون آ گئے ہوں تو ناقل کو خلط ہو گیا کہ آمد اجداد کے زمانہ کو ان کی آمد کا زمانہ غلطی سے لکھدیا یا لفظ اجداد لکھنے سے رہ گیا۔

جزو رابع فرخ شاہ کو بعض اہل سیر نے وزیر سلاطین کابل کا لکھا ہے ممکن ہے وزارت سے بعد میں سلطنت تک پہونچ گئے ہوں چنانچہ زبدۃ المقامات میں ان کو وزارت سے لکھا ہے (از ضمیمہ تتمہ سادسہ تنبیہات)

رسالہ سلسلہ ذہبیہ میں ان کو والی کابل لکھا ہے اور اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ زوال سلطنت غزنویہ کے بعد ترویج اسلام و توہین اصنام کیلئے کئی بار کابل سے ہندوستان آئے (از تتمہ سابقہ تنبیہات) عجب نہیں سلطنت غزنویہ کے بعد اس موقع پر ان کو بادشاہ بنا دیا گیا ہو۔

جزو خامس۔ میں نے متعدد و مختلف بلاد و امصار سے وہ شجرے فاروقیوں کے فراہم کئے جو فرخ شاہ میں جمع ہوگئے ہیں سو یہ سب اس میں بھی متفق ہیں کہ اوپر جا کر سب میں اسحٰق نام ہے۔ اور اسحٰق تک اسماء بھی تقارب کے ساتھ مشترک ہیں اب اسحٰق سے آگے یہ اختلاف ہے کہ بعض میں تو اسحٰق کے بعد ابراہیم ہے اور ادہم نہیں اور بعض میں اسحٰق کے بعد ادہم ہے ابراہیم نہیں اور بعض میں ابراہیم بن ادہم ہے پھر ان میں حضرت ابراہیم ہے اس کے بعد بعض میں ناصر بن عبداللہ بن عمر ہے اور بعض میں سالم بن عبداللہ بن عمر ہے۔ ان بعض شجرات کی بناء پر و نیز تاریخ فرشتہ کی روایت پر حضرت ابراہیم بن ادہم فاروقی مشہور ہوگئے لیکن محدثین نے کتب اسماء الرجال مثل تہذیب وغیرہ میں و نیز محققین اہل تصوف نے بھی ابراہیم بن ادہم کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ ادہم بن منصور یا مندہ بن یزید بن جابر بن ثعلبہ بن سعد بن حارث بن عوف بن اسامہ بن ربیعہ بن ضبیعہ بن عجل اور یہ عجل ربیعہ کی اولاد میں ہے اور یہ ربیعہ نزار کی اولاد میں ہے اور [illegible] مضر کا پھر مضر کی شاخ میں قریش ہیں اور ربیعہ کی دوسری شاخ ہے تو ابراہیم بن ادہم عجلی [illegible] ہوئے فاروقی تو کیسے ہوتے اور بعض محدثین نے ان کو تمیمی کہا ہے اور تطبیق کے لئے [illegible] کہا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ فاروقیوں کے سلسلۂ نسب میں [illegible] ابراہیم جو شجرات میں واقع ہیں کوئی دوسرے ابراہیم ہیں اور [illegible] کتابت غیر مستبینہ کے کسی نے ادہم سمجھ لیا ہو آگے نقل ہوتا چلا گیا ہو اور [illegible] کی تصحیف ہو۔ اور چونکہ ابراہیم بن ادہم کے [illegible] مذکورہ منشاء غلط کا مقوی ہوگیا ہو۔ اور اسی سے [illegible] عنقریب **نوٹ ب** میں مذکور ہوتا ہے واللہ اعلم و ہذا [illegible] للتنبیہات والفصل الاربعین من ترجیح الراجح فی رسالۃ النور [illegible] الاولیٰ من الطرائف والظرائف فی اشتاق الی التحقیق [illegible]

نوٹ الف) [illegible]

نوٹ ب) بعض [illegible] حضرت [illegible] کے خاندان سیادت سے وابستہ [illegible]

متاید کیا ہے اس کی مبسوط تحقیق احقر کے ملفوظات خبرت کے حصہ سوم ملفوظ (۱۴) میں مذکور ہے ۔ خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ مؤلف کے سب مقدمات مخدوش ہیں ۔ باقی حضرت شیخ کا قول بنا بر حسنِ ظن کسی سے منقول ہوگا جو حجت نہیں ۔

(حواشی از حضرت والا بر مضمون بالا)

(۱) قولہ فی الجزء الرابع چنانچہ زبدۃ المقامات میں اُن کو وزراء سے لکھا ہے الخ پوری عبارت اُس کی (اسی اشرف السوانح کے) "باب شرف نسب" میں گذر چکی ہے (۲) قولہ رسالہ سلسلہ ذہبیہ میں اُن کو والی کابل لکھا ہے الخ پورا مضمون اس کا (اسی اشرف السوانح کے) باب شرف نسب میں گذر چکا ہے ۔ (۳) قولہ فی الجزء الخامس فاروقیوں کے سلسلہ نسب میں ابراہیم بن ادہم کا واقع ہونا غلط ہے الخ چنانچہ حاشیہ القول المستحسن و رسالہ انتصاح میں بھی جو تصوف کی کتابیں ہیں حضرت ابراہیم کی فاروقیت کی نفی کی تصریح ہے (تنبیہات وصیت) بلکہ کسی موجود نسب نامہ میں بھی اُن کا ذکر صحیح نہیں کیونکہ اُن کی نسل ہی نہیں چلی چنانچہ اقتباس الانوار میں بضمن سلسلہ نسب حضرت شیخ فرید رح لکھا ہے "بہ ثبوت پیوستہ کہ از اسحٰق پسر حضرت ابراہیم بن ادہم عقبے نماندہ "

(۴) قولہ ایضاً فی الجزء الخامس سالم کو بوجہ کتابت غیر مستبینہ کے کسی نے ادہم سمجھ لیا ہوا الخ اسکے متعلق بھی بعض احباب نے ایک سوال لکھا تھا جو مع جواب منقول ہے ۔

سوال ۔ حضور والا نے ابراہیم بن ادہم کے متعلق کسی تحریر کے حوالہ سے یہ فرمایا تھا کہ یہ ادہم اصل میں سالم بن عبداللہ تھا مگر کتابت کی غلطی سے یا رسم خط نہ سمجھنے سے سالم کا ادہم بن گیا ۔ مگر ابن سعد نے سالم کے کسی فرزند کا نام ابراہیم نہیں لکھا ان کی عبارت یہ ہے ۔

"سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی ۔ وامہ ام ولد ویکنی سالم ابا عمیر ۔ فولد سالم عمر وابابکر وامھما ام الحکم بنت یزید بن عبد قیس وعبداللہ وعاصما وجعفرا وحفصۃ وفاطمۃ وامھم ام ولد وعبدالعزیز وعبدۃ وامھما ام ولد (انتھی) اُن کی کل اولاد یہ ہے اور ان میں کسی کا نام ابراہیم نہیں (طبقات ابن سعد جلد خامس صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵)

الجواب ۔ شاید سالم کی اولاد الاولاد میں کوئی ابراہیم ہوا اور وسائط متروک ہوگئے ہوں ۔ (۵) قولہ فی حرف الف مرجوع عنہ ہے الخ جیسے تنبیہات وصیت میں ادہمی کہنے کی گنجائش بتلائی کیونکہ جب ان کی نسل ہی نہیں چلی (کما سبق عن الاقتباس) تو اس وقت کوئی بھی ادہمی نہیں ۔ اور جیسے حسام عبرت میں

رحمت اللہ اور امان اللہ کے درمیان میں ایک خاندانی معمر بی بی کی زبانی روایت پر ایک نام عبد الغنی داخل ہوگیا جس پر تتمہ اولیٰ تنبیہات کے مضمون سوم میں بھی متنبہ کرچکا ہوں اور جیسے حسام عبرت ہی میں فرخ شاہ کابلی کے متعلق لکھ دیا گیا ذر محاربہ با خلجیان شہید گشت جو بعض تحریرات کے اعتماد پر لکھدیا گیا تھا۔ تمت الفائدۃ وحواشیہا۔

الاستحضار للاحتضار مع تقلبات الاطوار

(یعنی)

وصایا جزئیۂ احقر زائدہ بر وصایا کلیہ مذکورۂ تنبیہات وصیت

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ یہ نقل ہے احقر کے جزئی وصیت نامہ کی جو کہ ایک نمونہ ہے معاملات یومیہ کے متعلق وصیت کا چنانچہ اس کے نام سے ظاہر ہے اور نمونہ دکھلانے ہی کے لئے اس کو شائع کیا جاتا ہے تاکہ حدیث میں جو وصیت لکھ کر پاس رکھنے کا حکم آیا ہے (یہ حدیث تنبیہات وصیت کے اول میں مذکور ہے) اُس حدیث پر عمل کرنے والے کے لئے لکھ کر رکھنے[1] کی صورت گو قدرے تصرف کے ساتھ ہو معلوم ہوجاوے اور چونکہ عادات یومیہ میں عادۃً تغیر و تبدل لازم ہے اُس کے منضبط کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے وصیت نامہ کے محاذات میں اصل مضامین ہی کی مساوی (کہ اس میں سہولت ہے) خالی جگہ چھوڑ دی جاوے تاکہ حالات کے تقلبات کو اس میں منضبط کرتے رہا کریں (نام میں مع کے مضاف الیہ کا حاصل یہی ہے) چنانچہ اُس خالی جگہ کی صورت دکھلانے کے لئے نمونہ ہذا میں بھی ایک صفحہ سادہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہی صورت تمام وصیت نامہ میں سمجھ لی جاوے اس خالی جگہ میں روزمرہ کی ترمیمات کو لکھدیا جایا کرے اور جب کسی جزو کے ترمیم کی مقدار [illegible] ہوجاوے تو اصل کو اُس کی جگہ سے کاٹ کر بقیہ مضامین کے بعد مع لحاظ ترمیمات اس کو ایک مستقل نمبر بنا کر متن میں اُسکا اضافہ کردیا کریں اور چونکہ بعض نمبروں میں دوسرے نمبروں کا حوالہ ہوگا اسلئے [illegible] کہ اس ترمیم شدہ نمبر کا عدد نہ بدلا جائے اور یا اس ترمیم شدہ کو مستقل کاغذ پر لکھ کر اس اصل کی جگہ [illegible] اور کوئی مستقل نمبر بڑھانا ہو تو اخیر میں بڑھا دیں۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً اس کا سلسلہ [illegible] سفر پیش آجاوے۔ اگر اس نمونہ میں کوئی امر قابل اصلاح کسی کے ذہن [illegible]

وَاللّٰہُ الموفق لصالح الاعمال وھو المصلح للحال والمآل [illegible]

---

[1] اور جو لکھنا نہ جانے وہ کسی سے لکھوائے [illegible] واقعات ضبط کرے اس کی بھی [illegible]

Marfat.com

نقل وصیت نامہ جزئیہ احقر مذکورۂ تمہید

(**وصیت نمبر ۱**) میرا مکان جدید اور قبرستان جدید یہ دونوں رجسٹری شدہ وقف ہیں جن کے وقف نامہ کا ذکر نمبر ۸ میں آتا ہے۔

(**نمبر ۲**) میری نشست کی سہ دری واقع خانقاہ میں جتنی چیزیں موجود ہیں اور اسی طرح سہ دری مذکور کے دونوں حجروں میں بھی یعنی حجرہ نمبر ۱ و نمبر ۲ میں مثل کتب و بکس و کاغذات و ظروف دوات و دیا پارچہ و فرش پردے وغیرہ سب میری ملک ہیں باستثناء ان اشیا کے جن کی تفصیل ایک دفتی پر لکھ کر حجرہ نمبر ۱ کی الماری کے ایک تختہ پر رکھدی ہے نیز باستثناء اُن پنکھوں کے جو بعض اوقات مسجد سے اس سہ دری میں آجاتے ہیں اور اسی طرح دستی ڈاک کا لیٹر بکس اور سہ دری کے باہر کے دونوں اعلان مطبوع و قلمی بھی سب میری ملک ہیں۔ نیز سہ دری مذکور کے باہر اس کے متصل مقفل الماری میں سب بوتلیں وغیرہ اور سہ دری مذکور کے اندر مقفل کھڑکی میں سب لفافے اور کاغذات وغیرہا میری ملک ہیں۔

(**نمبر ۳**) دونوں گھروں میں بھی میری کچھ مملوکہ اشیا ہیں مثل پارچہ جات و فرش و بستر و بکس اور مختلف ظروف اور چند گملے باستثناء اُن اشجار کے کہ گھر میں کی ملک ہیں اور مکان جدید کے روئی دار پردے اور کرسیاں اور بعض چارپائیاں و تخت و بعض چوکیاں و گھڑونچی اور چارپائیوں کے نیچے رکھنے کے پائے اور بعض متفرق اشیا جو کہ وقف مکان کے جزو یا مثل جزو کے نہ ہوں کیونکہ ایسی اشیا جیسے میخیں اور کیواڑ اور الگنی کے بانس تبعاً للوقف وقف ہیں البتہ فرشی پنکھا مع تار کے وقف نہیں ایسے ہی جن اشیا کا اتصال عارضی ہے اور جس اتصال کے عارضی یا مستقل ہونے میں تردد ہو یا اختلاف ہو تو فاعل اتصال کی نیت پر اور اس کی تحقیق نہ ہو سکے تو اہل بصیرت کی رائے پر عمل کیا جاوے ان اشیا کی تفصیل و تعیین دونوں گھروں سے معلوم[a] کی جاوے اور اختلاف وصی یا ورثہ کے وقت شرعی حکم پر عمل کیا جاوے اور بعضے نمبروں میں جو اپنی بعض اشیا مملوکہ کی تصریح کردی ہے وہ تخصیص کے لئے نہیں بلکہ تمثیلاً ایسی چیزوں پر تنبیہ ہے جن کی طرف ذہن نہ جاتا یا تردد کے ساتھ جاتا۔

(**نمبر ۴**) بعد مصارف تجہیز و تکفین ضروری و ادائے دیون جن کی یادداشت کا ذکر نمبر ۵ میں آتا ہے بقیہ جمیع ترکہ کا (جس میں میرا دین یافتنی بھی داخل ہے جس کی یادداشت کا ذکر نیز نمبر ۵ میں آتا ہے) ایک ربع نکالا۔ اُس میں سے اول امانات مذکورہ نمبر ۵ و نمبر ۶ کے متعلق مالکوں کو اطلاع دیں اور امانات کو اُن کے پاس پہنچانے

---

[a] اگر موصی اپنے گھر والیوں کو متدین نہ سمجھتا ہو تو اسے اس کے اپنی مملوکہ اشیا کی فہرست لکھدے ۱۲ منہ

Marfat.com

× یہ نمبر ہے سادہ صفحہ کا جو درمیان [illegible] کے بعد بڑھا ہے صفحہ [illegible] الحاق [illegible] جو اس کتاب کے آخر میں ہے ×

Marfat.com

میں جو خرچ ہو وہ لیا جاوے پھر اس ربع کے بقیہ کو مصارف خیر میں خاص اس ترتیب سے جو ابھی مذکور ہوتی ہے صرف کیا جاوے اس ربع میں میری وہ کتب بھی ہیں جن پر لفظ وقف نہ لکھا ہو ان کتابوں کو مدرسہ امداد العلومؒ میں داخل کیا جاوے اور اگر اس کے قبل کسی اور مدرسہ کے لئے وصیت لکھی ہوئی پائی جاوے اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اور جن کتابوں پر وقف لکھا ہے اس پر جس مدرسہ کا نام لکھا ہے وہ بحالہا اسی کے ساتھ مخصوص ہیں گی اور اس ربع میں خانقاہ کی سہ دری نشست کے ٹاٹ کے پردے اور حاجم کے نیچے بچھی ہوئی چٹائیاں اور دوسری سہ دری ملحقہ کی ایسی ہی بچھی چٹائیاں اور سامنے کے پانداز ٹاٹ اور اسی طرح نمبر۱ و نمبر۲ حجروں کی بچھی ہوئی چٹائیاں بھی داخل ہیں یہ سب اپنی اپنی جگہ بطور وقف چھوڑ دی جاویں اسی طرح سہ دری کے سامنے سائبان ہیں جو مصلی ٹاٹ کے استر کا بچھا ہے محراب مسجد میں بچھا دیا جاوے (اور کھڑی ہوئی چٹائیاں یا حاجم کے اوپر بچھی ہوئی اور خود حاجم اس میں داخل نہیں) اور اس ربع میں العذر والنذر کے نسخے بھی ہیں ان کو جہاں تک آسانی سے پہونچانا ممکن ہو پہونچایا جاوے خصوص اہل خلاف کو اور اسی ربع میں تنبیہات کے بعض تتمے بھی ہیں شائقین کو دیئے جاویں اور اسی ربع میں اردو اور عربی کے شجرے بھی ہیں یہ مانگنے والوں کو دیدیئے جاویں اور ان تتموں اور شجروں کی اطلاع کا ایک اعلان بقلم جلی لکھ کر آویزاں کر دیا جاوے اور اس ربع میں ردی کاغذات بھی ہیں جن کا اکثر حصہ سہ دری مذکورہ کے شرقی حجرہ میں ایک معمولی بکس میں رہتا ہے یہ غیر ورثہ میں سے جس کو چاہیں دیدیں اور اگر ورثہ میں سے کوئی لینا چاہیں ان کو بقیمت دی جاوے پھر وہ قیمت اس ربع میں داخل ہو جاوے گی اور اس ربع میں وہ چیزیں بھی ہیں جو تجہیز کے بعد بچ جاتی ہیں جیسے غسل کے گھڑے بدھنے (اگر اتفاقاً منگا لئے گئے ہوں) چارپائی اوپر کا چادرہ یا کوئی بچا ہوا تختہ یہ چیزیں مساجد یا مساکین یا ہر دو میں صرف کر دیں بعینہا یا بقیمتہا اور اس ربع میں وہ مسواکین بھی ہیں جو حجرہ نمبر۱ کی غربی دیوار کے طاق میں رکھی ہیں وہ جس کو چاہیں تقسیم کر دیں اور اس ربع میں قبرستان کی بچی ہوئی اینٹیں اور وہاں کی ڈولچیاں بھی ہیں اسی طرح قبرستان یا مکان جدید میں جو آلات تعمیر کے ہیں مثل تسلہ و چھلنہ و کھرپہ و پھاوڑا و بلّی یہ سب اس ربع میں داخل ہیں۔۔۔۔۔۔ اینٹوں سے بلّی تک کی اشیا کا مصرف اول قبرستان ہے خواہ بعینہا یا اس کی قیمت تیاری باڑہ و خدمت اشجار و تنخواہ خادم و خرید ضروریات میں صرف کی جاوے اور اگر قبرستان میں حاجت نہ ہو تو باستثناء ڈولچی کہ قبرستان کے کنوئیں پر رہنا چاہئے ان بقیہ اشیاء کا مصرف مدرسہ امداد العلوم ہے اینٹیں تو بعینہا اگر تعمیر کی حاجت ہو ورنہ بقیمتہا اور دیگر اشیاء بقاء عین کے ساتھ اور ہر حال میں جب تک ان اشیاء کا عین باقی رہے قبرستان و مدرسہ و ہر دو مکان وقف میں سے

حـ۱ یہاں سے مصارف کا اور ان کی ترتیب کا ذکر شروع ہو گیا ۱۲ منہ

Marfat.com

جہاں بھی حاجت ہو استعمال کیلئے دی جایا کریں اور اس سامان تعمیر میں تارکول وفنائل سمنٹ واشاہا داخل نہیں وہ مثل دیگر اشیاء کے ترکہ میں ہیں اور اگر ربع میں ان جمیع اشیاء مذکورہ منبر ہذا کی گنجائش نہ ہو تو مصرف اطلاع ورد امانات تو ہر حال میں مقدم ہے بقیہ کو ان سب مصارف پر حصہ رسد تقسیم کر دیا جاوے اور اگر ان سب مصارف کے بعد بھی ربع میں کچھ بچ جاوے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اول قبرستان کی باڑ و خدمت اشجار و تنخواہ عامل میں وقت احتیاج تک صرف ہوتا رہے اور بعد ختم احتیاج یا بحالت عدم احتیاج وہ بقیہ دونوں گھروں میں نصف نصف دیدیا جاوے کہ وہ اپنی رائے سے مصارف خیر میں صرف کر دیں یہ تو ربع کا ذکر تھا باقی تین ربع ورثہ شرعیہ میں تقسیم کیا جاوے اور اس ترکہ میں وہ کنجیاں بھی ہیں جو علاوہ آہنی جھیلوں کی کنجیوں کے (جو کہ ہر وقت کے مستعمل قفلوں کی ہیں اور وہ بھی داخل ترکہ ہیں) میرے دیگس کی ایک تھیلی میں رکھی ہیں انمیں بعضی کنجیاں تو شنی ہیں وہ تو جو قفل جس طرف جاوے اس کے تابع ہے اور بعض کنجیاں بیکار ہیں وہ دیگر اشیاء میں شامل کر دی جاویں البتہ انمیں ایک کنجی مدرسہ کی ہے جو کہ فلاں کو معلوم ہے۔

(**منبر ۵**) امانات کی تھیلیوں یا لفافوں میں جو کہ میری ملک ہیں اہل امانات کے نام اور پتے اور کچھ یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں ان پتوں پر ان لوگوں کو مع ان یادداشتوں کے بذریعہ خط جسٹری کے اطلاع کی جاوے اس اطلاع میں جو صرف ہوگا اس کا ذکر منبر ۴ میں آچکا ہے اگر کوئی صاحب امانت زندہ نہ ہوں تو ان کے ورثہ کو اسی طرح اطلاع کی جاوے اگر کوئی وارث نابالغ ہو اس کا حکم منبر ۔ میں آتا ہے اور جواب نہ آوے تو علماء سے حکم شرعی پوچھ کر اس پر عمل کیا جاوے اور تحقیق ورثہ میں بھی اسی مد اطلاع سے صرف ہوگا اور جس [illegible] کچھ لکھا ہوا نہ ملے یا لفظ ذاتی لکھا ہوا ملے وہ میری ملک ہے اور شامل ترکہ ہے اور شاید کسی تھیلی میں لفظ [illegible] مشترک لکھا ہوا پایا جاوے یہ وہ رقم ہے جس کو میں ہمیشہ کے خرچ پر گھروں میں تقسیم کر دیتا تھا [illegible] ملک ہے اس میں تقسیم نہ ہوگی البتہ ربع اس کا بھی نکال کر ربع مذکور میں شامل کر دیا جاوے [illegible] تھیلی میں اگر کسی اہلیہ کے نام پر کوئی رقم جمع شدہ نظر آوے وہ ان کو [illegible] دوسری [illegible] دی گئی ہے مگر نہ ...... وہ ان سے واپس لی جاوے نہ دوسری کو عدل کے واسطے [illegible] واجب حیات کے ساتھ منقطع ہو چکا اور نیت کے سبب عدم عدل کا [illegible] یا اس میں دینا حجۃ شرعیہ سے ثابت ہو جاوے تو وہ واپس کر لیا جاوے۔

نوٹ - یہ تھیلیاں اور لفافے جن میں امانات رکھی ہیں [illegible]

(**منبر ۶**) متعلقہ باغ [illegible] از فلاں [illegible]

عہ اب کا ایات [illegible]

Marfat.com

(فلاں) و متعلقہ مبلغ (کذا) از (فلانہ) بنت (فلاں) معرفت (فلاں) مقام (فلاں) ضلع (فلاں) ان دونوں رقموں کی کتابیں مسمی بہ (فلاں) میاں (فلاں) تاجر کتب مقام (فلاں) سے وصول کر کے دونوں صاحب رقم کو نشان بالا پر بذریعہ خط رجسٹری اطلاع[عـہ] کی جاوے کہ یہ کتابیں اتنی تعداد میں آپ کی رقم سے تیار ہوئی ہیں ان کو کیا کیا جاوے اگر کوئی صاحب رقم زندہ نہ ہوں اُن کے ورثہ سے پوچھا جاوے مگر نابالغ کا حصہ ہر حال میں اُن ہی کو پہونچایا جاوے اور اگر جواب نہ آوے تو مدرسہ امداد العلوم یا اُس کے متعلق مجلس خیر میں داخل کر کے فروخت کر کے اُس کی ضروریات میں خرچ کریں اور اگر اس کے بعد کوئی خبر محقق آجاوے تو موجودات میں تفصیل مذکور فی اطلاع الورثہ عمل کریں اور صرف شدہ کا ضمان رقم مجلس سے ادا کردیں یا بالغوں کو تو ضرور اور بالغوں میں جو مطالبہ اپنے حق کا کریں اور اس میں جو صرف ہو اُس کا ذکر نمبر ۴ میں آچکا ہے۔

(نمبر ۷) میرے ذمہ جو کسی کا دین ہے یا اوروں کے ذمہ میرا دین ہے اُس کی تفصیل میرے ڈیسک کے ایک دراز میں ایک کریچ کے بٹوہ میں ہے اور کبھی مکان خورد کے کمرہ خورد کی الماری میں چوبی صندوقچہ میں بھی رکھ دی جاتی ہے اور احتیاطاً سیاہ جلد والی بیاض میں بھی تلاش کر لیا جاوے اور اس بیاض میں بعضی اور سرخیاں بھی نظر آویں گی ان کا وصیت سے کوئی تعلق نہیں البتہ ایک سرخی ملے گی حساب طعام خانہ اس کا مفہوم وہ خرچ ہے جو اپنے کھانے کی بابت گھروں میں دیتا ہوں اُن سے پوچھ لیا جاوے کہ ان کا کچھ باقی ہے یا میرا کچھ کلتا ہے وہ دین کی فرد ہے۔

(نمبر ۸) خانقاہ کی ...... نشست کی سہ دری میں جو مقفل کھڑکی ہے اُس کے ایک گوشہ میں ٹین کے بکس کے اندر ضروری کاغذات وقف وغیرہ کے متعلق رکھے ہیں وہ متولی وقف کو دیدیے جاویں جس کا نام اسی وقف نامہ سے معلوم ہوگا نیز کبھی کاغذات کی تعیین میں وقفہ ہے۔

(نمبر ۹) میرے بعد میرے نام کے خطوط خواہ لفافے ہوں یا کارڈ اور جوابی ہوں یا غیر جوابی اسی طرح منی آرڈر بھی وصول نہ کئے جاویں بلکہ ان پر کیفیت لکھ کر واپس کر دئے جاویں البتہ اگر کوئی منی آرڈر کوپن سے مدرسہ کا معلوم ہو تو ڈاک والے اگر وعدہ کریں کہ مرسل کا خط دیکھ کر ہم دیدیں گے تب تو جس قدر قانون سے گنجائش ہو ڈاکخانہ میں امانت رکھا کر مرسل کے پاس خط بھیجکر دریافت کر لیا جاوے اور اس خط کا محصول میرے اُس ربع سے دیدیا جاوے جس کا ذکر نمبر ۲ میں گذر چکا ہے پھر وہ خط اہل ڈاک کو دکھلا کر منی آرڈر وصول کر لیا جاوے اور اگر اس طرح وصول کرنا خلاف قواعد ڈاکخانہ کے ہو تو ابتداہی میں واپس کر دیا جاوے۔

(نمبر ۱۰) میرے ایصال ثواب کے لئے کبھی جمع نہ ہوں نہ اہتمام سے نہ بلا اہتمام اگر کسی دوسرے اتفاق سے

عـہ یہ کتابیں میرے پاس آگئیں اب میں نے خود اطلاع کر دی ۱۲ (حاشیۃ الحاشیہ) یہ حاشیہ نمونہ ہے ترمیم وصایا کا تبدل حالت کے وقت ۱۲

Marfat.com

بھی جمع ہو جاویں تو تلاوت وغیرہ کے وقت قصداً متفرق ہو جاویں اور ہر شخص منفرداً بطور خود جس کا دل چاہے دُعا و صدقہ و عبادت نافلہ سے نفع پہونچاوے نیز میری مستعمل چیزوں کے ساتھ متعارف طریق سے تبرکات کا سا معاملہ نہ کریں البتہ اگر کوئی محبت سے شرعی طریق سے اس کا مالک بن کر مخفی طور پر اپنے پاس رکھے مضائقہ نہیں اُس کا اعلان اور دوسروں کے دکھلانے کا اہتمام نہ کیا جاوے۔

(تنبیہ ضروری) کتابت وصیت مثل دیگر کتابتوں کے محض اعانت یادداشت و سہولت تحقیق کے لئے ہے کما اشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَقْوَمُ لِلشَّہَادَۃِ وَاَدْنٰی اَلَّا تَرْتَابُوْا۔ اس لئے اگر وصی اور ورثہ میں یا خود ورثہ میں کچھ اختلاف ہو جاوے یا کسی نابالغ کے حق تک اثر پہونچتا ہو تو محض کتابت حجۃ شرعیہ نہیں بلکہ اُس وقت ضرورت ہوگی بینہ یا تسلیم صاحب حق بشرط بلوغ یا میرے قول یا اقرار بالکتابت پر شہود کی لیکن اگر یہ قول یا اقرار حالت یاس میں ہو تو اس میں اقرار المریض کے احکام جاری ہونگے جو کسی محقق عالم سے معلوم ہو سکتے ہیں یہ تنبیہ اجمالی ہے باقی تفصیل اس کی علماء کے فتوے سے معلوم ہوگی جب وقت پر واقعہ ان کی خدمت میں پیش کیا جاوے۔ تمت رقیمۃ الوصیۃ

ضمیمہ متضمنہ نمونہ یادداشت ہائے مذکورہ نمبر ۲ و نمبر ۵ و نمبر ۔ مضمون دفتی جس کا ذکر نمبر ۲ میں ہے)

(اس مضمون میں اور دفتی کے قلمی مضمون میں اگر تعارض ہو قلمی کا اعتبار کیا جاوے۔ اشرف علی)

یادداشت ہائے ضروری متعلق امانات موجودہ حجرہ نمبر ۱

۱۔ تمام نسخے رافع الضنک غیر مجلد کے تقسیم کے لئے ہیں اور شیخ (فلاں) صاحب کی ملک ہیں۔

۲۔ تمام نسخے غیر مجلد ہدیہ سنیہ و تقلیل الاختلاط مع الانام و اسرار العبادۃ کے تقسیم کے لئے ہیں اور ملک حاجی (فلاں) صاحب کے ہیں ان سب کے ساتھ مثل دیگر امانات کے معاملہ کیا جاوے جس کی تفصیل [illegible] کے نمبر ۵ میں ہے اور اگر ان ہی کتابوں کے نسخے حجرہ نمبر ۲ میں پائے جاویں [illegible] اسی حجرہ کی رسی پر جو کپڑے رکھے ہیں وہ مساکین کے لئے ہیں [illegible] تقسیم کر دئے جاویں۔

۳۔ لانبی تپائی مولوی (فلاں) کی ہے وہ ان کو دیدی جاوے

۴۔ سہ دری میں [illegible] گھنٹہ دار رکھی ہے یہ مدرسہ کی ہے

Marfat.com

۵ سہ دری میں کھونٹی پر جو چوبی تختی رمضان کے نقشہ کی ہے وہ بھی میری ملک نہیں۔
۶ لفافہ دان جو میری چوکی کے برابر رکھا رہتا ہے اُس کے سب سے اخیر اور نشیبی درجہ میں اور اسی طرح سہ دری کی جنوبی دیوار کے بڑے طاق میں باستثناء رسائل کہ وہ میری ملک ہیں اکثر کچھ کاغذات رہتے ہیں وہ دوسروں کی ملک ہیں مطبوعات پر تو مالکوں کے نام ہیں اُن کو دیدیئے جاویں اور خالی لفافہ بلا نمبر یا جوابی کارڈ بلا نمبر کاتبوں کے پاس مع اطلاع واقعہ بھیجدیئے جاویں اور نمبر دار لفافے یا کارڈ استفتوں کے متعلق ہیں اُن ہی نمبروں کے فتوے کاتب یا ناقل فتاوے سے لیکر بھیجدئے جاویں اور اگر اُن نمبروں کے فتوے نہ ملیں گم ہو جانے کی اطلاع کر دی جاوے اور جن پر لفظ لقطہ لکھا ہو وہ مصارف لقطہ میں صرف کئے جاویں اسی طرح جن میں ٹکٹ ہو اور پتہ نہ ہو وہ بھی لقطہ ہے۔

مضمون کیسہ جات و لفافہ جات مذکورہ نمبر ۵ و نمبر

۱ یہ رقم حاجی (فلاں) صاحب کی بابت صفائی مواعظ ہے اُن کو اطلاع دیکر حسب اجازت اُنکے عمل کیا جاوے مگر مواعظ کا کام فوراً بند کر کے اس کی بھی اُن کو (مع اس حالت کے جس حالت پر کام بند ہوا ہے) اطلاع کر دی جاوے اور بند ہونے تک کے وقت کا حساب کر کے اُس میں سے اُجرت دے دی جاوے۔

تنبیہ ضروری - مذکورہ رقم کی تھیلی میں ایک لفافہ بھی ہے اس کی یہ یادداشت ہے یہ بھی رقم بالا کا جزو ہے جس کی مقدار (اتنا) روپیہ ہے یہ جُدا اس لئے رکھی ہے کہ میں نے یہ رقم اُنکی اذن دلالۃ کی بنا پر قرض لے لی تھی پھر جلدی ہی اُس میں رکھدی مگر اُس کے ضمان سے برات نہیں ہوئی اسلئے اگر یہ قبل اُن کے پاس پہونچنے کے یا قبل اُن کے اذن آنے کے ضائع ہو جائے میرے ترکہ سے ادا کی جائے اور اگر ترکہ ورثہ میں تقسیم ہو چکا ہو تو نسبت سے حصہ رسد سب سے واپس لیکر ادا کیجاوے کہ دین مقدم ہے میراث پر۔

۲ یہ رقم (فلاں) خاں صاحب کی ہے روشنی صحن مدرسہ و غسل خانہ وغیرہ کے لئے اُن سے یا اُن کے ورثہ سے اطلاع کر کے حسب اجازت اُنکے عمل کیا جاوے۔

۳ یہ رقم مسجد (فلاں) کی ہے جو مجھکو (فلاں) صاحب نے سپرد کی ہے اُن کو واپس کر دیجاوے

۴ صاحب رقم کا یہ پتہ ہے اے ڈی متالہ پوسٹ بکس نمبر ۵۴۴ ڈربن نٹال جنوبی افریقہ اُنھوں نے اس رقم کا نہ خود مصرف لکھا نہ میرے خط کا جواب دیا اُن سے پھر پوچھا جاوے اگر دو ماہ تک جواب

Marfat.com

نہ آوے تو اعلاء السنن کے کسی حصہ کی اشاعت یا تصنیف جس میں حاجت ہو صرف کر دیا جاوے۔

نمبر ۵ یہ رقم (فلاں) خاں صاحب کی زکوٰۃ کی ہے اُن کو یہ اطلاع دی جاوے کہ اشرف کی رائے تھی کہ یہ رقم نصف نصف اُس کی دونوں اہلیہ کے ہاتھ سے مساکین کو تقسیم کرائی جاوے آگے خانصاحب جو فرماویں۔

نمبر ۶ اس کا مضمون بھی مثل نمبر ۵ کے ہے مگر اُس میں ایک حصہ صدقہ نافلہ کا بھی ہے سو صدقہ نافلہ کے متعلق میری رائے طلبہ و ذاکرین کو نقد تقسیم کرنے کی لکھدی جاوے

نمبر ۷ اس تھیلی میں حاجی (فلاں) خانصاحب کی دی ہوئی رقم بابت فدیہ نماز (فلاں) خاں کی ہے خاص مساکین قصبہ کے لئے اُن سے مکرر پوچھا جاوے

نمبر ۸ یہ رقم (فلاں) صاحب کی ہے بنا بر اذن دلالۃً کے مولوی (فلاں) صاحب کو قرض دیدی ہے اُن سے وصول کرکے جس طرح (فلاں) صاحب کہیں صرف کیا جاوے اور اگر وصول نہ ہو میرے ترکہ سے صاحب رقم کو دیدی جاوے پھر جب وصول ہو میرے ترکہ میں شامل کر دی جاوے اور اگر (فلاں) صاحب مجھ کو معاف کریں معافی کو قبول کر لیا جاوے پھر وصول کے وقت وہ میرا ترکہ ہوگا **تنبیہ** نیز اہل امانات کو یہ بھی اطلاع دی جاوے کہ امانت بھیجنے کی مدت تحقیقاً یا تخمیناً یاد کرکے استفتا کر لیں کہ بقاء رقم کی وجہ سے اس میں زکوٰۃ تو واجب نہیں ہوئی۔

نوٹ۔ اور مد ختم کی رقم کو امانات واجبۃ الرد میں اس لئے نہیں لکھا کہ ظاہر مالکوں کو اس رقم کا ... میں خرچ کرنا مقصود ہے پس دلالۃً اجازہ باقی ہے لیکن اگر علماء اس کے خلاف فتویٰ دیں تو ... میرے ربع وصیت مذکور نمبر ۴ سے کارڈ خرید کر سب کو اطلاع دیدیں۔ اگر فیس ... رد کی ضرورت ہو ... کی رقم سے ادا کریں سب کے پورے پتے حافظ (فلاں) کے پاس لکھے ہیں اور جو رقم میری معرفت ... وہ اس سے خارج ہے اسی طرح اگر اہل رقم کی جانب کوئی تغیر پیش آوے وہ بھی اس ...

نمونہ یادداشت دیونِ مَن با بر مَن

داد نی

نمبر ۱ حافظ (فلاں) بابت ذو جلد ... آنے اور آب حیات تک جلد ...

نمبر ۲ از رقم ہوا خط جس کا ذکر ... کیسہ جات کے نمبر ... ہے

نمبر ۳ حصہ اجرت ملازمین و خادمین تا وقت ... بتفصیل ذیل

نرخ	گندم	جو	نخود	سن شمار ...	...	...
مقدار	مقدار	مقدار	مقدار		مقدار	[illegible]

اس ششماہی کی ابتدا اساڑھ اور پوس سے ہوتی ہے وحصہ خوراکی در ہر دو خانہ احتمالاً اس کا ذکر وصیت نامہ کے نمبر ۶ میں گذر چکا

نوٹ۔ مہر ہر دو اہلخانہ کا میں پورا ادا کر چکا ہوں

یا فتنی

۱۔ بذمہ والدہ (فلاں) مقدار ۲۔ بذمہ اہلیہ (فلاں) مقدار ۳۔ بذمہ (فلاں) مقدار اس کا ذکر ضمیمہ مضمون کیسہ جات کے نمبر ۵ میں ہوا ہے (۴۔ بذمہ مولوی (فلاں) مقدار

۵۔ بذمہ اہلخانہ بابت حساب طعام احتمالاً اس کا ذکر وصیت نامہ کے نمبر ۶ میں ہوا ہے (تنبیہ) ان سب وصایا و ضمیمہ میں اول سے آخر تک اگر مجھ سے کچھ ابہام یا نقص یا خلط یا غلط ہو گیا ہو یا کسی جزو میں شبہ و تردد ہو جاوے ہر حال میں احکام شرعیہ کی تحقیق کر کے اُن پر عمل کیا جاوے بلکہ اس تمام مضمون کو ہر ناظر وصیت جو کہ عالم نہ ہو کسی عالم سے سمجھ کر پڑھ لے تو اپنی وصیت لکھنے میں اور دوسرے کی وصیت کے باقاعدہ جاری کرنے میں بہت اعانت ہو والسلام۔

تمت رقیمۃ الوصیہ مع الضمیمۃ الکفیہ

نوٹ۔ (متعلق وصیت نامہ ماقبل) ان وصایا میں مولوی شبیر علی کو وصی بناتا ہوں اور اُن کو دو مشورے دیتا ہوں ایک یہ کہ ان وصایا کی تنفیذ کے وقت کسی متدین خوش فہم عالم کو بھی شریک کر لیں دوسرے یہ کہ تنبیہات وصیت مدرسہ سے یا اور کہیں سے لیکر اور اُس کے تمات سیرے ڈگیس میں سے نکال کر اُن پر بھی عـہ ایک نظر ڈال لی جاوے اُن میں جو وصایا مقتضائے وقت ہوں اُن پر بھی عمل یا اُن کا اعلان خاص یا عام کیا جاوے اور اُن کے کسی جزو میں اگر تعارض ہو اخیر پر عمل کیا جاوے جس کی تعیین تاریخ کتابت سے ہو جاوے گی۔

کتبہ اشرف علی آغاز محرم ۱۳۴۲ھ

عـہ قولہ اُن پر بھی الخ وصی کی اعانت کے لئے مناسب معلوم ہوا کہ خود بھی اس مجموعہ پر ایک سرسری نظر کر کے ایسے وصایا کو منتخب کر دوں تاکہ وصی کو نظر ثانی میں سہولت ہو اور اس کی نظر ثانی حسرت مافات کا تدارک ہو سو اس حاشیہ میں اُن کو اس طرح نقل کیا جاتا ہے کہ اولاً اجمالاً اُن کا خلاصہ لکھا جاوے گا پھر مقام کا حوالہ دیدیا جاوے گا تاکہ اُن مقامات کی طرف مراجعت کر کے اُن وصایا کی تفصیل اور نظر ثانی سے بقیہ وصایا کی تکمیل سہل ہو جاوے وھی ھذہ ۱ نمبر ۱ مدرسہ امداد العلوم کی کتب موجودہ کے متعلق عملدرآمد (تتمہ ثانیہ طل صفحہ مضمون اول صفحہ، انتظامی پرزیں) نمبر ۲ انتظام معیشت (بقیہ برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

تفصیل حواشی اخیرہ الاستحضار

الاستحضار کے بالکل اخیر کے حواشی ہیں جن وصایا کے حوالے مجملاً مذکور ہیں اُن کو سہولت ناظرین کیلئے ماخذ کی اصل عبارت میں مفصلاً لکھا جاتا ہے وھی ھذہ

نمبر ۱ مدرسہ امداد العلوم کی کتب موجودہ کے متعلق عملدرآمد

(از تتمہ ثانیہ ظل صفحہ مضمون اول صفحہ ۲ انتظامی پریس)

مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں جو کتب احقر کے آنے سے پہلے کی ہیں اُن کو مع اُن کی فہرست کے جُدا رکھا گیا ہے اور جو کتب میری معرفت آئی ہیں وہ مع فہرست جُدا ہیں اور واقفین نے اُن کی نقل وغیرہ کا مجھ کو پورا اختیار دیا ہے اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت یہاں اُن سے انتفاع نہ ہوسکے تو مدرسہ دیوبند میں اُن کو منتقل کر دیا جاوے۔

نمبر ۲ انتظام ہر دو الخانہ

(از تتمہ رابعہ مضمون ششم صفحہ ۵)

اس کا مضمون باب ہذا کے نمبر ۱۷ میں مذکور ہو چکا ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہر دو الخانہ (تتمہ رابعہ مضمون ششم صفحہ ۵) نمبر ۳ نظر ثانی [illegible] مضمون خامس عنوان ضروری مشورے نمبر ۲ نمبر ۴ تنبیہ متعلق اجازت یا فتگان تتمہ سابعہ [illegible] غیر مکملہ (تتمہ سابعہ عنوان امور قابل عرض نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ و نمبر ۳ صفحہ ۴) تنبیہ [illegible] نمبر ۵ کے نمبر ۱ کی توضیح تابعہ للسابعہ صفحہ ۱۹ عنوان الحاق کے حاشیہ عـہ [illegible] سابعہ مضمون خامس صفحہ ۵) نمبر ۳ منع از سواطن یہ فسخ اجازت (تتمہ ثالثہ تتمہ سابعہ عنوان [illegible] اعلاء السنن کا جس کا ایک جزو احیاء السنن مع الاستدراک بھی ہے داخل نصاب [illegible] صفحہ ۴) نمبر ۱ نصاب سلوک خانقاہ (التابعہ حاشیہ عـہ صفحہ ۲) [illegible] مضمون ششم نمبر ۳ صفحہ ۱۹) نمبر ۱۲ تنقید متعلق مؤلفات خود (تتمہ التابعہ [illegible]) اہل علم (تتمہ التابعہ عنوان ذنا صفحہ ۲) نمبر ۱۵ متعلق بعض [illegible] ہوگیا (مضمون سوم سابعہ التابعہ) نمبر ۱۶ [illegible] داخل نصاب [illegible]

Marfat.com

نمبر۳ نظر اصلاحی بر مسودات مواعظ

(از ضمیمہ تتمہ خامسہ مضمون خامس عنوان "ضروری مشورے" نمبر ۱۰)

نیز مولوی ظفر احمد کو وصیت کرتا ہوں کہ جو مواعظ میری نظر اصلاحی سے رہ جاویں بشرکت مولوی شبیر علی یا خواجہ عزیز الحسن یا حکیم محمد مصطفےٰ یا اور جو اُن کی نظر میں صالح للاعانت ہوں اُن کی معیت میں اُن پر منجانب مجلس نظر اصلاحی کرلیں۔

نمبر۴ تنبیہ متعلق اجازت یافتگان

(از تتمہ سابعہ اطلاع ۲ صفحہ ۱)

میں نے مختلف اوقات میں جن صاحبوں کو بیعت لینے اور تعلیم و تلقین کی اجازت دی ہے اُن میں سے بعض حضرات (اگرچہ وہ قلیل ہی ہیں) مجھ سے خط و کتابت اس قدر کم رکھتے ہیں کہ وہ اُن کے حالات موجودہ کے اندازہ کرنے کے لئے کافی نہیں اور اجازت کی حالت کا ذکر اُنکا حاصل حالاً درستی اور بنا بر مناسبت مآلاً توقع رسوخ ہے) متغیر ہوجانا کچھ مستبعد نہیں فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ بلکہ یہ احتمال بعد راسخ ہوجانے کے بھی محال نہیں اگرچہ نادر بحکم معدوم ہے کیونکہ رسوخ واقعی کا جس میں تغیر عادۃً محال ہے علم قطعی کس کو ہوسکتا ہے اور ظن کی خود حقیقت جانب مخالف کے محتمل ہونے کو بتلا رہی ہے اس لئے احتیاطاً سب مجازین کے متعلق بالخصوص مکاتبت نہ رکھنے والوں کے بارہ میں یہ عرض عام ہے کہ اُن سے رجوع کرنے میں محض میری اجازت پر اعتماد نہ رکھیں بلکہ جو علامات احقر نے تعلیم الدین میں صاحب کمال کی لکھی ہیں اُن پر منطبق کرکے عمل کریں۔ میں اپنے بعد اسکا بار نہیں رکھنا چاہتا۔

نمبر۵ تکمیل مسودات غیر مکملہ

(از تتمہ سابعہ عنوان امور قابل عرض نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ صفحہ ۴)

(۱) جو مضمون میری طرف منسوب ہے وہ بدون میری نظر ثانی کے جس کی علامت جا بجا میرا بنانا ہے بسبب احتمال غلطی نقل کے میری طرف منسوب نہ کیا جاوے (۲) ایسے غیر مکمل مضامین کی تکمیل بشرط امکان مولوی حبیب احمد صاحب و مولوی شبیر علی صاحب و مولوی ظفر احمد صاحب و مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب اور صرف صفائی مواعظ میں خواجہ عزیز الحسن صاحب سے یا جس کو یہ سب منتخب کریں کرائی جاوے

Marfat.com

اور مسودات اجمالیہ کی اگر تسوید تفصیلی میں تکلف معلوم ہو تو ان کو بصورت ملفوظات ہی صاف کر لیں (۳) اور اس صورت میں اُس مضمون کی نسبت اُس تکمیل کنندہ کی طرف کی جاوے اور تکمیل کنندہ کو ہر طرح کی اصلاح میں پورا اختیار ہے۔

تنبیہ - یہ نمبر ۵ ضمیمہ ہے نمبر ۳ کا اور اس نمبر ۵ کے نمبر ۱ کی توضیح تابعہ للسابعہ صفحہ ۱۹ عنوان الحاق کے حاشیہ ۵ میں ہے جس کی نقل یہ ہے "اور میری نظر ثانی کی وہی علامت ہے جو تتمہ سابعہ کے مضمون ثانی کے اخیر میں بذیل ۱ مرقوم ہے یعنے (مسودہ میں) جا بجا میرا بنانا (جس کو میرا خط پہچاننے والے جان سکتے ہیں) بدون اس کے کوئی مضمون میری طرف منسوب نہ کیا جاوے اھ محصلاً اور مدت سے یہ بھی التزام ہے کہ اخیر میں یہ عبارت کہ معائنہ کردہ شد لکھ کر دستخط کر دیتا ہوں ۱۲ منہ

نمبر ۶ تحقیق مکرر تالیفات جامع

(از تتمہ سابعہ مضمون خامس صفحہ ۵)

اور یہ سب مضامین میں اہم ہے ضمیمہ تتمہ خامسہ تنبیہات کے مضمون ثانی میں بذیل نمبر (۲، ۴، ۴) ایک کتاب کا نام لکھا ہے تصحیح الاغلاط جس کی نسبت (لفظ) زیر تحریر لکھا ہے اب بفضلہ تعالیٰ اسکا کام باقاعدہ جاری ہو گیا حقیقت اس کتاب کی یہ ہے کہ مجھ کو اپنے فہم یا تحقیق پر وثوق تو کبھی ہوا نہیں مگر اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھ اتنی بدگمانی بھی نہ تھی کہ از خود اپنی زلات و اغلاط کی تفتیش کا اہتمام کرتا البتہ اگر کبھی اتفاقاً کسی نے کسی غلطی کی اطلاع دی بحمد اللہ فوراً رجوع کر لیا اور کسی نہ کسی موقع پر اس کو شائع کر دیا چنانچہ میری تحریرات سے یہ بات ظاہر ہے خصوص امداد الفتاویٰ کے بعض حصص کے آخر میں ایک طویل فہرست بھی اس کی ملحق ہے۔ یہ ایک دَور ہے پھر جب ان تنبیہات کی مقدار معتدبہ ہو گئی تو مصلحت معلوم ہوا کہ اس کا مستقل سلسلہ جاری رکھا جاوے چنانچہ ترجیح الراجح کی یہی حقیقت ہے جس کا اس [illegible] میں [illegible] رابع جمع ہو رہا ہے اور یہ دوسرا دَور ہے پھر خیال ہوا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ بلا لغزش پر کوئی [illegible] کرے تو اس صورت میں بہت سے زلات اصلاح سے رہ جاویں گے اس لئے [illegible] کہ اہل علم میں سے ایسے متدین معتمد علما و عقلا حضرات کو جو میری [illegible] عنادار ہیں اپنی تمام مؤلفات پر نظر ثانی کرنے کے لئے منتخب کر کے ان [illegible] کر دیا گیا کہ ایسے مواقع میں پوری تحقیق اور آزادی سے کام لیکر ایسے زلات کی تصحیح فرما دیں چنانچہ نہایت [illegible] سے یہ کام ہو رہا ہے [illegible] حقیقت اس کتاب [illegible] تیسرا دَور ہے۔

میری وصیت ہے کہ اگر میرے سامنے یہ کام مکمل نہ ہو تو میرے بعد بھی اس کو جاری رکھیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل و اشاعت کو سہل فرماویں آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

نمبر ۸ منع از سوء ظن بہ نسخ اجازت

(از ضمیمہ ثالثہ تتمہ سابعہ عنوان تنبیہ صفحہ ۲)

تمہیدی نوٹ از مؤلف اشرف السوانح

جس تنبیہ کا اس حاشیہ نمبر ۸ میں حوالہ ہے اُس کو بغرض توضیح اُس مضمون کے ذیل میں ملخصاً نقل کیا جاتا ہے جس کے متعلق وہ تنبیہ ہے وھو ھذا بعض کے حالات ہی نہیں معلوم ہوتے جس پر احقر نے تتمہ سابعہ کی اطلاع ۲ میں تنبیہ بھی کی ہے اور بعض کے حالات مشتبہ سننے میں آتے ہیں۔ اس لئے احتیاطاً انتخاب کے بعد مجازین کی ایک مستقل فہرست تجویز کرتا ہوں ان کے سوا اوروں کو فی الحال مجاز نہ سمجھا جاوے البتہ اگر کسی کا حال قابل اطمینان ثابت ہوگا اُس کا نام از سر نو درج کیا جاویگا انتہیٰ ملخصاً۔

تنبیہ۔ بقیہ اوروں کو مجاز نہ سمجھنا اُن کی صلاحیت کی نفی نہیں میرے علم صلاحیت کی نفی ہے یعنی اُن کے قابل اجازت ہونے کی مجھ کو تحقیق نہیں۔

نمبر ۹ کلام الملوک و اعلاء السنن جس کا ایک جزو احیاء السنن مع الاستدراک بھی ہے داخل نصاب ہونا

(از التابعہ للسابعہ مضمون سادس صفحہ ۴)

۱ نعمت عظمیٰ ترجمہ طبقات کبریٰ کا نصاب خانقاہ میں اضافہ کیا گیا[عہ] ۲ کلام الملوک کا جس کا مدت سے انتظار تھا و نیز اعلاء السنن کا (جس کا پہلا نام احیاء السنن[عہ] تھا) بعد طبع نصاب مدرسہ میں اضافہ کیا گیا۔

نمبر ۱۰ نصاب سلوک خانقاہ

(از التابعہ حاشیہ عہ صفحہ ۴)

اب مجموعہ نصاب خانقاہ یہ ہے اسی ترتیب سے کسی قدر ترمیم کے بعد ۱ آداب المعاشرۃ

عہ کامل نصاب خانقاہ کا بیان نمبر ۱۰ میں آتا ہے ۱۲

عہ ۔۔۔ جیسا کہ مدرسہ نورانیہ ۔۔۔ ضلع بردوان کے خط سے احیاء السنن کا داخل نصاب موصوفہ ہونا بھی معلوم ہوا ۱۲ منہ

۲ معمولات خانقاہ ۳ حصہ اول رحمۃ المتعلمین ۴ تعلیم الدین حصہ اول و دوم (یعنے عقائد و تصدیقات۔ اور اعمال و عبادات) ۵ تکشف حصہ اول ۶ فروع الایمان ۷ نزہۃ البساتین ۸ وعظ راحت القلوب ۹ تبلیغ دین ۱۰ جزاء اکبر ۱۱ قصد السبیل ۱۲ (بقیہ) تعلیم الدین ۱۳ التکشف حصہ دوم و سوم ۱۴ مسائل السلوک ۱۵ مثنوی دفتر ششم ۱۶ تربیۃ السالک تمام ۱۷ عوارف ۱۸ الدر المنضود ۱۹ ترجمہ آداب العبودیۃ ۲۰ ترجمہ تنبیہ المغترین ۲۱ اکمال الشیم ۲۲ نعمت عظمیٰ ۲۳ رفع الضیق ۲۴ اصول الوصول ۲۵ الابتلاء لاہل الاصطفاء نوٹ ترتیب میں شیخ کی رائے سے تغیر ہو سکتا ہے۔

نمبر ۱۱ اوجز السیر کا داخل نصاب ہونا

(از ثانیۃ التابعہ مضمون ششم ۳ صفحہ ۱۹)

خانقاہ ہذا میں بچوں کے ابتدائی نصاب میں رسالہ اوجز السیر مؤلفہ مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی کو داخل کر دیا گیا اور دوسروں کو بھی رائے دیتا ہوں۔

نمبر ۱۲ تنقید متعلق مؤلفات خود

(از ثانیۃ التابعہ مضمون دہم کامل صفحہ ۲۰)

مناسب مضمون دہم تابعہ (وجہ مناسبت یہ ہے کہ تابع کے اس نمبر کا مضمون ایک خاص دینی حکم یعنی نماز کی حفاظت اوقات کے متعلق تھا اور یہاں اس نمبر کا مضمون مطلقاً احکام دینیہ کے متعلق ہے) یوں تو اپنے جمیع مؤلفات کے متعلق احتیاطاً مشورہ دیتا ہوں کہ دوسرے محققین علماء سے ان کی تنقید کرا کر عمل کریں مگر بعض مؤلفات کی نسبت خصوصیت سے کچھ تنبیہات کرتا ہوں نمبر ۱۔ [illegible] وجد کو عام لوگ نہ دیکھیں [illegible] خواص بھی ان کو صرف ذوقیات و لطائف کے درجہ سے آگے نہ بڑھا دیں نمبر ۲ [illegible] کے متعلق النور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف [illegible] کے متعلق تنبیہات وصیت کی تنبیہ دہم واجب العمل ہے نمبر ۴ بہشتی زیور [illegible]

مع تتمات اور حوادث کے ساتھ ترجیح الراجح کا ضرور مطالعہ فرماویں [illegible] سے اور تکمیل و مدلل بہشتی زیور و گوہر کی طبع میں مولوی شبیر علی [illegible] اصلاحات کر لیا بھی ہے نمبر ۵ جمال القرآن میں متعدد تسامحات ہو گئے تھے اب اصلاح کے بعد مولوی شبیر علی [illegible] کر شائع کرنے والے ہیں اس کو [illegible] نمبر ۶ تسہیل الاخوان کے بعض مضامین [illegible]

بعض عبارات کے اجمال یا ابہام کے سبب اختلاف کیا ہے کسی محقق سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں اور اختلاف میں جو حق ثابت ہو اُس کا اتباع کریں۔ نمبر۲ رسالہ اہل الخلہ میں میری آخری تحریر کو قول فیصل نہ سمجھیں مستقل تحقیق کرلیں۔ آخر میں احباب سے دعا کی استدعا ہے کہ حق تعالیٰ میری خطا و عمد کو معاف فرمادیں اور میری تقریرات و تحریرات کو اضلال کا سبب نہ بنادیں۔

نمبر۱۳ متعلق معاش اہل علم

(ثالثۃ التابعہ عنوان ذنابہ صفحہ۶)

(یعنی خلاصہ عـہ رسالہ اطیب الاکساب للطلاب مؤلفہ حکیم محمد مصطفےٰ صاحب بتحریک احقر اور یہی تحریک سبب ہے اپنی تحریر کے جزو حکمی بنانے کا) چونکہ ظاہر بینوں کو اہل علم پر شبہ دین فروشی کا ہوجاتا ہے اس لئے مدت سے خیال تھا کہ اہل علم کو کچھ حلال صنعتیں و حرفتیں بھی سیکھ لینا چاہئے تاکہ اگر توکل کے ساتھ دین کی خدمت نہ کرسکیں تو ان ذرائع سے اکتساب معاش کرکے اپنی اور دین کی آبرو محفوظ رکھ سکیں۔ یہ اطیب الاکساب اسی موضوع پر لکھا گیا ہے جس میں دو جزو ہیں ایک یہی مضمون جو بالمعنی لکھا گیا۔ دوسرا جزو بطور نمونہ کے ایک فہرست اُن ذرائع کی مع اُن ماہرین کے نام و نشان سکے اکثر میں جنھوں نے خلوص کے ساتھ اُن کی تعلیم کردینے کا صراحۃً یا دلالۃً وعدہ فرمایا ہے جو باللفظ ذیل میں منقول ہے۔

نمبر۱ مدرسی مدارس اسلامیہ نمبر۲ زراعت حاجی عزیز الرحمٰن صاحب ایچولی ضلع میرٹھ نمبر۳ طب مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب میرٹھ محلہ کرم علی نمبر۴ بیگ سازی و چمڑہ سازی منیجر کارخانہ ٹینری و مولوی عبدالحلیم صاحب نمبر۵ گھڑی سازی حافظ عبدالرزاق صاحب نصیر واچ کمپنی میرٹھ صدر بازار نمبر۶ کتابت و چھپائی منشی محبوب علی صاحب مطبع نامی میرٹھ نمبر۷ تجارت کتب محمد عثمان خاں صاحب تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی نمبر۸ صابون سازی میر معصوم علی صاحب ناردے سوپ کمپنی میرٹھ خیر نگر دروازہ نمبر۹ حدادی نمبر۱۰ نجاری مستری محمد صدیق کرانہ ضلع مظفر نگر نمبر۱۱ ٹیری سازی نمبر۱۲ خیاطت سلیمان پوستین گڈھی پختہ ضلع مظفر نگر نمبر۱۳ صحافی یعنی جلد بندی نمبر۱۴ مین سازی۔ نمبر۱۵ ملازمت اسکول ہائے سرکاری بذریعہ امتحان مولوی فاضل وغیرہ۔

عـہ اصل رسالہ موائد کا جزو بنایا گیا ہے تحت فائدہ تاسعہ عشر ۱۲

Marfat.com

نمبر ۱۴ متعلق بعض وقف نقد

(رابعۃ التابعہ مضمون پنجم ۵)

اس نمبر میں مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی کا ایک حساب تھا چونکہ وہ حساب بیباق ہو چکا ہے اس لئے یہاں اُس حساب کو نقل نہیں کیا گیا اور اس بیباقی کی تصریح سابعۃ التابعہ کے مضمون سوم میں حضرت والا کی اس عبارت سے شائع ہو چکی ہے کہ اس رقم کا کل حساب بیباق ہو گیا اب مولوی صاحب کے قبضہ میں کچھ نہیں انتہی۔

نمبر ۱۵ خیر الاصول کا داخل نصاب ہونا

(رابعۃ التابعہ مضمون ہفتم)

حدیث شروع کرنے والوں کے لئے رسالہ خیر الاصول فی حدیث الرسول اصطلاحات و اصول حدیث میں مؤلفہ مولانا خیر محمد صاحب یہاں داخل نصاب کیا گیا۔

(معذرت از اشرف علی بخدمت اہل حقوق)

اَلعُذرُ وَالنُّذرُ

از اشرف علی تھانوی (پورا اپنے مضمون کے ختم پر ہے)

(استدعا) خود بھی ملاحظہ فرمائیے اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی دکھلا کر ثواب لیجئے [illegible] میں بھی اور بعد حیات بھی خصوص ختم کے قریب کا خلاصہ [illegible]

بعد الحمد والصلوٰۃ باعث اس تحریر کا یہ ہے کہ راقم کی عمر اس [illegible]

عہ ماخوذ من قولہ تعالیٰ فی المرسلات یعنی المعذرۃ والتوبۃ [illegible] ان الکریم یعنی الانذار [illegible] اسے تکلم ان لم یعتذر وللمخاطب ان لم یقبل ۱۲ منہ

عہ تقریباً اس لئے کہا گیا کہ تحقیق وسط میں پورے ساڑھے چھ مہینے کی کمی باقی ہے [illegible]

Marfat.com

میں ہے جو حدیث کی رو سے اُمتِ محمدیہ کی عمر کا باعتبار اکثر کے گویا اختتام ہے اور ایسے وقت میں دوسرے اوقات سے بہت زیادہ تیاری آخرت کی ضرورت ہے اور یہ تیاری بعد ایمان کے اعمال کی درستی ہے اور ان اعمال میں سب سے زیادہ اہم حقوق العباد کے جمیع انواع کی صفائی ہے اور اس صفائی کی صرف دو صورتیں ہیں ایک ادا اور دوسرا طلب ابراء۔ اور بحمد اللہ حقوق قابل ادا میں تو عمداً کبھی کوتاہی نہیں کی گئی البتہ حقوق قابل ابراء میں طلب ابراء یعنی اہل حقوق سے معافی چاہنے میں کوتاہی یقیناً رہی اور غالباً یہ ابتلاء قریب قریب بہت عام ہے مگر اس میں عموم ابتلاء سے شرعاً رخصت نہیں ہو سکتی اس لئے واجب ہوا کہ اس فریضہ کو اہتمام سے ادا کیا جاوے جس کے دو طریق ہیں ایک سب اہل حقوق سے فرداً فرداً خاص خطاب سے زبانی یا تحریری عرض معروض کرنا۔ دوسرے خطاب عام سے معذرت و معافی کی درخواست کرنا اول بچند وجوہ دشواری سے خالی نہیں۔ **اوّل** سب اہل حقوق کا یاد نہ ہونا۔ **دوم** اُن سب سے ملاقات نہ ہو سکنا یا اُن کا پتہ معلوم نہ ہونا۔ **سوم** ہر شخص کی ملاقات کے وقت اس کا استحضار نہ رہنا۔ **چہارم** بعض عوارض کے سبب سفر سے معذور ہو جانا۔ **پنجم** ایسے اہتمام بلیغ سے ہمت کا قاصر ہونا اس لئے دوسرا طریق جو سہل تھا اختیار کر کے اُس کے متعلق مضمون ذیل شائع کرتا ہوں جس کا حاصل اُن حضرات سے خطاب عام ہے جن کے حقوق مجھ سے عمداً یا خطاءً ضائع ہوئے ہیں اور اس خطاب میں ترتیب وار چند اجزاء ہوں گے اور چونکہ یہ خطاب میرے حق میں اور اس خطاب پر توجہ فرمانا مخاطبین کے حق میں شرعاً مامور بہ ہے اس لئے خطاب کے قبل چند احادیث کا ترجمہ جو اس باب سے متعلق ہیں نقل کرتا ہوں اس کے بعد وہ خطاب مرتباً پیش کروں گا و باللہ التوفیق۔ **احادیث کا ترجمہ** (اوّل)

حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ حق ہو اُس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا وہ اُس سے آج معاف کرالے ایسے وقت سے پہلے کہ نہ اُس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم ہوگا اگر اُس کے پاس کچھ عمل صالح ہوگا تو بقدر اُس کے حق کے اس سے لے کر صاحب حق کو دیدیا جاوے گا اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو اُس کے فریق کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جاویں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے (مشکوٰۃ باب الظلم)۔

(دوم) حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص تھا جو لوگوں کو اُدھار چیز دیدیا تھا اور اپنے ملازم سے کہدیتا تھا کہ جب کسی تنگ دست کے

Marfat.com

پاس جاؤ۔ تو اُس کو معاف کر دیا کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم کو (اپنے حقوق) معاف فرما دے۔ جب وہ (مر کر) خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوا تو اُس کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (مشکوٰۃ باب الافلاس)

(سوم) حضرت جودان سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اُس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلم سے محصول لینے والے پر ہوتا ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے مراسیل میں اور ابن ماجہ نے دو جید اسنادوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص معذرت کرے اپنے بھائی سے اور وہ اُس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آنے پاوے گا۔ (ترغیب و ترہیب)۔

(چہارم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منجملہ کفارہ غیبت کے یہ بھی ہے کہ تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کیا کرو (یعنی) اس طرح کہے کہ اے اللہ ہماری اور اس شخص کی مغفرت فرما روایت کیا اس کو بیہقی نے دعوات کبیر میں اور کہا کہ اس کی اسناد میں کچھ ضعف ہے۔ (جو ایسے ابواب میں مضر نہیں)۔ (مشکوٰۃ)۔

(پنجم) ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق کر دے۔ اس طرح سے کہ دونوں کا آمنا سامنا ہو جاوے اور یہ اُس سے منہ پھیرلے اور وہ اُس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں وہ اچھا ہے جو پہلے سلام کرے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (مشکوٰۃ باب [illegible] عنہ من التهاجر)۔

اجزاء خطاب ترتیب وار سلسلہ حدیث اول کی بنا پر [illegible]

کام کا لقب نام کا اشرف تمام اُن حضرات کی خدمت میں جن کا کوئی حق [illegible] حق مالی ہو اجس کا احتمال ضعیف و قلیل ہے بجز ایک حق کے [illegible] آتے ہیں اور کاتب کا پورا پتہ نہیں ہوتا انتظار کے بعد [illegible] کر دیتا ہوں مگر نیت ہے کہ اگر ٹکٹ والے اُس صرف کرنے کو جائز نہ رکھیں [illegible] لے لیں حاضر کر دوں گا۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور حق ہو جو مجھ کو یاد نہ ہو اُس [illegible]

بھی حاضر ہوں اور ہر حال میں یہ شرط ہے کہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جاوے) اور خواہ وہ حق غیر مالی ہو جیسے کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو خواہ روبرو یا پس پشت اور خواہ ابتداءً ایسا ہوا ہو یا انتقام میں حدِ مساوات سے تجاوز ہو گیا ہو یا کسی کو ناحق بدنی ایذا پہونچائی ہو (اور ایسے غیر مالی حقوق کا احتمال قوی اور کثیر ہے) ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت و سماجت سے درخواست کرتا ہے کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے عوض لے لیں بشرطیکہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جاوے اور خواہ جستہ للہ معاف فرما دیں میں دونوں حالتوں میں اُن کا شکر گذار رہوں گا کہ مجھ کو محاسبہ آخرت سے بری فرمایا اور معافی کی صورت میں دُعا بھی کرتا رہونگا کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا۔

۲۔ اور حدیث دوم کی بناء پر بامید عفو خداوندی میں اپنے حقوق غیر مالیہ جو کسی کے ذمہ ہوں بلا استثناء سب کو معاف کرتا ہوں (اور اس قسم کا اعلان اس کے قبل بھی زمانۂ تحریکات میں کر چکا ہوں) اور حقوق مالیہ میں غیر مستطیع کو اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے خاص طور پر گفتگو کرے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی سبیل سہل نکال دوں گا خواہ معافی خواہ تخفیف خواہ مہلت یا اور کچھ۔

۳۔ اور حدیث سوم کی بناء پر جو حضرات باوجود میری لجاجت وسماجت کے عذر قبول نہ فرمادیں اُن سے خیر خواہانہ عرض کرتا ہوں کہ معذرت کرنے پر معاف نہ کرنے کی وعید کو اپنے اوپر لینا نہایت سخت خطرناک ہے چنانچہ ظلم سے محصول لینے والے کا سا گناہ ہونا اور حوض کوثر سے محرومی کوئی معمولی بات نہیں اللہ تعالیٰ سب کو اس وعید کا مورد بننے سے محفوظ رکھے علاوہ اس کے آپ پر بھی تو بہت سے حقوق ہیں خلائق کے بھی خالق کے بھی اگر وہ معاف نہ کئے جاویں تو کیا حشر ہو اور خود اپنا حق معاف کر دینے سے آپ کے لئے بھی معافی کی اُمید ہے جیسا حدیث دوم میں گذرا۔

۴۔ اور حدیث چہارم کی بناء پر اس احتمال سے کہ شاید بعض حضرات نے اپنے حقوق مجھکو معاف نہ کئے ہوں گو وہ اس فعل سے محل وعید مذکور حدیث سوم ہو گئے ہوں مگر میں اُن کے لئے اپنے ساتھ استغفار ہی کرتا رہوں گا کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور اس عمل کو میرے لئے کفارہ اور اہل حقوق کے لئے اس استغفار کو قبول فرماوے۔

۵۔ اور حدیث پنجم کی بناء پر اپنے لئے بھی اور اپنے ظالموں کے لئے بھی اور اپنے مظلوموں کے لئے بھی مشترک کا مسئلہ کی تحقیق کرتا ہوں کہ کسی کی خطا معاف کر دینے پر اور عذر قبول کر لینے پر یہ لازم نہیں کہ اُس سے دوستی و خصوصیت بھی رکھے۔ بعض اوقات اس پر قدرت نہیں ہوتی

Marfat.com

اور بعض اوقات بعد تجربہ کے اس میں مصلحت نہیں ہوتی البتہ اتنا ضرور ہے کہ اگر اتفاق سے ملاقات ہوجاوے تو باہم سلام کرلیں اور اگر ایک کی طرف سے کوئی ضروری بات چیت ہو تو دوسرا اس کا مناسب جواب دیدے گو مختصر ہی ہو اور اگر ضرورت سے زیادہ بات چیت کا سلسلہ ہونے لگے جس سے بے تکلفی پیدا کرنے کا احتمال ہو تو نرمی سے عذر کردے اس حدیث کے حاشیہ پر لمعات میں سیوطی رح کے حاشیہ علی المؤطا سے ایسا ہی مضمون نقل کیا ہے بقولہ ومن خاف من مکالمة احد وصلته ما یفسد علیہ دینه ویدخل مضرة فی دنیاه یجوز له مجانبته والبعد عنه ورب هجر جمیل خیر من مخالطة موذیة اور جس سے دین کے سبب قطع تعلق کیا ہو وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہے حاشیہ مذکورہ میں اس کی بھی تصریح ہے۔ من قوله المراد حرمة الهجران الی قوله واما ما کان من جهة الدین والمذهب فهجران اهل البدع والاهواء واجب الی وقت ظهور التوبة خلاصہ یہ ہے کہ خدا کیواسطے اہل حقوق میری حیات تک تو خواہ اپنے گذشتہ اور آئندہ حقوق معاف فرمادیں خواہ شرعی طریق اور شرائط پر اس کا عوض بالمثل لے لیں اور حیات کے بعد معاف ہی فرمادیں اسی مضمون کو مختصراً ایک رسالہ سے نظم میں عرض کرتا ہوں ؎

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو

بری بات کہہ کر کہا بھی ہو
نہ رکھے قیامت کے دن پر یہ کام
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

وهذا کانه ترجمة لخطابه صلی الله علیه وسلم لعامة قرب وفاته ولفظه قال علیه السلام انه قد دنا منی خفوق من بین اظهرکم وانما انا بشر فایما رجل کنت اصبت من عرضه شیئا فهذا ... وایما رجل کنت اصبت من بشره شیئا فهذا بشری ... رجل کنت اصبت من ماله شیئا فهذا مالی فلیاخذ و... الا ... بی رجل کان له من ذلك شئ فلخذه او حللنی فلقیت ربی وانا محلل لی ولا یقولن رجل

عہ یعنی اس تحریر کے وقت سے قبل کے بھی اور بعد کے بھی اگر اب تک معاف نہ ہوئے ہوں

Marfat.com

الیٰ اغنائنا العدٰوۃ والشحناء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہما لیستا من طبیعتی ولا من خلقی ومن غلبۃ نفس علی شئی فلیستعن بی حتی ادعولہ۔

(ابن سعد طب عن الفضل بن عباس) کنز العمال جلد سابع الاکمال من کتاب القصاص من قسم الاقوال صفحہ ۲۸۴۔

اب آخر میں ناظرین سے اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قبل سفر آخرت تمام حقوق و مظالم سے اداءً یا ابراءً سبکدوش فرما دے۔ اور آخرت میں ہر قسم کے مواخذہ سے محفوظ فرما دے۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔

کتبہ

اشرف علی لعشرین من رمضان ۱۳۴۲ھ مقام تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب بست و چہارم

فواضل (یعنی صفات فاضلہ)

بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کے فواضل بیشمار ہیں جن کے بیان میں اگر دفتر کے دفتر بھی لکھ ڈالے جائیں، تو وہ بھی ناکافی ہی رہیں گے بمصداق ارشاد حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں	بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنیں باقی

لہٰذا جو کچھ اس باب میں لکھا جا سکتا ہے وہ محض بطور نمونہ ہی کے لکھا جا سکتا ہے اور وہ پہلے ہی اس سوانح کے ابواب مختلفہ میں لکھا جا چکا ہے کیونکہ درحقیقت اس اشرف السوانح کے سارے ابواب سراسر فواضل ہی فواضل سے بھرے پڑے ہیں جن کو اگر جمع کر کے عنوانات مناسبہ کے تحت میں مرتب کر لیا جائے تو باب ہذا بھی مستقلاً مرتب ہو جائے لیکن اس کام کے لئے نہ احقر کے پاس وقت رہا ہے کیونکہ فرصت بالکل [illegible] ہے اور نہ میں اپنے اندر اس اہم کام کی قابلیت ہی پاتا ہوں کیونکہ فواضل کا سمجھنا اور ان کی تعیین و تشخیص کرنا [illegible] وفضل کا کام ہے اور نہ اس طرح ترتیب دینے کے لئے ابھی اشرف السوانح تمام [illegible] طبع ہو کر یکجائی طور پر سامنے ہے اس وقت فواضل مندرجہ کی تدوین ممکن ہے [illegible] اللہ تعالیٰ پورا فرمائے لیکن میں اولاً اس اہم کام کی جانب حضرات اہل علم کی توجہ گرامی کو منعطف کرتا ہوں کیونکہ درحقیقت وہی حضرات اس کام کے اہل ہیں اور اس صورت میں کہ احقر نے بعون اللہ تعالیٰ حضرت والا کے اکثر فواضل کے مواد بطور نمونہ سوانح ہذا میں جمع کر دیئے ہیں اُن حضرات کے لئے کوئی دشواری بھی نہیں [illegible]

عنوانات مناسبہ کی تجویز اور اون کی محققانہ توضیح اور اون کے ذیل میں مختلف امور متعلقہ فواضل یعنی واقعات و حالات و معمولات و ملفوظات و وصایا وغیرہ کی ترتیب و تدوین کرنا ہے (اور ابھی جس عبارت میں ترتیب و تدوین کی سہل صورت بتلائی جائے گی اوس میں آسانی کے لئے ان سب کو بلفظ واقعہ تعبیر کیا جائے گا) اور ترتیب و تدوین کی (وہ) سہل صورت یہ ہے کہ اس سوانح کو شروع سے اخیر تک پڑھا جائے اور جس واقعہ سے (بالمعنی الاصطلاحی المذکور) جو فضیلت ثابت ہوتی ہو ایک یا متعدد اوس فضیلت یا اُن فواضل کا نام اُس امر کے محاذ میں حاشیہ پر **ف** بنا بنا کر بطور سرخی کے لکھتے چلے جائیں۔

جب اس طرح عنوانات کی تجویز و تعیین ہو چکے تو پھر متعدد کاپیاں بنالیں اور ایک طرف سے اس طرح نقل کرنا شروع کریں کہ پہلے ایک کاپی لیں اور اُس میں ایک فضیلت کا نام بطور سرخی کے لکھ لیں اور اُس کے تحت میں اُس کا واقعہ لکھ لیں اور اُس کے شروع میں لفظ "واقعہ" ۱ بھی لکھ دیں۔ پھر دوسرے واقعہ کو دیکھیں۔ اگر وہ بھی اوسی فضیلت کے متعلق ہو تو اُس کو بھی اسی طرح اُسی کاپی پر پہلے لکھے ہوئے واقعہ کے بعد لکھ لیں اور اُس پر ۲ ڈال دیں۔ اور اگر وہ واقعہ کسی دوسری فضیلت کے متعلق ہو تو دوسری کاپی لے کر اُس فضیلت کا نام بطور سرخی کے لکھیں اور اُس کے تحت میں وہ واقعہ لکھ لیں اور چونکہ وہ واقعہ اُس سرخی کے تحت میں پہلا ہوگا اس لئے اُس پر بھی ۱ ڈال دیں بس اسی طرح سب سرخیوں کو اور واقعات کو لکھتے چلے جائیں اور ہر فضیلت کے واقعات پر جداگانہ ترتیبی نمبر ڈالتے چلے جائیں۔

اگر کسی واقعہ سے متعدد فواضل ثابت ہوتے ہوں تو اون کے نام تو متعدد کاپیوں پر لکھے جائیں لیکن اُس واقعہ کو اُن فواضل میں سے صرف ایک ہی فضیلت کی کاپی پر لکھیں اور دوسرے فواضل کو اُن کی کاپیوں پر بلفظ واقعہ مع ترتیبی نمبر کے لکھ کر بجائے نقل واقعہ کے بین القوسین صرف یہ لکھ دیں کہ ملاحظہ ہو فلاں فضیلت کا واقعہ نمبر فلاں نیز ناظرین کی مزید بصیرت کے لئے جس کاپی میں وہ واقعہ نقل کیا گیا ہے اُس کاپی میں بعد نقل واقعہ **ف** بنا کر یہ بھی لکھ دیں کہ اس واقعہ سے فلاں فلاں فواضل بھی ثابت ہوتے ہیں۔

بس اس صورت سے جس فضیلت کے متعلق جتنے واقعات اس سوانح میں منتشر طور پر مذکور ہیں وہ سب اُسی فضیلت کے تحت میں یکجا اور مرتب شکل میں جمع ہو جائیں گے اور اگر تدوین کرنے والے صاحب اہل علم ہوں تو مناسب ہے کہ وہ ہر صفت فاضلہ کی کاپی میں اوس صفت کا نام سرخی کے طور پر لکھنے کے بعد اوس کی حقیقت اور اوس کی فضیلت تحریر فرما دیں اُس کے بعد واقعات لکھیں اور جس واقعہ کی دلالت اُس صفت فاضلہ پر خفی ہو اُس کے ختم پر **ف** بنا کر استدلال کی تقریر بھی کر دیں۔

جن فواضل کے واقعات اس سوانح میں نہ ملیں اُن کے دستیاب ہونے کے دیگر ذرائع قریب ہی کی طور

ہیں یعنی فہرست فواضل کے بعد ہی مذکور ہیں اور اگر بعض فواضل کے متعلق واقعات کہیں بھی نہ مل سکیں یعنی نہ سوانح میں نہ اُن دیگر ذرائع میں تو اس کے متعلق وہ مضمون ملاحظہ ہو جو فہرست مذکور کے بعد اور تنبیہ کے ذرا قبل مذکور ہے بقولہٖ اور اگر بعض فواضل کے واقعات دستیاب نہ بھی ہوں الخ"

جب بطریق مذکور مجموعۂ واقعات فواضل مرتب ہو جائے تو اُس کا نام اشرف الفواضل رکھنا مناسب ہوگا۔

اور ان فواضل کے عنوانات کی تعیین اصلاً تو مرتب کنندہ کی رائے پر ہے لیکن اعانت کے لئے محض نمونہ کے طور پر احقر اپنے تجویز کردہ عنوانات کی بھی ایک مختصر فہرست پیش کئے دیتا ہے جو تعداد میں سو ہیں اور ان میں فواضل کا کوئی حصر نہیں ہے بلکہ وہ تو لاتقف عند حد ہیں لیکن اُن سب کا مرجع غالباً یہی فواضل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بقیہ بھی انہیں مذکورات سے یا تو ناشی ہیں یا اُن کے مناشی ہیں اس بناء پر اُن موجودہ فواضل کا ذکر اُن سب کا ہی ذکر ہے اور اس فہرست کو مختصر اس لئے کہا گیا کہ حضرت والا کی ذات مجمع الصفات تو بفضلہ تعالیٰ سراپا گنجینۂ فواضل اور سراسر اس شعر کی مصداق ہے ؎

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

اور جس نے بھی حضرت والا کو بنظر غور و انصاف دیکھا ہوگا وہ احقر کے اس قول کی [illegible] تصدیق کرے گا لہٰذا یہی فہرست کیا طویل سے طویل فہرست بھی مختصر ہی ہوگی۔

اس فہرست کو احقر نے بلا لحاظ کسی خاص ترتیب کے حضرت والا کی جو بھی اوصاف پر نظر ڈالی [illegible] میں بوقت تجویز ابواب اشرف السوانح باب ہذا کے لئے تیار کیا تھا جس میں متعدد عنوانات [illegible] کر دئے گئے ہیں

اس فہرست صفات کا لقب حضرت صاحب صفات کے اہم شریعت کے لحاظ سے [illegible] صفات [illegible] صفات کے لحاظ سے [illegible] صفات تجویز کرتا ہوں اور [illegible] فہرست [illegible] صفات [illegible] کا مجموعہ ہے اس لئے دونوں ناموں کے لحاظ سے اہم [illegible] ہے

[illegible]

عبدیت، خشیت، محبت، اخلاص، استقامت، استغنا، تجمل، عزم، [illegible]

حق گوئی، وصفائی معاملہ، اہتمام حقوق، ترک مالایعنی، ذوق صحیح، ذہانت، [illegible] [illegible]

سہولت پسندی، خوش انتظامی، انضباط اوقات، تحفظ، حفاظت [illegible]

زندہ دلی، حسن خلق، تہذیب، متانت، رعایت، [illegible]

خیر خواہی، ترحم، ایثار، وسعت نظر، انکسار نفس، حق پسندی، [illegible]

اولوالعزمی، سلامت [illegible] [illegible]

Marfat.com

توکل، شکر، صبر، شان کرم، تحمل، صفح یعنی درگذر، لطافت طبع، حسن ظن، عدل، ذکاوت، ذہانت، تدبر و انجام اندیشی، امانت، تدین، احاطۂ نظر، اعتبار، علم، رسائی فہم، حقیقت شناسی، بصیرت، منت شناسی، انصاف، استحضار و مراقبہ، قبول عام، شان تحقیق، شان تربیت، حکمت، اعتدال، حسن تدبیر، ورع و تقویٰ، دانشمندی و اصابت رائے، قوت حافظہ، ادب، ہمدردی، تاثر، رفق، تصلب فی الدین، حیا، مجاہدہ، مخالفت نفس، قناعت، زہد، صمت یعنی قلت کلام، حزن، فتوت، یقین، رجاء

اب جو میں غور کرتا ہوں تو بفضلہ تعالیٰ مذکورہ بالا فواضل میں سے بہت سے فواضل کے متعلق واقعات ابواب ماسبق میں بیان کئے جا چکے ہیں اور جن فواضل کے واقعات مذکور نہ ہوئے ہوں اون کو خود حضرت والا کے مطبوعہ ملفوظات و تالیفات سے بطریق مذکور بسہولت جمع کر کے شامل مجموعہ کیا جا سکتا ہے نیز چونکہ انشاء اللہ تعالیٰ باب آئندہ یعنی باب متفرقات جو اخیر باب ہے بعد تکمیل اشرف السوانح بھی رواں رکھا جائے گا اور اوس میں بلا التزام تصریح عنوان مضامین متفرقہ متعلقہ سوانح ہٰذا جن میں فواضل بھی شامل ہوں گے وقتاً فوقتاً لکھے جاتے رہیں گے اس لئے اُس باب کے حصص میں سے بھی جو انشاء اللہ تعالیٰ شذرات السوانح کے نام سے شایع ہوتے رہیں گے مضامین کی نوعیت دیکھکر واقعات متعلقہ فواضل معلوم کئے جا سکیں گے اور اگر وہاں سے بھی کوئی جمع کرنا چاہے گا تو بطریق مذکور اخذ کر کے جمع بھی کئے جا سکیں گے اور اگر کسی کو فی الحال ہی حضرت والا کے کچھ فواضل نمونہ کے طور پر مجتمعاً دیکھنا ہوں تو اس غرض کو بھی فی الجملہ پورا کرنے کیلئے ایک مختصر مجموعہ پہلے سے موجود ہے جس کو حضرت والا کے خلیفۂ ارشد جناب مولانا محمد عیسیٰ صاحب مدفیضہم نے جمع فرمایا ہے اور جو کمالات اشرفیہ کے نام سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اوس کو ملاحظہ فرما لیا جائے نیز بعض بہت ہی خاص فواضل کے متعلق چند ایسے واقعات جو احقر کی یاد کے موافق ابواب ماسبق میں بیان کئے جا چکے ہیں اس باب میں بھی اسی وقت انشاء اللہ تعالیٰ کیفما اتفق طور پر بیان کر دئے جائیں گے لیکن بوجہ بالکل گنجائش وقت نہ ہونے کے اونکی تعداد بہت ہی کم ہوگی۔

غرض مقصود بالبیان یہ ہے کہ فی الحال ناظرین کرام فواضل کے اونھیں واقعات کے ملاحظہ پر اکتفا فرمائیں جو سوانح ہٰذا کے ابواب مختلفہ میں منتشر طور پر لیکن بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اور باب ہٰذا کے اجمال کو بھی تفصیل ہی کا قائم مقام تصور فرمائیں کیونکہ اس میں اوپر ایسے متعدد طریقے عرض کر دئے گئے ہیں جن سے حضرت والا کے فواضل کا بہت کافی ذخیرہ متفرقاً و مجتمعاً دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور در حقیقت تو فواضل مذکورہ پر واقعات سے استدلال کی حاجت ہی نہیں کیونکہ حضرت والا میں تو ان کا وجود ادنیٰ بصیرت رکھنے والے کے لئے بھی بالکل مشاہد ہے حسب الارشاد مولانا رومی ؒ

آفتاب آمد دلیل آفتاب		چوں دلیلت آمد از وے رو متاب	

لہٰذا اگر بعض فواضل کے واقعات دستیاب نہ بھی ہو سکیں تب بھی اثبات مدعا کے لئے اصلا مضر نہیں کیونکہ

اُن واقعات پر فواضل کا مدار ہی نہیں۔ وہ تو محض تائید کے لئے ہیں نہ کہ اثبات کے لئے

اب احقر اُن چند واقعات متعلقہ فواضل کو نقل کرتا ہے جن کے باب ہذا میں نقل کئے جانے کا اوپر وعدہ کیا گیا ہے لیکن قبل نقل ایک ضروری تنبیہ گذارش کی جاتی ہے جو سارے فواضل سے متعلق ہے خواہ کہیں معرض تحریر میں آئے ہوں یا آئیں وھو ہذا

تنبیہ

صفات دو قسم کی ہیں ایک وہ جو مشاہد ہیں جیسے سہولت پسندی خوش انتظامی اہتمام حقوق واشباہہا۔ دوسرے وہ جو خود مشاہد نہیں بلکہ اُن پر دلائل یعنی واقعات سے استدلال کیا جاتا ہے جیسے محبت خشیت اخلاص وامثالہا کیونکہ ان کا اصل محل قلب ہے۔ کما فی الحدیث الا ان التقویٰ ھٰھنا واشار الی صدرہ اس لئے جس پر کسی اُمتی کو خود اطلاع جازم نہیں ہو سکتی اور اسی بنا پر ارشاد نبوی ہے لا یزکی علی اللہ احد۔ مگر اُن صفات کے بعض آثار ایسے ہیں کہ اُن کا ترتب مستمر یا کالمستمر بعادت غالبہ علامت ہوتی ہے اُن کے مناشی کے تمکن فی القلب کی۔ سیماھم فی وجوھھم کا یہی حاصل ہے اُن آثار سے اُن صفات کا حکم ظنی ماذون فیہ ہے حدیث مذکور کا بقیہ حصہ اُس کی دلیل ہے من کان منکم مادحًا اخاہ لا محالۃ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ احسب کذا وکذا ان کان یعلم ذلک منہ للشیخین وابی داؤد (جمع الفوائد) پس فواضل کے تمام اجزاء میں اصل لحوظ یہ نقطہ

نوٹ۔ یہ تنبیہ حضرت والا کے ارشاد سے بڑھائی گئی ہے۔ اور اسی قسم کی تنبیہات جو دوران نظر اصلاحی میں حضرت والا موقع بموقع ارشاد فرماتے رہے ہیں روح ہیں اس سوانح کی اور یہی وہ فوائد ہیں جو اشرف السوانح کو اسم بامسمی اور آج کل کی دیگر سوانح سے ممتاز کرتے ہیں کیونکہ حضرت والا کو مسودات سوانح ہذا پر نظر اصلاح فرماتے وقت ہر موقع پر اس کا خاص اہتمام رہا ہے کہ ہر شے کو اُس کے مرتبہ پر رکھا جائے اور کیوں نہ ہوتا حضرت والا جیسے محقق اور مصلح اُمت کا یہی کار منصبی تھا۔

اب فواضل موعودہ کو لکھا جاتا ہے واللہ المستعان وعلیہ التکلان

شانِ کرم

واقعہ۔ احقر کے ایک عزیز تھے جو حضرت والا سے سوءظن رکھتے تھے کیونکہ ان کو ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا جن کو حضرت والا سے عناد تھا جب حضرت والا کا اس ملک میں تشریف لیجانا ہوا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے لوگوں سے حضرت والا کے خلاف باتیں کہنی سنی شروع کر دیں اُس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ ایک مرض مہلک

Marfat.com

میں مبتلا ہو گئے اور بہت دنوں تک مبتلا رہکر انتقال کر گئے اُن کے انتقال کے ایک عرصہ دراز کے بعد جبکہ ان واقعات کا ذہن میں کسی قسم کا کوئی ادنیٰ خیال بھی باقی نہ رہا تھا نہ مدت سے کوئی اُن واقعات کا تذکرہ کرتا تھا مرحوم کے حقیقی چھوٹے بھائی جو اُس وقت حضرت والا کے مرید بھی نہ تھے اتفاق سے تھانہ بھون آئے ہوئے تھے اُنھوں نے مشغولی ذکر اسم ذات میں بین النوم والیقظہ یہ دیکھا کہ مرحوم موجود ہیں اور کوئی کہنے والا ہیبت ناک آواز سے کہہ رہا ہے کہ ڈالدو اس کو دوزخ میں اس نے مولوی اشرف علی کو بُرا کہا ہے۔ اس واقعہ کو اُنھوں نے حضرت والا سے بذریعہ پرچہ عرض کیا تو حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اول تو غالب احتمال یہ ہے کہ یہ خواب ہی نہیں محض خیال ہے لیکن پھر بھی احتیاطًا میں نے اُن کو بالتخصیص معاف بھی کر دیا ہے کیونکہ بالتعمیم تو میں اپنے بُرا بھلا کہنے والوں کو ہمیشہ معاف ہی کرتا رہتا ہوں اور اُن کے لئے مغفرت کی دعا بھی کر دی ہے۔ مزید احتیاط کے لئے آپ یہ کریں تو بہتر ہے کہ میرے ہاتھ سے کچھ خیرات کرا کر اُن کے لئے ایصال ثواب بھی کرا دیں تاکہ اگر میرے قلب میں کدورت کا کوئی خفی اثر باقی بھی رہ گیا ہو تو وہ بھی مٹ جائے۔ اس سے حضرت والا کی اعلیٰ درجہ کی شان کرم ظاہر ہوتی ہے

شفقت

حضرت والا کی شفقت علی الخلق کا کیا ٹھکانا ہے کہ ایک مدت تک حضرت والا نے جانوروں تک کے لئے دعا مانگی ہے لیکن چونکہ ایسی دعا نہ اُس وقت کسی حدیث میں یاد آئی تھی نہ کہیں سلف سے منقول دیکھی تھی اس لئے احتیاطًا چھوڑ دی لیکن بعد کو بہائم کے لئے بھی دعا کرنا ایک حدیث میں نظر سے گذرا چنانچہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا منقول ہے اللھم اسق عبادك وبهيمتك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت (ابو داؤد عن دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستسقاء)

ہمدردی اور خیر خواہی

واقعی حضرت والا کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہمدردی اور خیر خواہی کا اتنا زیادہ مادہ رکھا ہے کہ وہ اخص الخواص مصلحین ہی کو عطا فرمایا جاتا ہے چنانچہ ترکوں کی شکست کے زمانہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ہمیشہ راحت ہی راحت میں رکھا ہے اس لئے میں نے کبھی یہ نہ جانا کہ غم کیسا ہوتا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ غم اس کو کہتے ہیں کیونکہ ترکوں کی شکست اور مسلمانوں کی ذلت و خواری کا قلب پر اتنا شدید اثر ہے کہ کھانا پینا بھی تلخ ہو گیا ہے

اب بھی حضرت والا ہمیشہ مسلمانوں کی اصلاح دین و دنیا اور عزت و نصرت کے لئے بالالتزام پانچوں نماز کے بعد دعائیں مانگا کرتے ہیں مثلاً اللھم عافنا واعف عنا اللھم کل خیر لکل مسلم ومسلمۃ اللھم اعز الاسلام

Marfat.com

والمسلمین واجعلنا منھم واخذل الکفرۃ والمشرکین ولا تجعلنا منھم اللھم ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دلسوزی، رقیق القلبی، ترحم اور حفظ حدود

واقعہ۔ حضرت والا میں خالق اکبر نے ایسا پُر درد اور پُر سوز و گداز قلب ودیعت رکھا ہے کہ بہار کے قیامت خیز زلزلوں کے حالات سُن سُن کر اس درجہ متاثر ہوتے تھے کہ بے چین ہو ہو جاتے تھے اور ایسے پر درد لہجہ میں دعائیہ الفاظ "اے اللہ رحم فرما اے اللہ رحم فرما" بار بار بے اختیار منھ سے نکلنے لگتے تھے کہ پاس بیٹھنے والوں کے بھی کلیجے منھ کو آ آجاتے تھے بعض اوقات تو یہاں تک تاثر ہوتا تھا کہ حضرت والا کو یہ فرمانا پڑتا کہ زیادہ دل بُرا کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ ہمدردی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کی حد تک نہ پہونچ جائے۔ بڑا مشکل معاملہ ہے اگر دل بُرا نہ ہو تو شفقت علی الخلق میں کمی ہوئی جاتی ہے اور اگر دل بُرا کرتے ہیں تو اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں شکایت کی حد تک نہ پہونچ جائے واقعی حدود کے اندر رہنا پس پل صراط پر چلنا ہے۔ اور پل صراط بعض اہل ذوق کے قول پر در اصل رعایت حدود ہی کی صورت مثالی ہوگی جو تلوار سے بھی تیز اور بال سے بھی باریک ہوگی۔ بس اللہ تعالیٰ ہی اعانت فرماتے ہیں ورنہ حدود کے اندر رہنا نہایت ہی دشوار امر ہے لیکن اگر بندہ اس کی کوشش اور فکر میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب آسان فرما دیتے ہیں۔

حفاظت اُمت

واقعہ۔ ایک بار احقر کی موجودگی میں ایک صاحب گنے کے رس کا گلاس حضرت والا کے سامنے [illegible] نے فرمایا کہ بھائی یہ چونکہ رہن کی زمین میں کاشت کئے ہوئے گنّوں کا رس ہے اس لیے میں نہیں [illegible] معلوم ہے کہ وہ خاص صورت رہن کی جو یہاں واقع تھی جائز [illegible] کہتا پھروں گا کہ یہ وہ رہن ہے جو جائز ہے سب یہی سمجھیں گے کہ رہن کی زمین کا [illegible] کا نفع کروں اور دوسروں کے دین کا نقصان کروں یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا [illegible]

واقعہ۔ ایک موقع پر فرمایا کہ جب میں سنتا ہوں کہ کسی مناظرہ میں اہل [illegible] تب بھی صدمہ ہی ہوتا ہے کہ عوام کیا کہتے ہوں گے [illegible] پہونچتا ہے۔ مناظروں اور جوابی رسالوں سے اہل باطل کو بہت [illegible] ان کے دل کی جانب بھی التفات نہیں کیا جا [illegible] مناظروں سے تو اہل باطل کو اور زیادہ فروغ ہوتا ہے [illegible]

Marfat.com

تقریر و اشاعت بار بار اور جا بجا کرنا یہ البتہ نافع ہے

تیقظ۔ دقّت نظر۔ شان تربیت۔ تاثر اور منت شناسی

واقعہ۔ ایک طالب علم نے حضرت والا کو لکھا کہ میرے لئے دعا فرمادیں اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی آنجناب کے لئے دعا کیا کروں جیسی کچھ بھی میری دعا ہے تو میں آنجناب کے لئے کیا دعا کروں۔ حضرت والا نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ میں تم کو اپنا محسن سمجھوں گا اور آزادی سے تعلیم نہ کر سکوں گا یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ میں ایک مسلمان کے لئے دعا کرنا چاہتا ہوں کیا دعا کروں اھ

حضرت والا نے یہ جواب تحریر فرما کر حاضرین مجلس کو سنایا اور فرمایا کہ اول وہلہ میں تو میں خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ اپنے لئے کون سی دعا کے لئے لکھوں لیکن پھر بفضلہ تعالیٰ فوراً ہی متنبہ ہوا اور یہ جواب لکھا جو ابھی سنایا بات یہ ہے کہ میری طبیعت میں تاثر بہت ہے ذرا سے احسان کا بھی میرے اوپر بے حد اثر ہوتا ہے۔ اب لوگ اعتراض کرنے کے لئے تو تیار ہو جائیں گے کہ دیکھئے دعا کرنے کے لئے بھی منع کر دیا اور ان دقائق پر نظر نہ جائے گی۔ اب میں اعتراض کو دیکھوں یا دقائق اصلاح کو۔ اھ

تصلب فی الدین، رفق، حیا، صفائی معاملہ، تواضع، محبت، اخلاص، صدق، رعایت جذبات، تہذیب، ذوق صحیح اور فراست

واقعہ۔ ایک صاحب علم نے اپنے چند رسالے بھیج کر زیارت کا بے حد اشتیاق ظاہر کیا تھا اُن کا مسلک مسائل خلافیہ کے متعلق بین بین ہے جس کو وہ بزعم خود اعتدال کہتے ہیں لکھا تھا کہ مسائل مختلف فیہا میں میرا مسلک وہی ہے جو حضرت حاجی صاحبؒ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھا ہے۔ اس پر حضرت والا نے زبانی فرمایا کہ اتنا فرق ہے کہ حضرت حاجی صاحب کا اصل مسلک ان مسائل میں ترک اور تحرز تھا الا بعارض قوی اور فاعل خوش عقیدہ وخوش نیت پر نکیر نہ فرماتے تھے اور ان صاحب کا مسلک بالعکس ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ ان میں نرمی تو ہے۔ فرمایا کہ نرمی کی بھی قسمیں ہوتی ہیں بعض لوگ ایک خاص حد تک تو نرم ہوتے ہیں لیکن پھر اس نرمی میں سخت ہوتے ہیں یعنی جو اس نرمی کا مخالف ہو اگرچہ بدلیل ہو اس کے ساتھ نرمی نہیں کرتے حاصل یہ ہوا کہ جس درجہ میں نرمی ہے اس سے آگے نہیں بڑھتی۔ لوگوں کو اُن کی نرمی سے دھوکا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت ہوتے ہیں میری رائے یہ ہے کہ عمل میں تو ہو مضبوط گر رائے میں ہو نرم۔ بہرحال چونکہ حضرت والا میں نہایت درجہ صفائی ہے اس لئے اپنے مشرب اور مسلک کی پوری حقیقت صاف صاف تحریر فرما کر یہ لکھ دیا کہ چونکہ دین سراسر صدق وخلوص ہے اس بنا پر یہ امور عرض کئے گئے۔ ان کی بنا پر

Marfat.com

شاید ملاقات کے وقت میرے متعلق یہ رائے سامی قائم ہو تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ یا اثنا کلام میں مجھ سے خلاف مذاق سامی کوئی بے احتیاطی ہو جائے تو آپ کو کلفت اور مجھکو خجلت ہو باقی غائبانہ بے تکلف عرض ہے کہ مجھکو آپ سے محبت ہے اور خصوصیت کی محبت عجب نہیں کسی وقت یہ محبت ترقی پاکر مجھ ہی سے اشتیاق ملاقات کا اظہار کرادے ۔ باقی دعا کا طالب ہوں والسلام ۔ یہ محض اس لئے لکھدیا کہ بصیرت کے ساتھ آنے نہ آنے کے متعلق رائے قائم کریں اور آئیں تو آمادہ ہو کر آئیں ۔ دھوکا نہ رہے اور آنے کے بعد افسوس نہ ہو ۔ اگو حضرت والا اس کا بیحد خیال رکھتے ہیں کہ کسی کے مشرب کے خلاف اُس کے مواجہ میں کوئی ایذا دہ بات نہ کہی جائے لیکن ایسا بطور خود کرتے ہیں دوسرے کے مقید کرنے سے یا مقید سمجھ لینے سے مقید نہیں ہوتے ۔ اسی لئے یہ بھی معمول ہے (جس کی تفصیل اپنے موقع پر گذر چکی ہے) کہ اگر کوئی طالب حاضری کی اجازت چاہتا ہے تو جب تک کہ متعین نہیں کرا لیتے کہ آنے سے مقصود محض ملاقات ہے ہرگز اجازت نہیں مرحمت فرماتے تاکہ اس کا احتمال ہی نہ رہے کہ وہ تو کچھ مقصود ذہن میں لیکر آئے اور اوس کا حصول اوس کے زعم کے مطابق یہاں نہ ہو تو سفر کے ضائع جانے کا [illegible] بعضوں سے مہینوں اسی کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہتی ہے اور جب تک کہ وہ محض ملاقات پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کر دیتے اجازت نہیں عطا فرماتے ۔ اور یہ نہیں ہوتا کہ خود اُس کو اس مقصود پر رضامند کیا جاتا ہو [illegible] اس قسم کے استفسارات فرماتے ہیں کہ اگر اُس میں صلاحیت ہوتی ہے تو وہ خود اپنی خوشی سے لکھتا ہے ورنہ مجبور لکھتا ہے کہ محض ملاقات کے لئے اجازت عطا فرمائی جائے ۔

حضرت والا نے اونھیں صاحب علم کے متعلق جن کا ذکر اوپر ہوا ایک دوسرے صاحب کو جو اونھیں کے مدرسہ میں تھے اور حضرت والا سے پہلے سے تعلق رکھتے تھے لکھ بھیجا تھا کہ معلوم نہیں کیوں میں اپنے دل میں اُنکی دعوت تکلف پاتا ہوں اُن کو کسی لطیف پیرایہ سے روک دیا جائے تو بہتر ہے اھ اُس کا حضرت والا کے [illegible] کہ واقعی ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید اُن مولوی صاحب [illegible] صاحب علم مذکور [illegible] ظاہر کیا اس سے حیرت ہوئی [illegible] اچھا ہوا جو حاضری کی اجازت [illegible] اور جواب مذکور میں یہ بھی مرقوم تھا کہ الحمد للہ ہم میں تو پہلے ہی سمجھے ہوئے [illegible] نہ چلے گی اور اُن کو آسانی سے حاضری کی اجازت نہ ملے گی [illegible] کو اشتیاق برائے نام ہے چنانچہ یہی ثابت ہوا اھ

حسن تعلیم [illegible]

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو [illegible] عطا فرمائی ہے [illegible]

ہر امر میں ہمیشہ سہولت ہی پسند فرماتے ہیں اور بلا ضرورت ہرگز نہ خود دشواری میں پڑتے ہیں نہ دوسروں کو دشواری میں ڈالتے ہیں لیکن جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ حضرت والا کے برابر کیا کوئی تعب برداشت کرے گا اور یہ مذاق طبیعت بفضلہ تعالیٰ عین اتباع سنت ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امرین الا اختار ایسرھما یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے اوسی کو اختیار فرمایا جو اُن دونوں میں آسان ہوئی۔

جن کو کسی کام کے سلسلہ میں حضرت والا سے سابقہ پڑتا رہتا ہے وہ روزمرہ اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ معاملہ بھی لیجائیے حضرت والا اُس میں ایسی سہولت پیدا فرما دیتے ہیں کہ جس امر کو عقدۂ لاینحل سمجھا جاتا تھا وہ نہایت آسانی کے ساتھ انجام پذیر ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک مشہور اہل قلم فلسفی فاضل کا قول غالباً تحت عنوان سفرلکھنؤ کے خط سے نقل کیا جا چکا ہے جس میں اُنھوں نے حضرت والا کو لکھا تھا کہ آپ تو ہر امر میں اس قدر سہولت پیدا کر دیتے ہیں اور دوسروں کے نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھکر ایسی رعایتیں اُن کی مصالح کی کر دیتے ہیں کہ بغیر تجربہ کئے اُس کا یقین آنا مشکل ہے اھ سو واقعی حضرت والا نہ صرف معاملات میں سہولت پیدا فرما دیتے ہیں بلکہ اصل چیز یعنی دین کو جس کا بڑا شعبہ تصوف ہے اور اُس کو صوفیۂ غیر محققین نے صدیوں سے مبہم اور دشوار بنا رکھا تھا کہ وہ عوام تو عوام خواص کی دسترس سے بھی بعید سمجھا جانے لگا تھا اس قدر سہل الحصول فرما دیا ہے کہ ہر ادنےٰ سے ادنےٰ مسلمان اُس کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر نہایت سہولت کے ساتھ فائز ہو سکتا ہے بلکہ حضرت والا نے تو بعون اللہ تعالیٰ عملاً فائز کرا کے بھی دکھلا دیا ہے چنانچہ حضرت والا کے فیض تعلیم سے ہر طبقہ کے لوگ کیا عالم کیا اُمی کیا امیر کیا غریب کیا نواب کیا تاجر کیا عالم انگریزی داں کیا اعلیٰ عہدہ دار غرض ہر قسم کے لوگ بفضلہ تعالیٰ فیضیاب ہو رہے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے دیندار ہو گئے ہیں یہاں تک کہ اقسام مذکورہ میں سے ہر طبقہ میں حضرت والا کے بہت سے متوسلین درجۂ تکمیل کو بھی پہونچے ہوئے پائے جاتے ہیں جن کو حضرت والا نے بیعت و تلقین کی بھی اجازت عطا فرما رکھی ہے غرض اُس تصوف کو جس کو ایک ایسا راز سربستہ قرار دیا جا چکا تھا کہ بجز اخص الخواص کے کسی کو اُس کا اہل ہی نہ سمجھا جاتا تھا حضرت والا گویا منظر عام پر لے آئے ہیں اور حضرت والا نے اُس کے مسائل غامضہ کو منبر پر کھڑے ہو ہو کر اور نہایت سہل اور واضح عنوانات سے بیان فرما فرما کر عوام و خواص سب کے ذہن نشین کر دیا ہے بقول احقر سے

	ہو ہر زاد واعظ سبنے پیر مغاں		راز میخانہ سر منبر کھلے	

اور دین کو جس کی اصلی شان بروئے قرآن وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بروئے حدیث الدین یسر ہے اوس کی اصلی صورت میں جلوہ گر فرما دیا ہے حضرت والا کی سراپا رحمت شخصیت پر بلا مبالغہ وکفی باللہ شہیداً وہ لقب صادق آتا ہے جس سے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے شیخ العرب والعجم اعلحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کو بعد وفات حضرت حاجی صاحب ممدوح یاد فرمایا تھا یعنی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین

Marfat.com

ہائے رحمۃ للعلمین الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت والا میں بھی وہی شان نمایاں ہے۔ اور جو حضرت والا کی تعلیمات ہیں وہ حضرت حاجی صاحبؒ ہی کی تعلیمات کی تفصیلات ہیں اور یہ سب فیض ہے اُس سراپا رحمت ذاتِ قدسی آیات کا جو سرچشمہ فیوض و برکات اور اصالۃً رحمۃ للعلمین ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور جو اُمتی اس شان کا مظہر ہے وہ بمصداق العلماءُ ورثۃ الانبیاء تبعاً اور وراثۃً رحمۃ للعلمین ہے حضرت والا کے ملفوظات و تصنیفات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت والا نے دین کے سارے ضروری شعبوں پر تفصیلی بحث فرمائی ہے جو ایک مجدد کا فرض منصبی ہے اور دین کو اوس کی اصلی اور آسان صورت میں اُمت کے سامنے پیش کر دیا ہے لہذا ایسی ذات مقدس صفات تمام عالم کے لئے ایک دائمی رحمت ہے۔

واقعہ۔ سوانح ہذا کے مرتب کرنے میں احقر کو یہ سخت دقت واقع ہو رہی تھی کہ مختلف اوقات میں مختلف واقعات مختلف عنوانات و ابواب کے متعلق یاد آتے رہتے تھے جن کو موقع بموقع مسودہ کے بیچ میں اضافہ کرنا پڑتا تھا جس سے مسودہ بہت گندہ ہو جاتا تھا اور اضافات کے مناسب مقامات تلاش کرنے میں بہت وقت صرف ہو جاتا تھا بلکہ خلاصہ میں بھی اس قسم کے اضافات کی ضرورت واقع ہوتی رہتی تھی جس سے خلاصہ بھی مسودہ ہی کی طرح پھر گندہ اور ناقابل کتابت ہو جاتا تھا۔ اس کی حضرت والا نے نہایت سہل صورت یہ تجویز فرما دی کہ جو واقعات یاد آتے جائیں کیفما اتفق لکھتے چلے جائیے اور ہر واقعہ کے حاشیہ پر ف بنا کر اوس کے مناسب عنوان ہو اوس کا نام لکھ دیا کیجئے اور ناقل بھی بالترتیب نقل کرتا رہے لیکن اُس کے پاس ہر عنوان کی جدا کاپی ہو۔ اس طرح مولف کو کامل آزادی رہے گی تشتت اور خلجان نہ ہوگا نہ مسودہ و مبیضہ میں ترمیمات و اضافات درمیانیہ کی نوبت جایا آئے گی جیسا کہ موجودہ صورت میں واقع ہو رہا ہے۔ اور ناقل بھی بلا دقت جدا جدا اوراق پر عنوانات مختلفہ کے واقعات لکھتا چلا جائے گا اور اس طرح ہر عنوان کے تحت میں اسی کے مناسب واقعات یکجائی طور پر مرتب ہو جائیں گے۔ بعد کو ہر عنوان کے متعلق مناسب تمہید لکھ کر اُس عنوان کی کاپی کے شروع میں لگا دیجائے چنانچہ کچھ دن تک [illegible] کئے گئے اور حضرت والا کی اس تجویز نے نہایت درجہ سہولت پیدا کر دی لیکن چونکہ سوانح کا ایک [illegible] پر لکھا جا چکا تھا اس لئے بقیہ ابواب میں بھی اوسی طرز کو قائم رکھنا مناسب سمجھا گیا البتہ طریق مذکور [illegible] محفوظ کر لیا گیا ہے جیسا کہ باب ہذا کی تمہید میں مفصلاً عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ [illegible]

حضرت والا کی ذات والا صفات کو فیوض و برکات روز افزوں کے ساتھ [illegible] اس نا اہل و ناکارہ کو بھی اہلیت تامہ عطا فرما کر حضرت والا سے کما حقہ فیضیاب ہونے کی توفیق بخشے [illegible]

واقعہ حضرت والا کو اس کا بیحد اہتمام ہے کہ جس کسی کے کوئی کام سپرد کیا جائے اُس کو [illegible] اور طریق عمل ایسا صاف اور سہل تجویز کر دیا جائے کہ [illegible] میں ذرہ برابر خلجان [illegible] اس کے لئے سب

اول اُس کام کی بنا کی تقریر فرما دیتے ہیں تاکہ پھر مقاصد کے سمجھنے میں دشواری نہ ہو چنانچہ ناقل مسودات کے لئے مسودات کے اندر جابجا مفصل اور واضح ہدایات درج فرما دیا کرتے ہیں جس سے اُس کو نقل میں کہیں اشکال پیش نہیں آتا اور بہت ہی شاذ و نادر حضرت والا سے رجوع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

فتوحات خوش انتظامی اور حسن معاشرت

واقعہ: حضرت والا نے فرمایا کہ ہے تو چھوٹی سی بات لیکن میں گھروں میں جب کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مثلاً لوٹا دیا سلائی وغیرہ اٹھاتا ہوں تو ہمیشہ اُس کو بعد فراغت اُسی جگہ رکھتا ہوں جس جگہ سے اُس کو اٹھاتا ہوں کیونکہ ممکن ہے رکھنے والے نے اُس کو کسی خاص مصلحت سے اُسی جگہ رکھا ہو اور جگہ بدل جانے سے اُس کو خلجان ہو ہمیشہ اس کا اہتمام رکھتا ہوں بفضلہ تعالیٰ کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ اھ

حزم واحتیاط حق پسندی و رجوع الی الحق حق گوئی وصفائی معاملہ تدین۔ اخلاص غیرت۔ استغنا اور بے ساختگی

واقعہ: حضرت والا پر اگر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا ہے تو اُس سے اپنا تبریہ فرمانے کی ہرگز کوشش نہیں فرماتے بلکہ اگر وہ اعتراض علمی رنگ کا ہوتا ہے اور قابل قبول ہوتا ہے تو اُس کو قبول فرما کر اپنی تحقیق سابق سے بلا تامل رجوع فرما لیتے ہیں اور ترجیح الراجح میں جس کا مفصل حال باب "تصنیف و تالیف" میں گذر چکا ہے اپنا رجوع شایع فرما دیتے ہیں اور اگر اُس اعتراض کا قابل قبول ہونا مشکوک ہوتا ہے تو اُس اعتراض کو مع اپنے جواب کے ترجیح الراجح ہی میں شایع فرما دیتے ہیں تاکہ دیکھنے والے خود جس کے قول کو چاہیں ترجیح دے سکیں۔

یہ معاملہ تو علمی رنگ کے اعتراض کے ساتھ فرماتے ہیں اور اگر اعتراض معاندانہ رنگ کا ہوتا ہے تو اُس کی مطلق پرواہ نہیں فرماتے چنانچہ اگر ایسا اعتراض بذریعہ جوابی خط کے موصول ہوتا ہے تو بجائے اپنا تبریہ فرمانے کے نہایت استغنا کا جواب تحریر فرما دیتے ہیں اور ایسے عنوان سے کہ معترض پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اُس کے اعتراض کو بالکل لغو اور غیر قابل التفات سمجھا گیا مثلاً ایک شخص کو جس نے واہی تباہی اعتراضات لکھ کر بھیجے تھے تحریر فرما دیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ عیوب ہیں مگر مجھے تو اپنے عیوب کی اشاعت کی توفیق نہیں ہوئی تم اُن کو شہرت کر دو تاکہ لوگ دھوکہ میں نہ رہیں۔ اھ

اور اگر خط جوابی نہیں ہوتا تو اُس کو پھاڑ کر ردی میں ڈالدیتے ہیں۔ البتہ عرصہ ہوا صرف ایک بار معاندانہ اعتراضات کے ساتھ بھی جو اتفاق سے ایک ہی وقت میں جمع ہو گئے تھے وہی معاملہ فرمایا جو علمی رنگ کے

اعتراضات کے ساتھ فرماتے ہیں یعنی اُن اعتراضات کو مع جوابات کے اس غرض و مصلحت سے شائع فرمایا کہ باب عقیدت و عدم عقیدت کے متعلق لوگ دھوکہ میں نہ رہیں اور اُن سب اعتراضات کو مع اُن کے جوابات کے دیکھکر آزادی کے ساتھ جو چاہیں فیصلہ کریں اور جو چاہیں رائے قائم کریں اس مجموعہ کا نام حکایات الشکایات مع درایات الحکایات ہے اور وہ الامداد بابتہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ میں مکتوبات جزت کا جزو بناکر شائع فرمادیا گیا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی پوری حقیقت اور ایسے اعتراضات کے متعلق حضرت والا کا اصل مذاق ظاہر کرنے کے لئے اُس کا دیباچہ ہدیۂ ناظرین کر دیا جائے چنانچہ وہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ہذا

دیباچہ حکایات الشکایات
مع
درایات الحکایات

(کہ جزوے از مکتوبات جزت است)

بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ احقر عرض رسا ہے کہ ایک مدت دراز سے مجھ پر عنایت فرماؤں کی طرف سے [illegible] اعتراضوں کی بوچھار ہے جس میں سے اکثر کا سبب تعصب و تحزب ہے جس کے جواب کی طرف احقر نے [illegible] کبھی التفات نہیں کیا کہ میں اُن اعتراضوں کو قابل التفات نہیں سمجھا نیز یہ بھی خیال ہوا کہ آج کل جواب دینا قاطع اعتراضات نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ مطول کلام ہو جاتا ہے تو وقت بھی ضائع ہوا اور غایت بھی حاصل نہیں [illegible] مجھکو اس سے زیادہ اہم کام اس کثرت سے رہا کئے کہ اس کام کے لئے مجھکو وقت بھی نہیں مل سکتا تھا [illegible] جہاں تک دل کو ٹٹولا ایسے اعتراضوں کے جواب دینے میں نیت اچھی نہیں پائی میں اہل خلوص [illegible] مجھ جیسے مغلوب النفس کی نیت تو زیادہ یہی ہوتی ہے کہ [illegible] آجاوے گا جس کا حاصل [illegible] ہے [illegible] مجھکو [illegible] عوام سے غیرت [illegible] محبین کی یہ توجیہ کہ اعتراض سے عام مسلمانوں کو بدگمانی ہوتا ہے [illegible] بعد یہ توجیہ برائے گفتن ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمان دوسرے ہزاروں گناہ [illegible] کیوں نہیں کیا جاتا نیز دوسرے علمائے حقانی سے اگر ایسی ہی بدگمانی ہو جاتی [illegible] اپنے نفس یا اپنے کسی معتقد فیہ کے لئے ہوتا ہے بلا اس قدر تو کیا کچھ بھی نہیں [illegible] ہوتی ہے تو نفس میں ایک گونہ سرور پایا جاتا ہے کہ اچھا ہوا ان کی ذرا سوائی تو ہوئی [illegible] کے کسی مخالف سے بھی کسی کو جا بدگمانی ہو تو [illegible]

قبول کیا جا سکتا ہے اور خیر اگر اپنے کسی بزرگ کے لئے ایسا اہتمام کرے تو اُس کو نصرتِ مظلوم میں بھی داخل کر سکتے ہیں چونکہ طاعت ہے مگر اپنے نفس کے لئے ایسا کرنا تو کوئی طاعت بھی نہیں گو جائز ہو مگر ممکن ہے کہ کسی کو بعض جائز سے بھی طبعاً انقباض ہوتا ہو چونکہ احقر کو اس سے انقباض ہوتا ہے بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے گویا عوام کی خوشامد ہو رہی ہے کہ ہم سے ناراض مت ہونا ہم کو بُرا مت سمجھنا ہماری بُرائی تم سے غلط کہی گئی ہے سو جہاں کوئی دنیوی ضرورت ہو وہاں تو ایسا کرنا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں یہ بھی نہ ہو تو کیوں تعب میں پڑے۔ اور تقلیل منافع الیہ یا فوت جاہ یہ کوئی معتد بہ ضرر نہیں جس کے لئے اتنا اہتمام کیا جاوے یہ سبب ہے میرا مذاق اس امر میں پس ان وجوہ سے میں نے اس کا کبھی قصد نہیں کیا اور نہ اپنے مخصوصین کو اس کی اجازت دی ہاں اگر کسی محض بے تعلق شخص نے بدون مجھ سے مشورہ لئے ہوئے کبھی جواب دیدیا تو نفس کو سرور ضرور ہوا اگر پوچھنے پر مشورہ بھی کسی کو نہیں دیا۔

لیکن آج کل بعض نئے اعتراضات سنکر خصوص رسائل الامداد بابت شہور ادلیہ سنہ رواں کے مضامین کے متعلق یا بعض پرانے اعتراضوں کا اعادہ سُن کر قلب میں ایک نیا خیال یہ پیدا ہوا کہ ممکن ہے کہ بعض معتقدین و موافقین کو اب تک ان اعتراضوں کا علم نہ ہوا ور اس لئے وہ معتقد ہوں اور اگر علم ہو جاتا تو معتقد نہ رہتے تو گویا اگر اطلاع ہوتی رہتی تب تک وہ دھوکہ میں رہے اور مسلمانوں کو دھوکہ سے بچانا ضروری ہے جیسا کسی تاجر کے سودے میں کوئی کھوٹ ہو تو ظاہر کر دینا ضروری ہے اور اگر تاجر کے علم میں وہ کھوٹ نہ ہو لیکن بعض مشترین کے زعم میں ہو تب بھی اس کا اظہار واجب نہیں لیکن خوش معاملگی و صفائی کا کمال پھر اسی کو مقتضی ہے کہ ایسے امر کو بھی مع اپنی تحقیق کے دوسرے مشتری کے سامنے ظاہر کر دے تاکہ وہ دونوں قولوں کو سُن کر آزادی سے رائے قائم کر کے خریدنے نہ خریدنے میں مختار رہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ چند ایسے اعتراضات نقل کر کے اپنے نزدیک جو اُن کی حقیقت ہے اس کو بھی لکھ دیا جاوے تاکہ دیکھنے والے دونوں کو دیکھ لیں پھر جس کا جی چاہے احقر سے تعلق پیدا کرے یا رکھے اور جس کا جی چاہے تعلق نہ کرے یا نہ رکھے ضمناً یہ بھی مصلحت ذہن میں آئی کہ بعض لوگ واقعی طالب حق ہوتے ہیں اور اصل قصہ معلوم نہ ہونے یا اُس کی حقیقت نہ سمجھنے سے تردد میں پڑ جاتے ہیں اور وہ خلوص کے ساتھ تردد رفع کرنا چاہتے ہیں ایسوں کا تردد رفع کرنا ہدایت کا ایک شعبہ ہے جو کہ طاعت ہے سو ساتھ ساتھ یہ طاعت بھی ادا ہو جاوے گی پس اس عجالۂ مختصرہ میں ان مضامین کو اس ترتیب سے لکھا جاوے گا کہ اول ایک وہ مضمون جو شامل ہے اعتراض کا بعنوان حکایت لکھوں گا۔ پھر معترض کے اعتراض کو بعنوان شکایت نقل کروں گا پھر اپنے نزدیک جو اس کی حقیقت واقعیہ ہے بعنوان درایت لکھکر ختم کر دوں گا۔ پھر اسی ترتیب سے دوسرے مضمون کے متعلق لکھا جاوے گا اس طرز سے اظہار واقع سُنت حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ یوسف علیہ السلام فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي

Marfat.com

قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِىْ الآیہ یعنی مقصود بالذات اس اظہار سے اپنا تبریہ وتزکیہ نہیں گو برأت مطابق واقع کے بھی ہے بلکہ دوسرے مصالح دینیہ سے اس کا اظہار کیا جاتا ہے گو تعیین مصالح میں مقیس و مقیس علیہ متفاوت ہوں اور آج کل کا طرز متعارف اس سے متفاوت ہے یعنی اس طریق میں تو صرف اظہار واقع کیا جاتا ہے اور طرز متعارف میں اس کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح عام لوگوں کے ذہن میں [illegible] جس کو تصدی یعنی درپے ہونا کہا جاتا ہے اور اس سے بڑھکر ایک لطف اور ہے کہ بعض اہل فہم [illegible] کرتے ہیں کہ ایسے مضامین لکھے ہی کیوں جاویں یا ان کی حاجت ہی کیا تھی حالانکہ [illegible] کہ میری طبیعت حق تعالیٰ نے ایسے انداز کی بنائی ہے کہ جس امر میں ذرا بھی تشویش کا شبہ ہوتا ہے [illegible] اظہار خاص تک کو پسند نہیں کرتا چہ جائے اظہار عام۔ مگر جب مجھکو اس کا شبہ بھی نہ [illegible] خیر خواہوں کی تفریح بھی اگر وہ مضامین قبل ظہور اس تشویش کے گذرتے تو اُس وقت [illegible] ہرگز نہ دیتا کہ ایسا مضمون ظاہر کرنا مناسب نہیں تو اس حالت میں مجھکو علم غیب تو ہے نہیں۔

اسی طرح اگر غیر محتاج الیہ مضامین لکھنا کلیۃً متروک ہوتا تو اس کہنے کی گنجائش بھی تھی قدیما وحدیثا [illegible] ایسا کے ساتھ غیر محتاج الیہا بھی ہمیشہ مدون وشایع ہوا کئے ہیں تو صرف غیر محتاج الیہا ہونا مانع تدوین نہیں ہو سکتا [illegible] تک اور اس میں کوئی مفسدہ متوہم نہ ہو وادلیس فلیس۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان شبہات سے کوئی مفسدہ ہوا بھی نہیں [illegible] کے آخر نوٹ میں مذکور ہے۔ اور خود حاجت نہ ہونا بھی مسلم نہیں رفع شبہات وتصحیح اعمال وعقائد [illegible] حاجت ہے [illegible] حکایت متضمنہ خواب مندرجہ رسالہ [illegible] وجہ حاجت نہایت ظاہر ہے کہ اگر کسی اہل حال کو [illegible] وہ غلطی اعتقاد یا پریشانی وتوہم مطرودیت سے بچا رہے اس سے وہ شبہ بھی دفع ہو گیا جو بعض خیر خواہوں کو [illegible] کے متعلق واقع ہوا کہ اپنے سے رفع تہمت کرنا سنت بھی تو ہے جیسا حضرت صفیہؓ کے واقعہ [illegible] علیہ وسلم نے فرمایا تھا وجہ جواب ظاہر ہے کہ یہ سنت بھی اُس امر میں ہے جو محل اشتباہ ہو اور جب [illegible] غیر ناشی عن دلیل کا کہاں تک انسداد کیا جاوے یوں تو جواب دینے کے بعد بھی اُس میں پھر شبہات [illegible] جا سکتے ہیں تو پھر اس [illegible] تو ایک مستقل محکمہ کی ضرورت ہوگی اور اگر اس سب کے بعد بھی کوئی [illegible] لگانے لگے چنانچہ بعض جگہ یہ بھی ہوا تو پھر اس کا کیا علاج تھکو اس وقت اپنی تین [illegible] ملامت اور مخالفین کا اعتراض دوسرے ان سب اعتراضوں کو جن کو [illegible] جگہ جمع کر دینا تیسرے اس جمع کرنے میں یہ نیت [illegible] پر تین شعر بیاختہ ذہن میں آئے ہیں اول [illegible]

[illegible] دوست کرتے ہیں ملامت [illegible]

ثانی کے متعلق اوسی غزل کا دوسرا شعر ہے

ہائے گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سُن غیروں کی بات
ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

ثالث کے متعلق غالب کا شعر بتصرف یسیر ہے

ہاں وہ نہیں وفا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
جس کو ہو جان و دل عزیز اوس کی گلی میں جائے کیوں

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَھُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ

نوٹ۔ (۱) ممکن ہے کہ ان مضامین کی تحریر یا تدوین میں کوئی عمل کسی مناسب رائے کے خلاف واقع ہو گیا ہو مگر بحمد اللہ دین کے خلاف کچھ نہیں ہے نیز ان مضامین سے جو کچھ تشویش عوام میں ہوئی اوس کا حاصل مجھکو سب و شتم کرنا تھا بحمد اللہ کسی مقصود دینی میں کوئی اختلال واقع نہیں ہوا سو اپنے سب و شتم کو بامید عفو حق سب کو معاف کرتا ہوں

نوٹ۔ (۲) بندہ نے آئندہ کے لئے ایک کافی جماعت اہل علم و دیانت کی اس کام کے لئے مخصوص کردی ہے کہ میری تمام تحریرات کو نظر تنقید سے دیکھ لیا کرے جو اون کی رائے میں قابل اشاعت نہ ہوں اون کو یا حذف کردیں یا اُن پر نشان بنادیں تاکہ اُن کو کوئی شایع نہ کرے باقی اگر کوئی خاص مکتوب الیہ کسی خاص مضمون کا جواب بطور خود بدون یہاں کے علم کے شائع کردے تو وہ اختیار سے خارج ہے اب اگر کوئی مضمون جو ناظرین کے نزدیک مزاحم ہو یہاں سے شائع ہو تو اُس کے متعلق خط و کتابت بجائے میرے بنام جماعت انتخاب[1] النبیقات بہ نشان تھانہ بھون فرمانا مناسب ہے۔

نوٹ۔ (۳) جس طرح ترجیح الراجح کا سلسلہ شبہات محتمل الصحۃ کے لئے جاری ہے ایسا ہی اگر موقع ہوا تو شبہات غیر محتمل الصحۃ کے لئے اس حکایات الشکایات کا بھی سلسلہ جاری رہنا محتمل ہے۔ والامر کلہ بید اللہ۔

نوٹ۔ (۴) اس وقت ایسے شبہات پہنچے ہیں تین مخالفین کی طرف سے تین احباب کی طرف سے جن میں دو اوسط کے ہیں ایک زیادہ شاق ہوسکتے ہیں جن کے شاق ہونے کی وجہ روایت متعلقہ حکایت (۲) میں مرقوم ہے۔

کتبہ اشرف علی تھانوی عفی عنہ آخر جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

نوٹ۔ (۵) الحق وقت تحریر اشرف السوانح) ان میں ایک شبہ نہایت سخیف اور ردی ہے جس کا جواب نہایت قوی اور سہل ہے مگر غباوت یا قسوت معترضین کی وجہ سے سب سے زیادہ اہتمام کی اوسی کے جواب میں ضرورت [illegible] اس کے متعلق علماء سہارنپور و دیوبند و دہلی و کچھ از علماء مقیمین تھانہ بھون و دیگر بعض حضرات [illegible] فتاوی بھی حاصل کئے گئے یہ سب تفصیلات الامداد بابت ماہ جمادی الاخر ۱۳۳۶ھ

[1] چونکہ [illegible] کی غرض کا [illegible] اہتمام کردیا گیا تھا یعنی اہم التالیفات پر ایک علامت کی نظر کر لی گئی تھی اسلئے یہ نظام جاری نہیں کیا گیا۔ جامع

Marfat.com

وبابت ماہ شوال وذیقعدہ ۱۳۳۶ھ میں مذکور ہیں۔ شائقین تفصیل کے لئے پتہ ماخذ کا بتلا دیا گیا

اسی طرح تتمۂ ثانیہ حکایات الشکایات کے سلسلہ میں بعض شکایات نہایت رکیک ہیں مگر ان کی رکاکت عرفی ہے اور اعتراض سابق کی رکاکت شرعی۔ ان شکایات کے جواب میں بھی بعض علما کی کچھ تحریرات نقل کی گئی ہیں کہ ان کا تفاوت بھی فتاویٰ مذکورہ سے وہی ہے جو دونوں رکاکتوں میں ہے۔ اُن کا پتہ بھی مثل مضمون سابق کے لکھتا ہوں (النور جلد سوم ۵ و ۶ و ۷ و ۸ بابت رمضان وشوال وذیقعدہ وذی الحجہ ۱۳۴۱ھ جن میں یہ عنوانات بھی ہیں الحاق مزید ضمیمہ الحاق مزید ضمیمۂ ثانیہ الحاق مزید وتوبہ نامہ وحکمت حقہ) اھ

استقلال و پختگیِ عزم مع الاستقامت

واقعہ حضرت والا ماشاء اللہ تعالیٰ کوہ استقلال ہیں بعون اللہ تعالیٰ بڑے بڑے حادثات میں بھی از جا رفتہ نہیں ہوتے۔ احقر کو بارہا سخت سخت حوادث کے دوران میں بھی اور بعد کو بھی حاضری کا اتفاق ہوا لیکن حضرت والا کو ہمیشہ اسی شان اور سکون کے ساتھ ہمہ تن خدمات دینیہ میں مشغول پایا جس سے حیرت ہو ہو گئی۔ خود فرمایا کرتے ہیں کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے بس یہ مراقبہ اچھی طرح ذہن میں جما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی حاکم ہونے کی حیثیت سے تو انھیں اپنی مخلوق محکوم کے ظاہر اور باطن میں ہر طرح کے تصرفات فرمانے کا ہر وقت کامل اختیار اور پورا حق حاصل ہے کسی کو مجال چون وچرا نہیں اور حکیم ہونے کے اعتبار سے اُن کا ہر تصرف حکمت پر مبنی ہوتا ہے گو ہماری سمجھ میں وہ حکمت نہ آوے۔ چونکہ بفضلہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا حاکم اور حکیم ہونا اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا ہے اس لئے بڑے سے بڑے حادثہ میں بھی جس کو پریشانی کہتے ہیں وہ الحمد للہ مجھکو کبھی نہیں ہوتی طبعی اثر ہونا اور بات ہے اھ

حضرت والا پر طبعی اثر تو اتنا ہے کہ جب حضرت والا کے خواہرزادہ جناب مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا جن سے حضرت والا کو اتنا تعلق شفقت تھا کہ اُس کو حضرت والا عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا فرمایا کرتے ہیں تو اس زمانہ میں خود احقر سے فرماتے تھے کہ قلب میں بار بار بے اختیار تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ کر قبر پر جا بیٹھوں لیکن میں تکلف اس تقاضے کو روکتا ہوں اور اس کے مقتضا پر عمل نہیں کرتا اور اپنے کاموں میں برابر مشغول رکھتا ہوں کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اگر میں ایک بار بھی اس تقاضے پر عمل [illegible]

اسی طرح جب حال ہی میں حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا کے بڑی [illegible] اور پیاری بچی کا چیچک میں انتقال ہوا جس کا نام ستینہ تھا اور جس کو حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مدظلہا نے لڑکی بنا کر بڑی محبت اور شفقت سے پالا تھا تو حضرت والا نے حضرت پیرانی صاحبہ کے صبر کی بڑی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ یہ کہہ رہی تھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنت میں کھیل رہی ہوگی سچی بات یہ ہے کہ مجھے ان سے

اتنے صبر کی توقع نہ تھی کیونکہ اُن کو اُس کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت تھی اور مجھے تو اُس کے مرنے کا اتنا قلق ہوا کہ اب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ میں جو بچوں سے تفریحاً چھیڑ چھاڑ کر لیا کرتا ہوں اُس میں کمی کر دوں گا کیونکہ معلوم ہوا کہ اس سے بھی اُن کے ساتھ قلب کو تعلق ہو جاتا ہے جس سے بعد کو تکلیف ہوتی ہے۔ اھ

احقر اُس زمانہ واقعہ مذکورہ میں باب شرف بیعت و استفاضۂ باطنی میں حضرت والا کی ارشاد فرمودہ یہ تحقیق لکھ رہا تھا کہ جس طرح سالک کو مباحات میں انہماک مضر ہے ویسے ہی مباحات کا بالکلیہ ترک بھی مضر ہے لہذا کچھ نہ کچھ مباح اشغال بھی رکھنے چاہئیں۔ اھ

حضرت والا نے مذکورۂ بالا تجربہ کی بنا پر اپنی اس تحقیق میں خاص طور سے ایک ایسی قید بڑھوا دی جس سے محبت پیدا کرنے والے مباح تعلقات فہرست مباحات مفیدہ سے خارج ہو گئے اُس قید کی تعیین و تبیین باب مذکور میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

ان واقعات سے اندازہ فرمایا جائے کہ حضرت والا کی طبع لطیف کے اندر کس درجہ تاثر ہے۔ پھر بھی مجال کیا کہ کسی حادثہ کے موقع پر ضروری مشاغل و معمولات میں کوئی معتد بہ فرق آجائے یا بشرہ سے غیر معمولی صدمہ کا اظہار ہو۔ سیاسی تحریکات کے زمانہ میں بھی حضرت والا بعون اللہ تعالیٰ نہایت استقلال کے ساتھ اپنے اُسی مسلک پر قائم رہے جس کو حق سمجھتے تھے یعنی عدم شرکت حالانکہ اُس وقت ایک دنیا اس کے خلاف تھی اور گو شرکت کیلئے چاروں طرف سے ہر قسم کے زور یہاں تک کہ ناجائز زور تک بھی ڈالے گئے لیکن صاف فرما دیا کہ علاوہ اس کے کہ اعتقاد کے خلاف عمل کرنا تدین کے بھی خلاف ہے ایک قوی مانع یہ بھی ہے کہ میرے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کی جماعت وابستہ ہے جب تک مجھ کو شرح صدر نہ ہو جائے میں شریک ہو کر اتنے سارے مسلمانوں کی ذمہ داری کس طرح اپنے سر لے لوں۔ کیا قیامت میں میری گردن نہ ناپی جائے گی میں تو ان تحریکات کو مسلمانوں کے لئے سراسر مضر اور اس سلسلہ میں اکثر عوام میں جو طریق عمل اختیار کئے جارہے ہیں اُن کو ناجائز سمجھتا ہوں نیز میرے نزدیک ان کا نتیجہ سوائے مضرت کے اور کچھ نہیں۔ اھ

حضرت والا کا یہ ارشاد بالکل اس کا مصداق ثابت ہوا ع

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

اور بجز ضرر دینی و دنیوی کے کچھ نتیجہ نہ ہوا حضرت والا گویا اس شعر کے مصداق ہوئے ؎

جانِ جہانیان توئی دشمن جاں بود کسے	اے ہمہ دشمنانِ تو دشمن جانِ خویشتن

تحریکات کے زور و شور ختم ہو جانے کے بعد بہت سے مخالفین نے حضرت والا سے معافیاں مانگیں اور حضرت والا کی اصابت رائے کی داد دی نیز متشددین کو بھی بہت سے اُمور میں ڈھیلا ہونا پڑا چنانچہ اس کے متعلق

حضرت والا تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فرمایا کرتے ہیں کہ سب کو کچھ نہ کچھ اپنے مرکز سے ہٹنا پڑا لیکن الحمد للہ میں جس مرکز پر اول روز تھا اُسی مرکز پر آج تک بدستور قائم ہوں مجکو بفضلہ تعالیٰ اپنی رائے سے ایک انچ بھی نہیں ہٹنا پڑا بلکہ تجربوں نے تو اور بھی مجھکو اپنی رائے پر مستحکم کر دیا ہے ۔ اھ

حضرت والا زمانۂ تحریکات میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں شریک (بھی) ہوتا تب بھی علی الاطلاق تھوڑا ہی سب کے لئے ملازمتوں وغیرہ کی ممانعت کر دیتا بلکہ اس کی بھی مناسب قیود و شرائط ہوتیں ۔ اھ

اس معاملہ میں حضرت والا کی اصابت رائے کی تصدیق و تائید میں دلائل شرعیہ حضرت والا کی مختلف تحریرات و ملفوظات میں مذکور ہیں جن میں سے بعض کو یہاں بترتیب تاریخ نقل کیا جاتا ہے جو عدد میں اتفاق سے دس ہیں اور جس کو اقتباسات عشر سے ملقب بھی کر دیا گیا ہے ہر تحریر کو بعنوان مضمون نقل کیا جائے گا

مضمون اول

اقتباسات عشر

احقر اشرف علی کے شائع شدہ مسلک کی مختصر اور ضروری شرح

(از رسالہ النور بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ)

مبسملاً و حامداً و مصلیاً

آغاز ربیع الثانی سنہ رواں میں ایک اعلان بعنوان "مسائل حاضرہ کے متعلق احقر اشرف علی کا مسلک" شائع کیا گیا تھا اُس میں ایک جملہ تھا کہ میں ان شورشوں کو ایک فتنہ سمجھتا ہوں میں اس کو [illegible] کے لئے کافی سمجھا تھا مگر بعضوں کو اس میں اس وجہ سے غلط فہمی ہوئی کہ اُنھوں نے اس کا غیر واقعی معنے اپنی طرف سے مخترع کر لیا اُس کے ازالہ کے لئے اس جملہ کی مختصر شرح کرنے کی ضرورت سے یہ دوسرا اعلان شائع کرتا ہوں اول چند مقدمات سمجھ لئے جاویں۔

(۱) مسائل بعضے قطعی ہوتے ہیں ان میں اختلاف کی کچھ گنجائش نہیں [illegible] سلف سے خلف تک شاگرد نے استاد کے ساتھ [illegible] کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور علمائے امت نے اس پر نکیر نہیں کیا [illegible] کو [illegible] اور عاصی کہا نہ کسی نے دوسرے کو اپنے ساتھ متفق ہونے پر مجبور کیا [illegible] باہم بعض [illegible] کیا گیا چنانچہ مشاجرات میں صحابہ کا اختلاف اور [illegible] رہنے والوں کی [illegible] کو سب کا جائز رکھنا معلوم ہے

Marfat.com

(۲) ایسے مسائل اجتہادیہ ظنیہ میں اختلاف دو طرح سے ہوا ہے ایک دلائل کے اختلاف سے جیسے حنفی شافعی میں قرارت فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں دوسرے واقعات یا عوارض کے اختلاف سے جیسے امام صاحب اور صاحبین میں نکاح صائبات کے مسئلہ میں۔ کہ جن کو تحقیق ہوا کہ وہ اہل کتاب میں سے ہیں انھوں نے اس نکاح کو جائز رکھا اور جن کو تحقیق ہوا کہ وہ اہل کتاب میں سے نہیں انہوں نے اس نکاح کو ناجائز رکھا مگر اس واقعہ کی تحقیق میں اختلاف ہو گیا کہ آیا وہ کتابی ہیں یا غیر کتابی اس لئے فتوے میں اختلاف ہوا یا حنفی شافعی میں تعیین صورت فی الصلوٰۃ کے مسئلہ میں۔ کہ شافعی نے نفس عمل کو منقول عن الشارع دیکھکر اس کو جائز کہا اور امام صاحب نے عارض اعتقاد یا ایہام اعتقاد وجوب حالاً یا مآلاً پر نظر کر کے اس کو مکروہ فرمایا۔

(۳) حکم شرعی کا محل اور متعلق ہمیشہ معنون ہوتا ہے نہ کہ عنوان مثلاً کوئی شخص مغصوب زمین میں مسجد بنائے اور مالک قاضی اسلام کے اجلاس میں اُس کا مغصوب ہونا ثابت کردے اور قاضی غاصب کو اُس مسجد کے انہدام اور زمین کی واپسی کا حکم دیدے تو قاضی پر یہ اعتراض جائز نہ ہوگا کہ اس نے مسجد منہدم کرادی مسجد محض اُس کا نام ہے واقع میں وہ مسجد ہی نہیں۔

ان مقدمات کے بعد سمجھنا چاہئے کہ تحریکات حاضرہ کا خلاصہ اس وقت دو امر ہیں ایک تعاون جس کی نفی کا نام ترک موالات رکھا ہے دوسرا اتحاد ہندو مسلم

ان دونوں میں دو دو درجے ہیں جن میں سے ایک ایک درجہ میں تو کسی کا اختلاف نہیں اور ایک ایک درجہ میں اس وقت علماء و عقلاء کا اس میں اختلاف ہے۔

امر اول کا درجۂ اول۔ وہ نوکریاں یا وہ لین دین کی صورتیں ہیں جو دلائل شرعیہ سے فی نفسہا ناجائز ہیں اور اُن کے ناجائز ہونے پر ہمیشہ علماء فتوے دیتے چلے آئے ہیں اور وہی فتویٰ اب بھی باقی ہے مثلاً جن نوکریوں میں سود کی ڈگری دینا دے یا جس تجارت میں سود کا معاملہ ہو اسی طرح وہ دوستانہ معاشرت جو خاص مسلمانوں ہی کا حق ہے یا وہ علوم و فنون حاصل کرنا جو دین میں مضر ہیں سو ان میں واقعات حاضرہ کو کچھ دخل نہیں اور نہ ان میں مسلم و غیر مسلم میں کچھ تفاوت ہے ان سے اختلاف حال میں احتجاج کرنا درحقیقت غلط مبحث اور بالکل بے ربط اور بے محل بات ہے۔

امر ثانی کا درجہ اول، وہ اتحاد ہے جس کا حاصل عدم نزاع ہے یعنی دونوں فریق حدود کے اندر رہ کر اپنے اپنے فرائض مذہبی کو ادا کریں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں اور حقوق ہمسائیگی کی باہم رعایت رکھیں سو یہ درجہ فی نفسہ جائز ہے اور اب بھی اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں۔

امر اول کا دوسرا درجہ مباح اجارات و تجارات و تعلیمات و استعانات و تعلقات حاکمیت و محکومیت کے ہیں۔

Marfat.com

امر ثانی کا دوسرا درجہ وہ اتحاد ہے جس کی غرض ہندوستان کے لئے آزاد حکومت کا حاصل کرنا ہے اس وقت عقلاء و علماء کا ان ہی دو درجوں میں اختلاف ہے پس بعضے تعاون کے اس درجہ کو جائز اور اتحاد کے اس درجہ کو ناجائز کہتے ہیں اور بعض اس کے بالکل بالعکس تعاون کے اس درجہ کو ناجائز اور اتحاد کے اس درجہ کو جائز کہتے ہیں یہ تعیین ہے محل اختلاف کی اب اس اختلاف کی حقیقت اور بنا سمجھئے یہ تعاون یا اتحاد شرعاً فی نفسہ نہ واجب ہے نہ حرام شرعاً امور مباحہ سے ہے چنانچہ اہل علم پر ظاہر ہے یہاں تک تو کوئی اختلاف نہیں آگے بعض کی نظر تو اس عدم تعاون مع الحکومت اور اتحاد مع الہنود کے مصالح و منافع ضروری التحصیل فی زعمہم پر پڑی اور وہ خلافت کمیٹی والے ہیں ان عوارض پر نظر کر کے انہوں نے ان دونوں امر کو واجب و جائز کہا۔ اور بعض کی نظر اس عدم تعاون اور اتحاد کے مضاد و مفاسد دینیہ حالیہ و مآلیہ ضروری الاجتناب پر پڑی جن کی تفصیل خاص خاص تحریرات میں شائع بھی ہو چکی ہے ان عوارض پر نظر کر کے انھوں نے ان دونوں امر کو ممنوع کہا اور احقر کی بھی یہی رائے ہے اور اسی بناء پر اعلان اول میں اس کو فتنہ کہا تھا یہ حقیقت اور بناء ہے اس اختلاف کی۔ اب اس سے امور ذیل معلوم ہو گئے ہوں گے ایک یہ کہ اس اختلاف کی یہ دونوں شقیں قطعی نہیں ہیں ظنی اجتہادی ہیں پس ان میں اختلاف کی گنجائش ہے گو کوئی چھوٹے درجہ کا طالب علم ہی کسی بڑے عالم کے ساتھ اختلاف کرے محض اس اختلاف سے کسی فریق کو دوسرے فریق پر طعن و لعن یا سب و شتم یا العنت و ملامت یا تضلیل و تجہیل یا تفسیق و تکفیر یا جبر و تشدد و ظلم و ایذا بالقول یا بالفعل یا کسی بزرگ کا اس کو مخالف و بے ادب مشہور کر کے بدنام کرنا جائز نہیں (بحکم مقدمہ نمبر ا) البتہ منکرات شرعیہ پر انکار یا تقبیح یہ واجب ہے اور اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں۔

دوسرا امر یہ معلوم ہوا کہ اس اختلاف کا منشاء دلائل کا اختلاف نہیں بعض واقعات و عوارض کا اختلاف ہے جس کی شرح [illegible] مقدمہ نمبر ۲ میں مذکور ہو چکی ہیں اور ایک عرفی مثال اور معروض ہے اختلاف دلائل کی مثال [illegible] یونانی اصول کا اختلاف ہے اور اختلاف عوارض کی مثال دو یونانی متحد الاصول طبیبوں کا اختلاف [illegible] مریض کے باب میں ہے جو کمزور بھی ہے اور اس میں کسی مادہ فاسدہ کا بھی غلبہ ہے ایک طبیب [illegible] کہ جب تک مادہ کا تنقیہ نہ کیا جاوے گا قوت نہ آوے گی اس لئے مسہل تجویز کر دیا دوسرے [illegible] نظر کی کہ جب تک قوت کے ابقاء کی تدبیر نہ کی جاوے گی مسہل ہی کا تحمل نہ ہوگا [illegible] دونوں اس پر متفق ہیں کہ مادہ کا تنقیہ بھی ضروری ہے اور قوت کا تبقیہ بھی ضروری ہے مگر چونکہ عوارض [illegible] کی رائے میں اختلاف ہو گیا پس یہ اختلاف ان دونوں مسئلوں میں اسی قبیل سے ہے کہ منافع و مضار [illegible] اس کا باعث ہو گیا۔

Marfat.com

تیسرا امر یہ معلوم ہوا کہ اس عدم تعاون کا نام جو بعض نے ترک موالات رکھ لیا ہے اس عنوان سے اس کا حکم جو اوپر مذکور ہوا بدل نہ جاوے گا (بحکم مقدمہ نمبر۳) جیسا بعض نے یہ ترکیب کر رکھی ہے کہ قرآن مجید میں جو موالات کی ممانعت کی آیتیں آئی ہیں۔ اس عدم تعاون کو اُن میں داخل کر کے اختلاف کرنے والے فریق کو قرآن کا مخالف بتا کر عوام الناس کو اُس سے متوحش و متنفر کرتے ہیں جس طرح عاملین مولد نے اپنی مجالس متعارفہ کا نام مجلس ذکر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قیام کا نام تعظیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھ کر اہل حق کی طرف سے عوام کو بدگمان کر دیا کہ یہ ذکر و تعظیم رسول سے منع کرتے ہیں یا امتناع و امکان کے مسئلہ میں اس طرح بدنام کیا کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے پس ایسے ہی اس اصطلاح ترک موالات سے کام لیا جا رہا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی نام رکھ دینے سے حقیقت نہ بدل جاوے گی اس لئے حکم بھی نہ بدلے گا باقی ایسی ترکیبوں سے کام لینا اہل علم کی شان کے بالکل خلاف ہے میں نے اپنے نزدیک ان مسائل اور اس اختلاف اور اپنی مسلک کی حقیقت بالکل صاف کر دی ہے اگر اس پر بھی کسی کو بدنام کرنے کا شوق ہو تو اس سے زیادہ نہ کہوں گا کہ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۔

والسلام

آغاز جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ ہجری

مقام تھانہ بھون خانقاہ امدادیہ

مضمون ثانی

مسائل حاضرہ کے متعلق حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ملفوظ

(از رسالہ النور بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۳۹ھ)

ذیل میں وہ مضمون درج کیا جاتا ہے جس میں موجودہ افواہوں کے متعلق حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب دام ظلہم سے زبانی استفسار کیا گیا ہے اور حضرت نے اُس کا جواب عطا فرمایا منصف مزاج حضرات اس کو بغور ملاحظہ فرما کر حقیقت کو سمجھیں اور ایک ولی خدا پر غلط بہتان اور تہمتیں لگا کر اپنے دین کو برباد نہ کریں (احقر مدیر)

بعض صاحبوں نے حضرت حکیم الامت عم فیضہم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت موجودہ واقعات کی وجہ سے عوام میں طرح طرح کی بدگمانیاں پھیل رہی ہیں کوئی کہتا ہے کہ حضرت مولانا (خدانخواستہ) خلافت کے مخالف ہیں کوئی کہتا ہے کہ سلطنت اسلامیہ کے مٹنے سے خوش ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مولانا حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ کے مخالف ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے بعض خدام حضرت مولانا قدس سرہ کو برا کہتے ہیں مگر مولانا ان کو نہیں روکتے۔ کوئی کہتا ہے کہ حکومت کی طرف سے تنخواہ پاتے ہیں غرض جس کے جی میں آتا ہے کہتا ہے ایسی حالت

میں اگر کوئی ایسی تحریر شایع ہو جاوے جس سے عوام کی بدگمانیاں رفع ہو جاویں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان بدگمانیوں سے گو حضور والا کا کوئی نقصان نہیں مگر خود ان کے دین کو صدمہ پہونچتا ہے حضرت نے اس درخواست پر فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ تمام باتیں غلط ہیں نہ میں خلافت کا مخالف ہوں نہ میں سلطنت اسلام کے زوال سے خوش ہوں۔ نہ حضرت مولانا قدس سرہ سے مجھے یا میرے کسی متعلق کو مخالفت ہے اور نہ میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی وظیفہ پاتا ہوں۔ اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ اگر کوئی مجھ سے ان امور میں مباہلہ کرنا چاہے تو میں مباہلہ کر سکتا ہوں مگر میں اپنی طرف سے کسی ایسے اعلان کی ضرورت اس لئے نہیں سمجھتا کہ میرا معتقد رہنا دین میں ضروری نہیں اہل حق میں سے جس کے بھی متبع ہو جاویں لوگوں کے لئے کافی ہے اس پر عرض کیا گیا کہ یہ تو صحیح ہے لیکن لوگوں کا دین بدگمانیوں افترا پردازیوں سب وشتم سے برباد ہوتا ہے اس پر فرمایا کہ جب لوگ خود ہی اپنا دین برباد کریں تو میں کیا کر سکتا ہوں کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کسی بیگناہ پر تہمت لگانا گناہ ہے ضرور جانتے ہیں پھر کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ تمام باتیں جو میری طرف منسوب کی جاتی ہیں ایسی ہیں جن کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ضرور جانتے ہیں تو پھر جب باوجود ان باتوں کے جاننے کے وہ ایسی باتیں میری طرف منسوب کرتے ہیں تو گویا وہ قصداً گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں میں کیا کر سکتا ہوں اور اگر میں ایسا کروں بھی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگو میں اچھا ہوں تم مجھے برا نہ کہو سو مجھکو اس سے غیرت آتی ہے اور اگر بادل ناخواستہ میں گوارا بھی کروں تو اُس پر شبہ ہو سکتا ہے کہ اپنی غرض سے ایسا کرتا ہے۔ اس شبہ کو کیونکر دفع کیا جاوے۔ دوسری بات یہ بھی قابل غور ہے کہ دنیا میں سب ہی نادان نہیں ہیں بلکہ ان میں سمجھدار ... بھی ہیں جو میری حالت سے بخوبی واقف ہیں اور یقیناً جانتے ہیں کہ یہ تمام باتیں جو میری طرف عوام منسوب کرتے ہیں غلط ہیں اور لوگ ناحق بدگمانیاں کر کے معاصی میں مبتلا ہو رہے ہیں پس اگر عوام کے دین کی حفاظت کی ضرورت تھی تو اُس کی تدبیر یہ تھی کہ واقف حضرات خود ان بدگمانیوں کو دفع کرتے اور لوگوں کو نفع پہونچاتے اور ان کا ایسا ... مفید بھی ہوتا کیونکہ وہ بے لوث تھے اور مجھ پر غرض کا بھی شبہ ہو سکتا ہے جس کو میں ... نہیں کر سکتا میرا مقصود یہ نہیں ... ایسا چاہتا ہوں میں نے خدا کے سپرد کر رکھا ہے مقصود صرف اس سوال کے جواب میں اس کے ... اطلاع دینا ہے ان وجوہ سے جو تدارک میرے اختیار میں تھا وہ صرف یہ تھا کہ میں ان تمام لوگوں کو جو ناحق بدگمانی افترا ... گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں معاف کر دوں سو میں نے دل سے ان کو معاف کر دیا ہے ... باہر ہے۔ الغرض واقعہ تو یہ ہے کہ نہ میں نعوذ باللہ خلافت کا مخالف ہوں کیونکہ ... اور نہ میں سلطنت اسلام کے ضعف یا زوال سے نعوذ باللہ خوش ہوں ... مجھے مسلمانوں کے دینی و دنیوی تباہی کا خیال آتا ہے ... زیادہ ... خود مسلمانوں کی نا عاقبت ... تو رگ رگ میں ... غم عظیم پھیل جاتا ہے اور اگر کھانا کھانے میں خیال آجاتا ہے تو کھانا تلخ ہو جاتا ہے۔ اور نہ میں حضرت ... کا

نعوذ باللہ مخالف ہوں بلکہ جس قدر محبت و عظمت حضرت قدس سرہٗ کی میرے دل میں ہے اُس کو خدا ہی خوب جانتا ہے رہا کسی مسئلہ میں رائے کا اختلاف سو ایسا اختلاف مجھ کو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ بلکہ اپنے مرشد حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بھی رہا ہے اور اُس اختلاف کی ان حضرات کو اطلاع بھی تھی اور کبھی اُن کو تکدر نہیں ہوا اس کو مخالفت کہنا غلو فی الدین ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے امام ابو یوسف و امام محمد نے باوجود شاگرد ہونے کے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ نعوذ باللہ صاحبین امام صاحب کے مخالف و معاند تھے استغفر اللہ۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ محض بعض امور میں اختلاف رائے کی بنا پر جس کا درجہ میرے اعلان ملقب بعنوان "اظہار اشرف علی کے مسلک کی شرح" میں بتلا دیا گیا ہے۔ مجھے حضرت مولانا کا مخالف کیوں سمجھا جاتا ہے غور کرنے کی بات ہے کہ میرا یہ اختلاف حضرت مولانا کے ساتھ آج نہیں پیدا ہوا بلکہ بہت زمانہ پیشتر کا ہے پس اگر یہ اختلاف دینی حیثیت سے مضر تھا تو خود حضرت مولانا نے مجھے اپنی اتباع پر کیوں نہ مجبور کیا یا اس اختلاف کو مذموم کیوں نہیں فرمایا۔ اور اگر یہ اختلاف مخالفت تھا تو حضرت قدس سرہٗ نے اخیر تک مجھ سے وہی سابق شفقت بزرگانہ کا برتاؤ کیوں رکھا یہ واقعات خود بتلاتے ہیں کہ یہ اختلاف نہ دینی حیثیت سے مضر تھا اور نہ اس کو مخالفت کہا جا سکتا ہے پھر میں نہیں سمجھتا کہ لوگ اس کو خواہ مخواہ مخالفت کیوں کہتے ہیں۔ پھر حضرت مولانا قدس سرہٗ نے اپنے اُس خطبہ میں جو خلافت کانفرنس کلکتہ میں پڑھا گیا تھا صاف فرما دیا ہے کہ ترک موالات وغیرہ جملہ امور میں انجام بینی اور احتیاط سے کام لیا جاوے کسی جوش یا جذبہ کی اتباع بغیر تامل و مشورہ ہرگز نہ کی جاوے (البرید ۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء) اس میں انجام بینی اور احتیاط کا صاف اور صریح حکم موجود ہے اب اگر مجھ کو انجام بینی اور احتیاط کا مقتضیٰ ان تحریکات سے کنارہ کشی ہی معلوم ہوئی تو کیا گناہ ہو گیا اور مجھے حضرت مولانا کا مخالف کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ پھر حضرت مولانا کے زبانی ارشادات[عہ] اس اختلاف کو جائز رکھتے ہیں غرض مجھ پر حضرت مولانا قدس سرہٗ کی مخالفت کا الزام محض بہتان ہے۔ رہا یہ الزام کہ میرے بعض متعلقین حضرت قدس سرہٗ کے مخالف ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے کسی متعلق نے حضرت کی شان میں نہ تقریراً کوئی گستاخی کی اور نہ تحریراً اور اگر کوئی ایسا کرتا تو میں عمر بھر کے لئے اُس سے قطع تعلق کر دیتا۔

بعض لوگوں نے یہ تہمت بیچارے مولوی ظفر احمد و مولوی حبیب احمد کی تحریرات پر رکھی ہے۔ مگر اُن کی عبارتیں حضرت اقدس کے ساتھ شدت عقیدت و غایت احترام کو ظاہر کر رہی ہیں، مثلاً آخری پیام میں وہ دونوں لکھنے والے ہم نے اپنی متعدد تحریروں میں اس امر کو صاف ظاہر کر دیا ہے کہ نہ ہم کو حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ

عہ ان میں سے بعض ارشادات رسالہ ذکر محمود میں (جو ایک مختصر تذکرہ حضرت مولانا کا ہے) مذکور بھی ہیں ان ارشادات کو آگے مضمون نمبر ۹ میں نقل بھی کر دیا گیا ہے ۱۲ مرتب سوانح

سے کبھی مخالفت ہوئی اور نہ اب ہے بلکہ ہم اُن کے ساتھ حسن عقیدت کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ نیز یہ بھی بالکل غلط ہے کہ میں گورنمنٹ سے تنخواہ پاتا ہوں اگر کسی کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہو تو میں عام طور پر ہر شخص کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ پیش کرے اور اگر وہ پیش نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکتا تو اُس کو چاہئے کہ توبہ کرے غرض واقعات تو یہ ہیں مگر میں اپنی طرف سے اس کی اشاعت کرنا مذکورۂ بالا وجوہ سے گوارا نہیں کرتا۔ ہاں اگر کوئی دیندار از خود بلا اس قصد کے کہ وہ میرا تبریہ کرے محض مسلمانوں کو دینی مضرتوں سے بچانے کے لئے ایسا کرے تو اُسے اختیار ہے نہ میں اُسے منع کرتا ہوں نہ حکم دیتا ہوں میں تو اس پر نظر رکھتا ہوں۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ٥۔

مضمون ثالث

حضرت قطب عالم مولانا مولوی محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ کی شہادت

(از رسالہ النور بابت ماہ صفر ۱۳۴۰ھ)

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب دام ظلہما کے متعلق

اس وقت ہم حضرت اقدس جناب قبلہ مولانا مولوی محمود الحسن صاحب قدس سرہ العزیز کا وہ کرامت نامہ شائع کرتے ہیں جو آں قبلہ نے جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب سیوہاروی کے ایک استفسار کے جواب میں مولوی صاحب ممدوح کو تحریر فرما دیا تھا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سراپا ہدایت والا نامہ سے ہدایت حاصل کریں اور اپنے کو دین و دنیا کے خسارہ سے بچائیں۔

اس کرامت نامہ سے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے قلب و ذہن میں حضرت قبلہ حکیم الامۃ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت اقدس جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی دینی عظمت کا کس قدر گہرا اثر تھا اور ان برگزیدگان حق سبحانہ کی بدگوئی ... اور قابل نفرت سمجھتے تھے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

سوال جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب سیوہاروی

مولوی خلیل الرحمن صاحب نے حضرت دیوبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں شروع ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ

میں ایک عریضہ اس مضمون کا ارسال کیا تھا کہ بعض حضرات حضرت تھانوی مدظلہ و حضرت سہارنپوری مدظلہ کے متعلق ناشایستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کوئی منافق بتلاتا ہے کوئی خفیہ پولیس کہتا ہے کہ ان حضرات کو امداد ملتی ہے۔ اور یہ سرکاری آدمی ہیں نعوذ باللہ تعالیٰ منہ ومن سوء الظن۔ (نوٹ ملحق فیما بعد از اشرف علی) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس واہیہ میں میرا شریک ہونا میرے لئے ایسا ہی تسلی بخش تھا جیسا حضرت کعب بن مالکؓ کے لئے حضرت مرارہ بن الربیعؓ و ہلال بن امیہؓ کا شریک ہونا جس کو حضرت کعب بن مالکؓ ان الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں فذکر والی رجلین صالحین قد شهد ابدرا فیهما اسوة بی الخ رواہ الشیخان مع غیرھما وفی مثلہ قیل ؎

پائے در زنجیر پیش دوستاں	بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

نوٹ ختم ہوا آگے اصل مضمون کا بقیہ ہے۔

اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر اجازت ہوگی تو حضور والا کے جواب کو طبع کراؤں گا۔ نیز یہ بھی درخواست کی تھی کہ جواب دست مبارک سے تحریر فرمایا جاوے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی درخواست کو منظور فرما کر عریضہ کا جواب دست مبارک سے تحریر فرمایا وہ جواب بلفظہ ذیل میں منقول ہے۔

جواب حضرت اقدس جناب مولانا مولوی محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پہونچا سخت تحیر ہوا میری سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ کوئی مسلمان جوان حضرات کو جانتا بھی ہو وہ ان کی شان میں وہ الفاظ بجنسہ استعمال کرے جو آپ کے قلم سے نکلے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کا تعجب ہے کہ آپ نے ایسے ناپاک اور بیہودہ لفظوں کو کیسے نقل کیا اور بصورت فتویٰ اُن جوابات کی اشاعت کا کیسے تہیہ کیا۔ بالفرض کسی نے ایک نے دو نے یہ کلمات خبیثہ کہکر اپنی عاقبت خراب بھی کی تو کیا یہ کلمات اس قابل ہیں کہ کوئی سمجھدار ان بزرگوں کا معتقد اُن جھوٹے اور گندے لفظوں کو طبع کرا کر اور اون کے متعلق فتویٰ مرتب کر کے علی العموم سب تک پہونچانے میں سعی کرے؎ العیاذ باللہ العظیم نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اور فہم کو سمجھ دے۔ میں آپ کی عنایات سے اُمید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ ایسے امور سے احقر کو معاف رکھیں گے جن کے سُننے کی مجھکو ہمت نہیں اور جن کا سُننا سراسر موجب اضطراب و قلق ہوتا ہے اور بالفرض اگر آپ نے احقر کی اُمید کے خلاف کیا تو جواب کی توقع نہ فرمائیے۔ والسلام فقط

بندہ محمود عفی عنہ۔ دیوبند ہر ذیقعدہ (۱۳۳۶ھ)

اس کرامت نامہ کے صادر ہونے کے بعد مولوی صاحب سیوہاروی نے معذرت کا عریضہ ارسال کیا جس کا

ع؎ افسوس کہ اب وہ زمانہ آگیا کہ ان کی اشاعت کی ضرورت ہوئی (مدیر)

Marfat.com

جواب حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے دست مبارک کا تحریر فرمودہ صادر ہوا جو ملخصاً درج ذیل ہے۔

مکرم بندہ سلمکم اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کا عنایت نامہ وصول ہوا۔ مکرما عوام کی عقیدت وعدم عقیدت اُن کے خیالات کی موافقت پر مبنی ہے وبس۔ اس لئے اُن کی عقیدت، وعدم عقیدت دونوں قابل اعتبار نہیں۔ باقی نہ بندہ آپ سے پہلے ناخوش تھا اور نہ اب ناخوش ہے۔

مضمون رابع

الروضۃ الناضرۃ فی المسائل الحاضرۃ

(از مرقومہ نصف ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مسودہ قلمی مجلس خیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوٹ۔ یہ قلمی مضمون شرح کے انتظار میں ابھی تک شائع نہیں ہوا گر اس کی نقل بہت اہل علم نے زمانہ تسوید ہی میں کئے ہیں اب شرح بھی تیار ہے مگر سامان طباعت کا نہیں ہوا ۱۲

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ یہ ایک تحریر ہے جو جامع ہے جزئیات حاضرہ کے احکام کو اس کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ اس کے قبل یا تو بعض مختصر مضمون بطور قول کلی کے شائع ہوئے جن میں جزئیات سے کافی تعرض نہ تھا اور یا زبانی یا خطی سوالات کے جواب منتشر طور پر مشہور ہوئے جن میں بوجہ عدم انضباط مجموعہ اجوبہ ناتمام نقل ہونے سے تغیر و تبدل ہوگیا اس لئے ضروری جزئیات کے احکام کا یکجا جمع کر دینا مناسب معلوم ہوا مگر چونکہ اس میں اکثر اصطلاحات علمی ہیں اس لئے غیر علماء کو علماء سے سمجھ لینے کی ضرورت ہوگی۔ اور اس کے دو جزو ہیں مسائل۔ دلائل دونوں کو علی الترتیب لکھتا ہوں۔ واللہ الموفق والمعین فی کل باب۔ وھو الھادی الی الصواب

المسئلۃ الاولیٰ

مدافعت کفار کی مطلقاً اہل اسلام سے اور خصوص سلطنت اسلامیہ سے [illegible] ت در جس میں سلطنت اسلامیہ واقعیہ، سلطنت اسلامیہ مزعومہ کا سب داخل [illegible] مقامات مقدسہ بالخصوص حرمین شریفین بھی داخل ہیں سب مسلمانوں پر فرض ہے [illegible] الاحوال مگر اُس کی فرضیت کے کچھ شرائط ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں بلکہ اُن کے ایک شرط استطاعت بھی ہے

اور استطاعت سے مراد استطاعت لغویہ نہیں، استطاعت شرعیہ ہے جس کو اس حدیث نے صاف کر دیا ہے۔ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ الحدیث رواہ مسلم مشکوۃ باب الامر بالمعروف. ظاہر ہے کہ استطاعت باللسان ہر وقت حاصل ہے پھر اس کے انتفاء کی تقدیر کب متحقق ہوگی اس سے ثابت ہوا کہ استطاعت سے مراد یہ ہے کہ اُس میں ایسا خطرہ نہ ہو جس کی مقاومت بظن غالب عادۃً ناممکن ہو۔ اسی طرح ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس دفاع کے بعد اس سے زیادہ شر میں مبتلا نہ ہو جائیں مثلاً کفار کی جگہ کفار ہی مسلط ہوں یا مرکب کافر و مسلم سے کہ مجموعہ تابع اخس کے ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں غایت ہی مفقود ہے اور وہ اخلاء الارض من الفساد ہے۔ اور قاعدہ ہے الشئی اذا خلا عن الغایۃ انتفی۔

المسئلۃ الثانیہ

اور اگر ایسا خطر ہو تو پھر وجوب تو ساقط ہو جائے گا۔ باقی جواز اس میں تفصیل ہے بعض صورتوں میں جواز بھی نہیں بعض میں جواز بلکہ استحباب بھی ہے اور مدار بنا جواز و عدم جواز یا استحباب کا اجتہاد اور رائے پر ہے پس اس میں دو اختلاف کی گنجائش ہے۔ ایک علمی کہ واقعات سے ایک شخص کے نزدیک عدم جواز کی بنا متحقق ہے اور دوسرے کے نزدیک جواز یا استحباب کی۔ دوسرا عملی کہ باوجود بنا جواز یا استحباب پر متفق ہونے کے ایک نے بنا بر عدم وجوب رخصت پر عمل کیا دوسرے نے بنا بر استحباب عزیمت پر عمل کیا ایک کو دوسرے پر ملامت کرنے کا حق نہیں۔ اور اگر کسی مقام پر تسلط مسلمان ہی کا ہو مگر وہ مسلمان کافر سے مسالمت رکھتا ہو تو اُس کو تسلط کافر کہنا محل تامل ہے۔

(المسئلۃ الثالثۃ)

بائیکاٹ یا نان کو اپریشن یہ شرعاً افراد جہاد میں سے نہیں۔ دلائل میں ملاحظہ کیا جاوے بلکہ مستقل تدابیر مقاومت کی ہیں جو فی نفسہ مباح ہیں اور بعض خطرات کی صورت میں مباح بھی نہیں رہتیں۔ اور ممکن ہے کہ کوئی اپنے اجتہاد سے کسی مصلحت ضروریہ کے سبب ضروری بھی کہدے مگر وہ وجوب اجتہادی ہوگا دوسرے پر حجت نہیں اور اس سے اُسکو واجبات مقصودہ شرعیہ سے نہیں کہا جا سکتا اور مقتضیات کے اختلاف سے اس میں بھی مثل مسئلہ ثانیہ کے جوازاً و منعاً یا ایجاباً اختلاف ہو سکتا ہے۔ نیز آئندہ دلائل میں جو قصہ ثمامہ کا مذکور ہے اوس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بائیکاٹ نہ کرنے کو موالاۃ کہنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر موالاۃ کی تہمت لگانا ہے۔

(المسئلۃ الرابعۃ)

موالات حقیقی بمعنی دوستی قلبی، ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے اس میں ذمی و حربی محارب مسالم سب برابر ہیں ویستوی فیہ لا اسود ولا ابیض۔

Marfat.com

(المسئلۃ الخامسۃ)

موالات صوری یعنی دوستی ظاہری یعنی ایسا برتاؤ جیسا دوستوں سے ہوتا ہے جس کو مدارات کہتے ہیں اپنی مصلحت و منفعت مال یا جاہ کے لئے درست نہیں بالخصوص جبکہ ضرر دین کا بھی مظنون ہو تو بدرجہ اولی یہ اختلاط حرام ہوگا ویستوی فیہ ایضاً الاسود والابیض۔

(المسئلۃ السادسۃ)

وہی مدارات مذکورہ دفع مضرت کے لئے جائز ہے اور معتبر ظن مضرت ہے نہ کہ توہم بعید۔

(المسئلۃ السابعۃ)

اسی طرح توقع ہدایت کے لئے بھی مدارات کرنا درست ہے۔

(المسئلۃ الثامنۃ)

اسی طرح ضعیف ہونے کی وجہ سے مدارات درست ہے۔

(المسئلۃ التاسعۃ)

مواساۃ یعنی احسان و نفع رسانی اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز ہے اور غیر اہل حرب میں مسالم اور ذمی دونوں آگئے لیکن دو حالتیں مستثنیٰ ہیں ایک یہ کہ کسی خاص موقع پر حربی کے ساتھ احسان کرنے میں اہل اسلام کی مصلحت ہو یا اُس کے اسلام کی توقع ہو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص کسی اضطراری احتیاج مثلاً جوع و عطش یا تردی یا ہدم سے مشرف علی الہلاک ہو۔

بھوک ۱۲ پیاس ۱۲ اوپر سے گر پڑنا ۱۲ مکان گر پڑنا ۱۲

(المسئلۃ العاشرۃ)

موالات بمعنی نصرت یعنی کفار کی مدد کرنا اگر اسلام کو مضر ہو علی الاطلاق ناجائز ہے خواہ اضرار کا قصد بھی ہو یا قصد نہو مگر وہ فعل موضوع ہو اضرار کے لئے دونوں کا ایک حکم ہے۔

(المسئلۃ الحادیۃ عشر)

اور جس نصرت سے اسلام کو مضرت نہ ہو مگر وہ فی نفسہٖ جائز ہو اس میں بھی نصرت ناجائز ہے۔

(المسئلۃ الثانیۃ عشر)

اور اگر وہ مضر اسلام بھی نہ ہو اور فعل بھی مباح ہو اگر بلا عوض ہے مواساۃ [illegible] کی قسم ہے اور اگر بعوض ہے آگے مسئلہ رابعہ عشر میں اُس کا حکم آتا ہے اور یہ بھی موالات [illegible] نہیں

(المسئلۃ الثالثۃ عشر)

یہ حکم تو نصرت کا تھا اور موالات بمعنی استنصار اگر استخدام کے طور پر ہو یعنی وہ اہل اسلام کا بالکل تابع ہو

اور احتمال غدر بھی نہ ہو جائز ہے اور اگر مساوات یا متبوعیت کے طور پر ہو جیسا اس وقت اکثر ایسا ہی ہو رہا ہے یا احتمال غدر ہو بوجہ احتمال ضرر اسلام ناجائز ہے اور اس متبوعیت سے استنصار اضطراری مستثنیٰ ہے یعنی جہاں مسلمان محکوم ہوں۔

(المسئلۃ الرابعۃ عشر)

یہ تو موالات باقسامہا الحقیقیہ والصوریۃ کا حکم تھا۔ اب معاملات کا حکم سمجھئے کہ جن عقود میں کوئی ناجائز کام نہ کرنا پڑے کفار کے ساتھ درست ہیں خواہ ذمی ہوں یا حربی مسالم (صلح والے ۱۲) یا غیر مسالم (صلح نہ کرنے والے ۱۲) اور اُن سے وہ معاملات مستثنیٰ ہیں جو نصاً منہی عنہ ہیں جیسے غیر کتابی سے نکاح کرنا باقی دوسرے معاملات درست ہیں مثلاً اُن کی نوکری کرنا اُن کو نوکر رکھنا اُن سے قرض لینا۔ اُن کے پاس رہن رکھنا۔ ہدیہ دینا۔ اُن سے کچھ خریدنا اُن کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا باستثنا بعض اشیا کے بعض مواقع میں جن کی تفصیل دلائل میں ہے اور مواد مذکورہ مسئلہ عاشرہ وحادیہ عشر بھی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور بالفاظ بعید ان معاملات کو بمعنی مناصرۃ ومعاونت غیر جائزہ کہنا محض بلا دلیل ہے ورنہ فقہا ان معاملات کو جائز نہ فرماتے۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ ان معاملات سے مقصود اپنی مصلحت ہے حالاً (اب ۱۲) یا مآلاً (آئندہ ۱۲) نہ کہ کفار کی یا اگر ان کی مصلحت بھی ہے تو وہ اسلام کو مضر نہیں۔ جو معاملات کسی درجہ میں اعانت غیر کے افراد بن سکتے ہیں فقہا نے خود اُن میں سے بہت مواد کو جائز فرمایا ہے اور یہ تو اعانت ہی نہیں گو دوسرے کا نفع لازم آجاوے۔

(المسئلۃ الخامسۃ عشر)

اس وقت گاڑھا اور ولایتی کپڑا پہننے کا سوال اکثر ہوتا ہے اگر اس کی بنا مقاطعت ہے تب تو اس کا حکم مسئلہ ثالثہ ورابعہ عشر میں گذر چکا ہے اور اگر اس سے قطع نظر ہے تو دونوں میں اباحت ہے مگر تشبہ نہ ہنود کے ساتھ جائز ہے نہ انگریزوں کے ساتھ

(المسئلۃ السادسۃ عشر)

مقاصد یا طرق میں جو منکرات وبدعات منضم ہو گئے ہیں اُن کا قبح معلوم ہے مثلاً ایک لیڈر کا یہ مقولہ کہ زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے بھائیو خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اگر ہم اس رسی کو مضبوط پکڑ لیں گے تو چاہے دین ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے مگر دنیا ہمیں ضرور ملے گی (مدینہ بجنور ۲۱ فروری ۲۰ء) اور مثلاً یہ مقولہ اے اللہ ہم سے ایک نیک کام ہو گیا ہے کہ ہیں اور مہاتما گاندھی یقینی بھائی ہو گئے ہیں (فتح دہلی ۲۴ نومبر سنہ ۲۰ء) اور مثلاً ایک عالم کا یہ مقولہ "خدا نے اُن کو (گاندھی کو) ہمارے واسطے مذکر بنا کر بھیجا ہے قدرت نے ان کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے" (فتح مذکور) از نور ص۲۲۶ و ص۲۲۷ اور مثلاً مشرکین کو مساجد میں لیجا کر واعظ مسلمین بنانا۔ اُن کے قدم کو شہر کی خاک پاک کرنے والا کہنا اُن کے جائے قدوم کو قصور بہشتی پر طعنہ زن کہنا۔ ان کو مسیحا کہنا۔ انکو رحمت داور لکھنا۔ ان کی ثنا میں یہ کہنا کہ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست۔ گائے کی قربانی بند کرنے کا اہتمام کرنا۔

Marfat.com

قشقے لگوانا۔ مشرک کی ٹکٹکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر اُس کی جے بولتے ہوئے مرگھٹ لیجانا ڈولہ سجا کر قرآن مجید کو رامائن کے ساتھ رکھنا۔ یہ کہنا کہ ہم ایسا مذہب بنانا چاہتے ہیں جو ہندو مسلمانوں کا امتیاز اُٹھا دے گا۔ وغیر ذلک از جملت ۱۷ اگر کوئی ان قبائح کے سبب یا اور شرعی مانع کے سبب شرکت نہ کرے اُس کو کافر یا فاسق کہنا۔ اُس سے عداوت کرنا اُسکی ایذا کی فکر کرنا پھر ان منکرات پر نکیر ہونا یا ایسے اہتمام سے نہ ہونا جس اہتمام سے تحریکات کی اشاعت کی جاتی ہے اور مصالح میں مفاسد و منکرات کے انضمام کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ مصلحت واجب التحصیل نہو تو اُس کا چھوڑنا جائز تو ہر حال میں ہے اور کبھی مستحب اور کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے اور اگر واجب التحصیل ہو اختلافًا یا اتفاقًا تو وہاں اُس واجب کو بلا عذر ترک نہ کریں گے لیکن اختلافی میں یہ عدم جواز ترک اختلافی ہوگا مگر اُن مفاسد پر ہر حال میں انکار کریں گے اور جس درجہ کا مفسدہ ہوگا اوسی درجہ کا انکار واجب ہوگا اور اگر کوئی عذر ہو تو اعتقاداً اتفاق واجب ہے گا اور عملاً معتقد عذر معذور ہوگا

(المسئلة السابعة عشر)

فروع اختلافیہ میں جب دونوں قولوں پر دلیل شرعی قائم ہو تو دونوں طرف احتمال صواب و خطا کا برابر رہے گا کسی جانب قائلین کا کثیر ہونا علامت صواب کی اور قلیل ہونا علامت خطا کی نہیں ہے اور اس کثرت کو اجماع کہنا یہ تو بالکل ہی اختراع ہے۔

(المسئلة الثامنة عشر)

جس عمل نافع میں نہ دنیوی ضرر ہو جس سے شرعًا معذور سمجھا جاتا ہے نہ دینی ضرر اُس میں تقاعد کرنا خلاف حمیت ہے جیسے انگورہ کا چندہ کہ اعانت مسلمین و غازیین کا طاعت ہونا ظاہر ہے اور حکام نے تصریحًا اجازت بھی دیدی ہے اس میں ہرگز دریغ نہ کرنا چاہئے اور یہ احتمال کہ حکام دل سے پسند نہ کریں گے وسوسہ محضہ ہے جو موثر نہ ہونا چاہئے

(المسئلة التاسعة عشر)

اور جو شخص کسی قسم کی بھی سعی نہ کرسکے وہ دل سے دعا تو کیا کرے بلکہ اِن سعی بھی اصل سرمایہ اسی کو سمجھیں کیونکہ مفاتیح خزائن مقاصد رب حقیقی ہی کے ہاتھ میں ہیں ما یفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لها وما یمسک فلا مرسل له من بعدہ۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے جس رحمت کے دروازہ کو کھول دیں اُس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جس کو بند کردیں اُس کو جاری کرنے والا کوئی نہیں۔

(المسئلة العشرون)

جس میں میرا طرز عمل اور مشورہ مذکور ہے۔ ان اعمال میں جو امور شرعًا منکر ہیں اُن کو اعتقاداً اور عملاً واجب الترک جانتا ہوں اور جو مستحسن اتفاقی ہیں اُن کو اعتقاداً تو حسن جانتا ہوں باقی عملاً جن پر قدرت ہے اُن کو قابل عمل اور جن پر قدرت نہیں اُن میں اپنے کو معذور سمجھتا ہوں اور جو اختلافی ہیں اُن میں اپنی تحقیق پر عمل کرتا ہوں

Marfat.com

اور دوسری جانب کو بھی محل ملامت نہیں سمجھتا اور نہ ان میں کسی کو اپنے مسلک کی طرف دعوت دیتا ہوں البتہ کوئی مخلص خواہ واقع میں مخلص ہو خواہ اپنے کو مخلص ظاہر کرے اور میرا وجدان اُس کی تکذیب نہ کرے ایسا شخص اگر میرے مسلک کو دریافت کرتا ہے اور مجکو وجدان سے دو امر مظنون ہوں ایک یہ کہ متردد ہے دوسرے یہ کہ عمل کے لئے پوچھتا ہے کسی سے قیل وقال یا بحث وجدال نہ کرے گا اُس کو خاص طور پر بتلا دیتا ہوں۔ باقی کسی کو خود کچھ نہیں کہتا اور دیانت اسی کو سمجھتا ہوں کہ جس شق کا حق ہونا محقق ہو اُسی کو اختیار کرے محض مال یا جاہ کی غرض سے اُس کو ترک نہ کرے ہاں شرعًا اکراہ کا درجہ ہو جاوے خواہ حکام سے یا عوام سے اُس وقت اکراہ کے مسائل پر عمل کرے اور دوسری شق مختلف فیہ میں اختلاف والوں کی مخالفت یا اُن کے خلاف کی کوشش نہ کرے اور یہی دوسرے مسلمانوں کو بھی مشورہ دیتا ہوں پھر باوجود میرے اس قدر صفائی اور نرمی کے اگر پھر بھی کوئی مجکو بدنام کرے تو بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہوں وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ نصف ربیع الاول ۱۳۴۰ھ

الدلائل

اما علی الاول فما فی الدر المختار ولابد لفرضیتہ من قید اٰخر وھو الاستطاعۃ الی قولہ و شرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق فان علم انہ اذا حارب قتل وان لم یحارب اسر لم یلزمہ القتال وفی رد المحتار قولہ القدرۃ علی السلاح ای وعلی القتال وفی الدر المختار اورد بعد الحد ودلاتحاد المقصود وفی رد المحتار وھو اخلاء الارض من الفساد ص۳۳۶ ج۳ وقد افتی استاذی بنصرۃ بعض اھل البدعۃ فی مقابلۃ اھل الکفر لان اھل الکفر انما زاحموھم فی البدعۃ زعما منھم انھا من الاسلام وذکر النووی فی حدیث مسلم فی تاویل شرط ولاء بریرۃ للبائعین ما لفیہ والثانیۃ والعشرون احتمال اخف المفسدتین لدفع اعظمھا واحتمال مفسدۃ یسیرۃ لتحصیل مصلحۃ عظیمۃ اھ ص۴۹۴ ج۱

وعلی الثانیۃ فما فی العالمگیریۃ والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاھل الاسلام باجتھادہ او باجتھاد من یعتقد فی اجتھادہ ورائہ وان کان لا یرجو القوۃ والشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التھلکۃ ص۲۹۱ ج۲ وفی رد المحتار علی القول المذکور اولا قولہ لم یلزمہ القتال یشیر الی انہ

عـہ اور اگر کسی پر ملامت کی گئی ہے تو اُس کے کسی فعل منکر پر ملامت کی گئی ہے مثلاً کسی نے ہندوؤں کے اتحاد واتفاق میں حد سے تجاوز کیا یا مجھ پر کوئی غلط اتہام لگایا یا محض اختلاف رائے فی المسائل کی وجہ سے اُس نے دوسرے فریق پر طعن وتشنیع کی اور اُنکو فاسق وکافر بنایا وغیرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

لو قاتل حتی قتل جاز لکن ذکر فی شرح السیر انہ لا باس ان یحمل الرجل وحدہ وان ظن انہ یقتل اذا کان یصنع شیئاً بقتل او بجرح او بھزم فقد فعل ذلک جماعۃ من الصحابۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد ومدحھم علی ذلک فاما اذا علم انہ لا ینکی فیھم فانہ لا یحل لہ ان یحمل علیھم لانہ لا یحصل بحملتہ شیٔ من اعزاز الدین بخلاف نھی فسقۃ المسلمین عن منکر اذا علم انھم لا یمتنعون بل یقتلونہ فانہ لا باس بالاقدام وان رخص لہ السکوت لان المسلمین یعتقدون ما یأمرھم بہ فلا بد ان یکون فعلہ مؤثراً فی باطنھم بخلاف الکفار ص ـــ وجلد مذکور

وعلی الثالثۃ ما فی الدر المختار وعرفہ ابن الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی سبیل اللہ مباشرۃً او معاونۃً بمال او رأی او تکثیر سواد او غیر ذلک وفی رد المحتار کمداواۃ الجرحی وتھیئۃ المطاعم والمشارب ج۳ ص۲۳۶ وفی صحیح البخاری فی قصۃ ثمامۃ بن اثال فلما قدم مکۃ (یعنی بعد الاسلام) قال لہ قائل صبوت قال لا ولکن اسلمت مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا واللہ لا تاتیکم من الیمامۃ حبۃ حنطۃ حتی یاذن فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحافظ فی الفتح زاد ابن ھشام ثم خرج الی الیمامۃ فمنعھم ان یحملوا الی مکۃ شیئاً فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تامر بصلۃ الرحم فکتب الی ثمامۃ ان یخلی بینھم وبین الحمل الیھم اھ ج۸ ص۶۹ وفیہ ایضاً ج۸ ص۷۶ وکانت قصۃ (یعنی ثمامۃ) قبل وفد بنی حنیفۃ بزمان فان قصتہ صریحۃ فی انھا کانت قبل فتح مکۃ اھ وفی الھدایۃ بعد منع من بیع السلاح والحدید من اھل الحرب ولو بعد الموادعۃ ما نصہ وھذا ھو القیاس فی الطعام والثوب الا انا عرفناہ بالنص فانہ علیہ السلام امر ثمامۃ ان یمیر اھل مکۃ وھم حرب علیہ اھ

وعلی الرابعۃ قولہ تعالی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء وقولہ تعالی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ

وعلی الخامسۃ قولہ تعالی ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً

وعلی السادسۃ قولہ تعالی الا ان تتقوا منھم تقاۃ وقولہ تعالی فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ ۔

وعلی السابعۃ قولہ تعالی فانت لہ تصدی

وعلی الثامنۃ ما روی ابو داؤد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انزل وفد ثقیف فی مسجدہ اھ

وعلی التاسعۃ قولہ تعالی لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من

Marfat.com

دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون۔

فی العالمگیریۃ ولاباس بان یصل الرجل المسلم المشرک قریبا کان اوبعیدا محاربا کان اوذمیا واراد بالمحارب المستامن واما اذا کان غیر المستامن فلا ینبغی للمسلم ان یصلہ بشئ کذا فی المحیط وذکر القاضی الامام رکن الاسلام علی السغدی اذا کان حربیا فی دار الحرب وکان الحال حال مسالمۃ وصلح فلاباس بان یصلہ کذا فی التاتارخانیۃ ج۲ ص۲۳۵ من تتمۃ امداد الفتاوی وفی حاشیۃ العلامۃ شیخزادہ علی البیضاوی وثانیھا المعاشرۃ الجمیلۃ فی الدنیا بحسب الظاھر وذلک غیر ممنوع منہ وقال علیہ السلام فی کل ذات کبد رطبۃ اجر۔

وعلی العاشرۃ والحادیۃ عشر قولہ تعالی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان

وعلی الثالثۃ عشر ما فی الدر المختار اودل الذمی علی الطریق ومفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان علیہ السلام بالیھود علی الیھود فی رد المحتار قولہ عند الحاجۃ اما بدونھا فلا لانہ لایومن غدرہ قولہ وقد استعان علیہ الصلوۃ والسلام الخ ذکر فی الفتح ان فی سندہ ضعفا وان جماعۃ قالوا لایجوز لحدیث مسلم انہ علیہ الصلوۃ والسلام خرج الی بدر فلحقہ رجل مشرک فقال ارجع فلن استعین بمشرک الحدیث وروی رجلان ثم قال وقال الشافعی رح علیہ الصلوۃ والسلام المشرک والمشرکین کان فی غزوۃ بدر ثم انہ علیہ الصلوۃ والسلام استعان فی غزوۃ خیبر بیھود من بنی قینقاع وفی غزوۃ حنین بصفوان بن امیۃ وھو مشرک فالرد ان کان لاجل انہ کان مخیرا بین الاستعانۃ وعدمھا فلا مخالفۃ بین الحدیثین وان کان لاجل انہ مشرک فقد نسخ ما بعدہ ج۳ (ص۳۳۶) وفی فتح القدیر ولاباس ان یستعان بالمشرکین علی قتال المشرکین اذا خرجوا طوعا ویرضخ لھم ولایسھم ولایکون لھم رایۃ تخصھم الخ ج۵ ص۲۳۵ وفی رد المحتار باب الجمعۃ فی معراج الدرایۃ من المبسوط البلاد التی فی ایدی الکفار بلاد الاسلام لابلاد الحرب لانھم لم یظھروا فیھا حکم الکفر بل القضاۃ والولاۃ مسلمون یطیعونھم من ضرورۃ اوبدونھا وکل مصر فیھا وال من جھتھم یجوز فیہ اقامۃ الجمعۃ والاعیاد الخ ج۱ ص۸۲۲ وقد عرف اطاعۃ الصحابۃ والتابعین لیزید والحجاج اطاعۃ العلماء للتتار فی بغداد وفی تفسیر ابن جریر الا ان تتقوا منھم تقاۃ الا ان تکونوا فی سلطانھم فتخافونھم علی انفسکم فتظھروا لھم الولایۃ بالسنتکم وتضمروا لھم العداوۃ ولاتتاجوھم علی ماھم علیہ من الکفر ولاتعینوھم علی مسلم بفعل اھ از فرقان۔

Marfat.com

وعلی الرابعۃ عشر ما فی الریاض جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ینزع للیہودی کل دلو بتمرۃ حتی اجتمع لہ شئ من التمر (وفی الاجارۃ) وفی ابن خلدون وابن ھشام استاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن اریقط الدؤلی وکان کافرا (وفیہ الاستیجار) وفی المشکوۃ عن علی ان یہودیا کان یقال لہ فلان حبر کان لہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنانیر فتقاضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا یہودی ما عندی ما اعطیک الخ (وفیہ القرض) وفی صحیح البخاری قد رھن النبی صلی اللہ علیہ وسلم درعا لہ بالمدینۃ عند یہودی واخذ شعیرا لہ (وفیہ الرھن) وفی الروض الانف اھدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی سفیان عجوۃ واستھدا الا دما فاھداہ ابو سفیان وھو علی شرکہ (وفیہ الاھداء والاستھداء) وفی المحیط اذا خرج للتجارۃ الی ارض العدو بامان فان کان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذلک ولہ فی ذلک منفعۃ فلا باس وفی الھدایۃ اذا اراد المسلمان یدخل دار الحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذلک منہ وکذلک اذا اراد حمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی القنیۃ لا یمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر فیھا فان کان خزا من ابریسم اودیبا وقاقا من القز فلا باس بادخالھا الیھم ولا بادخال الصفر والشبہ الیھم لان ھذا لا یستعمل للسلاح وفیھا قال محمد لا باس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ما شاء الا الکراع والسلاح (وفی ھذہ الروایات البیع والشراء منھم الا ما استثنی) وفی الھدایۃ من ارسل اجیرا لہ مجوسیا او خادما الخ وفی فتاوی الامام طاھر البخاری مسلم آجر نفسہ من مجوسی لا باس بہ وفی الروض الانف براء ملاعب الاسنۃ ارسل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی قد اصابنی وجع احسبہ قال یقال لہ الدبیلۃ فابعث الی بشئ اتداوی بہ فارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعکۃ عسل وم... یستشفی (من رسالۃ النور) وفی الدر المختار کتاب القضاء ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم الخ وفی ... وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم انہ یتخذہ خمرا لان المعصیۃ لا تقوم بعینہ بل بعد تغیرہ وقیل یکرہ لاعانتہ علی المعصیۃ ... قولہ بخلاف بیع امرد ممن یلوط بہ وبیع سلاح من اھل الفتنۃ لان المعصیۃ تقوم بعینہ ... النھر وعلم من ھذا انہ لا یکرہ بیع ما لم تقم المعصیۃ بہ کبیع الجاریۃ المغنیۃ ... الطیارۃ والعصیر والخشب ممن یتخذ منہ المعازف وما فی ... فاسق یعلم انہ یعصی بہ مشکل والذی جزم بہ الزیلعی فی الغصب ... یاتیھا فی دبرھا وبیع غلام من لوطی وھو الموافق ... فی الخانیۃ ...

Marfat.com

التنزیہ وھو الذی تطمئن الیہ النفوس اذ لا یشکل انہ وان لم یکن لہ معینا انہ متسبب فی الاعانۃ ولم ارمن تعرض لھذا اھ ج ۵ ص۳۰۵ وفی صحیح البخاری عن عبد الرحمن بن ابی بکر ثم جاء مشرک مشعان طویل بغنم یسوقھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیعا ام عطیۃ قال لا بل ابیع فاشتری منہ شاۃ اھ (فرقان) قال العینیؒ کرہ اھل العلم ذلک (ای الاجارۃ من الکافر) الا للضرورۃ بشرطین احدھما ان یکون عملہ فیما یحل للمسلم والآخران لا یعینہ علی ما ھو ضرر علی المسلمین وقال ابن حجر معاملۃ الکفار جائزۃ الا ما یستعین بہ اھل الحرب علی المسلمین اھ

وعلی الخامسۃ عشر ما فی الثالثۃ والرابعۃ عشر۔

وعلی السادسۃ عشر کون قبح ھذہ الامور ظاھرؒ وفی الدر المختار باب الجنائز وتزجر النائحۃ ولا یترک اتباعھا لاجلھا ای لاجل النائحۃ لان السنۃ لا تترک بما اقترن بھا من البدعۃ ولا یرد الولیمۃ حیث یترک حضورھا البدعۃ فیھا للفارق بانھم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامھا ولا کذلک الولیمۃ لوجود من یاکل الطعام عن ابی السعود ج ۱ ص۹۳۲

وعلی السابعۃ عشر تعامل علماء الامۃ علی عدم ترکھم واحدا من الاقوال المجتھد فیھا بھذا العذر وکثیر من مسائل الحنفیۃ شانہ کذلک کنفاذ قضاء القاضی ظاھرا وباطنا واباحۃ الربوا فی دار الحرب وعدم الترجیح بکثرۃ الادلۃ ونحوھا ولا یراد بالسواد الاعظم ھذہ الکثرۃ والا لوجب ترک اقوال ابی حنیفۃ التی شانھا کذلک مثلا واللازم منتف فکذا الملزوم وفی البراھین القاطعۃ عن التوضیح السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ھو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقھم طریق الرسول علیہ السلام والصحابۃ دون اھل البدع اھ فکان المراد بالسواد الاعظم ھم اھل السنۃ والجماعۃ سواء کانوا متفقین او مختلفین فلا یجوز الخروج عن اتباعھم الی اتباع اھل البدع ولو باخذ قول بعض منھم وان کان ھذا البعض قلیلا۔ وفی المنار ونور الانوار فی تعریف الاجماع اتفاق مجتھدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی والشرط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر اھ

وعلی الثامنۃ عشر والتاسعۃ عشر والعشرین ظاھر غیر خفی۔

Marfat.com

مضمون خامس

تتمۂ اولیٰ حکایات الشکایات

(از رسالہ النور بابت ماہ صفر ۱۳۴۱ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت (۷) مع الشکایت

بعد الحمد والصلوٰۃ مدت ہوگئی جب سے یہ تحریکات جدیدہ شروع ہوئی ہیں۔ مہربانوں کی طرف سے جو کچھ ہدیہ لعن طعن کا میرے حصہ میں آرہا ہے سب کو معلوم ہے مگر میں نے کبھی اس طرف التفات نہیں کیا۔ اور اُن کے جواب کا اہتمام نہیں کیا۔ البتہ صرف ایک بار میں نے اپنے مسلک کی ضروری توضیح اور بعض احباب نے اس کے متعلق ایک ملفوظ شائع کیا تھا جب وہ بھی مفید ثابت نہ ہوئی اور ثابت ہوا کہ لعن طعن ہی مقصود ہے اور تحقیق اور انصاف مفقود ہے بالکل سکوت کرلیا چنانچہ اسی حالت پر ایک مدت گذر گئی لیکن اب ایک نئی بات یہ ہوئی کہ میں نے آغاز صفر ۱۳۴۱ھ میں ایک اعلان جا بجا اپنے قصبہ کے کوچہ و برزن میں چسپاں دیکھا جس کو بعض عنایت فرماؤں نے شائع کیا جس کے مضمون کو حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا ایک خط[ع] ظاہر کیا گیا ہے۔ اور محمد خلیل الرحمن صاحب دہلوی مقیم مراد آباد کی طرف سے اخبار ہمدم میں اس کا بھیجا جانا لکھا ہے۔ یہ چند سوالات و جوابات پر مشتمل ہے۔ اور ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ میں اُس خط کا پہنچنا لکھا ہے اُس میں سائل صاحب نے اس احقر کو موجودہ تحریکات کے خلاف بتلا کر اور جو شخص اس کے خلاف ہو اس کا حکم پوچھا ہے۔ اور یہ جواب نقل کیا ہے۔ کہ موجودہ تحریک بہت اچھی ہے اور اس میں شرکت ہر مسلمان کو فرض عین ہے۔ جو اس کے خلاف ہے وہ اسلام کے ساتھ میں دشمنی کرتا ہے کہ جو ایک گناہ عظیم ہے۔ اور جواب میں یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ ذاتیات سے بحث بندہ اچھی نہیں سمجھتا جو بھی اس کے خلاف ہے اس کے واسطے وہی حکم ہے اھ ملخصاً۔ اس تحریر سے دو اثر محتمل ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو لعن طعن عنایت فرماؤں کی بدولت ہو رہا ہے۔ اس میں کچھ اضافہ ہو جاوے سو یہ تو مجھکو گوارا ہے بقول شخصے کہ ... ویسی ہی سوسن۔ نیز مدت ہوئی ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ میں ایک مستقل اعلان عام ... ہوں عالی ہیں سب کو معاف بھی کرچکا ہوں۔ تو بعد معافی اس کا ذکر ہی کیا۔ دوسرا اثر یہ محتمل ہو سکتا تھا کہ کوئی میرا نادان ... خدا نخواستہ حضرت مولانا کی (جو کہ میرے استاد بھی ہیں اور میں ان سے نسبت و عقیدت کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھتا ہوں

ع اس خط کا جعلی ہونا مضمون سادس میں آگے معلوم ہوگا ... مولف سوانح

شان میں کوئی سوء ظن قلب میں پیدا کرے۔ جو مجھ کو کسی طرح گوارا نہیں اسی کے دفع کے لئے یہ چند سطور لکھنا چاہتا ہوں۔ رہا اس کا فیصلہ کہ یہ خط حضرت کا ہے بھی یا نہیں بدوں اصل خط کو دیکھے ہوئے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ گو اس خط کے بعض مضامین خود اس نسبت کی صحت میں بھی شبہ ڈالتے ہیں لیکن میں بلاتحقیق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر کسی کو اس کی جانچ کا شوق ہو آخری شائع کنندہ یا مجوزان اشاعت کہ اُن کے نام حسب ذیل ہیں منشی رفیق احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ الامداد تھانہ بھون و قاضی محمد اکرم صاحب تھانوی و حافظ احسان الحق صاحب تھانوی یا ایڈیٹر اخبار ہمدم سے ان خلیل الرحمن صاحب کا پورا پتہ ڈاک کا دریافت کرکے وہ خط منگا کر یا اگر بھیجنے سے عذر کریں تو اُن کے پاس کسی ایسے ثقہ شخص کو جو حضرت کا خط بخوبی پہچانتا ہو۔ ہمراہ لیجا کر وہ خط دکھلایا جاوے۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ یہ خلیل الرحمن صاحب سیوہارہ کے ہیں کسی مصلحت سے کچھ تاویل کرکے دہلوی مقیم مراد آباد لکھ دیا ہے۔ مگر اس کی نسبت بھی کچھ نہیں کہتا خواہ احتیاطاً ان سے بھی تحقیق کرلیا جاوے بہرحال جو صاحب بھی ہوں اگر تحقیق سے یہ تحریر حضرت کی ثابت نہ ہو۔ تب تو قصہ ختم ہوا۔ اور اگر ثابت ہو۔ تو ناظرین دو قسم کے ہوں گے۔ ایک وہ جو حضرت سے عقیدت رکھتے ہوں۔ اور بلا کاوش حقیقت کے اس تحریر کے مقتضائے ظاہری پر مجھ سے بدگمان ہو جاویں۔ سو میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔ دوسرے وہ جو مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں اور ان کے قلب میں حضرت کی طرف سے وسوسہ پیدا ہونے لگے چونکہ میری طرف سے اس کی اجازت نہیں۔ اسلئے اس وسوسہ کے دفع کا طریق بتلاتا ہوں۔

درایت

وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے جواب میں اس سے تعرض نہیں فرمایا۔ کہ سائل نے احقر کو جو خلاف لکھا ہے۔ آیا حضرت نے اس کو تسلیم کیا ہے یا نہیں بلکہ خط مذکور کی اس عبارت میں ذاتیات سے بحث بندہ اچھا نہیں سمجھتا۔ اس پر تنبیہ فرمادی کہ سوال میں کسی کا نام لینا حضرت نے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان جوابات کی تمہید میں بھی یہ عبارت ہے (خصوصاً "آپ کے بعض نازیبا سوالات کی وجہ سے" اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ آج کل روایات اور حکایات کا کچھ اعتبار نہیں۔ بلاتحقیق جس کی نسبت جو چاہا نقل کر دیا جو اکثر اوقات غلط بھی ثابت ہوتا ہے۔ رات دن اس کا مشاہدہ ہوتا ہے چنانچہ قریب ہی زمانہ ہوا کہ مکہ معظمہ سے منشی محمد حسین صاحب فیض آبادی کا جن کو خدام دربار گنگوہی خوب جانتے ہیں خط آیا اس میں انھوں نے ایک ایسی ہی خبر کا رد لکھا ہے۔ اخیر میں مضمون لے ملاحظہ ہو۔ غرض یہ تو معلوم ہوگیا کہ حضرت نے خصوصیت سے اس احقر پر کوئی حکم نہیں لگایا ہر اس شخص پر لگایا جو خلاف ہو۔ اب اس کی تحقیق باقی رہی کہ آیا یہ خلاف ہوں یا نہیں۔ سو اول خلاف کی حقیقت سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کی حقیقت محض اختلاف تو ہے نہیں یعنی اگرچہ دلیل شرعی ہی سے ہو ورنہ لازم آئے گا کہ ہر فرض میں اختلاف کرنے والا اگرچہ وہ فرض اجتہادی ہی ہو اور

Marfat.com

اگرچہ وہ اختلاف بدلیل شرعی ہو) گناہ عظیم کا مرتکب ہو تو اس صورت میں قرارت فاتحہ خلف الامام میں جو کہ بہت سے صحابہؓ کے نزدیک فرض عین ہے حنفیہ کا اختلاف بھی موجب گناہ عظیم ہوگا۔ وہو کما تری۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلاف مذموم وہ ہے جہاں مسئلہ ایسی دلیل سے ثابت ہو۔ جو ثبوتاً و دلالۃً قطعی ہو اور پھر اس میں کوئی منازعت و مزاحمت کرے یا دلیل غیر قطعی سے ثابت ہو۔ مگر کوئی شخص بلادلیل شرعی محض رائے سے اس کا انکار کرے سو مسائل متکلم فیہا ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہیں۔ نہ ان میں محض رائے سے کلام کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود حضرت مولانا بھی ان کو قطعی نہیں فرماتے تھے مجھ سے ابھی پانی پت میں حضرت کے ایک مخصوص و مقرب عالم نے حضرتؒ کا مقولہ بیان کیا کہ جب تیرے مقالات و خیالات حضرت نے سنے تو فرمایا کہ "اختلاف تو ٹھیک نہیں میرے جی میں یہ آتا ہے کہ میں ہی اپنی رائے سے کچھ ہٹ جاؤں" ممکن ہے کہ لفظوں میں کچھ تغیر تبدل ہوگیا ہو گر مضمون یہی ہے اور ظاہر ہے کہ قطعی کا ترک یا اس سے کچھ ہٹنا کسی حال میں درست نہیں اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت کے نزدیک بھی یہ مسائل قطعی نہیں۔ اور جب واقع میں قطعی نہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ تو نعوذ باللہ خلاف واقع حضرت کیسے قطعی سمجھ سکتے تھے۔ اور احقر کے مضمون شرح مسلک دلفوظ مندرجہ رسالہ النور جلد اول ؎ و ؎ سے اس اختلاف کی حقیقت اور اس کا اجتہادی ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔ اس مقام پر اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس مسلک کے بعض ادلۂ شرعیہ بہت اختصار کے ساتھ لکھے دیتا ہوں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ اختلاف محض رائے سے نہیں ہوا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وقال تعالیٰ وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستطاعۃ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ رواہ مسلم وفی الدر المختار ولابد لفرضیتہ من قید اخر وھو الاستطاعۃ الی قولہ وشرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح وفی العالمگیریہ وان کان لا یرجو القوۃ والشوکۃ للمسلمین فانہ لا یحل القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ وفی فتح القدیر ولا باس ان یستعان بالمشرکین علی قتال المشرکین اذا خرجوا طوعا ویرضخ لہم ولا یسہم لہم ولا یکون لہم رایۃ تخصہم وفی الہندیۃ قال محمد لا باس بان یحمل المسلم الی اہل الحرب ما شاء الا الکراع والسلاح ... الدر المختار وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم انہ یتخذہ خمرا لان المعصیۃ لا تقوم ... قیل یکرہ لاعانتہ علی المعصیۃ وفی رد المحتار عن النہر وعلم من ہذا ... المعصیۃ بہ کبیع الجاریۃ المغنیۃ الی قولہ وعندی ما فی الخانیۃ من ... بیع ... من فاسق یعلم انہ یعصی بہ معمول علی کراہیۃ التنزیہ وھو الذی تطمئن الیہ النفوس فی ضمیمۃ الروضۃ من المجتبیٰ

ع ان کی نقول مضمون نمبر اول و ثانی میں ابھی مذکور ہیں ۱۲ مؤلف ...

Marfat.com

وجامع الرموز، ردالمحتار ویجب علی الامام ان یبعث سریۃ الی دار الحرب کل سنۃ مرۃ او مرتین الی قولہ وھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافیئہم والا فلا یباح قتالہم اھ۔

وفی الھدایۃ والمروی عن ابی حنیفۃ رح من لزوم البیت محمول علی حال عدم الامام وفی فتح القدیر وما روی جماعۃ من صحابۃ انہم قعد وافی الفتنہ محمول علی انہ لم یکن لہم غناء وقدرۃ وفی الدر المختار باب البغاۃ فان بایع الناس الامام ولم یتفذ حکمہ فیہم لعجزہ عن قہرہم لا یصیر اماما۔ اھ وفی الباب کثیرۃ لا تحصی پس جس جس خلاف پر حضرت حکم لگا رہے ہیں احقر اس خلاف کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور جس اختلاف کا میں مرتکب ہوا۔ اس اختلاف پر حضرت حکم نہیں لگاتے۔ پھر اس اختلاف میں میں متفرد بھی نہیں بہت علماء کے رسالے اس اختلاف میں نکل چکے ہیں۔ اور بعض نے رسالہ وغیرہ نہیں لکھا۔ مگر ان کی یہی رائے ہے۔ تتبع واستقراء سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بلکہ عجب نہیں کہ عدد میں یہ زیادہ ہوں اور اگر زائد بھی نہ ہوں تب بھی قلت اور کثرت مدار خطا و صواب کا نہیں۔ بہت سے مسائل میں ابوحنیفہؒ ایک طرف ہیں اور جمہور ایک طرف۔ پھر بھی وہ متروک نہیں ہوئے اور وہاں مقابلہ مجتہد کا مجتہد سے ہے۔ یہاں غیر مجتہد کا غیر مجتہد سے تو نسبت مساوی رہی۔ پھر وہ اختلاف بھی بعض مسائل زائدہ میں ہے نہ کہ اصلی مقصد یعنی نصرت حکومت اسلامیہ بقدر الوسع میں مال سے اور دعا سے اور ایسا اختلاف حضرت کے ساتھ خود حضرت کے خواص بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلان مذکور میں ایک سوال ۲۷ یہ ہے سرکار برطانیہ کی جملہ ملازمتیں کیسی ہیں اور اس کا جواب حضرت سے یہ نقل کیا ہے۔ ۲۷ حرام۔ اور علماء دیوبند سے ایک صاحب حاجی اسمٰعیل سوداگر دستار ریواڑی بازار بزازہ نے سرکاری مدرسہ کی نوکری تعلیم عربی کی نسبت سوال کیا ہے۔ اس کا جواب مدرسہ موصوفہ سے یہ گیا ہے۔ نوکری مذکورہ اب بھی جائز ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر ترک کرنا تمام ملازمتوں انگریزی کا احوط اور اولیٰ اور افضل ہے کیونکہ اعداء دین اسلام سے کسی قسم کا تعلق رکھنا روا نہیں۔ البتہ بصورت مجبوری ملازمت مذکورہ کی اباحت کا فتوی جیسا پہلے دیا گیا تھا اب بھی وہی فتوی ہے اور فعل مباح کے کرنے والے پر طعن ولعن کرنا نہیں چاہئے اور اس پر مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد انور شاہ صاحب کے بھی دستخط ہیں۔ اور حضرت کے جواب بالا سے بعد کا ہے کیونکہ وہ جواب ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ کا ہے اور یہ فتوی جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ کا ہے۔ وہ فتوی بعینہ یہاں موجود ہے تو اگر ہر اختلاف مذموم ہے تو علماء دیوبند کو کیا کہئے گا غرض جب ثابت ہوا کہ ہر اختلاف خلاف نہیں ہے تو حضرت کا یہ فتوی میرے متعلق ہے ہی نہیں۔ بلکہ اہل خلاف کے متعلق ہے پس میری محبت کی بناء پر اگر کسی قلب میں حضرت کی نسبت ذرا بھی تکدر آتا ہو اس کے رفع کے۔ لئے یہ کافی ہے بلکہ میں تو سائل کا بھی شاکی نہیں کہ انہوں نے بلا تحقیق مجکو خلاف لکھ دیا۔ ممکن ہے کہ انہوں نے کسی ایسے شخص سے جس کو وہ ثقہ سمجھتے ہوں اور وہ ثقہ نہ ہو کوئی واقعہ سن لیا ہوگا اور جو دلائل عنقریب عدم خلاف کے آتے ہیں۔ ان دلائل پر ان کو اطلاع نہ ہوگی۔ اس لئے اب تک ان کو بھی معذور سمجھتا ہوں لیکن اگر اب بھی

Marfat.com

باوجود انکشاف حقیقت کسی کو بدگمانی یا بدزبانی کا شوق ہی ہو تو میری طرف سے تو معاف ہے آگے وہ اپنا معاملہ حق تعالیٰ کے ساتھ خود دیکھ لے۔ باقی ایسے اعلانات سے اکثر حضرات کی جو اصلی غرض ہے کہ مجھ سے عوام کو عقیدت نہ رہے تو اس غرض کا حصول تو بلا ان کے اہتمام خود میرے طرز عمل سے ہو رہا ہے۔ یہاں آمد و رفت رکھنے والے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس لئے مجکو کچھ ناگواری بھی نہیں ہوتی اور نہ کسی سے تکدر ہوتا ہے۔ ہاں اگر ایسے حضرات کی طرف سے یہ امر پیش آوے جو تعلق کا دعویٰ کرتے تھے یا کرتے ہیں تو ایک درجہ حزن طبعی ہوتا ہے پھر بے تعلقی کے تصور سے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے آگے بعض دلائل اس نسبت خلاف کے غلط ہونے کے عرض کرتا ہوں تا کہ رسالہ کے اصل مقصود کی عرضاً تائید ہو جاوے کہیں حضرت کے کلام میں مراد نہیں ہوں تو حضرت پر کوئی اعتراض نہ کیا جاوے۔ وہ یہ ہیں (۱) [illegible] مسائل [illegible] کا مضمون جس کا اوپر ذکر ہوا (۲) مولوی بشیر احمد صاحب دیوبندی کا مجھ سے پوچھنا کہ ان مسائل میں جب اختلاف ہے تو مجکو کیا کرنا چاہئے۔ اور میرا یہ جواب دینا کہ حضرت ہم سب کے بڑے ہیں مجھ پر ان کو ترجیح دینا چاہئے باقی میرا معاملہ جدا ہے اس کی شہادت مولوی صاحب سے لی جا سکتی ہے الفاظ کا تفاوت ممکن ہے باقی اگر کسی کو منع کیا ہے تو اول تو اختلافی مسئلہ میں کسی کو امر و نہی کرنا شرعاً امر منکر نہیں پھر خطاب بھی عام نہیں کیا اور اپنے کسی مخصوص کو مشورہ دے دینا کوئی جرم نہیں پھر اس میں بھی اصل مقصد یعنی اعانت حکومت اسلامیہ بقدر وسع سے نہیں بلکہ صرف منکرات سے روکا ہے خواہ درجہ عنوان و صورت میں منکر ہو یا درجہ مضمون و حقیقت میں سو اس کو کون خلاف کہہ سکتا ہے۔

(۳) مضمون الصحف المنشورہ فی فضائل اعانۃ انگورہ در باب ترغیب اعانت مالیہ انگورہ اور مضمون الشکر والدعاء در باب شکر فتوحات ترک و دعائے فتوحات رسالہ النور جلد اول و دوم میں شائع کیا گیا اور اعانت و دعا ہر دو امر کا سلسلہ برابر جاری ہے چنانچہ النور جلد ۲ ۳ و ۴ و ۵ میں اس اعانت کی فہرست کا ایک معتد بہ حصہ بھی شائع ہوا ہے اور جو نصرت باعتبار اپنی حالت قدرت کے اصل ہے وہ بھی دو چیزیں ہیں تو کیا یہ غضب نہیں ہے کہ ناصر کو مخالف کہا جاوے انا للہ۔ البتہ جلسہ کی صورت اختیار نہیں کی کہ اس وقت اُن کا منکرات سے خالی ہونا مستبعد ہے جو کچھ توفیق ہوئی اس پتہ پر بھیج دیا، پتہ اس لئے بھی لکھے دیتا ہوں کہ بعض احباب میرے بھیجنے کا ذریعہ پوچھا کرتے ہیں جناب حاجی وجیہ الدین صاحب صدر بازار میرٹھ (۴) خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال [illegible] ثابت ہے کہ مجھ پر خلاف کا گمان نہیں فرمایا چنانچہ جب میں واپسی مالٹا کے بعد زیارت کے لئے [illegible] نے مشاہدہ کیا کہ کس عنایت و لطف کے ساتھ پیش آئے حتیٰ کہ ایک بار بعد ظہر [illegible] فرمانے لگے میں تو اس وقت خود تیرے ہی پاس جانے کو تھا یہ کس درجہ عنایت کی دلیل ہے اور اس وقت [illegible]

ع ۵ مضمون الصحف المنشورہ فی فضائل اعانۃ انگورہ رسالہ النور [illegible] والدعاء علی النصر و بالنصر یوم الالتقاء رسالہ النور [illegible]

رائے کی اطلاع بھی تھی چنانچہ بعض احباب ثقات نے جو میرے ہمراہ تھے اور وہ اب کانپور میں ہیں۔ دیوبند ہی میں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا تھا کہ اشرف حاضر ہوا ہے۔ اگر ان مسائل میں کچھ فرما دیجئے تو بہتر ہے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ میرا لحاظ کرتا ہے اس لئے وہ کچھ نہ کہہ سکے گا۔ ایسی حالت میں کچھ کہنا مناسب نہیں اس سے جیسے یہ معلوم ہوا کہ حضرت کو میری رائے معلوم تھی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اختلاف کو خلاف دین نہ سمجھتے تھے ورنہ ایسا عذر خفیف نہ فرماتے۔ پس باوجود اطلاع رائے کے یہ عنایت صریح دلیل ہے کہ مجھ پر خلاف مذموم کا گمان نہیں فرمایا۔

۵ یہ بھی ۴ کا تتمہ ہے حضرت نے اپنے مقدمہ ترجمہ میں میرا ذکر اچھے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کی ضروری عبارت آخر میں مضمون ۲ میں ملاحظہ ہو۔ تو اگر مجھ پر ایسا گمان فرماتے تو کیا اس مضمون کو دفع تلبیس کی ضرورت سے خارج فرما دینا ضروری نہ تھا ۶ یہ بھی تتمہ سابق کا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے احقر کے نام دو مکتوب شریف جن میں ایک زمانہ قیام مکہ معظمہ کا اور دوسرا زمانہ واپسی مالٹا کا ہے ذکر محمود میں شائع ہوئے ہیں ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے النور ۳ جلد ا (ع ۴) یہ بھی تتمہ سابق کا ہے حضرت نے ایک استفسار متعلق احقر و حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت فیوضہم کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ آخر میں مضمون ۳ ملاحظہ ہو (۸) سب سے زیادہ قرب و اختصاص حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرات علمائے دیوبند کو ہے۔ اگر حضرت کا یہ خیال ہوتا تو علمائے دیوبند اس کے خلاف کیوں فرماتے مضمون ۵ و ۶ و ۷ (جو عنقریب مذکور ہیں) ملاحظہ ہو نیز مولانا محمد علی صاحب خلیفہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ بھی ہمارے اکابر کے ساتھ تعلقات خاصہ رکھنے کے سبب علمائے دیوبند ہی کے ساتھ ملحق ہیں۔ وہ ایک خط میں باوجود ان معاملات میں میرے ساتھ اختلاف رکھنے کے اور مجھکو مشورہ دینے کے بعض روایات حاکیہ تلویث لسان کو رد فرماتے ہیں مضمون ۸ (جو کہ عنقریب مذکور ہے) ملاحظہ ہو (۹) یہ تو حجج ظاہرہ تھے اب تائید کے درجہ میں ایک حجۃ باطنہ بھی نقل کرتا ہوں جو ایک صاحب خدمت کا مقولہ ہے جو اشراقی کے لقب سے معروف ہیں۔ اور صاحب کشف کے ساتھ معروف ہیں اور صحت کشف کیساتھ موصوف ہیں یہ ایک ثقہ کے خط میں نرم سند منقول ہے جو میرے پاس محفوظ ہے آخر میں مضمون ۹ ملاحظہ ہو۔ (۱۰) تتمہ بالا ایک شخص نے بگمان مذکور مجھ سے بیعت فسخ کر دی تھی اس کی نسبت ان ہی اشراقی صاحب سے کسی نے پوچھا انہوں نے ایک خط میں شرکت حقیقی کی حقیقت بتلا کر اور متعارف شرکت کو بے وقعت ٹھہرا کر اُس شخص کی غلطی ظاہر کی ہے۔ اس خط کی نقل بھی جو بواسطہ ثقہ موصوف بالا مجھ تک پہونچی ہے میرے پاس محفوظ ہے آخر میں مضمون ۱۰ ملاحظہ ہو۔ یہ دس دلائل ہیں جن سے اصل مقصود رسالہ کی مزید تائید ہوتی ہے اب ان مضامین کو نقل کرتا ہوں جن کا حوالہ جا بجا رسالہ ہذا میں دیا گیا ہے اتفاق سے وہ بھی دس ہی ہیں اور دلائل اور مضامین دونوں باعتبار عدد کے تلک عشرۃ کاملۃ کی برکت سے متلبس ہیں ذیل میں ان مضامین عشرہ کو ملاحظہ فرمائیے۔

مضامین متعددہ جن کا حوالہ رسالہ ہذا یعنی تتمۂ اولی حکایات الشکایات میں جا بجا بقید نمبر کے دیا گیا ہے

(مضمون ..... نمبرا) از منشی محمد حسین صاحب فیض آبادی مقیم مکہ معظمہ۔

چند ماہ ہوئے۔ کہ کسی پرچہ میں کسی سہارنپوری جوشیلے نادان نے کسی اخبار میں مولوی شفیع الدین صاحب کا نام لیکر آپ کی نسبت کچھ افترا کیا تھا۔ میں نے مولوی شفیع الدین صاحب سے کہا۔ ان کو اس شخص کے اس خود غرضانہ جھوٹ پر بہت افسوس ہوا۔ بھلا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ناراض ہوں گے بعض اہل دنیا یہاں ایسے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے نام سے دنیا کے کمانے کے لئے لوگوں سے اُن کے حسب خیال بات کہتے رہتے ہیں۔ ان کو میں خوب جانتا ہوں۔ وہ حضرت حاجی صاحب کے لوگوں میں ہیں لیکن دین نہیں حاصل کیا۔ مولوی شفیع الدین صاحب ہمیشہ آپ کے ثنا خواں اور قدرداں ہیں۔ اھ۔

تتمہ مضمون بالا جس طرح منشی صاحب نے اس روایت کے غلط ہونے پر مولوی شفیع الدین صاحب کی خوشنودی سے استدلال کیا اسی طرح مولانا محب الدین صاحب کی (جو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخص الخواص میں سے ہیں) محبت بھی اس کی دلیل ہے۔ جو مولوی شمس الحق صاحب خلف حاجی تہور علی صاحب انسپکٹر پنشنر کے ایک کارڈ سے معلوم ہوئی۔ اس کی عبارت یہ ہے۔ "حضرت مولانا محب الدین مدفیوضہم کی جناب کو بہت یاد فرماتے تھے۔ اور بہت بہت سلام فرمادیا ہے۔" ۱۵ محرم ۱۳۴۱ھ۔ حضرت حاجی صاحب کے خدانخواستہ ناراض ہوتے ہوئے ان خواص کا یہ برتاؤ کسی طرح نہیں ہوسکتا۔

مضمون ۲ عبارت مقدمہ ترجمہ قرآن از حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ۔

ثانیاً علمائے متدینین کے زمانہ حال میں متعدد تراجم یکے بعد دیگرے شائع ہوچکے ہیں منجملہ ان کے دو ترجموں کو احقر نے بھی تفصیلی نظر سے دیکھا ہے۔ اول مولوی عاشق الٰہی صاحب ساکن میرٹھ کا دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا جو عمدہ اور نافع ہونے کے علاوہ سلف صالحین کے مسلک کے موافق اور مذکورہ بالا خرابیوں سے پاک [illegible] ترکیب خلاف مذموم کو متدین اور مولانا لکھنا کب جائز ہے۔ بعد طباعت اس کی [illegible] عزیز گل اسیر مالٹا ہوئی جن کو خادمان خصوصی حضرت کا مثیل پر لکھا ہے۔ اگر [illegible] نے فرمایا ہے۔ تو یہ خادمان خصوصی اقل درجہ ان الفاظ پر ایک حاشیہ تو [illegible]

عے تاخانے عدم شرکت کے بعد [illegible] موثر ہو [illegible]
اب خلاف ہوگئے ۱۲

Marfat.com

مضمون ۳ جواب حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ بجواب استفسار (اس کے متعلق تفصیل مضمون ثالث میں گذر چکی ہے ۱۲ مؤلف اشرف السوانح) متعلق احقر و حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت فیوضہم۔

آپ کا خط پہونچا سخت تحیر ہوا میری سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ کوئی مسلمان جوان حضرات کو جانتا بھی ہو، وہ انکی شان میں وہ الفاظ بجنسہ استعمال کرے۔ جو آپ کے قلم سے نکلے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اس کا تعجب ہے کہ آپ نے ایسے ناپاک اور بیہودہ لفظوں کو کیسے نقل کیا۔ اور بصورت فتوے اُن کے جوابات کی اشاعت کا کیسے تہیہ کیا۔ بالفرض کسی ایک نے یا دو نے یہ کلمات خبیثہ کہکر اپنی عاقبت خراب بھی کی، الیٰ قولہ آخر آپ ایسے امور سے احقر کو معاف رکھیں گے جس کے سننے کی مجھکو ہمت نہیں۔ اور جس کا سننا موجب اضطراب و قلق کا ہوتا ہے۔ ۶۔ ذیقعدہ وقال مکتوبہ الآخر عوام کی عقیدت و عدم عقیدت اُن کے خیالات کی موافقت پر مبنی ہے۔ اس لئے اُن کی عقیدت و عدم عقیدت دونوں قابل اعتبار نہیں۔ النور ۲ جلد ۱۔ تفریع۔ اعلان مذکور خطبہ رسالہ ہذا کے الفاظ دشمنی اسلام وغیرہ میں اور خط بالا میں ایسے الفاظ کو خباثت و موجب قلق و اضطراب فرمانے میں موازنہ کرنا نیز خط بالا میں باوجود سائل کی درخواست کے بصورت فتوے ان کے جوابات کی اشاعت کی ناپسندیدگی ہیں اور اعلان مذکور میں اس خط کو کسی اخبار میں شائع کرادینے کا حکم فرمانے میں موازنہ کرنا کیا قوی شبہ پیدا نہیں کرتا کہ یہ خط یا حضرت کا نہیں ممکن ہے کسی نے لکھکر نا تمام دستخط کرا لئے ہوں اور اکثر اعتماد پر دستخط ہو جاتے ہیں اور یا اگر حضرت کا ہے تو کسی نے خوب بھر کر غیظ دلایا ہے بعض اصحاب نے اس خط کے نسخ کا دعوے کیا ہے۔ مگر اول تو اس ناسخ میں وہی کلام ہے کہ بدوں اصل خط کے دکھلائے ہوئے حجت نہیں پھر بعد تسلیم حجیت وہ مجموع اجزاء نہ حجت ہوگا۔ اس میں یہ اجزا بھی ہیں۔ (۱) سائل کو ان حضرات کی برائی اور تہمت اور غیبت سے منع کیا ہوگا کہ جس کا ارتکاب ہر مسلمان کو ناجائز ہے اگر کوئی علانیہ ان حضرات کی غیبت کرے تو سوائے گناہ کے کیا نفع (۲) ان مولانا (مراد احقر) کی جو تصانیف آپ دیکھ رہے ہیں۔ بندہ بہت اچھا سمجھتا ہے (۳) اور ایسے مقامات پر کہ جہاں مسلمانوں کے معمولی سے معمولی دینی بات کے روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے اجیسے گؤ کشی کیونکہ سائل کے اسی سوال کے جواب میں ہے) چندہ دینا حرام ہے۔ اگرچہ برادران ہنود سے ہمیں یہ اُمید نہیں مگر پھر بھی اگر کوئی ہندو ذبیحہ گاؤ سے ہم کو روکے تو ہمارے ذمہ شرعًا ضروری ہو جائے گا کہ ہم اس کی مخالفت پہلے سے بھی زیادہ کریں۔ اھ اب دیکھئے کہاں تک اس ناسخ پر عمل ہو رہا ہے اور کہاں تک یہ ناسخ ہم کو مضر ہے۔

مضمون ۱۲ جواب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند بجواب ایک خط کے بعد سلام مسنون آنکہ لفافہ آپ کا پہنچا۔ حالات معلوم ہوئے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے حالات حاضرہ میں ہم کو اختلاف ضرور ہے

---

۵ ختم رسالہ کے بعد جو شب آئی اس میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی اس طرح زیارت کی کہ ہم دونوں ایک مجمع کی شرکت میں جماعت کی نماز میں مشغول ہیں والحمد للہ علی ذالک۔ وفی ہذہ الرؤیا بشارۃ بقبول الرسالہ انشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

لیکن یہ اختلاف ایسا نہیں ہے کہ جس سے ہم مولانا کی توہین اور گستاخی کو گوارا کریں۔ مولوی .... صاحب نے جو کچھ کیا یا کہا اپنی طرف سے کیا ہم اُس کو کبھی پسند نہیں کرتے اور نہ اُس کی اجازت دے سکتے ہیں۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ

مضمون ۵ (تتمہ ۱۲) بجواب ایک استفسار کے۔ بندہ سے مولانا اشرف علی صاحب کی نسبت کسی نے استفسار نہیں کیا۔ میرا خیال اُن کے فاسق بنانے کا ہرگز نہیں۔ اور خلافت کی مجالس سے ان کی علیحدگی کسی عذر سے ہوئی ہے صدیق احمد عفی عنہ (کاندھلوی) آگے اسی کے ساتھ علماء دیوبند کی تحریرات ہیں۔ مسائل حاضرہ میں ہمارا مسلک تو بالکل وہی مسلک ہے جو حضرت استاد مولانا مولوی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرما گئے ہیں لیکن نسبت مولانا اشرف علی صاحب کے بسبب حسن ظن کے ہمیشہ تاویل کی ہے۔ اور کبھی تفسیق نہیں کی اور نہ کسی کو اجازت دی۔ راقم محمد انور عفا اللہ عنہ (صدر مدرس دیوبند) عزیز الرحمن مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۱۸ صفر ۱۳۴۰ھ اما انا فمولانا التھانوی یسئل عنی ولا اسال عنہ۔ شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ۔ فقیر اصغر حسین عفا اللہ عنہ (یہ فتویٰ قلمی محفوظ ہے) اس عربی عبارت کے معنی یہ ہیں۔ کہ میرا یہ رتبہ نہیں کہ مجھ سے تھانوی کی نسبت پوچھا جائے بلکہ اگر اس سے میری نسبت پوچھا جائے۔ تو زیبا ہے اور جو کسی کی سمجھ میں کچھ اور آوے تو خود صاحب عبارت سے پوچھ لیا جاوے۔

مضمون ۶ تتمہ سابق تخلیص خط مولانا حبیب الرحمن صاحب موصوف الصدر جو ہمراہ مضمون ۵ آیا نہایت ملال ہوا کہ ایسا زمانہ بھی آنے والا تھا جس میں ایسی باتوں کی استفسار کی نوبت آئے گی جس کے خیال سے بھی رونگٹا کھڑا ہوتا ہے مگر زمانہ کے عجائب میں یہ حادثہ بھی عجیب ہے۔ مولوی ..... کے خطوط دیکھے ان کی دورنگی کو دیکھکر تعجب ہوا اور زیادہ تعجب بھی نہ ہوا کیونکہ اس قسم کا خیال ان کی جانب تھا اور خیال ہو گیا تھا کہ اس کی تہ میں رنجش بھی ہے تمام جماعت کا یہی خیال ہے جو میرا ہے (یہ خط بھی محفوظ ہے)

مضمون ۷ تتمہ سابق۔ جواب زبانی مولانا حسین احمد صاحب خادم و رفیق بالا حضرت دیوبندی بوقت جلسہ تھانہ بھون جس میں مولانا موصوف و مولانا کفایت اللہ صاحب و مولانا احمد سعید صاحب و مولانا مفتی حسن صاحب بھی شریک ہوئے تھے اور سب حضرات نے اپنے کرم سے خود تشریف لا کر اس ناکارہ کو اپنی زیارت و خاص عنایات سے مشرف کیا تھا پھر یہاں سے کاندھلہ جا کر جب مولانا حسین احمد صاحب سے میری امامت ... تو بہت ناخوش ہوئے اور کہا کیا واہیات سوال ہے ہم تو اس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں ...

پھر جلسہ عام میں بھی اور بہت باتیں اپنے حسن ظن سے فرمائیں جن کو میں ... میں تعبیر ہو جاوے بہت حضرات کاندھلہ ان کے سننے والے موجود ہیں۔ اور اتنا کچھ فرمایا ...

مضمون ۸ مقولہ مولانا محمد علی صاحب خلیفہ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ ... مجھے یاد ہے۔ کوئی ثقیل لفظ آپ کی نسبت نہیں کہا۔ ۱۵ صفر ۱۳۴۰ھ از خانقاہ رحمانیہ مونگیر

Marfat.com

مضمون ۹ مقولہ ایک صاحب کشف صاحب خدمت کا جو ایک دوست نے خط میں نقل کیا۔ جو میرے پاس محفوظ ہے۔

خاں صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ اشراقی صاحب حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت بڑے آدمی ہیں اور معاملات حاضرہ میں جو اُن کا مسلک ہے اس کا منشا خوف نہیں ہے بلکہ ان کی رائے یہی ہے۔

مضمون ۱۰ تحریر صاحب کشف بالا

جس نے بایں وجہ کسی درویش سے بیعت فسخ کی ہے کہ وہ خلافت میں حصہ نہیں لیتا اس شخص کی بہت غلطی ہے خلافت میں ہر ایک درویش حصہ لے رہا ہے نااہل کی سمجھ میں آنا ذرا دشوار ہے۔ خلافت میں حصہ لینے کے یہ معنی نہیں کہ ریاکار لیڈروں کو اپنا امام بنایا جاوے۔ گاندھی کو پیشوائے ہند اور مہاتما مانا جاوے۔ الی آخرہ (اور بڑا حصہ لینا جو قدرت میں ہے اعانت مالیہ و دعا ہے) وہ مضامین عشرہ ختم ہوئے۔ اور اُن کے ساتھ رسالہ بھی ختم ہوا۔

کتبہ اشرف علی سابع صفر یوم الجمعہ ۱۳۴۱ھ

مضمون سادس

شیخ المحدثین حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردہ خط کے جعلی ہونے کا اقرار

(از رسالہ النور بابت ماہ رجب ۱۳۴۲ھ مضمون منجانب مدیر)

آغاز ۱۳۴۱ھ میں اخبار ہمدم میں ایک خط خلیل الرحمٰن صاحب دہلوی مقیم مرادآباد کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اور اس کو حضرت شیخ المحدثین مولانا مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ پھر اسی زمانہ میں اس کی نقلیں مختلف مقامات پر شائع ہوتی رہیں جس کے ایک نمبر میں حضرت حکیم الامت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی کے متعلق بھی سوال و جواب تھا۔ اگرچہ حضرت دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز کو جاننے والے اور منصف مزاج لوگ تو اسی وقت اس خط کے جعلی ہونے کا یقین رکھتے تھے مگر بوجہ اس احتیاط کے جو حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی کی عادت ثانیہ ہوگئی ہے خود حضرت دام ظلہم العالی نے اُسی زمانہ میں اس کے متعلق ایک جامع مانع مضمون تحریر فرمایا تھا جو ذیل حکایات الشکایات النور نمبر ۸ جلد ۲ بابت ماہ صفر ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوگیا تھا۔ اس میں

عـــه اس کی نقل مضمون خامس میں ابھی گذر چکی ہے ۱۲ مؤلف سوانح

Marfat.com

یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ بعض احباب کا خیال ہے کہ یہ خلیل الرحمن سیوہارہ کے ہیں کسی مصلحت سے کچھ تاویل کرکے دہلوی مقیم مراد آباد لکھ دیا ہے۔ مگر اس کی نسبت بھی ہیں کچھ نہیں کہتا۔ خواہ احتیاطاً ان سے بھی تحقیق کرلیا جاوے۔ اس کو مولوی خلیل الرحمن صاحب سیوہاروی نے جب دیکھا تو انھوں نے برائت لکھکر دفتر میں بغرض اشاعت روانہ کی جو النور نمبرا جلد ۳ بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوئی۔ پھر چونکہ حکایات الشکایات میں یہ بھی تھا کہ اس خط کی اصل کا مطالبہ اس کے شائع کنندگان سے کرنا چاہیے۔ یا خلیل الرحمن دہلوی مقیم مراد آباد کا پتہ دریافت کرکے ان سے اصل خط کا مطالبہ کیا جاوے اور جب اصل مل جاوے تو اس کو اس وقت تک صحیح نہ مانا جاوے جب تک کہ حضرت دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خدام میں سے کوئی ثقہ اس کو دیکھکر اس کی شہادت نہ دے کہ یہ خود حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حرفاً حرفاً اس کو سن کر اس پر دستخط فرمائے ہیں۔ اھ اس مضمون کو دیکھکر بعض احباب نے اس کے متعلق بجد تفتیش کی مگر اصل ہوتی ملے سب سے شائع کنندگان سے مطالبہ کیا مگر اکثر جگہ سے جواب ہی نہ ملا چونکہ شائع کنندگان میں ایک جناب ... تصدق احمد صاحب شیروانی ناظم اعزازی صوبہ مجلس خلافت علی گڈھ کا نام بھی تھا لہٰذا ان سے بھی مطالبہ کیا گیا اور پھر شدید تقاضا کیا گیا بعد تقاضائے بسیار صاحب موصوف نے ایک اعلان اخبار زمیندار مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۶ کالم ایک میں شائع کیا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں "اس خط اور جواب کی صحت و عدم صحت سے میں لاعلم ہوں اور یہ اشتہار نہ میرے علم میں ہے نہ میرے استرضا یا ایما سے چھپا اور نہ اس کے متعلق مجھ سے اجازت حاصل کی گئی" ملاحظہ ہو النور صفحہ ۲ نمبر ۳ جلد ۳ بابت ماہ رجب ۱۳۴۱ھ یہ تو اس خط کی کیفیت ماضیہ تھی۔ اس کے بعد نہ کبھی اس کے متعلق کوئی تفتیش کی گئی نہ خود کوئی خبر ملی لیکن حال میں بتاریخ ۹ جنوری ۱۹۲۶ء ایک خط حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی کی خدمت میں دہلی سے آیا جو بجنسہ درج ذیل ہے۔ اس میں کاتب نے اپنا نام خلیل الرحمن ظاہر کیا ہے اور حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ... طرف منسوب کردہ خط کی اشاعت کا اپنی جانب سے ... ظاہر کیا ہے اور ساتھ ہی اس کا بھی اقرار ہے کہ اس خط سے حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ خط میری جانب سے ایک صاحب نے شائع کرا دیا تھا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس ... [illegible]

بعض مصالح مذہبی وملکی کے سبب اپنے نزدیک خلاف سمجھا اھ اب ملاحظہ فرمائیے کہ ... [illegible]

رحمۃ اللہ علیہ کے اتباع کا ہورہا ہے اور ساتھ ہی ان پر افترا بھی کیا جارہا ہے ... [illegible] الا جابات

اور ایک مدت مدید تک اس افترا کا اخفا بھی کیا جاتا ہے اور اظہار بھی ہے تو اس ... [illegible]

نہ نشان۔ کیا حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کسی طرح گوارا فرما سکتے تھے حضرت رحمۃ اللہ ... [illegible]

جس نے ایک دفعہ بھی زیارت کی ہے وہ بے ساختہ ... [illegible]

Marfat.com

ساخت حرف تلخ ناماں | اس لب شیریں پہ یہ بہتان

خصوص جنھوں نے ان دونوں حضرات کے تعلقات اور باہمی اتفاق واتحاد کو دیکھا ہے اُن کو تو اس میں جانب مخالف کا احتمال بھی نہ تھا۔ اسی لئے اُنہوں نے اس کے اظہار کی بھی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ مگر جب جہلاء کی زیادتی حد سے متجاوز دیکھی تو بعض حضرات نے اپنے معلومات کا اظہار بھی کیا چنانچہ ایک نمونہ اس کا وہ خط ہے جو النور نمبر ۹ و ۱۰ جلد ۵ بابت ماہ محرم و صفر ۱۳۴۴ھ میں بذیل مکتوبات حسن العزیز شائع ہوا ہے جس میں کاتب نے حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب کو اسی بناء پر تنبیہ فرمائی ہے کہ انہوں نے حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی کے خلاف شان کوئی کلمہ زبان سے نکالا تھا۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ تمھیں کس طرح معلوم ہوا کہ جو میرا خیال ہے وہ صحیح ہے اور حق ہے اور مولانا تھانوی کا جو خیال ہے وہ سراسر غلط ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم نے جس جس جگہ مولانا تھانوی کی نسبت کچھ کہا ہے وہاں وہاں مولانا تھانوی کی مدح اور تعریف کرو تاکہ اس کا تدارک ہو جاوے اھ اب منصف مزاج حضرات خود فیصلہ فرمالیں کہ حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کو کس درجہ حضرت مولانا دام ظلہم العالی سے تعلق تھا۔ اور مسائل مختلف فیہا میں اپنی رائے کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کس درجہ پر سمجھتے تھے۔ اور تحریکات گذشتہ کے متعلق جو امور متجاوز عن الحدود حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ وہ کہاں تک قابل یقین ہیں۔

ع | قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

اس خط میں بھی ان صاحب کا پورا پتہ درج نہیں تھا۔ صرف دہلوی مقیم مراد آباد لکھا تھا۔ اور اس خط میں بھی پتہ نہیں ہے اس لئے ہم بذریعہ اعلان ہذا عرض کرتے ہیں کہ کاتب نے جو حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم سے صفائی قلب کی درخواست کی ہے اس سے اگر معافی مطلوب ہے تو وہ تو پہلے سے حاصل ہے کیونکہ حضرت حکیم الامت دام ظلہم ایک مستقل اعلان میں رجو ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ میں شائع ہوا تھا۔ اور اس کا حوالہ النور نمبر ۱ جلد ۲ میں بھی ہے) ایسے تمام عنایت فرماؤں کو معاف فرما چکے ہیں۔ یہ بات بھی اس زمانہ میں ہمارے علم میں صرف حضرت دام ظلہم العالی ہی میں پائی جاتی ہے کہ ایسے لوگوں کی خطاؤں کو بلا استدعا بھی معاف فرما دیتے ہیں حق تعالیٰ تا دیر اس سایہ کو اپنے بندوں کے سر پر قائم رکھے کہ حق تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے آمین بجاہ سید المرسلین۔ اور اگر مراد کاتب کی صفائی قلب ہے تو اس کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ اپنا نام اور پورا پتہ وغیرہ ظاہر کر کے صفائی کا طریقہ خود حضرت دام ظلہم سے دریافت کریں یہ کیا کہ خطا تو علی الاعلان اور توبہ پوشیدہ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ اور اگر حقوق العباد سے سبکدوشی مع اور عذاب آخرت سے جو حقوق العباد کی وجہ سے ہوگا بچنا چاہتے ہیں تو اُس میں جو بھی شرطیں حضرت والا دام ظلہم العالی لگاویں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب مشروع ہوں گی ان کو بسر و چشم قبول کریں۔ انصاف تو کیجئے جس ذات کو حضرت والا

Marfat.com

دام ظلہم العالی خود اپنا بڑا اور بزرگ مانتے ہوں اُن کی نسبت کسی کا یہ کہنا کہ وہ تم کو ایسا ایسا کہتے تھے گویا ناراض تھے۔ اور پھر اس قائل کا جھوٹا ثابت ہو جانا کیا یہ کچھ کم جرم اور دل آزاری ہے ذرا انصاف سے اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کہ اگر کوئی آپ کے ساتھ ایسا کرے تو آپ پر کیا گزرے اور کیا آپ کا قلب صرف ایک خط آجانے سے صاف ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ بھی یہی کہیں گے کہ ؎

بسائے زجورت جگر خوں کنم	بہر یک ساعت از دل بروں چوں کنم

اور یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ اُس خط کی وجہ سے جن لوگوں نے غیبتیں کر کے اور لعن وطعن کر کے اپنا دین برباد کیا ہے صرف اس خط سے اُن کی کیا اصلاح ہو سکتی ہے اگر یوں ہی کلھیا میں گڑ پھوٹتا رہا تو ان سب کے ساتھ یہ کاتب صاحب بھی بوجہ سبب ہونے کے شریک گناہ ہیں کیا دین و دیانت اس کی اجازت دیتا ہے کہ اسطرح گناہوں کا انبار بڑھتا رہے اور اس کا کوئی تدارک نہ کیا جاوے۔ اور جس طرح بغیر پورے پتہ وغیرہ کے اُس زمانہ میں اکثر حضرات نے اس خط کو اصل خط اور اس کے تمام مضامین کو حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب سمجھ لیا تھا اسی طرح حضرت حکیم الامت دام ظلہم کو بھی حق تھا کہ اس خط کو بالکل صحیح سمجھکر شائع فرماتے۔ اور اس طلب صفائی سے خوش ہوتے ؛ اور ایک یہی کیا اس شور کے کم ہونے کے بعد سے سیکڑوں خط طلب معافی کے آچکے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں کے آنے جانے والے اس سے خوب واقف ہیں لیکن چونکہ حضرت دام ظلہم کو خدا تعالیٰ نے وہ شان عطا کی ہے کہ مادح و ذام اُن کی نظر میں دونوں برابر ہیں۔ اور للّٰہیت کا غلبہ ہے اسی لئے کبھی ان خطوط کے شائع کرنے کا خیال بھی نہ ہوا اور باوجود خدام کے قصد اشاعت کے ہمیشہ منع فرما دیا۔ اور اس خط کے متعلق تو بغیر ثبوت شرعی اس کا بھی یقین نہیں کہ یہ خط اور اس کا مضمون صحیح بھی ہے۔ لہٰذا اس کی اشاعت کو تو کسی طرح بھی گوارا نہ فرماتے مگر چونکہ حکیم الامت بھی ہیں اور اس خط کی صحت و عدم صحت معلوم ہونے سے ہزاروں اللہ کے بندے دھوکہ سے بچتے تھے اور اس علم کا ذریعہ سوائے اس کے کچھ اور نہ تھا کہ اس کو شائع کیا جاوے۔ اور اعلان کیا جاوے کہ اگر خلیل صاحب دہلوی کی نظر سے یہ مضمون گزرے تو بمقتضائے دین تمام منگھڑت مصالح کو ایک طرف کر کے اپنا پورا نام و نشان ظاہر کریں۔ اور اُس خط کی حقیقت کو ظاہر کر دیں تا ایک مخلوق دھوکہ سے نجات پاوے۔ اور کاتب صاحب بھی حقوق العباد سے اگر بری ہو جاویں

جو لوگ خواہ مخواہ لعن وطعن میں مبتلا ہوئے یا ہوں وہ اگر اس کو یقین کر کے تو [illegible] پیدا ہو کر ان کو کف لسان ہی کی توفیق ہو جاوے ان مصالح اُمت کی وجہ سے اس کی اشاعت کو منظور فرما لیا اس لئے ذیل میں بجنسہ درج کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ وھو خیر رفیق

Marfat.com

نقل خط

دہلی مخدوم مکرم بندہ حضرت قبلہ مدفیوضکم السلام علیکم

پچھلے سالوں میں جو ایک خط حضرت مولانا دیوبندی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہمدم وغیرہ میں میری جانب سے شائع ہوا تھا اس کے متعلق مجکو اتنا عرض کرنا ہے کہ گو میں حضرت مولانا صاحب کا بالکل ان خیالات میں مطیع ہوں۔ اوران تحریکات کا ہو بہو قائل۔ مگر بطور سچائی کے اب یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس خط کا اس ترتیب کے ساتھ بلکہ بعض بعض سوالوں کے جوابات سے خلاصہ یہ ہے کہ اس موجودہ خط سے مولانا کا کوئی تعلق نہیں یہ ایک صاحب نے میری جانب سے شائع کرا دیا۔ اس سے پیشتر جناب کو ظاہر کرنا بعض مصالح مذہبی وملکی کے اپنے نزدیک خلاف سمجھا۔ اب مجھے اُمید ہے کہ خدا اور رسول کے واسطے سے آنجناب میری اور شائع کنندگان کی صفائی کے ساتھ میں قلب صاف فرما لیں گے۔ اگر جناب نے ہر قسم کی کدورت قلب سے ہماری جانب سے نکال دی اور ہم کو کسی ذریعہ سے پتہ چل گیا تو انشاء اللہ کسی موقع پر خود حاضر ہو کر بالتفصیل اصل واقعات عرض کروں گا فقط۔ طالب دعائے فلاح دارین آنحضرت کا نیازمند خادم مذہب وملت خلیل

نقل لفافہ

مہر ڈاک خانہ
چاندنی چوک دہلی
۸ جنوری ۲۶؁ء

تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

بخدمت شریف محترم بندہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

مہر ڈاک خانہ
تھانہ بھون
۹ جنوری ۲۶؁ء

اب اس خط کی عبارتوں پر ہم کچھ نوٹ کرنا نہیں چاہتے بلکہ مومن خاں مرحوم کا ایک شعر اسوقت یاد آگیا ہے اس کو لکھکر مضمون ختم کرتے ہیں

مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ تمھیں تقصیر اس بت کی کہ ہے میری خطا لگتی

ایک دوسری نظیر اخبار مبلغ دہلی ؁ جلد ۱ مورخہ ۲۱ جون ۲۳؁ء میں ایک مضمون میں حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی کی طرف ایک خط کی نسبت کی گئی تھی کہ خدانخواستہ حضرت دام ظلہم نے ایک دوست کو لکھا ہے کہ موجودہ جنگ میں ترکوں کے ساتھ جس قدر اسلامی ہمدردی ہے اس کو سلب کر لیا جاوے الخ اور اڈیٹر صاحب نے اس خط کا مسودہ اپنے پاس ہونا لکھا تھا۔ اس پر اُسی زمانہ سے آج تک مولوی نور محمد صاحب مدیر رسالہ صراط مستقیم حیدرآباد دکن نے اڈیٹر صاحب اخبار سے اس خط کے مسودہ کا بے حد مطالبہ کیا چنانچہ اسی غرض سے حسب ایما مولوی صاحب

موصوف اس احقر کو بھی اڈیٹر صاحب کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا۔ مگر مسودہ ہو تو نکلے اول تو اڈیٹر ملتے ہی نہیں اور اگر کبھی ملتے ہیں تو مسودہ ہی نہیں ملتا اسی لیت ولعل میں تقریباً تین سال گذر چکے ہیں مگر مسودہ نہیں ملا انشاء اللہ قیامت تک بھی تلاش کریں گے تو نہ مل سکے گا۔ یہ افترا بھی افترا بالا کی نظیر ہے۔ ناظرین ایک نظیر سے دوسری نظیر کی بھی حالت سمجھ لیں خدا اس دوسرے مفتری کو بھی توفیق اظہار حقیقت کی بخشے تو پھر اس تدارک میں بھی اول کی نظیر ہو جاوے (مدیر)

مضمون سابع

(نوٹ از مؤلف اشرف السوانح یہ مضمون تحریکات کے متعلق سارے اختلافات کے درجہ اور اُنکے انجام بخیر کو ظاہر کرتا ہے جس پر حضرت حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

شکر ایزد کہ میانِ من و او صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر و پیمانہ زدند

سبحان اللہ برائے حضرات کے اختلافات بھی کیسے اصول صحیحہ کے موافق اور حدود شرعیہ کے اندر ہوتے تھے اور اُن حضرات میں کس درجہ وسعتِ خیال اور صفت اعتدال ہوتی تھی اور کیسا انصاف تھا کہ حضرت والا سے خود ہی ابتداءً بمصالحت فرمائی۔ آج کل کے اہل اختلاف کو اُن کے طرز عمل سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

اس رفع تشتت کے بعد متصل ہی حضرت والا نے اطمینانی حالت میں حیدرآباد دکن کا سفر فرمایا جہاں بغرض تبلیغ حضرت والا کو مدعو کیا گیا تھا فقط)

حکمت حقہ

(از رسالہ النور بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ)

یعنی

بگذر از ظن خطا اے بدگماں
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ را بخواں

کا ایک اہم مصداق

حضرات علماء مدرسہ دیوبند بارک اللہ تعالیٰ فی فیوضہم کے متعلق [illegible] بارے میں سننے میں آتی تھیں چونکہ بعض واقعات، اس کے معارض بھی ظاہر ہوتے تھے چنانچہ اسی زمانہ میں جناب مہتمم صاحب کا اپنی صاحبزادی کی شادی میں یاد فرمانا اور احقر کے عذر کے بعد جناب نائب مہتمم صاحب کا خصوصی ملاقات کے لئے یاد فرمانا جس سے وہ حضرات بفضلہ تعالیٰ سبقت وارد حدیث خیرھما الذی یبدأ بالسلام پر فائز [illegible] اس کے ماسوا

Marfat.com

گو مجھکو ان ارشادات کی تعمیل کی توفیق نہیں ہوئی. اس لئے بمقتضائے آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علمٌ وقولہ تعالیٰ فی الحجرات فتبینوا ان روایات پر وثوق نہ کرکے وسوسۂ طبیعت کے ازالہ کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ رسالہ موذی مرید حضرات کی خدمت میں بغرض تحصیل رائے متعلق موذی مذکور واحقر عدیم الشعور بھیجا گیا جس پر وہ جواب آیا جو النور بابت رمضان وشوال ۱۳۴۱ھ ہجری میں صفحہ الف وب پر شایع ہوا ہے. اس کے بعد پھر تیسری بار حاضری کی تحریک فرمائی. اس پر احقر نے مجملاً روایت بعض حضرات کے تکدر کی اپنے عذر حاضری میں نقل کردی. اس کے جواب میں جو خط آیا اس کے بعض جملے یہ ہیں ع۔ یہاں بحمد للہ کسی کو انقباض وتکدر نہیں ہے اگر فی الواقع ایسا ہو بھی تب بھی مجھے جناب سے یہی توقع رکھنی چاہئے کہ اس عقدہ کو حل فرماکر جماعت کو انتشار وتشتت سے بچالیں. اگر غیر مناسب نہ ہو تو طیب وطاہر حاضر ہوجاویں اور جناب کے ساتھ ہی یہاں واپس آویں. اور اگر سردست میری معروضات کے قبول کا وقت نہیں آیا تو پھر میں حاضر ہوں گا. اس پر میں نے ان روایات کی کچھ مختصر تفصیل اور اُن کی تحقیق کی جس کے جواب کے بعض جملے یہ ہیں. یہ تو ظاہر ہے کہ باہم اکابر واصاغر واوساط میں اختلاف رائے رہا اور ہے. اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان اختلافات کی وجہ سے باہم اعتراضات بھی ہوئے. مجھے خود بھی جناب سے بعض رایوں میں اختلاف تھا. لیکن الحمد للہ تنقیص وتوہین کو سننا بھی گوارا نہیں کیا. اختلاف آرا ومسائل کی صورت میں اعتراض کرنا شرعاً مذموم نہیں سمجھا گیا سب سے اول مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا جائے کہ جلیل القدر صحابہ یہاں تک کہ عشرۂ مبشرہ بلکہ خلفائے راشدین میں بوجہ اختلاف اعتراض کئے گئے ہیں بلکہ بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں. یہاں تک کہ قتال کی نوبت پہنچ گئی لیکن یہ اسی حد تک تھا جہاں تک اختلاف رائے کا تعلق تھا؛ اور جب نفس ذات پر نظر جاتی تھی تو وہی اصل ارتباط معلوم ہوتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے واقعات موجود ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک فرعی مسئلہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی نسبت سخت الفاظ استعمال فرمائے اس کے بعد ائمہ مجتہدین اور اُن کے اتباع کے اختلافات موجود ہیں. امام شافعی رضی اللہ عنہ حضرت امام اعظم پر اور ان کے متبعین پر سخت الفاظ میں اعتراض کرتے ہیں لیکن جب نفس ذات امام اعظم اور اُنکے فضل وکمال پر نظر جاتی ہے تو غایت درجہ کا ادب کرتے ہیں. یہاں تک کہ نماز صبح میں قنوت بھی ترک کردیتے ہیں. اسی طرح امام شافعی اپنے اُستاد امام مالک پر سختی سے اعتراض کرتے ہیں یہ بھی بطور قاعدہ کلیہ کے ہے کہ اختلاف اگرچہ اصولی نہ ہو فرعی ہو تحقیقی نہ ہو لفظی ہو مگر ابتدا میں بوجہ جوش وہیجان ایک دوسرے کے خلاف جو شیلے الفاظ استعمال کرلیتے ہیں. اور بسا اوقات یہ جزوی اختلاف فساد کی طرف منجر ہوجاتے ہیں مگر انجام کار سکون پیدا ہوجاتا ہے اشاعرہ وماتریدیہ اصولاً متفق ہیں. صرف چند مسائل میں اختلاف کی وجہ سے کیسے کیسے خلاف ہوئے طعن وتشنیع کے

دروازے کھلے۔ نوبت بمخاصمت وتذلیل پہونچی۔ مگر انجام جب صلح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اکثر اختلافات لفظی تھے۔ اور جو بعض اختلاف حقیقی بھی تھے تو اُن سے تفضیل و تفسیق ہوئی بجنسہٖ یہی حالت ہم لوگوں کی جناب کے ساتھ تھی۔ اختلاف ضرور تھا۔ اعتراض بھی کرتے تھے لیکن جناب کی ذات سے وہی تعلق تھا کسی نے حالت ناراضی میں کوئی لفظ بھی کہا تو وہ اس حالت کا اقتضا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور ہم میں سے اکثروں نے بالکل احتیاط کا طریقہ رکھا اور اکثروں کا طریقہ یہ رہا کہ نفس مسئلہ میں اختلاف کے ساتھ جناب کی طرف سے مدافعت کرتے رہے۔ مثال کے طور پر مولوی حسین احمد صاحب کو خیال فرمالیا جاوے کہ رسالہ بھی لکھا لیکن جناب کی ذات سے اُن کا تعلق ویسا ہی رہا معترضین کو بگڑ کر جواب دیتے رہے۔ یہ میں نے جو کچھ عرض کیا اس سے میری غرض یہ ہے کہ ایسے شدید ہیجان جوش اور اختلاف رائے کے وقت اگر کسی سے کوئی امر خلاف شان سرزد ہوا تو ایسی حالت میں کہ اصولاً سب متفق ہیں اختلاف ہے تو صرف مصالح دینی کی بنا پر جس کے نزدیک جو جانب راجح معلوم ہوئی اوس پر عمل کیا۔ تو میرے نزدیک اس میں زیادہ کنج وکاؤ نہ کی جائے بلکہ اصول کو مدنظر رکھکر عارضی اختلافات کو رفع کر دیا جائے۔ خلاصہ عرض یہ ہے کہ بہت سی روایات اور واقعات اصلی حالت میں نہیں پہونچے اور اس میں شک نہیں کہ اختلاف پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے شکوہ شکایت اور اعتراضات کی نوبت پہنچی لیکن بایں ہمہ یہ اعتراضات مخالفانہ یا معاندانہ نہ تھے بلکہ جیسا کہ اہل حق کی دو جماعتوں میں اکثر ہوا ہے تھے اکثر اختلافات کا مبنیٰ عزیمت و رخصت پر تھا۔ ایسی حالت میں باوجود اختلاف کے دینی تعلقات برابر قائم رہے اور ہیں۔ جن اکابر یا بالخصوص اصاغر کی طرف جناب کو خیال ہے ان کی طرف بہت سی باتیں غلط طور پر منسوب ہوئیں۔ صورت حال ایسی تھی کہ جو کچھ روایت ہوا ہیجان ہو گیا اور اس میں کسی ایک جانب کی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تعلقات کبھی بھی منقطع نہیں ہوئے مجھے اُمید ہے کہ جناب ان روایات پر توجہ نہ فرماویں گے اور میری نیازمندانہ عرض قبول فرماکر یہاں تشریف لانے کا قصد فرمائیں۔ فقط۔ والسلام۔ احقر حبیب الرحمن عفی عنہ از دیوبند ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ [illegible]

[illegible] کیا کر قبول ارشادات پر کلام کو ختم کرتا ہوں۔ اور دو سوال محض ناز سے اور کرتا ہوں۔

۱۔ اگر دوسرے فریق کی طرف سے بعینہٖ یہی معاملہ حضرت دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا ہو کیا اس [illegible] منقع ہوسکتا ہے۔

۲۔ اگر یہ تحریکات حد تمنا تک کامیاب ہو جائیں کیا اس لطف وکرم کی ابتدا [illegible]

جواب آیا ۱۔ فریقین نے اختلاف رائے کی وجہ سے اعتراض کئے تو ہیں و تنقیص نہیں [illegible] اس حیثیت سے مساوی ہیں اگر معذور ہیں تو دونوں اگر نہیں ہیں تو دونوں کوئی وجہ فرق نہیں۔

۲۔ اگر تمام تمنائیں پوری ہو جائیں تو ہیچ عرض کرتا ہوں اس سے زیادہ اخلاص کے ساتھ ابتدا [illegible]

حبیب الرحمن ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ [illegible]

اس کے بعد میں نے عذر کی کوئی گنجائش نہیں دیکھی۔ اور چہارشنبہ ہی کے روز دیوبند حاضر ہوگیا اور پنجشنبہ کو تمام دن لقاء احباب سے جانبین میں عید کا لطف حاصل رہا اور اس لطف کی تکمیل شب جمعہ کے ایک وعظ پر ختم ہوئی جس کی احقر کو فرمائش کی گئی (اُس وعظ کا نام آداب التبلیغ ہے جو چھپ چکا ہے) اس سرور کے واقعات اور اُن کے زمان وقوع کا اس شعر نے گویا نقشہ کھینچ دیا ہے ؎

عیدٌ وعیدٌ وعیدٌ صرن مجتمعۃً وجہ الحبیب (اشارۃ الی اسم حضرت الداعی) وشہر العید (ذی الحجہ) والجمعہ (الیلۃ الوعظ)

اس صلح کی مسرت کے ساتھ ایک دوسری صلح کی مسرت نورٌ علیٰ نور ہوگئی یعنی زمانہ مکاتبت میں ایک عزیز کے خط میں یہ خبر نظر سے گذری آج ترکوں کا معاہدہ اپنے مخالفین سے مکمل ہو چکا اور دستخط ہوگئے۔ اھ۔ ان دو صلح کی مسرت کے ساتھ ایک تیسری چھوٹی سی صلح کی مسرت کا اور اضافہ ہوا یعنی قصبہ ہذا میں مسلمانوں کی ایک جماعت میں کچھ آویزش تھی۔ خط اخیر کے آنے ہی کے روز باہمی فیصلہ پر فریقین کی رضامندی گوش زد ہوئی جس سے ایک نور طبعی نے نورین کو انوار بنا دیا۔ اس اجتماع کا شکر ایک شعر میں ظاہر کرکے ختم کرتا ہوں ؎

سرور فی سرور فی سرور	ونور فوق نور فوق نور

للتاسع عشر من ذی الحجہ

یوم الجمعہ ۱۳۴۱ھ ہجری کتبہ اشرف علی

مضمون ثامن

رسالہ معاملۃ المسلمین فی مجادلۃ غیر المسلمین

(از رسالہ النور نمبر ۱ جلد ۱۰ بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ)

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ملک ہندوستان میں دوسرے ملک کی رہنے والی ایک غیر مسلم قوم حکمراں ہے اور اس کی رعایا میں دو جماعتیں ہیں ایک مسلم ایک غیر مسلم۔ غیر مسلم رعایا نے اپنی ایک قومی سیاسی مجلس بنائی جس میں کچھ مسلمان بھی شریک ہوگئے اور حکمران قوم سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ذیل کی تدابیر اختیار کیں

۱۔ حکومت کی قانون شکنی کی جاوے گو وہ قانون فی نفسہ مباح ہی ہو یعنی اُس کے ماننے سے کسی واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب لازم نہ آوے۔ اور اگر اُس پر حکومت تشدد کرے تب بھی مدافعت نہ کرے۔ نہ مقابلہ سے اور نہ قانون شکنی کے ترک کرنے سے۔ گو اس اصرار سے بعض اوقات ہلاکت تک کی بھی نوبت آجائے حالانکہ قانون شکنی سے بچکر اپنی جان کی حفاظت کر سکتے تھے۔

۲ـ حکومت سے معاملات میں مقاطعہ کیا جاوے یعنی نہ اُس کی نوکری کریں اگرچہ جائز ہی نوکری ہو اور اگرچہ دوسرے ذرائع معاش کے فقدان سے نوکری نہ کرنے سے کتنی ہی تنگی ہو نہ اُس کی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کیجاوے اگرچہ وہ تعلیم مباح ہی ہو اور نہ اُس کے ملک کی تجارتی اشیار (خصوص پارچہ) خریدی جاویں

۳ـ جن دوکانوں پر ایسی اشیار کی تجارت ہوتی ہو اُن پر پہرہ دار مقرر کئے جائیں کہ وہ خریداروں کو جس طرح بھی ممکن ہو روکیں۔ اول زبانی فہمائش سے اگر اس سے نہ مانیں تو اُن کے راستہ میں لیٹ جائیں تاکہ وہ مجبور ہو جائیں اور اگر خرید چکے ہوں تو اُن کو واپسی پر مجبور کریں گو دوکاندار خوشی سے واپس نہ کرے۔ اسی طرح دوکاندار کو ایسی اشیار کی تجارت بند کرنے پر مجبور کریں اگر وہ نہ مانے تو اُس کو طرح طرح کی تدبیروں سے ضرر پہونچاویں دھمکیاں دیں گو اُس دوکاندار کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش نہ ہو اور گو اس تجارت کے بند کرنے سے وہ اور اُس کے اہل وعیال بھوکوں مریں۔

۴ـ اپنے رہبروں کی گرفتاری وغیرہ کے موقعوں پر ہڑتال کرا دینا یعنی دوکانیں بند کرا دینا اگرچہ کسی کو دوکان بند کرنے سے فاقہ ہی کی نوبت آجاوے۔ اور جو شخص ان مقاطعات و احتجاجات مذکورہ ۲ـ و ۳ـ و ۴ـ میں ان سے شرکت نہ کرے اُس کو اذیت پہونچانے میں حتیٰ کہ بعض اوقات موقع پاکر زدوکوب کرنے میں بھی دریغ نہ کریں

۵ـ ان مذکورہ پہروں اور ہڑتالوں میں بے پردہ عورتوں سے مدد لینا اگرچہ وہ جوان اور زینت سے آراستہ ہوں یعنی اُن کا دوکانوں پر بے حجابانہ بیٹھنا اور سڑکوں پر پھرنا یا خرید و فروخت سے روکنا ہڑتال وغیرہ کی ترغیب دینا اور اس مقصود کے لئے اجنبی مردوں سے بے تکلف خطاب و اختلاط کرنا اور ہاتھ جوڑ کر یا راستہ میں لیٹ لیٹ کر خریدار کو مجبور کرنا جس سے بعضے غلبۂ حیا سے اور اکثر غلبۂ شہوت سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس میں نگاہ اور قلب کا فتنہ تو یقینی ہے اور بعض اوقات اس سے آگے فحش افعال میں بھی ابتلا ہو جاتا ہے۔

۶ـ اگر کوئی گرفتار ہو جاوے اُن میں سے بعضے لوگ جیل خانہ میں مقاطعہ جوعی کرتے ہیں یعنی کھانا نہیں کھاتے یہاں تک کہ مرجاتے ہیں اور قوم میں اُن کی مدح کی جاتی ہے۔

۷ـ وقتاً فوقتاً جلسے کئے جاتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں اُن میں تلبیسی تقریریں کی جاتی ہیں بعض اوقات کنواری بیاہی نوجوان عورتیں بھی تقریر کرتی ہیں خلاف شرع نظمیں پڑھی جاتی ہیں باجا وغیرہ بھی ہوتا ہے

۸ـ ان تحریکات کی غرض خود اس جماعت کے اقرار سے تو ایک ایسی حکومت [illegible] جس میں عنصر غالب اُس غیر مسلم جماعت کا ہوگا اور عنصر مغلوب جماعت مسلم کا مگر واقع میں یہ عنصر مغلوب بھی برائے نام ہی ہے اصلی غرض اُس غیر مسلم جماعت کا تسلط ہے جس سے شعائر اسلام اور جماعت مسلمین ذاتاً یا نہ بنا بالکل فنا ہو جاویں چنانچہ خود اُس حکومت کا نظام مجوزہ اور اُس جماعت کے معاملات و واقعات اور تقریرات و تحریرات اس پر

Marfat.com

کافی گواہ ہیں۔ چنانچہ تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ اس جماعت غیر مسلم نے عام مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے اور اُن سے مدد لینے کے لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس سے مسلمانوں کے مذہبی و قومی مصالح اور ملکی حقوق کا ایک حد تک تحفظ ہوتا تھا چنانچہ اس قرارداد کی وجہ سے مسلمان بہت کچھ مطمئن ہو گئے تھے لیکن بعد میں اُس جماعت نے اپنی دوسری خالص مذہبی و قومی مجلس اعظم کے ایماء و ہدایت کے موافق اُس قرارداد کو منسوخ کر دیا اس کارروائی سے ایک تو اس جماعت غیر مسلم کی نیت و ارادہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے زیر اثر اور مغلوب کر کے رکھنا چاہتی ہے اور یہ خطرہ یقینی ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور قومی معاملات میں اسلامی شریعت کے خلاف دست اندازی ہوا کرے گی جس کی مثال سارد ایکٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہے۔ دوسرے اس جماعت غیر مسلم کے نقض عہد کی وجہ سے مسلمانوں کو آئندہ اُن کے کسی عہد و پیمان پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

۹۔ ان تدابیر کی تجویز و تعلیم و تنفیذ کا علمبردار ایک ایسے غیر مسلم کو قرار دیا گیا ہے جس کا مطمع نظر صرف اپنی قوم کا مفاد ہے اور مسلمانوں سے اُس کو کوئی ہمدردی نہیں۔ چنانچہ اُس کے مقاصد میں سے گاؤکشی کا انسداد خود اُس کے اقرار سے ثابت ہے جیسا کہ اخبارات میں مذکور ہے اور باوجود اس کے بعض مسلمان اُس غیر مسلم کے ایسے مطیع و معتقد اور محب ہیں کہ جو اُس کے منہ سے نکلتا ہے عمل میں بھی اُس پر لبیک کہتے ہیں اور اُس کے مقولہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اُس کے محاسن نہایت جوش و خروش سے بیان کرتے ہیں اور کم سے کم ٹوپی ہی پہننے میں رغبت سے اُس کے ساتھ تشبہ کرتے ہیں

۱۰۔ اس جماعت غیر مسلمہ کے بعض احاد اپنی قوت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو شرکت کی اب بھی دعوت دیتے ہیں اور بعضوں کو اپنی قوت پر ایسا ناز ہے یا کسی مصلحت سے وہ قوت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی طرف التفات بھی نہیں کرتے مگر بعضے مسلمان گو بہت ہی قلیل ہیں اُن کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر ان میں بعض مسلمان تو ظاہراً و باطناً اُن کے تابع ہو کر اور بعضے برائے نام زبان سے تو اپنے استقلال کے مدعی ہو کر مگر عملاً اُن کے تابع ہو کر اُن کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔

یہ مجمل صورت ہے واقعات کی۔ اور تفصیل مشاہدات و مطالعہ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اب ان واقعات کے متعلق سوالات حسب ذیل ہیں

الف۔ آیا یہ افعال مذکورہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں اور جماعت مسلمین کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز ہے یا نہیں۔ بالخصوص جماعت غیر مسلم کے تابع ہو کر پھر خصوص جبکہ اس کا اثر کفر کی تقویت اور اسلام کا ضعف ہو جیسا کہ واقعات ۸ و ۹ و ۱۰ سے ظاہر ہے

ب۔ اگر افعال ممنوعہ کے ساتھ کچھ افعال مباح بھی ہوں تو ان افعال مباحہ کے شامل ہونے سے

آیا افعال ممنوعہ بھی مباح ہو جاویں گے یا مباح و غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح رہے گا۔

ج: ایسی حکومت جو مرکب ہو جماعت مسلمہ و غیر مسلمہ سے کیا وہ حکومت اسلامی ہوگی یا غیر اسلامی بخصوص جبکہ قرائن قطعیہ سے ثابت ہو کہ اس حکومت میں ہمیشہ مقصود مصالح سیاسیہ ہوں گے اور جب کبھی ان مصالح میں اور مذہب میں تصادم و تزاحم ہوگا وہ مصالح ہی مقدم ہوں گے اور مذہب کو یا ترک کر دیا جاوے گا یا اُس میں تحریف کر کے اُن مصالح پر تطبیق کر دیا جائے گا بلکہ اس حکومت میں جس قسم کے مسلمان حصہ پا سکتے ہیں خود اُن کے حالات سے بھی یہی ترجیح مصالح کی مذہب پر قریب قریب یقینی ہے جس کی تازہ نظیر امان اللہ خاں کی حکومت کا واقعہ ہے پھر غیر مسلم سے تو رعایت مذہب کی کیا توقع ہے پس کیا ایسی حکومت کے لئے جو کہ مسلم و کافر میں مشترک ہو پھر مسلم بھی وہ جن کی حالت ابھی مذکور ہوئی کوشش کرنا جہاد ہے جس کی شرعی غرض اعلاء کلمۃ اللہ دار تقویت دین ہے۔ اور گو اب بھی حکومت غیر اسلامیہ ہے مگر کیا ان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں کہ اب تو حکومت غیر اسلامیہ ہمارے اختیارات نہیں اور وہ ہمارے اختیارات ہوگی۔ نیز اس وقت کی حکومت غیر اسلامیہ اپنی رعایا کے مذہب کو قصداً ضرر نہیں پہونچاتی۔ اور وہ حکومت جو برائے نام مشترکہ اور درحقیقت غیر اسلامیہ ہوگی قصداً مذہب اسلام کو ضرر پہونچاویگی جس کے شواہد مشاہد ہیں جو کہ روزانہ اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

د۔ اگر کسی ایک عالم یا علماء کی کسی جماعت نے افعال مذکورہ میں شرکت یا موافقت کا فتویٰ دیدیا خواہ کسی غرض فاسد سے خواہ خلوص کے ساتھ اجتہادی غلطی و حقیقت ناشناسی سے۔ یا فتویٰ کو تو افعال مباحہ کے ساتھ مقید کیا مگر مسلمانوں میں نظام نہ ہونے کی وجہ سے اور علماء میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے یقینی ہو کہ وہ ان قیود کے ہرگز مقید نہ ہوں گے اور ضرور افعال غیر مباحہ کے مرتکب ہوں گے بہرحال کسی صورت سے ایسا فتویٰ کسی نے دیدیا اگر اسی کے ساتھ بہت سے علماء اس فتویٰ میں متفق بھی نہ ہوں تو کیا سب مسلمانوں پر اس فتویٰ پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے یا جس سے جس کو اعتقاد ہو اس کے فتوے پر عمل کر سکتا ہے۔ اور کیا چند علماء کا خواہ وہ کثیر یا اکثر ہی ہوں مگر یہاں ایسا نہیں ہے اتفاق کر لینا اجماع میں داخل ہو جاوے گا جس کی مخالفت ناجائز ہوتی ہے

ہ۔ جو شخص ان تدابیر کو خلاف شرع سمجھ کر اس میں شرکت نہ کرے اس پر ملامت کرنا یا طعن کرنا یا گری ... یا اس سے بڑھ کر اس کو کسی قسم کی مالی یا بدنی اذیت و مضرت پہونچانا جیسا کہ بہت واقع ہو رہا ہے ...

بالا ... علوی رشید ...

الجواب۔ الف یہ افعال شرعاً جائز نہیں اور مسلمانوں کو ایسے افعال کا ارتکاب ... بلکہ ... وہ ہو جو سوال میں مذکور سب اس وقت تو دو قبح جمع ہو جائیں کہ ایک با اعتبار حقیقت کے دوسرا با اعتبار ...

Marfat.com

چنانچہ ایک ایک کے متعلق لکھتا ہوں۔

(۱) حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ اور جس حالت میں اُس قانون پر عمل کرنا شرعاً جائز ہو جیسا سوال میں مذکور ہے تو بلا ضرورت ایسی قانون شکنی کا انجام ہلاکت ظاہر ہے۔

(۲) یہ مقاطعہ بعض اوقات ترک واجب تک مفضی ہو جاتا ہے مثلاً کسی کے پاس بجز جائز نوکری یا کسی خاص تجارت کے دوسرا کوئی جائز ذریعہ معاش کا نہیں اور ادائے حقوق اہل وعیال کے لئے اُس پر اکتساب واجب ہے تو اس مقاطعہ سے اس واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ اور ترک واجب معصیت ہے اور جن مقاطعات میں اس واجب کا ترک بھی لازم نہ آتا ہو مگر حکومت سے عداوت لازم آتی ہے اور بلا ضرورت شرعیہ ضعیف کے لئے جائز نہیں کہ قوی کو اپنا دشمن بنائے کہ اس میں بھی اپنے کو مصیبت میں ڈالنا ہے جس کی ممانعت آیت مرقومہ ۱ میں گذری ہے اور یہ جب ہے کہ اس مقاطعہ کو واجب شرعی نہ سمجھا جاوے اور اُس پر دوسرے کو مجبور نہ کیا جاوے۔ ورنہ واجب شرعی سمجھنا مصداق ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کا اور مجبور کرنا ظلم واکراہ ہے جس کی حرمت ظاہر ہے

(۳) یہ واقعہ بھی متعدد گناہوں پر مشتمل ہے ایک مباح فعل کے ترک پر مجبور کرنا کیونکہ بجز بعض خاص تجارتوں کے سب اشیا کی خرید وفروخت کا معاملہ اہل حرب تک کے ساتھ بھی جائز ہے چہ جائیکہ معاہدین کے ساتھ فی شرح السیر الکبیر ج ۳ باب ما یکرہ ادخالہ دار الحرب الا انہ لا باس بذلک فی الطعام والثیاب ونحو ذلک لما روی ان ثمامة بن اثال الحنفی اسلم فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقطع المیرة عن اہل مکة وکانوا میتار ہم منہا فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألونہ ان یاذن لہ فی حمل الطعام الیہم فاذن لہ فی ذلک واہل مکة یومئذ کانوا حربا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرفنا انہ لا باس بذلک الی قولہ الا الکراع والسبی والسلاح۔ دوسرے بعد اتمام بیع کے واپسی پر مجبور کرنا اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ بدون قانون خیار کے یہ واپسی بھی شرعاً مثل بیع کے ہے جس میں تراضی متعاقدین شرط ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ تیسرے نہ ماننے والوں کو ایذا دینا جو کہ ظلم محض ہے چوتھے اہل وعیال کو تکلیف پہونچانا کہ یہ بھی ظلم ہے پانچویں اگر اس کو واجب شرعی بتلایا جاوے تو شریعت کی تغییر وتحریف ہونا جس کا مذموم ہونا ۲ میں گذر چکا ہے۔

(۴) اس میں بھی وہی خرابیاں ہیں جو ۳ میں مذکور ہوئیں اور اگر ان احتجاجات مذکورہ میں شرکت نہ کرنے سے ایذاء جسمانی کی بھی نوبت آجاوے تو یہ گناہ ہونے میں اضرار مالی سے بھی اشد اور منافی اقتضائے اسلام کے ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمومن من امنہ الناس علی دمائہم واموالہم (جمع الفوائد للترمذی والنسائی ولہ وللبخاری وابی داؤد بدل والمؤمن الی آخرہ والمہاجر

پھر ان مقاطعات پر مجبور کرنے میں یہ جابرین خود اپنے تسلیم کردہ قانون حریت کے بھی خلاف کر رہے ہیں ورنہ کیا وجہ کہ اپنی آزادی کی تو کوشش کریں اور دوسروں کی آزادی کو سلب کریں۔

(۵) اس واقعہ کا نصوص حرمت زنا و مقدمات زنا کے منافی ہونا ظاہر ہے خصوص اس اعلان کے ساتھ جو کہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فی الدنیا والاخرۃ الایۃ

(۶) اس کا خودکشی اور حرام ہونا ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تقتلوا انفسکم وفی الھدایۃ کتاب الاکراہ فیاثم کما فی حالۃ المخمصۃ الی قولہ فکان اباحۃ لا رخصۃ الخ وفی العنایۃ فامتناع عن التناول کامتناع عن تناول الطعام الحلال حتی تلفت نفسہ او عضوہ فکان آثما الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جان بچانا اس درجہ فرض ہے کہ اگر حالت اضطرار میں اندیشہ مرجانے کا ہو اور مردار کھانے سے جان بچ سکتی ہو اُس کا نہ کھانا اور جان دینا معصیت ہے چہ جائیکہ طعام حلال کا ترک اور اس فعل کی مدح کرنے میں تو اندیشہ کفر ہے کہ صریح تکذیب ہے شریعت کی کہ شریعت جس فعل کو مذموم کہتی ہو یہ اُس کو محمود کہتا ہے

(۷) قال اللہ تعالیٰ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آیَاتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَأُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایسے جلسوں اور جلوسوں کی شرکت جس میں خلاف شریعت تقریریں ہوتی ہوں اور علی الاعلان احکام شرعیہ کی مخالفت کی جاتی ہو صریح گناہ ہے بالخصوص جبکہ ان کو مستحسن بھی سمجھا جاوے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی جاوے

(۸) اس غرض کا مذموم ہونا ظاہر ہے اور ایسی غرض کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا صریح اعانت ہے معصیت کی یا کفر کی جس کی حرمت منصوص ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الایۃ

(۹) قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ آثِمًا اَوْ کَفُوْرًا وقال تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْآیَاتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ھَا اَنْتُمْ اُولَاءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ الآیات وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالیٰ واھتزلہ العرش رواہ البیہقی (مشکوۃ) وقال تعالیٰ وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ الایۃ وقال [illegible] مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ رواہ احمد وابوداؤد (مشکوۃ) ان آیات واحادیث سے اس واقعہ کے اجزاء قبیح ومعصیت کا ہونا ظاہر ہے۔

(۱۰) فی شرح السیر الکبیر باب الاستعانۃ باھل الشرک واستعانۃ المشرکین بالمسلمین ج ۳

مانصہ ولا بأس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا کان حکم الاسلام ھو الظاھر الی ان قال والذی روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای کتیبۃ حسناء قال من ھولاء فقیل یھود بنی فلان حلفاء ابن ابی فقال انا لا نستعین بمن لیس علی دیننا تاویلہ انھم کانوا اھل منعۃ وکانوا لا یقاتلون تحت رایۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندنا اذا کانوا بھذہ الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم الی قولہ وانما کرہ ذلک لانہ کان معہ سبعمائۃ من یھود بنی قینقاع من حلفائہ فخشی ان یکونوا علی المسلمین ان احسوا بھم زلۃ قدم فلھذا ردھم وفیہ بعد ذلک حدیث الزبیر حین کان عند النجاشی فنزل بہ عدو فابلی یومئذ مع النجاشی بلاء حسنا الی قولہ ان النجاشی کان مسلما وبعد ان سطر قلنا ان ظھر علی النجاشی لم یعرف من حقنا ما کان النجاشی یعرف فاخلصنا الدعاء الی ان مکن اللہ النجاشی اھ ملخصاً اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے ساتھ ایسے معاملات میں شرکت کی (جبکہ اور کوئی امر شرعی مانع نہ ہو) شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے تابع ہوں اور اگر وہ ہمارے تابع نہ ہوں خواہ متبوع ہوں یا دونوں قوت وعمل میں برابر ہوں تو اُن کے ساتھ شرکت جائز نہیں جس کی وجہ بھی اسی روایت میں مذکور ہے کہ جب انھیں بھی قوت مستقلہ ہو تو شرکت میں اندیشہ ہے کہ جب مجموعی قوت سے ان کا مقابل مغلوب ہوجاوے پھر وہ اپنی قوت سے مسلمانوں کو مغلوب کرسکتے ہیں اور اگر کہیں اس شرط کے خلاف ہوا ہے جیسے ایک غنیم کے مقابلہ میں نجاشی کی مدد حضرات صحابہ نے کی تو اُس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ نجاشی اُس وقت مسلمان ہوگئے تھے یا یہ وجہ ہے کہ مسلمانوں کو حالت موجودہ میں کسی پناہ کی حاجت تھی اور نجاشی بہ نسبت اُس غنیم کے مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید تھے اس لئے اس موقع پر وہ شرط نہیں رہی یہ حاصل ہے روایت کا اب اس واقعہ کی حقیقت میں غور کرنے سے اُس کا حکم اس روایت سے صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ اگر مسلمان اس غیر مسلم طالب آزادی جماعت کے ساتھ شریک ہوجائیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کے تابع نہیں ہیں بلکہ یا تو متبوع ہوں گے اور مسلمان اُن کے تابع اور غالب یہی ہے اور یا دونوں برابر ہوں گے گو یہ احتمال بہت ضعیف ہے لیکن اگر ایسا بھی ہو تب بھی جواز شرکت کی جو شرط تھی کہ مسلمان متبوع ہوں وہ مفقود ہے۔ اس لئے جواز بھی مفقود ہے اور جو وجہ عدم جواز شرکت کی روایت مذکورہ میں بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں سے کام نکال کر پھر خود مسلمانوں پر غالب آنے کی کوشش کریں یہاں اُس کا خطرہ یقینی ہے۔ یہ تفصیل تھی حرف الف کے جواب کی اب بقیہ جوابات عرض کرتا ہوں

ب۔ اصولیین وفقہا کا مسئلہ مسلمہ ہے۔ ما اجتمع الحلال والحرام الا وقد غلب الحرام یعنی مجموعہ حلال وحرام کا حرام ہی ہوتا ہے اور یہی مسئلہ عقلی بھی ہے بلکہ اگر صرف جزو مباح ہی پر نظر کی جاوے مگر وہ ذریعہ ہوجاوے کسی مقصود غیر مباح کا سو بقاعدہ شرعیہ مقدمۃ الحرام حرام خود وہ جزو مباح بھی غیر مباح

Marfat.com

ہو جاتا ہے اس سے اس سوال کا جواب معلوم ہو گیا کہ مباح کے انضمام سے مجموعہ مباح نہ ہو گا اور بعض صورتوں میں خود وہ مباح بھی مباح نہ رہے گا

ج۔ اسی اصل مذکور حرف ب کے مقتضا سے ایسی حکومت بھی غیر اسلامی ہو گی خصوص جبکہ اُس میں وہ خطرات ہوں جو اس سوال میں لکھے گئے ہیں پھر اُس کے لئے کوشش کرنا جہاد کیونکر ہو سکتا ہے اس کو اعلاء کلمۃ اللہ و تقویت دین کون کہہ سکتا ہے۔ فی جمع الفوائد سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ (للقوم او الوطن مثلا) ویقاتل ریاء ای ذلک فی سبیل اللہ فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ للستۃ الا مالکا اور جن دونوں قسم کی حکومتوں میں سوال میں نہایت وضوح و تفصیل سے دو فرق دکھلا کر حکم کا فرق پوچھا گیا ہے فرق ظاہر ہے اور ان کے جواب میں روایت سے جو قصہ نجاشی کا لکھا گیا ہے وہ ایسی ہی فرق پر مبنی ہے اور ایسی ہی وصف فارق پر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے اپنے ایک فتویٰ کو مبنی فرمایا ہے جو ذیل میں منقول ہے وھی ھذہ چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جماعہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت اور مذہب سے پرخاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن و حفاظت میں رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ و مقبوضہ اہل مسیحی ہے رہنا اور اُن کا رعیت بننا درست ہے چنانچہ جب مشرکین کے تسلط سے مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہونچائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ میں جو مقبوضہ نصاریٰ تھا بھیجدیا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہ کرتے تھے (از حصہ روئداد جلسہ دستار بندی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور منعقدہ ۲۵ مارچ ۱۸۸۸ء) وتقیید الفتوی بالمذہب والرعیۃ اخرج اضرار بعضھم من لیس [illegible] فی البلاد الشاسعۃ فما ھو من اھل الحکومۃ لیس فی الملۃ وما ھو فی الملۃ لیس من اھل الحکومۃ [illegible] فرق کی تائید ایک دوسرے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے جو عقلی بھی ہے اور شرعی بھی وہ یہ کہ جہاں دونوں شقوں [illegible] مگر ایک میں اشد ایک میں اخف اشد سے بچنے کے لئے یا اُس کو دفع کرنے کے لئے اخف کو گوارا کر لیا جاتا ہے [illegible] قالوا من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما وقال النووی فی شرح مسلم فی حدیث [illegible] والعشرون احتمال اخف المفسدتین لدفع اعظمھما واحتمال [illegible] علی ما بیناہ فی تاویل شرط الولاء لھم اھ

د۔ ایسا فتویٰ سب پر حجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ جس عالم سے [illegible] بلکہ حالات مذکورہ سوالات پر نظر کر کے تو جواز شرکت کا فتویٰ دینے والوں کے قول میں اگر تاویل بھی کر دیا جائے غنیمت ہے مثلاً یہ کہ اُن کی نیت نیک ہوگی اور ان مفاسد پر نظر نہ ہوگی [illegible]

نہیں سکتے فی نور الانوار واھل الاجماع من کان مجتہد اصالحا النعو والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر او انظر الی بعض اقوال بعض المجتہدین خالفوا فیہا الجم الغفیر من العلماء ولم یطعن فیھم بمخالفۃ الاجماع ومبناہ مانعیۃ خلاف الواحد

۸۔ اول تو اگر جانبین میں صواب وخطار کا برابر بھی احتمال ہوتا تب بھی مسائل اجتہادیہ میں کسی ایک شق کو صواب سمجھنا اور دوسری شق کے اختیار کرنے پر ملامت کرنا مصداق ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ کا اور یہاں تو اجوبہ مذکورہ پر نظر کر کے جانب منع راجح ہے پھر تو شریک نہ ہونے والے پر کسی قسم کی بدگمانی یا بدزبانی کرنے کا بدرجہ اولیٰ کسی کو حق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہ اشرف علی عاشر صفر سنہ ۱۳۴۹ھ

(نوٹ نمبر ۱) اس کے قبل دو بار مجھ سے ایک ایسی عبارت کے متعلق سوال کیا گیا جو میری طرف منسوب کر کے بدوں میرے علم کے شائع کی گئی تھی اول بار اُس عبارت میں حوالہ بھی نہ تھا دوسری بار میں حوالہ تھا اب تیسری بار میں مستقل سوالات پیش کئے گئے چونکہ واقعات وحالات کے تبدل سے ہمیشہ جواب بدل جاتا ہے جس کا احتمال آئندہ بھی ہے اس لئے تینوں بار میں مختلف عنوان سے جواب دیا گیا گو مضمون میں تعارض نہیں پس جوابوں کے تخالف حقیقی کا شبہ نہ کیا جاوے اگر کچھ تخالف صوری ہے تو وہ سوالات کا ہے

(نوٹ نمبر ۲) یہ تحریر بالا تو خاص سوالات کا جواب تھا جو واقعات کے تابع ہیں چونکہ میرے پاس کوئی موثوق بہ ذریعہ تحقیق واقعات کا نہیں اس لئے احتیاطاً میں نے اپنے لئے طریق عمل وہ تجویز کیا ہے جو ایک خادم دین جماعت نے ایک دینی درسگاہ کے لئے تجویز کیا ہے وھو ھذا بتصرف یسیر علماء امت ونیز لیڈران قوم باہم مختلف الرائے ہیں ہر ایک جماعت اپنے علم وتحقیق یا اغراض کے مطابق واقعات کو ملک کے سامنے پیش کر رہی ہے اور حالات بسرعت واقعات کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں اس صورت میں کسی ایک واقعہ خاص کو پیش نظر رکھ کر رائے قائم کرنا شرعی نقطۂ نظر سے دشوار ہے اس لئے سیاسی مسائل میں جب تک کسی قطعی فیصلہ کے شرعی ضرورت داعی نہ ہو سکوت ہی مصلحت سمجھا گیا ہے پس اس درسگاہ کا جماعتی مسلک مختصر الفاظ میں ہمیشہ یہ رہا اور ہے کہ اُس نے نہ اعلان حق میں کبھی دریغ کیا اور نہ عمل میں کبھی نمائش اور ہنگامہ آرائی کو دخل دیا اُس کی جماعت جس طرح شورش پسند نہیں ہے اُسی طرح کسی اثر سے متاثر ہو کر کتمان حق کرنے والی بھی نہیں سب یہ اُس کا قدیم جماعتی مسلک ہے جس پر کسی انفرادی یا شخصی جز کی ذمہ داری نہ کبھی پہلے عاید ہوئی ہے نہ اب ہو سکتی ہے ۴ ذی الحجہ ۴۸ھ و ۱۴ محرم ۴۹ھ

(نوٹ نمبر ۳) چونکہ اس مضمون کی ایک معتد بہ مقدار ہو گئی اس لئے حسب معمول بمناسبت مضمون کے اس کا ایک لقب بھی تجویز کر دیا۔ معاملۃ المسلمین فی مجادلۃ غیر المسلمین اشرف علی عفی عنہ

Marfat.com

مضمون تاسع

(از رسالہ ذکر محمود یعنی مختصر تذکرہ حضرت شیخ المحدثین مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ العزیز مؤلفہ حضرت صاحب تاریخ فیضیہ)

ذکر (۲۳) یہ میری کوتاہی ہے یا کم ہمتی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مکاتبہ کا بہت ہی کم اتفاق ہوا اور جو بعض اوقات اس کی نوبت بھی آئی اور اُس کا جواب بھی بالالتزام عطا ہوا تو ان کی حفاظت کا کچھ التزام نہیں ہوا اس وقت کل تین والانامے محفوظ یاد آتے ہیں ایک تو تفسیر کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ہے جو تتمہ جلد رابع فتاوی امدادیہ صفحہ ۳۳۶ میں مطبوع ہو گیا ہے وہاں ملاحظہ فرما لیا جاوے اور دو معمولی مضمون کے ہیں اُن کو ذیل میں برکت کے لئے نقل کرتا ہوں حضرت کے مذاق تواضع و شفقت پر دلالت کے لئے یہ بھی دو شاہد عدل سے کم نہیں ہیں

سراپا فضل و کمال شرفکم اللہ تعالیٰ وجعلکم فوق کثیر من الناس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بارہا آپ کی خیریت معلوم ہونے کا داعیہ پیدا ہوا اور ایک دو دفعہ بعض آیندگان کی زبانی آپ کی خیریت معلوم بھی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو مع جملہ متعلقین خیریت سے رکھے اس وقت ایک صاحب بنگالی مسمی عبد المجید سے ملاقات ہوئی جو ہندوستان واپس ہو رہے ہیں اور جناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا قصد رکھتے ہیں یہ موقع غنیمت معلوم ہوا اس لئے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں بندہ مع رفقا بحمد اللہ اس وقت تک بالکل خیریت اور اطمینان سے ہے شروع رجب میں مکہ معظمہ حاضر ہو گیا تھا اس وقت تک یہیں حاضر ہوں مجکو امید ہے کہ فلاح و حسن خاتمہ کی دعا سے اس دور افتادہ کو فراموش نہ فرماویں گے آیندہ قیام کی نسبت ابھی کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ مولوی شبیر علی صاحب مولوی محمد ظفر صاحب مولوی عبد اللہ صاحب وغیرہ حضرات سے سلام مسنون فرما دیجئے۔ مولانا مولوی محمد یحیی صاحب مولانا قمر الدین صاحب کی وفات سے افسوس بے افسوس ہے انا للہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیکم وعلی من لدیکم فقط بندہ محمود حسن از مکہ معظمہ ۳ محرم ۳۵ ہجری منشی رفیق احمد صاحب کی خدمت میں سلام۔ خدا کرے اُن کا رسالہ روز بترقی ہو۔

معدن حسنات و خیرات دام ظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نامہ سامی موجب مسرت و امتنان جو ہوا اکرمین و مخلصین کی ادعیہ مقبولہ کا ثمرہ ہے ادام اللہ فیوضہم وبرکاتہم احقر اور رفقائے احقر بخیر ہیں سب کا سلام مسنون قبول ہو۔ والسلام علیکم وعلے من لدیکم فقط

بندہ محمود حسن عفی عنہ از دیوبند

ذکر (۲۴) حضرت کے انصاف اور حق پرستی اور رعایت دین کا نمونہ ایک ... ایک رئیس اور عالم کے یہاں جو اپنے ہی مجمع کے ہیں ایک تقریب تھی احقر بھی اُن میں مدعو تھا اور ...

عـــہ ذکر نمبر ۲۴ جو مستقر ہے کہ اس کا نقل یہاں سب ... احقر مرتب الحروف

بھی اور دیگر حضرات بھی وہاں پہونچکر معلوم ہوا کہ رسوم بدعت میں سے کوئی رسم وہاں نہیں اور کیونکر ہوتی جب کہ صاحب تقریب خود بدعت سے مانع تھے مگر عام برادری کی دعوت تھی جس کو میں بنا بر تجربہ رسوم تفاخر میں سے سمجھتا ہوں اور جن اکابر پر حسن ظن غالب ہے وہ اُس میں توسع فرماتے ہیں چنانچہ اسی تفاوت کا یہ اثر ہوا کہ میں تو بلا شرکت واپس آگیا اور دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔ خود اپنے ہی مجمع میں اس کا مختلف عنوانوں سے بڑا غوغا ہوا اور مجھ سے تو جب اس اختلاف کے متعلق کسی نے سوال کیا میں نے تو بزرگوں کے ادب کی رعایت ہی مدنظر رکھکر جواب دیا مگر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی جو بعض نے سوال کیا تو باوجودیکہ حضرت کے ذمہ اس احقر کی رعایت کی کون ضرورت تھی لیکن جو جواب عطا فرمایا اس میں جس درجہ رعایت ہے وہ قابل غور ہے وہ جواب یہ تھا کہ واقعی بات یہ ہے کہ عوام کے مفاسد کی جس قدر فلاں شخص (یعنی احقر) کو اطلاع ہے ہم کو اطلاع نہیں اس لئے اُس نے احتیاط کی حقیقت یہ ہے کہ ع بریں نکتہ گرجاں فشانم رواست۔ یہ جواب مجھ سے بعض ثقات نے نقل کیا۔

ذکر (۲۵) اسی قصہ مذکورہ متصلہ کی نظیر اس انصاف اور حق پرستی اور رعایت کا نمونہ یہ قصہ بھی ہے (اور اس وقت اسی پر اس ذکر محمود کو ختم بھی کردوں گا) کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا سے تشریف لائے تو بعض خاص اسباب سے بعض خاص معاملات میں بعض خاص خیالات ظاہر فرمائے اور اعلاناً وعملاً ان میں حصہ لیا جس کا منشا محض خلوص کے ساتھ اسلام و اہل اسلام کی خدمت تھی چونکہ وہ مسائل اجتہادی تھے جن میں شرعاً گنجائش اختلاف کی ہوتی ہے اور اُن میں بعضے پہلو دنیوی و دینی خطرات بھی رکھتے تھے جو شرعاً واجب التحرز تھے بعض اہل علم نے اُن خطرات و مضرات پر نظر کر کے اُن تحریکات میں رأیاً و عملاً شرکت نہیں کی اور احقر کا خیال بھی ان ہی علٰحدگی رکھنے والوں کے موافق تھا اور اس علٰحدگی کو اکثر اہل محبت مفرطہ نعوذ باللہ حضرت کی مخالفت سمجھتے تھے مگر خود حضرت کی یہ کیفیت تھی کہ جب میں زیارت کے لئے دیوبند حاضر ہوا تو میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی تھے جو ضلع اعظم گڈھ کے رہنے والے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اشرف اس وقت آیا ہوا ہے اگر ان امور میں گفتگو فرما لیجئے تو شاید رائے متفق ہو جاوے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں مناسب نہیں جو شخص اپنا لحاظ کرتا ہو اُس سے ایسی گفتگو کرنا مناسب نہیں نیز گفتگو سے رائے نہیں بدلا کرتی واقعات سے بدلا کرتی ہے اللہ اکبر اس انصاف و رعایت کی کچھ حد ہے۔

نیز ایک صاحب اسی مضمون کے متعلق کہتے تھے کہ وہ دیوبند حاضر تھے بعض لوگ اس احقر کی شکایتیں ان معاملات میں کر رہے تھے حضرت نے سن لیا فرمایا کہ افسوس تم ایسے شخص کی شکایتیں کرتے ہو جس کو میں ایسا ایسا سمجھتا ہوں (یہاں بعض الفاظ میری شان سے بہت ارفع ہیں اس لئے میں نے اُن کو نہیں لکھا کہ جنہیں بات خیال کر لیا

Marfat.com

باعالم پاک) اور یہ بھی فرمایا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کیا مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے میری ایک رائے ہے سو اُس کی (یعنی احقر کی) بھی ایک رائے ہے اس میں اعتراض و شکایت کی کیا بات ہے۔

نیز بعضے لوگوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان ہی تحریکات کی تقویت کے لئے تھانہ بھون لانا چاہا اور درخواست کی تو ایک شخص کہتے تھے کہ حضرت نے یہ جواب دیا کہ وہاں فلاں شخص (یعنی احقر) موجود ہے میرے جانے سے اُس کو تنگی ہوگی کیونکہ موافقت تو اُس کی رائے کے خلاف ہوگی اور عدم موافقت سے شرمائے گا اس لئے وہاں نہیں جاتا۔ سبحان اللہ اللہ اکبر میں تو اکثر اوقات اپنے بزرگوں کے ایسے کمالات پیش کرکے دوسری جماعتوں کو خطاب کرکے کہا کرتا ہوں۔ ؎

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

مضمون عاشر

(درخلاصۂ معاملات تحریکات بعنوان لطیفہ)

مضمون متعلق بعض معاملات بجواب بعض سوالات ملقب بہ الامتناع عن السباع

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں	گفتہ آید در حدیث دیگراں

تین رفیق سفر کر رہے ہیں کسی مقام پر پہونچ کر دیکھا کہ عین راستہ پر ایک شیر کو تین چار بھیڑیے لپٹ رہے ہیں اور راستہ بند ہے ان کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ نہیں البتہ ان کے سامنے اینٹیں پتھر پڑے ہیں ان تینوں میں اختلاف رائے ہوا اور رائے کے اختلاف سے عمل میں اختلاف ہوا ایک کی رائے ہوئی کہ شیر کی امداد کرنا مناسب ہے اگر یہ غالب آگیا تو طبعاً اس احسان سے متاثر ہو کر مجھ سے مزاحمت نہ کرے گا اور میں اطمینان سے اپنے راستے پر چلا جاؤں گا یہ خیال کرکے اینٹوں سے بھیڑیوں کو مارنا شروع کیا دوسرے کی یہ رائے ہوئی کہ شیر اکیلا بھیڑیے متعدد ہیں غالباً غلبہ انھیں کو ہوگا اگر ان کی نصرت کی تو طبعاً یہ اس احسان سے متاثر ہو کر مجھ سے مزاحمت نہ کریں گے اور میں امن و امان کے ساتھ اپنے راستہ چلا جاؤں گا یہ خیال کرکے [illegible] شروع کیا تیسرے کی یہ رائے ہوئی کہ اینٹیں نہ شیر کی مدافعت کے لئے کافی [illegible] اور ایسی حالت میں اگر منصور مغلوب ہو گیا تو غیر منصور کو خواہ مخواہ [illegible] بنایا اور [illegible] غالب [illegible] ہو گیا تب بھی جانور سے جس کی طبیعت عقل پر غالب ہے کیا توقع ہے کہ احسان سے متاثر ہو کر رعایت کرے گا [illegible]

ع۵ اسی طرح ایک موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ [illegible]

وہ بھی طبعاً مزاحمت کرے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ جب تک قابل اطمینان اپنے پاس مدافعت کا سامان نہ ہو کسی کی نصرت نہ کی جاوے بلکہ جس طرح ممکن ہو اپنی حفاظت کی کوشش کی جاوے پھر خواہ غلبہ کسی کو ہو ممکن ہے کہ ہمارے عدم تعرض کے سبب یہ بھی تعرض نہ کرے اور اگر تعرض ہی کیا تو اس کا افسوس نہ ہوگا کہ ہم نے خواہ مخواہ خود چھیڑ کر اپنا دشمن بنایا اس لئے یہ دونوں سے علیحدہ ہو کر اپنی حفاظت میں مصروف ہوگیا اور جس طرح بن پڑا اُن کی زد سے سکوت و سکون کے ساتھ نکل گیا اور دوسرے چکر کاٹ کر اُسی راستہ پر جا پڑا اب آگے اس کی قسمت کہ وہ شیر اور بھیڑیے وہاں بھی پہونچ گئے یہ تین جدا جدا طریقے ہیں جن کو ان تین شخصوں نے اپنے لئے اختیار کیا اگر ان لوگوں نے قوانین عقلیہ کی مخالفت نہ کی اور نیت بھی کسی کی فاسد نہ ہو تو کسی شخص پر کوئی عقلی ملامت نہیں ہوسکتی اور اگر کسی شخص کو اُس کے مجوزہ طریق کا مضر ہونا صحیح دلیل سے بتلا دیا جاوے اور اُس کے پاس کوئی معقول جواب بھی نہ ہو اور وہ پھر بھی اُسی پر مصر رہے تو پھر وہ ضرور مستحق ملامت ہوگا۔ یہ مثال ہے بعض خاص معاملات اور ادارکی واللہ اعلم میزان الکل مضمون بروایت بعض شعرا مجنون سے

جبکہ دو موذیوں میں ہو کھٹ پٹ	اپنے بچنے کی فکر کر جھٹ پٹ	

۲۷ شعبان ۱۳۵۱ھ یوم دوشنبہ

عود الی السابق

نقول بالا سے ناظرین کرام نے بخوبی اندازہ فرمالیا ہوگا کہ سیاسی تحریکات میں حضرت والا کا مسلک کس درجہ مصالح دینیہ دنیویہ پر مبنی تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ حضرت والا کے نزدیک حالات حاضرہ میں اس قسم کی تحریکات نہ شریعت کے مطابق ہیں نہ مصلحت کے رہا یہ سوال کہ پھر مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کون سا طریق عمل اختیار کیا جائے۔ اس کے لئے حضرت والا نے ایک نہایت ہی مفید رسالہ حیوٰۃ المسلمین تصنیف فرمایا جس کے سہل اور جامع بنانے میں حضرت والا نے اتنی مشقت اُٹھائی کہ اُتنی کسی تصنیف میں نہیں اُٹھائی۔ یہ رسالہ بہت مقبول ہوا اور بعض انجمنوں نے بھی اُس کو عام طور سے شایع کیا اور بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے جیسا کہ تفصیل اعتنا اہل علم بتالیفات حضرت صاحب سوانح سے معلوم ہوگا جو فہرست تالیفات کے بعد ہے۔ یہ رسالہ کتب فروشوں کے یہاں سے مل سکتا ہے پھر اس رسالہ حیوٰۃ المسلمین کا ایک مکمل نظام عمل بھی تجویز فرما کر صیانۃ المسلمین عن خیانۃ غیر المسلمین کے نام سے شائع فرما دیا عمل کرنا نہ کرنا دوسروں کے قبضہ کی بات تھی۔

اُس نظام عمل کو بلفظہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اُس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے وہ نظام عمل یہ ہے۔

Marfat.com

صیانۃ المسلمین عن خیانۃ غیر المسلمین

(از النور بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ)

امابعد الحمد والصلوٰۃ فعن ابی ھریرۃ رضؓ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف وفی کل خیر الحدیث رواہ مسلم آج کل مسلمانان ہند جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان میں دو طریق مشروع ہیں ایک ضعفاء کے لئے کہ سکوت محض سے کام لیں نہ حفاظت کا کوئی سامان کریں نہ مدافعت کا اہتمام کریں دوسرا اقویاء کے لئے کہ حفاظت و مدافعت کی تدبیر کریں اپنے لئے بھی اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی۔ اور حدیث بالا سے جس طرح دونوں طریق کا جواز معلوم ہوتا ہے اسی طرح دوسرے طریق کی ترجیح بھی معلوم ہوتی ہے اور حفاظت کا محل دو چیزیں ہیں ایک دین اور اصل یہی ہے دوسرے دنیا اس کی حفاظت کی فضیلت بھی مع فضیلت حفاظت دین کے اس حدیث سے ثابت ہے من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون اهله فهو شهيد (جمع الفوائد عن اصحاب السنن) اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہے کہ اکثر افراد حفاظت کے خصوص دوسروں کی معاً حفاظت اور اپنی دنیا کی حفاظت کے افراد عادۃً موقوف ہیں قوت اجتماعیہ اور اتفاق منظم پر اس لئے حفاظت کی ضرورت داعی ہوگی اجتماع و اتفاق و تنظیم مذکور کی طرف اور ہمارے بھائیوں میں یہ قریب قریب مفقود ہے اسی لئے ہر مسلمان بجائے خود اپنے کو تنہا دیکھ کر اپنے ضعف سے پریشان ہے ورنہ اہل باطل کے مقابلہ میں اہل حق کی پریشانی کا احتمال ہی نہیں ہوسکتا اور اگر کہیں برائے نام تنظیم ہے تو اس سے محض اغراض دنیویہ مقصود ہیں بلکہ اکثر تو دین کو ان اغراض میں مخل سمجھ کر قصداً اس سے اعراض کرتے ہیں ایسی [illegible] کے وقت میں رحمت الٰہیہ نے دستگیری فرمائی کہ بعض بندوں کے قلوب میں ایسی تنظیم کی ضرورت اور عملی [illegible] القا فرمائی جس سے دین اصالۃً اور دنیا تبعاً محفوظ رہ سکے اس لئے ہم چند خدام اسلام نے اس تنظیم کی غرض سے ایک مجلس قائم کی اور چونکہ ہر عمل میں تحقیق حکم شرعی کی ضرورت ہے اس لئے اس کی [illegible] کے متعلق [illegible] شرعی بھی حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی سے حاصل کی [illegible]

چونکہ اس کی ضرورت ہر مقام پر عام ہے اس لئے دیگر اہل اسلام کے [illegible] [illegible] ہے اگر مقامی مصلحت سے اس میں کہیں ترمیم یا ترتیب بیشی کرلی جاوے اس [illegible] [illegible]

ع۵ یعنی مسلمانوں کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ذرائع [illegible] [illegible]

Marfat.com

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بات میں کہ آج کل مسلمانانِ ہند جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور آئندہ اس سے زیادہ مبتلا ہونے کا خطرہ ہے اُن سے خود محفوظ رہنے اور دوسرے بھائیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک جماعت نے ایک مجلس قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے جس کی دفعات حسب ذیل ہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ دفعات شریعت مطہرہ کے خلاف تو نہیں تاکہ ایسی دفعہ کو بدل کر شریعت کے موافق کر لیا جاوے وہ دفعات یہ ہیں

(**نمبر ۱**) احکام شرعیہ پر پورے اہتمام سے عمل کرنا اور جن اعمال پر قدرت نہ ہو اُن میں معذوری ہے۔

(**نمبر ۲**) دوسروں کو اُن احکام کی اور ان کی پابندی کی تبلیغ کرنا۔

(**نمبر ۳**) خصوص احکام ذیل جن کو خاص دخل ہے حفاظت مقصودہ میں وہ احکام یہ ہیں اسلام پر قایم رہنا۔ علم دین سیکھنا اور سکھلانا۔ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا۔ اللہ و رسول ؐ سے محبت درجہ عشق میں رکھنا۔ تقدیر پر ایمان لانا اور رضاء تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا۔ دعا مانگنا۔ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا اور جو ان میں گذر گئے ہیں اُن کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھنا یا سننا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کا پڑھنا یا سننا۔ مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھکر ادا کرنا۔ اپنی جان کے حقوق ادا کرنا۔ اس میں یہ بھی داخل ہے کہ حکام کا مقابلہ نہ کریں بلکہ تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کریں اگر حسب مرضی انتظام نہ ہو صبر کریں اور اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ہو تو حکام ہی کے ذریعہ سے اُس کی مدافعت کریں پھر خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دیدیں نیز جان کے حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ ورزش کریں۔ حدود قانون کے اندر فن سپہگری سیکھیں۔ نماز کی پابندی رکھنا۔ ضرورت کے مقام پر مسجد بنانا۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ نیز دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا۔ اور اگر وسعت یا ہمت ہو روضہ شریف کی زیارت بھی کرنا۔ قربانی کرنا۔ اور اگر اس میں کوئی روک ٹوک کرے تو اُس دستور العمل کو اختیار کریں جو ابھی اپنی جان کے حقوق میں مذکور ہوا۔ آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا۔ نکاح سے نسل بڑھانا۔ دنیا سے دل نہ لگانا۔ گناہوں سے بچنا۔ صبر و شکر کرنا۔ صبر میں یہ بھی داخل ہے کہ جہاں شریعت کا حکم ہو وہاں مالی یا جانی کیسی ہی تکلیف ہو اُس کی برداشت کرنا۔ مشورہ کے قابل امور میں مشورہ لینا۔ باہم محبت و ہمدردی و اتفاق رکھنا۔ امتیاز قومی یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا ان اعمال کی تفصیل رسالہ حیٰوۃ المسلمین میں کی گئی ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔

(**نمبر ۴**) طریق عمل احقر کے ذہن میں یہ ہے کہ جس جگہ جس جماعت کو گو وہ قلیل ہی ہو توفیق ہو ایک مجلس بنا کر ان احکام پر عمل کرنے اور کرانے کی کوشش شروع کر دیں۔

(**نمبر ۵**) سہولت نظم کے لئے اس مجلس کا کوئی لقب بھی تجویز کر لیا جاوے مثلاً صیانۃ المسلمین یا اور کچھ اور باقاعدہ اس کے کچھ عناصر بھی مقرر کر دئے جائیں جن کی خدمت کا کوئی معاوضہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

(نمبر ۶) یہ عناصر تین قسم کے ہوں گے ایک ارکان یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا مشورہ مجلس کے ہر کام کے لئے شرط ہوگا اور رکن کا چندہ گذار ہونا شرط نہیں دوسرے معین یہ چندہ گذاروں کا لقب ہوگا تیسرے عامل یہ اُن لوگوں کا لقب ہوگا جو نہ مشیر ہیں نہ چندہ گذار بلکہ محض بلا معاوضہ اپنی خدمات مجلس کے لئے وقف کرتے ہیں اور مجلس کی طرف سے جو خدمت اُن کے سپرد کی جاوے وہ اُس کو حسبۃً للہ بجالاتے ہیں ان تینوں عناصر کا تعلق باضابطہ ہے جو تھے محبین جو محض خیر اہی و دعا میں مشغول ہیں اور کوئی مناسب رائے خیال میں آتی ہے اس کی اطلاع مجلس میں کرتے ہیں اس طبقہ کا تعلق باضابطہ نہیں۔

(نمبر ۷) طبقہ ارکان میں سے ایک شخص کو اس مجلس کا صدر تجویز کیا جاوے جس کا انتخاب ارکان کے اتفاق سے ہوگا۔

(نمبر ۸) ارکان کا عدد بہت زیادہ نہ ہونا چاہئے بلکہ ہر مقام پر ایسا عدد ہو جن کا اجتماع مشورہ کے لئے سہل ہو خواہ وہ مقامی ہوں یا بیرونی ہوں مگر ضرورت کے وقت بسہولت جمع ہو سکتے ہوں۔ اور بقیہ تین طبقوں کی تعداد کی کوئی حد نہیں۔

(نمبر ۹) جدید رکنیت کے لئے قدیم ارکان کی متفقہ منظوری شرط ہے جس میں وہ مختار ہیں اور بقیہ تین عناصر کی خدمات کا قبول کرلینا ارکان کے ذمہ لازم ہے الا لمانع شرعی مفوض الی رائیھم۔

(نمبر ۱۰) ایک شخص دو خدمتیں لیکر دو طبقوں میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(نمبر ۱۱) کوئی شخص خود رکنیت کی درخواست نہ کر سکے گا بلکہ ارکان سابق خود اس سے رکنیت کی درخواست کریں گے اور معین اور عامل خود درخواست کر سکتے ہیں اُن کی درخواست پر اُن کو ایک فارم دیا جائے گا جس میں اُن کو اپنا نام ونشان اور وعدہ خدمت لکھنا ہوگا جس کا نقشہ ارکان تجویز کر سکتے ہیں اور یہ سب نام مجلس میں محفوظ رہیں گے اور محبین خود بھی درخواست کر سکیں گے اور اُن سے بھی درخواست کی جا سکتی ہے اگر یہ سب زبانی ہوگی اور اگر کسی جانب سے بھی خاص درخواست نہ ہو تب بھی ہر مسلمان سے عام درخواست اور توقع باقی ہے کہ نیک مشوروں سے اور دعا سے اس مجلس کی مدد فرماتے رہیں۔

(نمبر ۱۲) صدر اور رکن کا تقرر جیسے اتفاق ارکان سے ہوا تھا اسی طرح ان کا عزل بھی اتفاق ارکان سے ہوگا۔

(نمبر ۱۳) اور صدر اور رکن کا استعفا کسی کی منظوری پر موقوف نہیں لیکن ان کا احسان ہوگا اگر قبل اطلاع دے دیں۔

(نمبر ۱۴) باستثناء وقتی کاموں کے کوئی کام بدون مشورہ نہ کیا جاوے۔

(نمبر ۱۵) مشورہ کے لئے صدر اور تین مشیروں کا اجتماع کافی ہے اور اگر صدر موجود نہ ہو تو وقتی مشورہ کے لئے کسی رکن کو اپنا قائم مقام بنا دے اور اگر صدر مفقود ہو خود ارکان کسی کو صدر کا قائم مقام بنا لیں۔

(نمبر ۱۶) اگر اہل شوریٰ میں اختلاف ہو جاوے تو جس جانب صدر کی رائے ہو قطع نظر کثرت یا اقلیت

اُس کو ترجیح ہوگی اور اگر اہل شوریٰ اور صدر میں اختلاف ہو جاوے تو احتیاط کے پہلو کو ترجیح دی جاوے گی یعنی اگر امر متنازع فیہ ایک رائے میں نافع محض غیر محتمل الضرر ہو اور دوسری رائے میں نہ نافع ہو نہ مضر تو نافع والی رائے کو ترجیح ہوگی اور اُس کام کو کرلیا جاوے گا اور اگر ایک رائے میں مضر ہو اور دوسری رائے میں نافع مگر غیر ضروری تو مضر والی کو ترجیح ہوگی اور اُس کام کو ترک کر دیا جائے گا اور اگر ایک رائے میں مضر ہو اور دوسری رائے میں نافع اور ضروری اور صرف یہ اختلاف اہم و اشد ہے تو صدر کی رائے کو ترجیح ہوگی۔

(نمبر ۱۷) کوئی کام خلاف شرع نہ کیا جائے گا نہ کوئی رائے خلاف شرع قبول کی جاوے گی اگر جواز و عدم جواز میں تردد ہو علماء سے استفتاء کیا جائے گا اگر انتخاب مفتی میں اختلاف ہو جاوے یا علماء کے فتاوے میں اختلاف ہو جاوے تو صدر کے تجویز شدہ مفتی کا فتویٰ معمول بہ ہوگا لیکن جس رکن کو اُس میں شرح صدر نہ ہو وہ عمل پر مجبور نہ کیا جائے گا اُس کو سکوت کی اور اُس کام میں شریک نہ ہونے کی اجازت دی جاوے گی مگر مناقشہ کی اجازت نہ ہوگی اسی طرح کوئی کام خلاف قانون بھی نہ کیا جائے گا۔

(نمبر ۱۸) اس مجلس میں شریک ہونے کے لئے کسی پر اصرار نہ کیا جاوے بہتر تو یہ ہے کہ ترغیب بھی نہ دیجاوے لیکن اگر کسی مقام پر اس میں مصلحت ہو تو ترغیب میں مخاطب کی طیب خاطر و انشراح قلب سے تجاوز نہ کیا جاوے۔ صرف مجلس کے اغراض و مقاصد کی خصوصی یا عمومی اطلاع دے دی جاوے جو شخص خود یا جائز ترغیب سے شرکت کرے اُس کو شریک کرلیا جاوے۔

(نمبر ۱۹) اس مجلس کی طرف سے کچھ مخلص اہل مبلغ بھی مقرر کئے جائیں کہ وہ احکام شرعیہ کی عموماً اور احکام مذکورہ ۳۲ کی خصوصاً اشاعت کریں اور یہ تبلیغ بہ خطاب عام ہوگی اور اس تبلیغ میں غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے کی بھی ترغیب دیا کریں اور مناظرہ وغیرہ کسی سے نہ کریں۔ اگر کوئی خود درخواست کرے اُس کو مناظرین کا پتہ بتلادیں۔

(نمبر ۲۰) اس مجلس کی طرف سے کچھ فہیم و سلیم رضاکار بھی مقرر کئے جائیں کہ ان کا کام تبلیغ بہ خطاب خاص ہوگا مثلاً نمازوں کے وقت مشغولین غافلین کو نرمی اور محبت سے نماز کا یاد دلانا۔ کوئی شخص خلاف شرع کام کرتا ہو یا اُس کا ارادہ کرتا ہوا دیکھا جائے جیسے بدکاری یا شراب خواری یا قمار بازی اُس کو نرمی سے شرعی وعیدیں یاد دلا کر سمجھا دینا لیکن اگر اس سے کوئی نہ مانے تو پھر اُس پر مسلط ہو جانا یا کسی طرح سے زور دینا خواہ سختی سے خواہ ہاتھ پکڑ کر یا رستہ میں لیٹ کر یہ مناسب نہیں بلکہ جب ناصح کی باضابطہ حکومت نہ ہو ایسا کرنا اکثر مضر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر یہ رضاکار کسی پر ظلم ہوتا ہوا دیکھیں مثلاً کوئی شخص ایک مباح معاملہ کر رہا ہے جیسے کپڑا خریدنا یا بیچنا اور دوسرا اُس کو معاملہ نہ کرنے پر مجبور کر رہا ہے تو یہ رضاکار اُس مظلوم کی مدد کریں لیکن صرف مدافعت کی حد تک ہیں ظالم سے انتقام نہ لینے لگیں۔ اسی طرح راستہ میں کسی حاجتمند کا بوجھ اُٹھوا دینا کسی کو سوار ہونے میں مدد دینا کسی پیاسے کو

Marfat.com

پانی پلا دینا کسی انجان کو راستہ بتلا دینا دو شخص لڑتے ہوں اُن میں صلح کرا دینا یہ سب رضا کاروں کی خدمات ہیں اور اس مظلوم یا حاجتمند میں یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ اپنے مذہب کا ہے یا دوسرے مذہب کا سب کی مدد کرنا چاہئے۔

رضا کاری کی یہ شرائط ہیں اسلام عقل بلوغ ذکورت۔ طالب علمی میں مشغول نہ ہونا خواہ علم معاش ہو خواہ علم معاد ہو۔ کسی کا ماتحت یا ملازم نہ ہونا۔

(نمبر ۲۱) ان مبلغین اور رضا کاروں کی کوئی امتیازی علامت بھی ہو تو قرین مصلحت ہے۔

(نمبر ۲۲) یہ مبلغین اور رضا کار سب صدر مجلس کے ماتحت ہونگے کوئی کام بدوں اُس کی اجازت کے نہ کر سکیں گے۔

(نمبر ۲۳) یہ رضا کار روزانہ اور مبلغین ماہانہ صدر کے پاس یا صدر جس کو اپنی نیابت میں اس کام کے لئے منتخب کردے اس کے پاس جمع ہو کر اپنی کارگزاری کی اطلاع دیا کریں اور آئندہ کے لئے مناسب احکام حاصل کیا کریں اور ارکان مجلس کا جلسہ کم از کم ماہانہ ہوا کرے جس میں ضروری مشورے طے ہوا کریں۔

(نمبر ۲۴) ان مبلغین و رضا کاروں کی مالی خدمت کے لئے کچھ چندہ کا انتظام بھی کیا جاوے مگر اس میں شرعی حدود کا اہتمام واجب ہے اگر چندہ کم ہو کام مختصر پیمانہ پر کیا جاوے۔ اور جن رضا کاروں کو ذرا بھی ان کو [illegible] وغیرہ بھی سکھلائی جاوے۔

(نمبر ۲۵) اگر مجلس میں ایسے حضرات شریک ہو جائیں جو مسلمانوں کی دوکان کھلوانے کا انتظام کر سکیں [illegible] اس خدمت کو بھی اپنے فرائض میں داخل کرے۔

(نمبر ۲۶) اور اگر مجلس میں ایسے حضرات شریک ہو جائیں جو مسلمانوں کی تکالیف کا [illegible] آئین اور تہذیب کے حدود میں رہ کر گورنمنٹ سے طلب کر سکیں تو مجلس [illegible] خدمت [illegible]

(نمبر ۲۷) وقتاً فوقتاً مجلس کی کارگزاری مع حساب چندہ شائع ہونا چاہئے

(نمبر ۲۸) اس کارگزاری کی عام روئداد بھی اور اس کی جزئیات دقیقہ خاص طور پر زبانی بھی حکام [illegible] حضرات کے توسط سے حکام کو پیش کرتے رہیں تاکہ کسی مخالف کو بدگمانی پیدا کرنے کی گنجائش نہ ہو۔

(نمبر ۲۹) اس مجلس کا مرکزی مقام دہلی ہوگا اور دوسرے مقامات پر اہل مقام کو [illegible] اپنے یہاں ایسی مجالس قائم کریں خواہ اس مرکزی مجلس کی شاخیں بناویں اور [illegible] اور شاخوں کے باہمی تعلقات وحقوق وشرائط کے متعلق زبانی مشورہ کر لیا جاوے۔

(نمبر ۳۰) شعبہ تبلیغ کے تحت میں مفید رسالے بھی حسب [illegible] رہیں گے اور ایک خاص وقت میں عام مسلمانوں کو وہاں آ کر مطالعہ کی اجازت ہوگی [illegible] رسائل چھپوا کر یا خرید کر عام مسلمانوں میں شائع بھی ہو جایا کریں گے [illegible] کے سرمایہ سے [illegible]

اگر کوئی مالک اخبار بلا معاوضہ بھیجدیا کرے یا ارکان یا غیر ارکان بطور خود خرید کر خواہ مجلس میں داخل کردیں خواہ بطور خود مطالعہ کرکے استحضار واقعات سے مشورہ میں کام لیں اس کی اجازت ہے مگر ہر حالت میں یہ وصیت کی جاتی ہے کہ محض اخبار میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے بدون اذن شرعی کوئی اثر نہیں۔

(**نمبر ۱۳**) چونکہ مذکورہ بالا کارگذاریوں کے لئے ضبط کی بھی ضرورت ہوگی اس لئے مجلس میں ایک فہیم مستعد محرر کا مقرر کرنا بھی ضروری ہے جس کی خدمت کی نگرانی صدر کے یا جس کو صدر تجویز کردیں اُس کے ذمہ ہوگی۔ اسی طرح دفتر کے لئے ایک مکان کی بھی ضرورت ہوگی اور یہی مکان انعقاد مجلس کے بھی کام آوے گا۔

نوٹ۔ یہ مجلس خالص مذہبی ہے سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں نہ کسی کی موافقت میں نہ مخالفت میں۔ اور محکومین کا حکام سے اپنا جائز حق حدود قانون میں مانگنا سیاست نہیں جیسا جائز ملازمت کی درخواست کو کوئی شخص سیاست نہیں کہہ سکتا

الجواب۔ یہ سب دفعات بالکل شریعت کے ایسے موافق ہیں کہ دلائل کی بھی حاجت نہیں لیکن چونکہ اس مجموعہ کی ضرورت اجتہادی ہے اس لئے اگر باوجود اعتقاد ان کے استحسان کے ان کو عمل میں لانے سے کسی کو دلچسپی نہ ہو اور وہ اپنے لئے ذوقاً یکسوئی کو اسلم سمجھے اور اُس مسلک کو پسند کرے جس کو احقر نے رسالہ معاملۃ المسلمین کے نوٹ ۲ میں اپنے لئے طریق عمل تجویز کیا ہے اُس پر اس مجلس کی شرکت کے لئے اصرار نہ کیا جاوے چنانچہ خود مجلس مسئول عنہ کی دفعہ ۱ میں بھی اس کی تصریح کی ہے اب اس جواب کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اللھم اجعل ھذہ الجماعۃ صیانۃ وحمایۃ للمسلمین عن کل خیانۃ ونکایۃ من غیر المسلمین

کتبہ اشرف علی

۲۴ ربیع الاول۔ الاعز الاجل ۱۳۴۹ھ

نوٹ

یہاں تک تو تحقیق دلائل شرعیہ کی بنا پر تھی ان دلائل کی تائید میں بہت سے صالحین کے منامات مبشرہ صریحہ بھی ہیں جو وقتاً فوقتاً رسالہ النور میں شائع ہوتے رہے ہیں اور تربیت السالک میں موجود ہیں وہاں ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔ اس جگہ تائیداً صرف ایک خواب اصدق الرؤیا کے حصہ غیر مطبوعہ سے نقل کیا جاتا ہے۔ جناب مولانا مولوی محمد حسن صاحب امرتسری جو ایک نہایت مقدس صالح اور ثقہ عالم اور صاحب نسبت بزرگ ہیں اپنے ایک خواب کے سلسلہ میں جس کو صاحب ممدوح نے ۱۳۴۷ھ میں دیکھا تھا حضرت والا کو تحریر فرماتے ہیں کہ پھر اسی خواب کے سلسلہ میں یہ بھی دیکھا کہ مسجد کے اندرونی حصہ سے حضرت مولانا

Marfat.com

رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرھما باہر تشریف لارہے ہیں اور ایک دوسرے کی طرف اپنی اپنی گردن جھکا کر بطور سرگوشی کے چپکے چپکے آپس میں بحوالہ حضرت والا دامت ظلکم العالی یہ ذکر کررہے ہیں کہ تحریک خلافت کے متعلق ان کی رائے نہایت صحیح ہے یعنی حضرت والا کی۔

پھر ان دونوں حضرات میں سے ایک صاحب تو مسجد کے اندر واپس تشریف لیگئے اور دوسرے صاحب باہر تشریف لے گئے۔ اھ۔

ختم کلام

تحریکات کے زمانہ میں حضرت والا پر ایسے ایسے بیجا اتہامات لگائے گئے اور مخالفین اسقدر درپے آزار رہے کہ اگر حفاظت خداوندی اور تائید غیبی شامل حال نہ رہتی تو نہ معلوم کیا نوبت پہونچتی۔ مگر حضرت والا نے ہمیشہ نہایت صبر وتحمل سے کام لیا اور مردانہ وار جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رہے۔ مخالفین کے سیکڑوں واقعات ہیں لیکن ان کو بیان کرنے سے حضرت والا نے اس بنا پر ممانعت فرمادی ہے کہ ممکن ہے کسی کو ناگوار ہو اور رنج پہونچے۔ اور فرمادیا ہے کہ بس یہ اشعار لکھ کر اس بحث کو ختم کردیا جائے ؎

سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب	کسی سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے
اندر کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم	کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
گفتگو آئین درویشی نبود	ورنہ با تو ماجرا ہا داشتیم

حضرت والا سے بہت مخالفین نے جنھوں نے تحریکات کے شور وشر کے زمانہ میں آپ [illegible] حضرت والا پر خلاف دین اور خلاف واقع الزامات لگائے تھے بعد جوش فرو ہونے کے نہایت عجز وندامت کے ساتھ معافیاں مانگیں تو حضرت والا نے معاف فرمادیا۔ عام معافی کا اعلان فرمادیا لیکن [illegible] قلب کی صفائی کے متعلق صاف فرمادیا کہ یہ میرے قبضہ میں نہیں [illegible] یہ شعر لکھ دیا ؎

ز بالائے حوت [illegible]	[illegible]

[illegible] قلب کی صفائی [illegible] تو فرمایا کہ [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] دل کی صفائی [illegible]

سبحان اللہ حضرت والا کس قدر وسیع الخیال اور ہر شئے کو اُس کی حد پر رکھنے والے ہیں۔ پھر بعض نے ایسا ہی کیا بلکہ بعض کے مسودہ میں حضرت والا نے خود ترمیم فرما کر اس کو ایسا کر دیا کہ اُن کی اہانت نہ ہو۔ اُن کے اس طرح اعلان کر دینے کے بعد حضرت والا کے تعلقات اُن کے ساتھ پھر ویسے ہی شگفتہ قائم ہو گئے جیسے پہلے تھے۔ اور حکم خداوندی فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ کی تعمیل ہو گئی اور حضرت والا اس مصرع کے مصداق ہو گئے۔ ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اہتمامِ اصلاحِ اُمت

ناظرین کرام پر ابواب ماسبق کے ملاحظہ سے یہ امر واقع اظہر من الشمس ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی ذات بابرکات کو اصلاحِ اُمت اور تجدید ملت ہی کی اہم ترین خدمت کے لئے پیدا فرمایا ہے جس کو حضرت والا نے بعون اللہ تعالیٰ اس حسن و خوبی سے انجام دیا ہے اور انجام دے رہے ہیں کہ منجانب اللہ حضرت والا کو عموماً حکیم الامۃ اور مجدد الملۃ ہی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق یاد آئی۔ جناب مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی مدفیضہم جن کو مولانا ممدوح سے شرف بیعت حاصل ہے اپنی ایک یادداشت میں جو احقر کو لکھ کر حوالہ فرمائی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ جب کسی تحریر میں حضرت کے نام کے ساتھ حکیم الامۃ لکھا ہوا نہ پاتے تو بہت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلوب رجال میں اُن کے لئے ایک لقب ڈال دیا ہے تو اُس کو چھوڑنا نہ چاہئے کہ اس میں حضرت حق کے ساتھ سوء ادب ہے (او کما قال قدس اللہ سرہ) اھ

چونکہ حضرت والا کی گویا تمام زندگی ہی اہتمام اصلاحِ اُمت میں بسر ہوئی ہے اور ہو رہی ہے لہذا اس کے متعلق واقعات و حالات کا استیعاب تو درکنار اُن کا عشر عشیر بھی احاطۂ تحریر میں لانا از بس دشوار ہے تاہم بمصداق

آب جیحوں را اگر نتواں کشید		ہم بقدرِ تشنگی باید چشید	

بقدر ضرورت واقعات و حالات سوانح ہذا میں تحریر کئے جا چکے ہیں اور اس جگہ بھی دو خاص مضمون ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

پہلا مضمون خود حضرت صاحب سوانح کے رسالہ اصلاحِ انقلاب کا دیباچہ ہے جس میں حضرت ؒ نے اصلاح امت کا ایک ایسا جامع مانع طریق تحریر فرما دیا ہے کہ اگر اُس پر عمل کیا جائے تو امت کے ہر طبقہ کی اصلاح نہایت سہولت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

یہ مضمون، تو منجملہ صد ہا نظائر افادات علمیہ مفیدہ کے حضرت والا کے علمی اہتمام اصلاحِ اُمت کا ایک مفید

Marfat.com

اور کار آمد نمونہ پیش کریگا اور دوسرے مضمون میں عملی اہتمام کی چند مثالیں ناظرین کرام کے ملاحظہ سے گذریں گی جو احقر کی استدعا پر مکرمی و محترمی جناب مولوی عبدالکریم صاحب گمتھلوی نے قلمبند فرمادی ہیں۔ اُس میں اصلاح اُمت کے متعلق حضرت والا کی مساعی خاصہ کے دس واقعات مذکور ہیں جن کا نام اس باب فواضل کے ساتھ معنوی مناسبت کی بنا پر نیز جناب جامع کے اسم گرامی کے ساتھ مادی مناسبت کے لحاظ سے "مکارم عشرہ" تجویز کیا جاتا ہے۔

اس ضروری تمہید کے بعد مذکورہ بالا دونوں مضمونوں کو علی الترتیب نقل کیا جاتا ہے۔

مضمون اول

(از رسالہ اصلاح انقلاب مؤلفہ حضرت صاحب سوانح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمتی من حیث ہو اُمتی کے اعتبار سے دنیوی انقلاب تو مطمح نظر ہو نہیں سکتا۔ گو اس سے بحث کرنے کو بھی میں بیکار نہیں سمجھتا مگر حیثیت مذکورہ سے یہ بحث مقصود نہیں بلکہ انقلاب دینی سے بحث مقصود ہے۔ اسی کی نسبت اس وقت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ جس مرتبہ کا انقلاب عظیم اکثر احاد امت میں واقع ہوا ہے اس کو دیکھتے ہوے بے اختیار یہ زبان پر آتا ہے ؎

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب	خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

اس انقلاب کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہاتھ میں ایک کتاب تفاصیل احکام شرعیہ کی لے لیجئے۔ اور ایک نظر سے ایک ایک حکم جزئی کو دیکھتے جائیے اور ایک نظر سے کسی غیر مطیع اُمتی کی ایک ایک حالت کو جو اس حکم جزئی کا محل او متعلق ہے دیکھتے جائیے اور دونوں کو ملاتے جائیے تو ایک حیرت عظیم ہوگی کہ یا اللہ ان حالتوں کے مرتکب کو کیا ان احکام سے کچھ مس معلوم ہوتا ہے۔ دین کے یہ اجزا ہیں۔ عقائد۔ دیانات۔ (مثل نماز۔ روزہ۔ طلاق۔ نکاح وغیرہ) معاملات (مثل بیع۔ شرا وغیرہ) معاشرات (مثل طعام۔ لباس۔ کلام و سلام وغیرہ) اخلاق باطنہ (مثل ریا اخلاص و کبر و تواضع وغیرہ) عقائد میں مسلمانوں نے غنیمت ہے [illegible] کا انقلاب نہیں پیدا کیا۔ گو ان میں تدین ہی کے رنگ میں کچھ تغیر و تبدل ہوا ہے جس [illegible] داخل ہو گئے۔ اور جس نے اہل باطل کو اسی تغیر کی اصلاح کے سبب سے اہل حق [illegible] نصوص کا انکار نہیں کیا گیا البتہ تاویل باطل کی گئی۔ یہ حالت عام مسلمانوں کی ہے۔ [illegible] خاص جدید تعلیمیافتوں نے انکار کا انقلاب بھی اختیار کیا بلکہ انکار [illegible] تجاوز کر کے عقائد کے ساتھ [illegible] پیش آنے لگے جس پر حافظان حدود دین نے کفر کا فتوی لگایا۔ اور اس فتوے کی بدولت دوسری طرف سے

ان کو متعصب کا لقب عطا ہوا۔ گو جو شخص کفر کی حقیقت سمجھے گا وہ ان علماء کو اس فتوے میں نہ صرف معذور بلکہ خود بھی اس میں ان کے ساتھ بالاضطرار اتفاق کریگا۔ یہ تو پہلے جزو کی انقلاب کی کیفیت تھی۔ رہا دوسرا جزو یعنی دیانات اس میں عام مسلمانوں نے درجہ بحث کا بھی تغیر و تبدل نہیں کیا مگر ترک و اہمال کا انقلاب البتہ اختیار کیا کہ کسی نے نماز و روزہ کو اس طرح خیرباد کہا گویا اس کے ذمہ فرض ہی نہیں کسی نے نکاح و طلاق کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ عقیدے میں تو یہی سمجھا کہ مسائل نکاح و طلاق کے دین میں داخل ہیں ہماری رائے و اختیار پر نہیں ہیں اور یہیں بھی اسی طرح جس طرح علمائے دین بتلاتے ہیں اور اسی لئے احکام دین کے مقابلے میں اور احکام مخترع نہیں کئے گئے مگر عمل اس کے ساتھ یہ رکھا کہ جہاں نفس کا غلبہ ہوا وہاں تمتع کے لئے نکاح کا بھی انتظار نہیں کیا۔ جہاں کوئی دنیوی ننگ و ناموس کے باقی رکھنے میں مصلحت دنیوی دیکھی وہاں باوجود طلاق کے بدستور بی بی کو گھر میں رکھا اور اس سے متمتع ہوتے اور بچے جنواتے رہے اور خاص خاص جدید تعلیم یافتوں کو تو یہاں بھی انکار میں تردد نہیں ہوا۔ بہرحال عام مسلمانوں میں جزو اوّل میں انقلاب تغیر ہوا تھا۔ اور یہاں جزو ثانی میں انقلاب ترک و اہمال ہوا ہے۔

اب رہ گئے بقیہ اجزائے ثلثہ یعنی معاملاتؔ و معاشراتؔ اخلاقؔ۔ ان میں ان دونوں مذکور انقلابوں سے بڑھ کر انقلاب ہوا ہے یعنی عام مسلمانوں نے بھی اپنی بے خبری سے ان کو جزو دین نہیں سمجھا بلکہ دنیوی کارروائی سمجھ کر اس کے دستور العمل کو اپنی رائے و اختیار پر مفوض سمجھا اور چونکہ اغراض فاسد تھے اور رائے میں زیغ تھا۔ اس لئے ثمرہ اس کا یہ ہوا کہ ہر ہر حکم شرعی کے مقابلے میں ایک ایک کارروائی اور ایک ایک رسم اور ایک ایک عادت اختراع کی اور اس مجموعہ کو اپنا دستور العمل قرار دیا اور اس قرارداد میں ذرا بھی اپنے کو قصوروار یا خطاکار نہیں سمجھا بلکہ بعض امور کو الٹا ہنر اور فخر سمجھا۔ اس طرح سے کہ مجموعی حالت کے دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے قصداً ہر ہر حکم رحمانی کے مقابلے میں ایک ایک حکم نفسانی مستحسن سمجھ کر ایجاد کیا ہو۔ اور استحسان کی یہ علامت ہے کہ ان امور میں احکام حقہ کے داعی سے سخت مزاحمت کی جاتی ہے۔ سو درحقیقت یہ انقلاب بہت ہی بڑا انقلاب ہوا کیونکہ اوّل کے دو انقلابوں میں اجزائے دین کو دین سے خارج نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ ان اجزاء کے مقابلے میں دوسرے امور کو من حیث الاستحسان تجویز کیا گیا تھا۔ گو ایک جگہ تغیر وہ بھی من حیث التدین اور دوسری جگہ ترک وہ بھی باعتقاد تقصیر واقع ہوا تھا۔ اور ان تینوں میں اجزائے دین کو دین سے خارج کر دیا گیا اور ان اجزاء کے دوسرے احکام اختراع کئے گئے اور ان مخترعات کو اصل پر ترجیح دی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ یہ انقلاب اجزائے ثلثہ اخیرہ کا ان انقلابین اولین سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور وقوع میں اظہر اور اکثر یہی اجزائے ثلثہ اخیرہ ہیں۔ کیونکہ عقائد کا حصہ گو الزم ہے مگر اظہر نہیں اور دیانات کا حصہ خاص خاص اوقات میں ظاہر ہوتا ہے پس وقوع میں اکثر نہ ہوا۔ اور یہ ثلثہ اخیرہ اظہر بھی ہیں اکثر بھی ہیں اور الزم بھی ہیں

Marfat.com

یہ انقلاب عظیم واقع ہے پس اس بنا پر دیکھنے والوں کو اکثر احادامت میں ہر وقت یہ انقلاب عظیم ہی نظر آوے گا تو جو شخص ہر وقت انقلاب عظیم دیکھے اور پھر یہ دعویٰ بھی سُنے کہ اِنَّا اُمَّتِی الْمُحَمَّدِیُّ تو وہ سخت تحیر میں واقع ہو جاویگا کہ یا اللہ یہ شخص کس امر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے جو ایسا دعویٰ کرتا ہے۔

مسلمانو! اب بھی اپنی حالت پر آپ کو تنبہ ہوا اگر نہیں ہوا تو اِنَّا لِلّٰہِ اگر ہوا ہے تو کیا اسکی اصلاح ضروری نہیں ہے۔ اگر ہے تو کب اصلاح شروع ہوگی۔ کیا ان میں سے کسی چیز کا انتظار ہے شغل مانع مرض معطل موت یا وحی جدید، سو اس کی تو اُمید نہیں۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ٥ اور امور بالا کا واقع ہونا مستبعد نہیں بلکہ موت تو متیقن ہے۔ مگر کیا اس وقت کچھ کر سکو گے۔

مسلمانو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی انقلاب کی جس کا اس زمانہ میں وقوع ہو رہا ہے بطور پیشین گوئی کے خبر دی تھی۔ اَلنَّاسُ کَاِبِلٍ مِائَۃٍ لَا تَجِدُ فِیْھَا رَاحِلَۃً۔ ورنہ وہ زمانہ تو خیریت کا تھا۔

طریق اصلاح انقلاب

جاننا چاہئے کہ یہ انقلاب ایک روحانی مرض ہے اور جس طرح جسمانی امراض کے خاص اسباب ہوتے ہیں۔ اور اُن کی اصلاح و معالجہ ان اسباب کے ازالہ سے ہوتی ہے۔ اسی طرح اس مرض روحانی (انقلاب) کے بھی خاص اسباب ہیں اور اُن کا ازالہ ہی اُس کے معالجہ و اصلاح کا طریق ہے۔ اسباب کی تشخیص اور اُن کے ازالہ کی تدبیر۔ بس یہی دو امر مرجع اہتمام قرار پائے۔

امر اول یعنی تشخیص اسباب انقلاب اس میں تامل و تدبر و تتبع کرنے سے معظم اسباب دو امر ثابت ہوئے۔ ایک قلت علم یعنی ناواقفی و بے خبری۔ دوسرا ضعف ہمت یعنی قصد و ارادہ کی کمی یا فقدان۔ سبب اول سے خود احکام ضروریہ و واقعیہ ہی مخفی رہتے ہیں۔ اور سبب ثانی سے باوجود خبر اور آگاہی کے نوبت عمل کی نہیں آتی۔

امر ثانی یعنی ان اسباب کے ازالہ کی تدبیر اور یہی بڑا امر ہے جس کے لئے [illegible] کی سخت احتیاج ہے۔ سو دونوں سببوں میں سے ہر ایک کے ازالہ کی تدابیر جدا [illegible] ازالہ میں تو علم اور تعلم یعنی خواص و علما احکام اور عوام و طالبان احکام دو [illegible] کے لئے جداگانہ ضروری دستور العمل ہے۔ طالبان احکام کا دستور العمل [illegible] اہل تمدن و اہل ثروت۔ وہ اپنی اولاد کو علوم دینیہ کے لئے فارغ کردیں۔ [illegible] فنون رائجہ کی بھی تحصیل کا مضائقہ نہیں مگر یہ درجہ تبعیت سے تجاوز نہ ہونے پاوے [illegible]

ہوئی۔ اور خود کوئی وقت مقرر کر کے کسی عالم یا کامل الاستعداد طالبعلم کے پاس جا کر یا اس کو بلا کر۔ اگر علوم عربیہ سے مناسبت ہو تو وہ زیادہ بصیرت کا آلہ ہے ورنہ اردو ہی کے مفید اور ضروری رسائل کو کسی محقق کے مشورہ سے تجویز کر کے سبقاً سبقاً بہتر تو یہ ہے کہ دو تین بار ورنہ اقل درجہ تحصیلاً ایک ہی بار۔ پھر مطالعتہً چند بار اُن پر عبور کر لیں مگر یہ رسائل ایسے ہوں جن میں سب اجزاء دین کا کافی بیان ہو۔ عقائد و دیانات و معاملات و معاشرات و اخلاق باطنہ۔

اور جن کو معاش کی ضرورت سے زیادہ فراغ نہیں ہے اور حرف شناس ہیں یا بآسانی ہو سکتے ہیں وہ اپنے لئے بھی اور اپنی اولاد کے لئے بھی بجائے علوم عربیہ کے وہی رسائل دینیہ اردو کے بطور درس طالبعلمانہ کے تجویز کر لیں اور پھر بطور دورہ کے اُن کا بار بار مطالعہ کیا کریں اور جب تک درس کا انتظام نہ ہو سکے بطور خود ہی دو چار ورق روزانہ بالالتزام مطالعہ کیا کریں اور مواقع خلجان میں خودرائی سے کام نہ لیں بلکہ نشان بنا کر چھوڑ دیں اور باہر کے میسر ہونے کے وقت اس کی تحقیق کر لیں اور جو لوگ ان میں حرف شناس نہیں ہیں اور نہ بآسانی ہو سکتے ہیں اور نہ اپنے بچوں کو کسی وجہ سے اس کام کے لئے فارغ کر سکتے ہیں وہ ایسا انتظام کریں کہ ہفتہ میں بہتر تو یہ ہے کہ روز ورنہ ایک ہی روز خاص مجلس علمی کیلئے بالالتزام مقرر کریں اور کوئی عالم یا صحبت یافتہ اہل علم کا جو اُن رسائل کو اچھی طرح سمجھا ہوا ہو تجویز کریں اور اگر کسی عالم سے تجویز کرا لیں زیادہ احتیاط ہے اور اس روز سب لوگ کسی خاص مقام مسجد وغیرہ میں جمع ہو کر اس خواندہ وفہمیدہ شخص کو لا کر ایک معین وقت تک (مثلاً ایک گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ) اُن رسائل کو سنا کریں اور سمجھا کریں اور اگر ایسا شخص مفت نہ ملے تو کچھ اس کی مالی خدمت کریں اور اس سُنانے والے شخص کو جہاں شبہ رہے پنسل وغیرہ سے نشان بنا کر اسوقت اس کو رہنے دیں پھر جب کوئی عالم میسر ہو اس سے حل کر لیں اور سب مجمع کو پہنچا دیں اور جہاں دیہات وغیرہ میں ایسا شخص نہ ہو تو آپس میں مشروع طریق سے چندہ کر کے اس چندہ سے کوئی ایسا آدمی باہر سے بلا کر رکھیں اور طریق جاری کریں اور تمام طبقاتِ؏ مذکورین علاوہ اس تحصیل یا مطالعہ یا سماع رسائل کے دوام کا اور بھی التزام رکھیں۔ ایک یہ کہ اپنے اعمال واحوال میں جب کوئی امر جس کا حکم معلوم نہ ہو پیش آوے فوراً علمائے حقانی سے اس کو دریافت کریں اور اگر بوجہ بُعد کے زبانی نہ پوچھ سکیں تو بذریعہ خط کے تحقیق کریں اگر اوسط ایک مسئلہ روزانہ کے حساب سے تقریراً یا تحریراً پوچھ پاچھ رکھے تو سال بھر میں ساڑھے تین سو سے زیادہ اور دس سال میں ساڑھے تین ہزار سے زیادہ مسئلے معلوم ہو سکتے ہیں کہ بعض نام کے یا جدید عالموں کو بھی اتنے مسائل معلوم نہیں اور کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے دوسرے اس امر کا التزام رکھیں کہ علماء کی مجلس میں جایا کریں خواہ خاص مجلس ہو۔ جیسے جلسہ ملاقات زیارت خواہ عام مجلس ہو۔ جیسے جلسہ وعظ و نصیحت اور جو سُنیں دل سے یاد رکھیں یہ تو مردوں کا انتظام ہوا۔ اب

؏ یعنی جتنے قسم کے آدمیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

Marfat.com

عورتیں رہ گئیں سو یہ مجموعی انتظام مذکورہ اُن کیلئے اشکال سے خالی نہیں۔ اسلئے سہل تراُن کے لئے یہ طریق ہے کہ اگر معلمہ عفیفہ دیندار ملجاوے تو کمسن لڑکیوں کو اس کے ذریعہ سے قرآن مجید اور ایسے رسائل کی تعلیم دلادیں اور اُنکے لئے بہشتی زیور کے دس حصے بالکل انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔ بلکہ بانضمام گیارھویں حصہ کے بہشتی گوہر کے مردوں کیلئے بھی کافی ہیں اور اگر کوئی معلمہ ایسی نہ ملے یا کسی لڑکی کو فراغ یا مناسبت نہ ہو تو اُن کو بھی بڑی عورتوں کے انتظام میں شامل سمجھا جاوے اور وہ انتظام دو ہیں۔ ایک یہ کہ گھر کے مردوں میں سے اگر کوئی خواندہ ہو تو وہ روزانہ کچھ وقت معین کرکے سب گھروالیوں کو اس وقت جمع کرکے رسائل بالا سنایا کریں سمجھایا کریں بلکہ کئی دورے کردیں۔ دوسرا انتظام یہ ہے کہ گاہ گاہ کسی متورع متبع سنت عالم کا گھر میں وعظ کہلادیا کریں کہ یہ عجیب مؤثر عمل ہے۔

یہ سب دستور العمل طالبان احکام کے متعلق ہے۔ اب علمائے احکام کا دستور العمل باقی رہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اس میں مساعی رہیں کہ ناواقفوں تک احکام پہونچیں اور اس کی یہ صورتیں ہیں، ایک درس (گو بعوض ہو) اس میں علوم ضروریہ کو مقدم اور مہتم بالشان رکھیں دینیات سے حتی الامکان طالبعلم کو پہلے فارغ کردیں اگر طالب علم دینی مختصرات یا اردو کے رسائل بھی پڑھے اور اپنے پاس وقت ہو تو ہرگز اس کے درس کو خلاف شان نہ سمجھے۔ طالب علم کے فضول سوال پر اس کو متنبہ کرے۔ جواب نہ دے۔ دوسری صورت وعظ ہے جس میں خطاب عام ہے اس میں ضرورت وقت کا لحاظ رکھیں۔ جن امور میں لوگ اس زمانہ میں مبتلا ہوں یا جن ضروریات میں فروگذاشت کرتے ہوں مدار بیان اُس پر رکھے۔ دوسرے مضامین اگر ہوں تو بالتبع و تطفلاً ہوں اور یہ ضروری مضامین جمیع ابواب کے ہوں صرف عقائد و دیانات پر اقتصار نہ کرے بلکہ معاملات و معاشرت و اخلاق سے بھی مشبع[عہ] بحث کرے بلکہ بوجہ متروک ہونے کے یہ ثلثہ اخیرہ زیادہ اہم ہوگئے ہیں اور وعظ میں بات صاف کہے کہ سننے والوں کی سمجھ میں خوب آجاوے۔ مگر خشونت اور اشتعال انگیز طرز سے بچے اور وعظ پر عوض نہ لے البتہ اگر وعظ کا نوکر ہو وہ اور بات ہے۔

تیسری صورت جواب ہے استفتاء کا خواہ زبانی سوال ہو یا تحریری ہو اس میں ان امور کا لحاظ رکھے حتی الامکان جواب میں توقف نہ کرے۔ لایعنی سوال کا جواب نہ دے بلکہ سائل کو متنبہ کردے [illegible] دو صورتوں کو ہو تو تشقیق[عہ] سے جواب نہ دے بلکہ سائل سے پہلے صورت واقعہ متعین کرالے بعض اوقات سائل دونوں شقوں کا حکم سن کر ایک شق کو اپنے مفید مطلب [illegible] ہے جس کی وجہ سے سائل کا یا اس کے مقابل کا ضرر دینی یا دنیوی ہو جاتا ہے [illegible] کو دلیل بتلانے کا التزام

عہ خوب سیر ہو کر

عہ یعنی یہ جواب دے کہ اگر اس طرح واقعہ ہے تو یہ جواب ہے اور اگر اس طرح ہے تو یہ جواب ہے۔

Marfat.com

نہ کرے کہ اکثر اس کے فہم سے خارج ہوگی۔ ہاں دوسرے علماء مصححین کی سہولت کے لئے اگر دلیل کی طرف اشارہ کردے یا کوئی عبارت بلا ترجمہ نقل کردے مستحسن ہے۔

اگر قرائن سے معلوم ہو کہ سائل غائب اس تحریر کو اچھی طرح نہ سمجھے گا یا سمجھنے میں غلطی کرے گا جواب لکھکر لکھدے کہ کسی عالم سے اس جواب کو زبانی حل کرلے اگر قرائن سے معلوم ہو کہ سوال براہ تعنت ہے جواب نہ دے۔ غرض اہل سے دریغ نہ کرے نااہل کو منھ نہ لگاوے۔

چوتھی صورت تالیف و تصنیف ہے۔ خواہ اشتہار ہو یا اخبار ہو یا رسالہ و کتاب ہو۔ اس میں بھی ضرورت دقت کا لحاظ اور عبارت میں سلاست اور کفایت کی رعایت ہو اور اگر خدا تعالیٰ معاش کی کوئی صورت اور سبیل عطا فرماوے تو اپنی تصانیف کی خود تجارت نہ کرے یہاں تک بیان تھا بے خبری کے ازالہ کی تدبیر و نکا آگے بیان ہے ضعف ہمت کے ازالہ کی تدبیر کا۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ امور ذیل کو تقویت ہمت میں خاص اثر اور دخل ہے ایک اُن میں صحبت شیوخ کاملین کی ہے جن کی یہ علامتیں ہیں۔ بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو۔ عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو۔ دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو۔ کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہے کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو۔ اس زمانہ کے منصف علماء و مشائخ اسکو اچھا سمجھتے ہوں۔ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ اس سے جو لوگ بیعت ہوں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو۔ وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور ان کی کوئی بُری بات دیکھے یا سُنے تو اُن کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو اسلئے کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی اور یہ جو کشف و کرامت اور استجابت دعا و تصرفات لوازم مشیخت سے نہیں۔ غرض ایسے حضرات کی صحبت خاص طور پر موثر ہے مگر اس صحبت کی تاثیر میں شرط یہ ہے کہ اس میں نیت بھی یہی ہو کہ میرے قلب میں اخبیت و طاعت اور نفرت معاصی پیدا ہو اور اس کے ساتھ اس کا بھی التزام رہے کہ اپنی کیفیات قلبیہ کی شیخ کو اطلاع دے کر جو معالجہ تجویز فرمایا جاسکے اس پر کاربند ہو۔

دوسرا امر ان میں سے بوقت میسر نہ آنے صحبت کاملین کے اہل اللہ کے حالات و مجاہدات کا مطالعہ یا استماع ہے مگر اُن سے جو مقالات متعلقہ اسرار و مسائل غامضہ تصوف ہیں اُن میں ہرگز مشغول نہ ہو البتہ علوم متعلقہ تربیت باطن و تہذیب نفس کے بارے میں جو کچھ اُن کے اقوال ہیں وہ سرتاپا عملدرآمد بنانے کے قابل ہیں۔

عہ منقول از قصد السبیل عہ دکھانا مقصود نہیں

تیسرا امر ان میں سے مراقبۂ موت و مابعد الموت ہے۔ مراد اس سے ابتدائے نزع روح سے دخول جنت یا نار تک جو احوال (خوفناک امور) پیش آنے والے ہیں۔ مثلاً سوال نکیرین و عذاب و نعیم قبر و حشر و وزن اعمال و حساب و جزاء و عبور صراط وغیرہ سب کو کسی وقت فراغ میں بالالتزام روزانہ کم از کم بیس منٹ سوچا کریں۔ تقویت ہمت میں جن ملکات کو دخل ہے اس مراقبہ سے ان کا کمال پیدا ہو جاویگا۔ جیسے زہد و خشیت و امثالہا۔ پس یہاں پر بیان ختم ہو گیا یعنی اسباب انقلاب کے ازالہ کی تدبیر کا۔ بس طریقہ اصلاح مکمل طور پر مشخص ہو گیا۔ وللہ الحمد۔ اور لطف یہ کہ نہایت سہل اور ایسا کام اور تام کہ ادنیٰ توجہ سے تمام امت باسرع اوقات اپنی اصلاح کر سکتی ہے۔ آگے نفع حاصل کرنے والوں کی توفیق ہے ؎

ما نصیحت بجائے خود کردیم	روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولاں بلاغ باشد و بس

تذئیل

علماء احکام کے دستور العمل کا متمم ایک اور امر بھی ہے یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اس میں بعض مواقع پر غیر علماء بھی شریک ہیں یعنی خاص اپنے ان متعلقین پر احتساب [illegible] قدرت ہے۔ علماء کے ساتھ مخصوص نہیں۔ البتہ عام احتساب یہ خاص ہے علماء کے ساتھ۔ اور عوام کی تصدی [illegible] لئے اکثر موجب فتنہ و عداوت ہو جاتی ہے۔ نیز عوام اکثر احتساب کی حدود بھی نہیں [illegible] تعدی الحدود کی نوبت آجاتی ہے۔ نیز اکثر عوام [illegible] نہیں ہوتے اور ان سے احتساب میں [illegible] نفسانیہ ہوتی ہے۔ اسی امر کے افادہ کیلئے بعض مفسرین نے ولتکن منکم [illegible] کہا ہے اور یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی واجب ہوتا ہے جہاں فاعل سے نہیں ہوا فاعل کو پوری قدرت ہو یا قبول کی پوری توقع ہو۔ ورنہ مستحب ہے اور منجملہ اس کے آداب کے یہ ہے [illegible] اول خلوت میں کہے اور نرمی سے کہے اس کے بعد اگر مصلحت ہو علانیہ کہے اور سختی سے کہے ورنہ اعراض کرے [illegible]

اور منجملہ اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے افعال تبلیغ بھی ہے [illegible]

[illegible] کے [illegible] دوسرے ملک کے [illegible]
گو اس وقت واجب نہیں [illegible] لیکن [illegible]
کیلئے اگر ان اقوام کی زبان بھی [illegible] اس وقت کوئی شخص انگریزی وغیرہ اسی غرض سے حاصل [illegible] ہے۔

Marfat.com

تکمیل

تبلیغ احکام کے متعلقات ہی میں سے ان احکام کی ایک خاص حفاظت بھی ہے یعنی اصول وفروع اسلام پر جو حملے یا آمیزشیں ہیں خواہ وہ اہل کفر ہوں یا اہل بدعت اُن کو دفع کرنا اور رفع کرنا تاکہ طالبان حق شبہات سے محفوظ رہیں اور اس مقصود کیلئے اگر اہل باطل پر رد و قدح کرنے کی حاجت ہو یا اُن سے مناظرہ کرنا مصلحت ہو۔ اُس سے بھی پہلوتہی نہ کرے اور اس زمانہ پرآشوب میں مناظرہ اگر مشروع ہے تو اسی غرض سے ورنہ تعصب اسدرجہ ترقی پر ہے کہ مناظرہ سے احقاق حق مقصود ہی نہیں رہا اور اس رد و قدح یا مناظرہ کیلئے اگر اہل باطل کے علوم و فنون حاصل کرنا ضروری ہو وہ بھی طاعت ہے۔ جیسے اسوقت سائنس وغیرہ سیکھنا یہانتک تدبیریں ہیں اصلاح کی اور اس سب کے بعد بھی بڑی ضرورت دعا و التجا بجناب حق کی ہے ؎

ایں ہمہ گفتیم ولیک اندر بسیچ — بے عنایاتِ خدا ہیچیم ہیچ
بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

سدِ موانع اصلاح انقلاب

اس سے اوپر انقلاب اُمت کی اصلاح کی تدابیر کی تعیین و تفصیل مذکور تھی چونکہ ہر تدبیر پر عمل کرنے کے ساتھ اُس کے موانع تاثیر سے تحرز بھی واجب ہوتا ہے جس طرح امراض جسمانی میں پرہیز کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اِس لئے ان تدابیر اصلاح کے ساتھ اُن امور سے بچنا بھی ضروری ہوگا جو اُن کے اثر میں خلل انداز ہیں۔
بیان اس کا یہ ہے کہ اُن تدابیر میں سے بعض علماء کے متعلق تھیں یہاں اُن کے باب میں کلام مقصود نہیں کیونکہ وہ خود جانتے ہیں صرف ان میں جو عوام کے متعلق ہیں اُن پر بقدر ضرورت لکھا جاتا ہے سو اس باب میں یہ امور بتلائے گئے تھے (۱) کتب دینیہ کا پڑھنا یا دیکھنا یا سننا (۲) علماء دین سے مسئلہ پوچھنا (۳) وعظ سننا (۴) صحبت اہل کمال (۵) گھروالوں کو خود پڑھانا یا سنانا یا کسی کے ذریعہ سے پڑھوانا سنوانا۔ ان امور پنجگانہ میں سے ہر ایک میں بعض لوگ بے احتیاطیاں کرتے ہیں جو معالجہ مطلوبہ میں بد پرہیزی کا حکم رکھتے ہیں۔ بالترتیب ہر ایک کے متعلق مختصراً تنبیہ ضروری ہے۔

امر اول یعنی کتب دینیہ کا پڑھنا یا دیکھنا یا سننا

اس کے متعلق آجکل بعض بکثرت یہ غلطی کرتے ہیں کہ جو کتاب دین کے نام سے دیکھی یا سنی خواہ اُس کا مضمون حق ہو یا باطل خواہ اُس کا مصنف ہندو ہو یا عیسائی یا دہری یا مسلمان پھر مسلمان بھی گو صاحب بدعت ہی

Marfat.com

غرض کچھ تفتیش نہیں کرتے اس کا مطالعہ شروع کردیتے ہیں اور اسی میں وہ مضامین آگئے جو کسی مسئلہ کے متعلق اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں سو اس میں چند مضرتیں ہیں بعض اوقات بوجہ کم علمی کے بھی امتیاز نہیں ہوتا کہ انمیں کون مضمون صحیح ہے کون غلط کسی غلط کو صحیح سمجھ کر عقیدہ یا عمل میں خرابی کر بیٹھتے ہیں بعض اوقات پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر غلط ہے مگر بعض مصنفین کا طرز بیان ایسا تلبیس آمیز یا دل آویز ہوتا ہے کہ دیکھنے والا فی الفور اُس سے متاثر ہوجاتا ہے اور اُس کے مقابلہ میں اپنے پہلے اعتقاد کو ضعیف اور بے وقعت خیال کرکے بعض دفعہ تو اُس پہلے کو غلط اور اس پچھلے کو صحیح سمجھ لیتا ہے اور بعض دفعہ اُس کو گو قبول نہیں کیا مگر متزلزل و مذبذب ہوکر کبھی دل میں رکھتا ہے اور پریشان ہوتا ہے اور کبھی دوسروں سے تحقیق کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ اسمیں کچھ غموض ہوتا ہے جس کے ادراک کیلئے اُس کا علم و ذہن کافی نہیں ہوتا اسلئے سمجھ میں نہیں آتا اور بے سمجھے لایعنی سوالات کرکے دوسروں کو پریشان کرتا ہے اور اپنے فہم کا قصور فہم میں نہیں آتا اور جواب دینے والوں کو جواب سے عاجز سمجھ کر اُن کے علم یا اخلاق میں تنگی کا حکم لگا کر اُن سے بدگمان ہوجاتا ہے اور بھی انواع مفاسد پیدا ہوجاتے ہیں ان سب کا انسداد یہی ہے کہ کوئی کتاب کوئی اخبار کوئی رسالہ کوئی تقریر تاوقتیکہ کسی محقق عالم کو نہ دکھالیں اور اُس سے رائے نہ لے لیں ہرگز نہ دیکھیں اخبارات کے بعض مفاسد اس قسم کے احقر نے ایک مستقل تحریر مسمی بہ "اخبار بینی" میں ایک زمانہ میں لکھے تھے جس پر بلا تدبر بعض معترضین نے غل مچایا مگر وہ تحریر بغور پڑھنے کے قابل ہے اس سے یا اُس سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ کسی اخبار یا کسی کتاب کا مطالعہ ہر حالت میں حرام ہے مقصود صرف یہ ہے کہ چونکہ ان چیزوں میں بعض اوقات ایسے مفاسد ہوتے ہیں اور ان مفاسد سے بچنا ملت اسلامیہ میں واجب ہے اور بچنا بدون معرفت کے ہو نہیں سکتا اور معرفت خود ہے نہیں اسلئے کسی با معرفت یعنی عالم محقق سے مشورہ لیکر اُس کا اتباع ضروری ہوگا افسوس ہے کہ باوجود وضوح اس امر کے بھی اس ممانعت کو تنگ خیالی و تعصب پر محمول فرمایا جاتا ہے کیا خیر خواہ باپ اگر اپنے بچے کو زہر ملی ہوئی مٹھائی کے کھانے سے روکے کوئی عاقل اُس باپ کو متعصب یا تنگ خیال کا لقب دے گا [illegible] کے ساتھ اُس کو متعصب کہے گا اور اگر کوئی کہے کہ ہم خُذ ما صفا ودع ما کدر کے ہوں [illegible]

اس کا جواب ادھر کی تقریر سے واضح ہوگیا ہے کہ اس امتیاز کے لئے علم کامل [illegible]

اُس کے فاقد ہیں رہا کسی کا اپنے کو فاقد نہ سمجھنا یہ معتبر نہیں بلکہ کسی [illegible] کے لئے کافی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب رسول کریم [illegible] صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ نے حضرت عمرؓ جیسے راسخ العلم والعمل شخص کو توراۃ کے مطالعہ سے منع فرمایا باوجودیکہ وہ فی نفسہ آسمانی کتاب تھی گو اس میں تحریف بھی ہوگئی تھی اور پھر مطالعہ بھی تنہا نہ تھا بلکہ خود حضور پر نور کو سنا رہے تھے [illegible]

ہوجانا ظاہر تھا اس کے بعد کسی فساد کے ترتب کا احتمال ہی نہ تھا مع ہذا پھر اس مصلحت سے کہ آیندہ کو یہ عمل اُن مفاسد کے باب مفتوح ہونے کا سبب نہ بن جائے کس سختی سے منع فرمایا اور کیسی ناخوشی ظاہر فرمائی جیساکہ حدیثِ دارمی میں مذکور ہے۔

ان دلائل حسیہ وحدیثیہ کے بعد امید ہے کہ اہل انصاف مصلحت اندیش کو کوئی خدشہ نہ رہا ہوگا اور جبکہ اس تقریر سے وہ کتابیں وغیرہ بھی قابل تحرز قرار پائیں جن میں مصالح کے ساتھ بعض مفاسد بھی ہوں۔ جنہیں سراسر مفاسد ہی ہوں جیسے ناول وغیرہ جن سے اعمال واخلاق کا بڑا حصہ نہایت گندہ ہوجاتا ہے اُنکا مطالعہ کس طرح جائز سمجھا جائے گا بالخصوص نوجوانوں اور عورتوں کو بلکہ اگر ایسی کتابیں گھر میں دیکھی جاویں آگ میں جلادینا بھی اُن کا حق ادا کرنا ہے۔

اب اس ذیل میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں کے لئے ایک مختصر نصاب قابل مطالعہ کتب کا معین کردیا جاوے تاکہ اُن میں مشغول رہ کر مخدوش کتب سے محفوظ رہیں بہشتی زیور گیارہ حصے۔ تعلیم الدین۔ فروع الایمان۔ جزاء الاعمال۔ تبلیغ دین۔ قصد السبیل۔ شوق وطن۔ اگر اس سے زیادہ مطول ومفصل کی ضرورت ہو کسی عالم محقق سے دریافت کرلیا جاوے تمام ہوا بیان امر اول کا۔

امر دوم یعنی علمائے دین سے مسئلہ پوچھنا

اس میں چند غلطیاں کی جاتی ہیں ایک یہ کہ کیف ما اتفق کسی سے مسئلہ پوچھ لیتے ہیں بعض اوقات تو یہ بھی نہیں تحقیق کرتے کہ یہ شخص واقع میں عالم بھی ہے یا نہیں کسی کا نام مولوی سُن لیا اور اُسی سے دین کی باتیں پوچھنے لگے اور بعض اوقات عالم ہونا معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ کیس مشرب کا کس عقیدہ کا ہے ایسے شخص کے جواب سے بعض اوقات تو عقیدہ یا عمل میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض اوقات تردد اور شبہ میں پڑکر پریشان ہوتا ہے یا پریشان کرتا ہے جیساکہ امر اول کے بیان میں گذر چکا ہے۔ دوسری غلطی یہ کی جاتی ہے کہ ایک مسئلہ کو کئی کئی جگہ پوچھتے ہیں اور بعض اوقات جواب مختلف ملتا ہے تو اُس وقت یا تو تعیین راجح میں پریشان ہوتے ہیں یا جس میں نفس کی مصلحت ہوتی ہے اسپر عمل کرتے ہیں اور کبھی اس کی عادت ہوجاتی ہے تو استفتاء سے یہی مقصود ہوجاتا ہے کہ نفس کے موافق جواب ملے اور جب تک ایسا جواب نہیں ملتا برابر اس کی کاوش میں رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وضع تدین سے بمراحل بعید ہے سراسر اتباع ہوٰی اور تلعب فی الدین ہے اور ایک تیسری غلطی اس دوسری غلطی سے یہ پیدا ہوتی ہے کہ بعض اوقات ایک مجیب کا جواب دوسرے مجیب کے سامنے نقل کردیا جاتا ہے چونکہ بعض اوقات طبیعت کا خاص رنگ ہوتا ہے بعض اوقات نقل کا لب ولہجہ کچھ معارضانہ ہوتا ہے اس لئے کبھی اس مجیب کی زبان سے دوسرے مجیب کی نسبت یا اُس کے جواب کی نسبت

Marfat.com

کوئی ناملائم لفظ نکل جاتا ہے۔ پھر یہی ناقل یا کوئی دوسرا اُس حبیب تک اُس کو پہونچا دیتا ہے پھر وہ کچھ کہہ دیتا ہے اسکی خبر اس پہلے تک پہونچتی ہے اور بعض دفعہ بلکہ اکثر ان مقولات میں بھی بہت کچھ لفظی یا معنوی تغیر و تبدل کر دیا جاتا ہے اور اس طور پر باہم ایک فساد عظیم ان میں برپا ہو جاتا ہے۔

اور ایک غلطی یہ ہے کہ غیر ضروری مسئلے پوچھے جاتے ہیں۔

ایک غلطی یہ ہے کہ مسائل کے دلائل دریافت کئے جاتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے علوم درسیہ کی حاجت ہے اور چونکہ اس سائل کو وہ حاصل نہیں اسلئے دلیل کو سمجھتا نہیں اور اگر اسی خیال سے کوئی مجیب دلیل بتلانے سے انکار کرتا ہے تو اُس غریب کی بدخلقی پر محمول کیا جاتا ہے۔

ایک غلطی یہ کی جاتی ہے کہ کسی سے کسی مسئلہ میں مباحثہ شروع کرتے ہیں پھر اپنی تائید کے لئے فتوے حاصل کرتے ہیں اور وہ فتویٰ اپنے مخالف کو دکھلا کر اس پر احتجاج کرتے ہیں پھر وہ اپنے موافق فتوے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح خواہ مخواہ باہم جنگ و جدال کیا کرتے ہیں حالانکہ عوام کو ایں پڑنا موجب خطر ہے اگر ان سے کوئی اہل باطل الجھے تو علماء کا حوالہ دے کر اس کو قطع کر دیا جائے۔ اگر غرض ہوگی آپ پوچھے گا۔

ان سب غلطیوں کی اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ اپنا دستور العمل اس باب میں یہ رکھیں کہ جب کوئی ضروری بات پیش آئے اپنے عمل کرنے کے لئے نہ کہ مباحثہ کے لئے ایسے شخص سے مسئلہ پوچھیں جس کا متدین محقق ہونا صحیح ذریعہ سے پہلے معلوم ہو اور اُس پر اعتماد و اعتقاد بھی ہو اور دلیل دریافت نہ کریں اور کسی دوسرے عالم سے بلا ضرورت نہ پوچھیں اور اگر باوجود ان سب رعایتوں کے اُس کے جواب میں شبہ رہے اور شفا نہ ہو تو [illegible] دوسرے عالم سے پوچھ لیں اور اگر جواب پہلے کے خلاف ہو تو پہلے کا جواب اُس کے اور اس کا جواب پہلے کے سامنے نقل نہ کریں اور جس قول پر قلب مطمئن ہو اس پر عمل کر لیں اور یہی عمل اس حالت میں [illegible] دوسرے عالم کے خود بخود جواب اول کے خلاف کوئی جواب اس باب میں گوش زد ہو جائے اور اگر استفتاء تحریراً ہو تو ان رعایات کے علاوہ اور بھی بعض رعایتوں کا لحاظ رکھیں یعنی سوال کی عبارت اور خط جہت صاف ہو حتی الامکان فضول غیر متعلق باتیں اس میں نہ لکھیں اپنا پتہ و نام صاف لکھیں [illegible] تب بھی ہر خط میں اپنا پتہ اور نام صاف لکھیں اور جواب کے لئے [illegible] بھیجیں تب بھی جواب کے لئے ٹکٹ لکھیں اور پتہ اپنا [illegible] بعد میں ڈاک میں بھیجیں گے [illegible] کبھی ایسا اتفاق ہو جاوے تو ان مولوی صاحب [illegible] اطلاع دیدیں [illegible]

ترتیب سے صرف جواب لکھ دیں۔

امر سوم یعنی وعظ سننا

جس قسم کی غلطیاں امر اول میں کی جاتی ہیں اُسی قسم کی غلطیاں لوگ یہاں کرتے ہیں کیونکہ تحریر و تقریر دلالت احکام و آثار میں متقارب ہیں یعنی لوگ ہر قسم کے واعظوں کا وعظ سُن لیتے ہیں اس کے وہی مفاسد ہیں جو امر اول میں تھے اور اُن کا وہی انسداد ہے جو مفاسد متعلقہ امر اول کا تھا یعنی جب کوئی واعظ جدید آوے اپنے شہر یا قریب کے کسی عالم معتبر سے اُس واعظ کی حالت پوچھ لے اگر وہ اطمینان دلا دے تو وعظ سنے ورنہ نہ سنے۔ کیونکہ بعض واعظ جاہل ہوتے ہیں اور بعض بد مذہب اور اُن میں بعض اپنے مدعا کے ذہن میں جما دینے میں ملکہ رکھتے ہیں اور بعض ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ اول اول مخاطبین کے موافق کہتے ہیں پھر بعد مناسبت و موانست اپنے مسلک کی دعوت شروع کرتے ہیں بقول مولانا ؒ

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر　　تا کہ گیرد مرغ را آں مرغ گیر

پس محتاط کو یہ طریقہ رکھنا چاہئے ؎

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت　　دام داں گرچہ ز دانہ گویدت

اور یہ شیوہ اختیار نہ کریں کہ ؎

لختے بر داز دل گذرد ہر کہ بہ پیشم　　من قاش فروش دلِ صد پارۂ خویشم

اور اگر باوجود احتیاط کے کوئی بات مشتبہ کان میں پڑ جائے علمائے محققین سے اس کی تحقیق کر لیں۔

امر چہارم یعنی اہل کمال کی صحبت

اس میں جو دھوکا ہوتا ہے وہ بہت عام ہے یعنی جو علامتیں اہل کمال کی ہیں اُن کی رعایت نہیں کی جاتی جن کو احقر نے مضمون سابق میں قصد السبیل سے نقل کیا ہے۔ اسکا انسداد اُن علامات کی رعایت ہے بقول مولا رومی رح

اے بسا ابلیس آدم روے ہست　　پس بہر دستے نہ باید داد دست

اسی کے ذیل میں اُس صحبت کی مضرت بھی سمجھ لینا چاہئے جو مقتدا بنا کر نہ ہو محض دوستی کے طور پر ہو مگر وہ دوست بد دین ہو۔ یہ بھی غلطی عظیم ہے تجربہ سے ایک دوست کا اثر طبعاً دوسرے دوست پر ضرور آتا ہے اور مضر اثر جلد آتا ہے اسی لئے ارشاد نبوی ہے المرءُ علیٰ دین خلیلہ فلینظر بعالہ البتہ جو ملاقات بضرورت ہو وہ مستثنیٰ ہے۔

امر پنجم یعنی گھر والوں کو خود پڑھانا

اس میں جو غلطیاں ہوتی ہیں اُن کا مجموعہ امور رابعہ کے بیان میں منتشر طور پر بطور علاج آگیا خلاصہ یہ ہے کہ گھر والوں کے لئے کتابیں جو تجویز کی جاویں یا واعظ جو بلایا جائے اُن میں رعایات مذکورہ سابقہ ملحوظ ہوں اور

Marfat.com

یہ امر تصریح و تخصیص کے ساتھ اس قابل ذکر ہے کہ سیانی لڑکی کا معلم نامحرم جوان یا میانہ عمر کا جائز نہ رکھا جائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ - از احقر مؤلف اشرف السوانح - اس کے بعد حضرت والا نے بہت سے ابواب فقہیہ سے متعلق کوتاہیوں کی اصلاحات جزئیہ بتحت عنوان "بعض جزئیات انقلاب مع اصلاح" نہایت بسط کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جو اصلاح اُمت کیلئے نہایت مفید ہیں۔

حضرت والا کا قصد تو یہی تھا کہ سارے ابواب فقہ کے متعلق کوتاہیوں کی ایسی ہی اصلاحات تحریر فرمادیں لیکن پھر دوسری زیادہ اہم خدمات دینیہ میں مشغولی ہوگئی اور وقت نہ مل سکا تاہم موجودہ ذخیرہ بھی بہت ہے چنانچہ اصلاح انقلاب حصہ اول و دوم میں مضامین ذیل بہت بسط کے ساتھ تحریر فرمائے گئے ہیں۔

(۱) اصلاح معاملہ بقرآن مجید (۲) اصلاح معاملہ متعلق بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اصلاح معاملہ بہ نماز (۴) اصلاح معاملہ بصیام و متعلقات آں (۵) اصلاح معاملہ بزکوٰۃ (۶) اصلاح معاملہ بہ حج (۷) اصلاح معاملہ بہ قربانی (۸) اصلاح معاملہ بہ بعض طاعات مالیہ (۹) اصلاح معاملہ بموتے (۱۰) اصلاح معاملہ بسفر (۱۱) اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں (۱۲) اصلاح معاملہ بہ ادائے حقوق معلم و متعلم بہ شرکت تعلیم (۱۳) اصلاح معاملہ متعلق بہ نکاح (۱۴) اصلاح بعض اغلاط متعلق بہ تحلیل حرام و تحریم حلال در باب نکاح (۱۵) اصلاح معاملہ متعلق ولایت نکاح (۱۶) اصلاح معاملہ متعلقہ بکفارات (۱۷) اصلاح انقلاب متعلق مہر (۱۸) اصلاح انقلاب متعلق بہ عدل بین الزوجین (۱۹) اصلاح انقلاب متعلق رضاع (۲۰) ابواب الطلاق و ما یلحق بہ (۲۱) احکام النفقہ (۲۲) باب النفقات الروحانیہ (۲۳) اصلاح انقلاب متعلق لقطہ (۲۴) اصلاح انقلاب متعلق منفقہ (۲۵) اصلاح انقلاب متعلق تعزیر و تعییر و تکفیر فقط ختم ہوا مضمون اول۔

مضمون دوم ملقب بہ مکارم عشرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ ناظرین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ [illegible] تمام جزئی و اصلاح امت کے واقعات جمع ہونے کا موقع آیا تو [illegible] جناب خواجہ صاحب مؤلف [illegible] نے احقر سے فرمایا کہ چونکہ اس قسم کے واقعات سے تمہیں بھی تعلق [illegible] طرح معلوم ہوں گے ایسے واقعات [illegible] الحمد [illegible] عرض کیا کہ اس تصنیف [illegible] کا جوڑ لگانا [illegible]

Marfat.com

مناسب نہیں مگر خواجہ صاحب کو رخصت قریب الختم ہونے کے سبب فرصت بالکل نہ تھی اس لئے مکرر اصرار فرمایا تو مجبوراً احقر کو جرأت کرنا پڑی اور یہ دس واقعات لکھدیئے۔ ان میں سے آٹھ یعنی واقعہ سوم سے اخیر تک کا تو احقر کو ذاتی علم ہے اور واقعہ اول و دوم حضرت اقدس مدظلہم العالی کی زبان فیض ترجمان سے چند بار سننے کا شرف حاصل ہوا تھا لیکن پوری تفصیل ذہن نشین نہ رہی تھی اسلئے اسوقت احقر نے مکرر بیان فرما دینے کی درخواست پیش کی حضرت والا نے نہایت شفقت سے قبول فرما کر مفصل واقعہ بیان فرما دیا اور احقر نے یہ تمام واقعات لکھ کر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں بھی پیش کئے ہیں حضرت والا نے غایت ذرہ نوازی سے ملاحظہ کی تکلیف گوارا فرمائی ورنہ ؎

من کہ باشم کہ براں خاطر عاطر گذرم
لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

یہ ناکارہ غلام تو شکر گذاری سے سراسر قاصر ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمادے آمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

احقر عبدالکریم عفی عنہ ۲۵ محرم ۱۳۵۵ھ

واقعہ اوّل متعلق گنجیر ضلع کانپور

عرصہ دراز ہوا[عہ] کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس کانپور تشریف لیگئے تھے وہاں معلوم ہوا تھا کہ مقام گنجیر میں آریہ لوگ ریشہ دوانی کر رہے ہیں اور اُس سے متاثر ہو کر کچھ لوگ مرتد ہونے والے ہیں اس کو سنتے ہی حضرت نے وہاں تشریف لیجانے کا عزم فرمالیا اور سامان خورد و نوش کے علاوہ ڈیرہ خیمہ وغیرہ تمام سامان ہمراہ لیا جب لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو اچھا خاصہ مجمع ساتھ ہو گیا۔ وہاں پہنچکر حضرت والا نے اول اُن کے ممتاز لوگوں سے گفتگو کرنا مناسب تصور فرمایا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اُن کے سردار دو شخص ہیں نتھو سنگھ اور ادھار سنگھ اُن کا نام سرکاری کاغذات میں تو نتھو خاں اور ادھار خاں تھا مگر عام طور پر بزمانہ کفر کی رسم کے مطابق سنگھ کہنے کا دستور تھا۔ الغرض اُن دونوں کو یکے بعد دیگرے الگ الگ بلایا گیا تاکہ دونوں کے خیالات آزادی سے معلوم ہو سکیں اور چونکہ گرمی کا زمانہ تھا اسواسطے اُن کو شربت پلانا چاہا مگر اُنھوں نے عذر کردیا کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھ کا کھایا پیا نہیں کرتے اور بھی ایسی ہی بیہودہ رسمیں معلوم ہوئیں مثلاً نکاح کے ساتھ پھیرے بھی ہوتے ہیں اور سر پر چوٹی بھی ہے اور جو صاحب وسعت ہو اور برادری کو کھانا دے سکے اُسکے یہاں ختنہ بھی ہوتی ہے اور جہالت کی یہ حالت کہ اُن سے پوچھا کہ تم ہندو ہو کہا نہیں دریافت کیا مسلمان ہو جواب دیا نہیں کہا گیا

عہ جناب مولوی عبدالاحد صاحب کی حیات کا واقعہ ہے اور اُن کے انتقال کو پچیس سال ہو گئے۔

Marfat.com

آخر کون ہو تبلایا کہ نومسلم ہیں گفتگو کرنے پر ٹھو خاں نے تو یہ خیال ظاہر کیا کہ آریہ مذہب میں نیوگ کا ایسا گندہ حکم ہے کہ کوئی بھلا مانس اُس کو سننے کے بعد ہرگز اُس مذہب میں داخل ہونا گوارا نہیں کر سکتا اور ادھار خاں نے کہا کہ ہم تو تعزیہ بناتے ہیں ہم ہندو کیوں بننے لگے حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ تعزیہ ضرور بنایا کرو بعض ہمراہیوں نے اس ارشاد پر اشکال بھی کیا مگر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے بدعت وقایہ ہے کفر سے۔ اس لئے انکو اس سے منع کرنا مصلحت نہیں۔ اسکے بعد عام مجمع میں بھی بیانات ہوئے اور ایک مجمع میں بہت کامیابی ہوئی جس میں قصبہ بارہ پرگنہ اکبر پور کے رؤسا اس تبلیغی وفد کی خبر سن کر بغرض تائید آگئے تھے اُن کا وہاں کافی اثر تھا اس لئے بڑی مدد ملی اور وہاں کے لوگوں کی سمجھ کے مناسب حضرت والا نے اعلان کے لئے یہ الفاظ تجویز فرمائے تھے کہ مسلمانوں کی کتھا ہوگی اور بیان کے لئے ذکر میلاد شریف تجویز فرمایا تھا شیرینی بھی تقسیم کرائی گئی تھی مگر بسبب کچھ مقامی رعایت کے سبب تجویز فرمایا لیکن خود حضرت والا نے اُس مجلس میں شرکت نہیں فرمائی بلکہ بعض ایسے صاحب بھی ہمراہ تھے جو ایسی محفل کیا کرتے تھے اُن سے میلاد شریف پڑھوا دیا۔ وہاں کئی دن قیام رہا اور جب انھوں نے خوب اچھی طرح وعدہ کر لیا کہ ہم مرتد نہ ہوں گے تب واپسی ہوئی گو بیوقوفی سے ساتھ میں یہ بھی کہا تھا کہ ہم تمہارے جیسے مسلمان بھی نہ ہوں گے بلکہ ایسے ہی نومسلم رہیں گے۔ اور مولوی سعید احمد صاحب تھانوی مرحوم کو یہ تھانہ بھون ہی سے سفر میں ہمراہ تھے زمانہ قیام گنجیر ہی میں بعض دیہات میں بھیجا لیکن اُن لوگوں نے اتنی بے التفاتی کی کہ دوپہر گذارنے کو جگہ تک بھی نہ دی مولوی صاحب کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی کیونکہ لو کا موسم تھا آخر کار ایک برہمن نے ٹھکانا دیا۔ مولوی صاحب مرحوم اپنے ہمراہ ستو لے گئے تھے کسی نے گھولنے کے واسطے برتن بھی نہ دیا بیچاروں نے رومال ہی میں تھوڑا پانی ڈال کر معمولی سا گھول لیا اور جس طرح بن پڑا کھا لیا اور تسل سے با تعب شفقت اور اُن کے بے انتہا اعراض کی وجہ سے واپس آ گئے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

واقعہ دوم عزم یورپ برائے تبلیغ

گذشتہ واقعہ سے کچھ عرصہ بعد کا واقعہ ہے کہ بابو حبیب احمد صاحب تھانوی کسی سلسلہ میں یورپ [illegible] تھے وہاں جو کافی تعلقات ہونے پر خاص خاص لوگوں سے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے [illegible] کچھ لوگ اس تحریک سے مسلمان ہو گئے تھے [illegible] صاحب [illegible] سلسلہ میں بابو صاحب موصوف کو [illegible] کی ضرورت پیش آئی تو حضرت والا کی خدمت اقدس میں خط بھیجتے تھے [illegible] نے اپنے لئے نام [illegible] تجویز کرایا [illegible] کسی کالج کی پروفیسر یا پرنسپل تھی اس کا سابق نام [illegible] تھا حضرت والا نے اسلامی نام [illegible] تجویز [illegible]

Marfat.com

وہ بہت خوش ہوئی اور شکریہ لکھوا کر بھجوایا۔ اس خط وکتابت کے سبب اُن نومسلموں کو حضرت والا سے کچھ تعلق ہوگیا تھا۔ اُن میں سے کسی کا بواسطہ بابو صاحب مذکور کے ایک خط آیا کہ ہمیں حاضری کا اشتیاق ہے مگر یہ اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں پردہ کی عادی نہیں وہ پابند نہ ہوسکیں گی شاید آپ حضرات ناراض ہوں۔ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ وجہ اور کفین کا ستر فی نفسہ واجب نہیں بلکہ فتنہ کے سبب مامور بہ ہے اور آپ کی عورتوں کی طرف یہاں کے لوگوں کو رعب کی وجہ سے کسی قسم کا نفسانی خیال ہونا بعید ہے لہذا انتفاء علت کے سبب اُن کو اس کی اجازت مل سکتی ہے۔ اس خط وکتابت کے دوران میں بابو صاحب نے حضرت والا سے عرض کیا کہ اگر آپ یہاں تشریف لے آویں اور میں اور آپ مل کر تبلیغ کا کام کریں اس طرح کہ مضامین آپ کے ہوں اور ترجمہ انگریزی میں میں کردوں تو لوگوں کو بہت فائدہ ہو اس پر حضرت دام ظلہم نے سفر یورپ کا عزم فرمالیا اور مصارف کا بھی خود اپنے پاس سے انتظام فرمالیا اور صوفی محمد علی صاحب گاؤتھی والوں کو ہمراہی کے لئے تجویز فرمالیا جو کہ مدبر آدمی تھے اور بقدر ضرورت انگریزی گفتگو سے بھی واقف تھے لیکن حضرت والا نے بابو حبیب احمد صاحب کے پاس ایک خط روانہ فرمایا کہ آنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن لوگوں کے کچھ شبہات لکھ کر بھیجدیں اور یہاں سے جو جواب پہنچے وہ اُن کو سنایا جاوے تاکہ یہ اندازہ ہوجائے کہ آیا میرے جواب اُن کے مذاق کے موافق بھی ہوتے ہیں یا نہیں اگر اس سے نفع ہو تو آنا مناسب ہوگا ورنہ اتنا طویل سفر کیوں اختیار کیا جائے لیکن بابو صاحب اس والا نامہ کا جواب نہ بھیج سکے بلکہ شاید یہ والا نامہ اُن تک پہنچا بھی نہ ہو کہ بابو صاحب کا انتقال ہوگیا اور اس وجہ سے سفر کی نوبت ہی نہ آنے پائی اور عزم سفر موقوف کرنا پڑا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

واقعہ سوم تحریک قانون وراثت متعلق پنجاب

ایک دفعہ حضرت اقدس کی مجلس مبارک میں تذکرہ ہوا کہ پنجاب میں وراثت کا قانون شریعت مقدسہ کے خلاف ہے مثلاً بہن بیٹی وغیرہ کو میراث میں حصہ نہیں ملتا اور بے عملی کے ساتھ اس مسئلہ سے بے علمی بھی یہاں تک ہے کہ اکثر دیندار لوگ بھی بالکل بے خبر ہیں اور زیادہ غفلت کی وجہ یہ ہے کہ اہل علم بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے نہ وعظوں میں اس پر تنبیہ کرتے ہیں نہ دوسرے اوقات میں بلکہ اکثر حضرات تو خود اپنے عمل کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے رواج عام کے سبب اس طرف التفات ہی نہیں ہوتا۔ حضرت والا نے بڑے اہتمام سے ارشاد فرمایا کہ وہاں کے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلانا نہایت ہی ضروری ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ شاید علمائے کرام اگر خاص سعی فرمادیں تو ممکن ہے کچھ لوگ سمجھ جاویں ورنہ ایسے معاملہ میں معمولی سعی نافع کی

Marfat.com

اُمید نہیں۔ ارشاد فرمایا جس قدر کوشش ہوسکے اُس میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ نفع کی فکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے احقر کو
اس ارشاد کے بعد کسی قدر ہمت ہوئی اور وطن جاکر اپنے نواح میں اس ضروری مسئلہ کی اشاعت خاص طور سے شروع
کی اور امرتسر لاہور کے بعض جلسوں میں بھی اسی غرض سے شامل ہوا لیکن افسوس کہ اہل جلسہ نے یہ عذر کردیا کہ لوگ
خلاف کرینگے جلسہ کے ناکام ہونے کا اندیشہ ہے کچھ عرصہ کے بعد ایک نعمت عظمیٰ یہ حاصل ہوئی کہ اس ناکارہ غلام
کی حقیر درخواست کو شرف قبول بخش کر حضرت اقدس مدت فیوضہم راجپورہ کے قریب احقر کی سسرال میں یعنی
موضع اڑدن تشریف لائے اور راجپورہ بھی قیام فرمایا وہاں جو اس مسئلہ کا تذکرہ آگیا تو حضرت نے اس ناکارہ کو
مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ اس کی اشاعت کے لئے تو اس کی ضرورت ہے کہ پنجاب کا سفر کیا جاوے۔ احقر
نے اپنی نااہلی کا عذر پیش کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر باوجود نااہلی کے احقر اس کی جرأت بھی کرے تو مصارف بہت
درکار ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مصارف کا انتظام ہوجائیگا اور واپس پہونچتے ہی تیس روپیہ کا منی آرڈر
احقر کے نام روانہ فرمادیا اس پر سفر ضروری ہوگیا اور فکر شروع ہوئی۔ لاہور امرتسر کے سفر سے اس کی بھی سخت ضرورت
معلوم ہوچکی تھی کہ مشاہیر علمائے کرام کی تحریرات اس مسئلہ کے متعلق ساتھ ہوں اس لئے سب سے پیشتر ایک
سوال تقریباً چالیس پچاس جگہ بھیجا گیا اور توکلاً علی اللہ سفر بھی شروع کردیا سرہند وغیرہ اترتا ہوا لاہور پہونچا اور
زیادہ تر کوشش اس کی رہی کہ اہل علم اور اسلامی انجمنوں کو اس جانب توجہ ہوجاوے کیونکہ اُن کے ذریعہ سے
اشاعت بہت سہولت سے ہوسکتی ہے۔ جہاں کہیں جانا ہوا تقریباً ہر طبقہ میں اول تو قسم کی توجہات سے [illegible]
رواج کی حمایت کی گئی گو قیل وقال کے بعد آخرکار اس تحریک کی ضرورت کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ اس خیال سے [illegible]
[illegible] ایک جماعت ایسی ملی جس کے بعض ارکان کو کسی قدر اس مسئلہ کا خیال تھا اور تھوڑی بہت [illegible] کوشش کا
بھی ارادہ تھا مگر لوگوں کی مخالفت کے سبب کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ ان سب حالات کو دیکھنے کے بعد [illegible]
کی خدمت اقدس میں ان کا خلاصہ لکھ بھیجا اور یہ بھی عرض کیا کہ اب یہاں سے واپسی کا خیال ہے [illegible]
جواب میں تحریر فرمایا الحمد للہ ناامیدی نہ ہو ایک دفعہ تو جان توڑ کوشش کرلینا چاہئے [illegible]
صادر ہونے پر کچھ ہمت بندھی اور چند روز لاہور میں رہنے کے بعد آگے بڑھنا شروع کیا [illegible]
جوابات آچکے تھے ان کو چھپوانا ضروری سمجھا گیا اس لئے غالباً وزیر آباد ہی سے [illegible]
ہوکر فتوی چھپوایا جس کا عنوان یہ تھا "ظلم پنجاب کے متعلق ندائی [illegible]
[illegible] پہنچا [illegible] کیا جاوے لیکن اچانک اطراف [illegible]
احقر [illegible] فرمایا کہ اگر تم وہاں چلے جاؤ تو قانون وراثت کی [illegible]
اور تو کچھ حرج نہیں۔ ارشاد فرمایا بس [illegible]

جا کر تبلیغ کا کام کرو۔ احقر اس طرف چلا گیا اور حضرت والا کے ایما سے مطبوعہ فتویٰ پنجاب کے شہروں اور قصبوں میں بلکہ بہت سے دیہات میں بھی بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا گیا بلکہ ایک رسالہ مسمّیٰ "غصب المیراث" بھی چھپوا کر بذریعہ ڈاک ہی تقسیم کیا گیا طباعت اور ڈاک کے تقریباً تمام مصارف کا اہتمام حضرت ہی نے فرمایا اور کچھ رقم احقر کی معرفت بھی اس میں بعض اہل خیر نے بھیجی غرض تبلیغ کے ساتھ اس ضروری امر کی طرف بھی حضرت اقدس کو برابر توجہ رہی چنانچہ فتویٰ اور رسالہ ختم ہو گیا تو دوبارہ کثیر مقدار میں چھپوایا گیا اور جمعیت العلماء کو اس طرف توجہ دلانے کے واسطے برابر تین جلسوں میں شرکت کیلئے احقر کو بھیجا دو جلسوں میں تو مختلف وجوہ سے کامیابی نہ ہو سکی مگر تیسری بار کی شرکت اور کوشش پر جلسہ ۱۳۴۳ھ میں بمقام مرادآباد ایک پُرزور تجویز منظور ہو گئی۔ اور جب علاقہ ارتداد میں بقدر ضرورت تبلیغ ہو چکی تو حضرت والا نے ایک عریضہ کے جواب میں اصل مضمون کے بعد تحریر فرمایا "میرا خیال ہے کہ ان سب قصبوں کو چھوڑ کر پنجاب کا سفر تحریک عدل فی المیراث کیا جاوے"۔

اُس وقت سے پھر پنجاب کا سفر کیا گیا اور اس مرتبہ مولوی عبدالمجید صاحب کو بھی احقر کے ہمراہ بھیجا گیا اس وجہ سے سفر میں سہولت بھی رہی اور اثر بھی زیادہ ہوا۔

حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام پنجاب اور سرحد بلکہ کسی قدر سندھ وغیرہ کے علاقہ میں بھی خوب اشاعت ہو گئی اور گو حالات پر نظر کرتے ہوئے بالکل توقع نہ تھی کہ لوگ اس مسئلہ کی طرف توجہ کریں گے یہاں تک کہ ایک عریضہ میں احقر نے عرض کیا کہ دعا فرمائیے حضرت والا کی دعا ہی سے اُمید ہے کہ اس احقر کی ناچیز سعی بارآور ہو جاوے تو حضرت نے تحریر فرمایا تھا "مجھ کو بھی خیال ہے مگر لوگوں کی حالت سے یاس ہوتی ہے"، مگر حضرت اقدس کی توجہ اور دعا سے بہت جلد اثر ہوا اور بیحد اثر ہوا۔ ہمارے سفر ختم ہونے سے پیشتر ہی بہت لوگوں نے قانون بدلنے کی سعی شروع کر دی اور اب تک سلسلہ جاری ہے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب کامیابی ہو جائیگی حق تعالیٰ شانہٗ اس میں نیز دیگر مقاصد حسنہ میں مسلمانوں کو کامیاب بناوے اور تمام سعی کرنیوالوں کو جزائے خیر عطا فرماوے اور حضرت والا کو مدین فیوض برکات ہمیشہ سایہ گستر رکھے ویرحم اللہ عبدا قال اٰمینا۔

فائدہ۔ اُس زمانہ میں حضرت والا سے جو مکاتبت ہوتی رہی اُس سلسلہ میں سے بعض خطوط محفوظ ہیں اُن میں ایک خط بہ نہایت مفید ہونے کے سبب نقل کرتا ہوں۔

(**مضمون عریضۂ احقر**) ایک امر قابل گذارش یہ ہے کہ ایک جلسہ کے موقع پر ایک ممتاز رکن جلسہ نے بہت اصرار کیا کہ تو رکن ہو جا اور چونکہ بدون رکن ہوئے اُس جگہ تک رسائی بھی نہ ہو سکتی تھی جہاں بیٹھنے والوں کو تجاویز پر بولنے کا حق ہوتا ہے اسلئے کمترین نے اپنا نام درج کرا دیا تاکہ وراثت کے معاملہ کو پیش کر سکوں مگر اس کے بعد وہاں مفصل تقاریر سُن کر بڑا انقباض ہوا اور جی چاہتا ہے کہ رکنیت سے استعفار دیدوں لیکن پھر اُن لوگوں سے

تعلقات نہ رہیں گے اور جو کام اب وہ کر دیتے ہیں وہ نہ سکوں گا اسلئے کشمکش و پیچ ہے۔

(جواب از حضرت اقدس دامت برکاتہم) بلا سے نہ رہیں گے جو کام فرض ہے یعنی سعی وہ کیفیت پر موقوف نہیں اور اُن سے کام لینا یہ فرض نہیں اور لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى کے ترک کا یہ کوئی عذر نہیں فوراً استعفاء دیدینا واجب ہے۔ اھ

واقعہ چہارم انسداد فتنۂ ارتداد

۱۳۴۱ھ میں اطراف آگرہ سے فتنۂ ارتداد کی خبر پہونچی تو حضرت والا نے احقر کو وہاں جانے کا ایما فرمایا جس کا ذکر اجمالاً نمبر بالا میں آچکا ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ اس کام کے واسطے مولوی عبدالمجید صاحب بچھرایونی مناسب معلوم ہوتے ہیں ارشاد فرمایا اس اختلاف رائے کا فیصلہ مولوی ظفر احمد صاحب کے سپرد کرنا چاہئے احقر نے ہر چند عرض کیا کہ احقر کے خیال ناقص کی کیا حقیقت ہے جو فیصلہ کی ضرورت ہو لیکن حضرت نے فرمایا یہی مناسب ہے اسی میں انشاء اللہ برکت ہوگی۔ مولوی صاحب موصوف کتب خانہ میں تھے اُن کو حضرت والا نے خود آواز دی اور فرمایا کہ میں اس کو بھیجنا چاہتا ہوں اور اس کے خیال میں مولوی عبدالمجید کو بھیجنا مناسب ہے اور ہر دو رائے کی وجہ بھی بیان فرمادی۔ مولوی صاحب نے فرمایا میرے خیال میں دونوں کا بھیجنا مناسب ہے اس میں ہر دو وجہ کی رعایت بھی ہو جائے گی نیز ایسے موقع پر تنہا کا سفر دشوار بھی ہے حضرت اقدس نے نہایت بشاشت سے فرمایا بہتر اور مسکرا کر احقر سے فرمایا دونوں جیت گئے۔ مولوی عبدالمجید صاحب اپنے مکان پر گئے ہوئے تھے اُن کو خط لکھدیا گیا کہ دہلی مدرسہ عبدالرب کے جلسہ پر آجاؤ اور احقر کو دہلی تک حضرت والا کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ جلسہ سے فارغ ہو کر دونوں کو مناسب نصائح و ہدایات اور مزید دعوات کے بعد ان سے رخصت فرمایا اور کامل دو سال تک اس سلسلہ کو نہایت اہتمام سے جاری رکھا۔ ایک سفر خود بھی فرمایا جس میں ریواڑی، نارنول اور موضع امیل پور متصل الور میں الاتمام لنعمۃ الاسلام وعظ ہوا جس کے تین حصے ہیں اور دوسرے بلاد کا قصبہ نوح اور فیروز پور جھرکا وغیرہ کیلئے ارادہ فرمایا تھا مگر اسی اثناء میں سفر سے عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے بالکل موقوف ہو گیا اور اس تبلیغ سے حضرت دام ظلہم کو اس قدر تعلق خاطر تھا کہ اس دوران احقر کو حج کیلئے ہمراہ لیجانا چاہا احقر کو بیحد اشتیاق تھا بہت خوش ہوا اور حضرت والا [illegible] ارشاد فرمایا کہ جس کام میں یہاں مشغولی ہے وہ حج نفل سے مقدم اور افضل ہے اور یہ جواں [illegible] ایسے ہی موقع کے واسطے حضرت محمود بک [illegible] نے فرمایا ہے ؎

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید		معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید	

Marfat.com

اور ہمیشہ بوقت حاضری زبانی ارشادات سے اور خطوط میں بھی نہایت مفید ہدایات فرماتے رہتے تھے نیز دعاؤں کے ساتھ حوصلہ افزائی کے کلمات بھی ہوتے تھے چنانچہ ایک والانامہ میں تحریر فرمایا۔ السلام علیکم حالات سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں اور مجھ کو اس سے پہلے بھی صرف آپ جیسے مخلصین کا جانا اور پھر مولوی محمد الیاس صاحب کا ساتھ ہو جانا یقینی کامیابی دلاتا تھا علم غیب تو حق تعالیٰ کو ہے مگر میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب وفود سے زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا بخدمت مولوی صاحب سلام مسنون۔

اور ایک والانامہ میں تحریر فرمایا تھا۔ السلام علیکم آپ کا خط پہونچا۔ کاشف تفصیل حالات ہوا بہت کچھ امیدیں بڑھیں میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت اس مادہ میں جس قدر مفید ہوگی شاید دوسری بڑی بڑی جماعتیں اس درجہ مفید نہ ہوں مبناہ ما قال الرومی رحمہ ؎

کعبہ را ہر دم تجلی می فزود	ایں ز اخلاصات ابراہیم بود

کان اللہ معکم ومن معکم اپنے تمام احباب کی خدمت میں یعنی جو ان میں سے اسوقت تشریف رکھتے ہیں سلام کہیئے اور کارڈ سنا دیجئے اور سب سے دعا کی درخواست کیجئے اس مقصود کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ میں برابر دعا کرتا ہوں جمعہ ۲۴ رمضان ۵۲ھ

اور ایک والانامہ میں تحریر فرمایا (غالباً یہ والانامہ ریواڑی وغیرہ کے تبلیغی سفر سے واپسی پر روانہ فرمایا تھا) السلام علیکم ورحمۃ اللہ بفضلہ تعالیٰ کل جمعہ کے روز وطن پہونچ گیا۔ آپ صاحبوں کی مساعی مشکور ہونے کیلئے دل سے دعا کرتا ہوں اور قلب شہادت دیتا ہے کہ آپ صاحبوں کو سب سے زیادہ کامیابی ہوگی سب خطوط آپ صاحبوں کے محفوظ رکھتے ہیں موقع پر اشاعت ہوتی رہے گی تاکہ ناظرین مسرور ہوں۔

اور ایک والانامہ میں تحریر فرمایا ہے۔ السلام علیکم خط پڑھ کر بیحد دل خوش ہوا میرا قلب شہادت دیتا ہے کہ آپ حضرات کی کامیابی انشاء اللہ تعالیٰ سامان اور شان والوں سے بدرجہا زیادہ ہوگی ؎

در صفا ایں کاسۂ رنداں بخواری منگرید	کیں حریفاں خدمت جام جہاں بیں کردہ اند

باقی دعا کرتا ہوں سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

ان ارشادات کا مقصد صرف یہ خیال میں آیا کرتا تھا کہ حوصلہ افزائی فرمائی جاتی ہے لیکن جب تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ایک جماعت نے تمام علاقہ تبلیغی یعنی (۲۵ ضلعوں) کا مفصل حال لکھ کر شائع کیا اور اس روداد میں اس کی تصریح بھی درج تھی کہ تحصیل پلول (جہاں احقر اور مولوی عبدالمجید صاحب کار تبلیغ انجام دیتے تھے) اول نمبر

حاشیہ: آگرہ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ پلول میں ضرورت ہے اس لئے ہم پلول آگئے اور وہاں سے مولوی صاحب موصوف کی معیت میں نوح وغیرہ کا سفر بھی ہوتا رہا ۱۲

Marfat.com

کامیاب رہی تب معلوم ہوا کہ یہ بشارت اور پیشین گوئی تھی جو خدا کے فضل سے بالکل صحیح ہوئی۔

اس اہتمام تبلیغ کے علاوہ اس زمانہ میں حضرت والا نے سہ ذیل رسالے بھی شائع فرمائے تھے۔ الانسداد لفتنۃ الارتداد، حسن اسلام کی ایک جھلک۔ نماز کی عقلی خوبیاں۔ ان میں سے نمبر ۲ کو ہندی میں بھی چھپوا کر تقسیم کیا گیا تھا اور غالباً نمبر ۳ بھی ہندی میں چھپا تھا اور زیادہ تر ان مذبذب لوگوں کو مسلمانوں سے گائے کا گوشت کھانے کے سبب وحشت تھی اس واسطے ایک رسالہ میں ویدسے گائے کی قربانی کو ثابت کیا تھا وہ بھی شائع کیا گیا اور چند مکاتب بھی قائم کئے گئے جن کی امداد میں حضرت اقدس نے بھی کافی حصہ لیا اور دوسرے ذرائع سے بھی امداد کا انتظام ہوا اور چند مواعظ میں بھی تبلیغ کے متعلق مضامین بیان فرمائے جن میں سے تین مواعظ خاص طور پر قابل ذکر ہیں الدعوۃ الی اللہ۔ محاسن الاسلام۔ آداب التبلیغ غرض حضرت اقدس نے نہایت اہمام اور تبلیغ کا اہتمام فرمایا۔ پھر جب تقریباً دو سال کی جدوجہد کے بعد ارتداد کی کافی روک تھام ہو چکی اور ہر قسم کے شبہات ان مذبذب لوگوں کے زائل ہو چکے اور ان لوگوں کو نیز قرب وجوار کے مسلمانوں کو آئندہ اصلاح کیلئے مکاتب کی ضرورت ثابت ہو چکی اور وہاں صرف مکاتب کی دیکھ بھال کا کام رہ گیا اور احقر نے ایک عریضہ میں ان مکاتب کے لئے چندہ کی سعی کے واسطے حضرت سے پلول جانے کی اجازت چاہی تب حضرت اقدس نے تحریر فرمایا "بہتر ہو آپ بشرطیکہ اصلی کام یعنی تبلیغ میں ان قصوں کے سبب کمی نہ ہو۔ تجربہ کے بعد یہ سمجھ میں آیا کہ تا ابد گھوٹنا پاسے صرف تبلیغ چاہئے خواہ ثمرہ ہو یا نہ ہو۔ نیز میرا خیال ہے کہ ان سب قصوں کو چھوڑ کر پنجاب کا سفر [illegible] فی المیرٹ کیا جاوے۔ اھ

اس کے بعد پنجاب کا سفر ہوا جیسا کہ گذشتہ نمبر میں ذکر ہو چکا ہے اور وہاں سے واپسی [illegible] حضرت دامت برکاتہم تھانہ بھون مقیم ہو گیا اور مولوی عبدالمجید صاحب [illegible] تبلیغ کے کام پر [illegible] تک اس کام پر رہنے کے بعد پچھلے دنوں مصارف کا انتظام نہ ہو سکنے [illegible] حق تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرماوے اور جو نفع اس تبلیغ سے ہوا اس کو باقی [illegible]

اس واقعہ کے ساتھ چند ضروری باتیں لکھ دینا بھی مناسب [illegible] بہ تاکید فرماتے ہیں کہ مبلغ کو لوگوں پر کھانے کا بار [illegible] کوئی خدمت کرنا چاہیں تب بھی عذر کر دیا جائے صرف اس کی اجازت [illegible] کے پیسے لیکر کھانا پکوا دے تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی مقامی [illegible] اس کی بھی اجازت ہے کہ جن ضروری چیزوں کا انتظام [illegible] کرے تو استعمال کا مضائقہ نہیں مگر از خود ایسی اشیاء بھی طلب نہ کی جاویں [illegible]

Marfat.com

داعی کے یہاں کھانا اور اُس سے کرایہ لینا امر آخر ہے) اور اس معمول کو عام رکھا جائے کیونکہ اگر کسی شخص کو خصوصیت کی وجہ سے مستثنیٰ کیا جاوے تو دوسروں کو شکایت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ مبلغ کی راحت کا حضرت والا ازحد خیال فرماتے ہیں اور مصارف سفر میں اُس کو بہت وسعت عطا فرماتے ہیں کہ بشاشت سے کام ہو سکے یہانتک کہ احقر نے اخیر سفر تبلیغ میں عرض کیا کہ خود کھانا پکانے کی اب ہمت نہیں رہی اور لوگوں سے پکوانے میں گرانی ہوتی ہے تو ایک باورچی احقر کے ہمراہ رکھدیا گیا نیز یہ بھی معمول ہے کہ وعظ وغیرہ کے لئے کوئی خاص معمول تجویز نہیں فرماتے بلکہ اُس کی رائے اور بشاشت قلبی کے حوالہ فرما دیتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ مصارف کا تفصیلی حساب طلب نہیں فرماتے اور ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ غیر معتمد کو مبلغ نہ رکھنا چاہئے اور معتمد سے تفصیل طلب کرنے کی ضرورت نہیں ایکبار یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تفصیل حساب طلب کرنا تو ہر حال میں بیکار ہے اگر کوئی شخص جعلی حساب پیش کردیا کرے تو کیا انسداد ہو سکتا ہے۔ احقر کو بھی حضرت والا نے شروع میں حساب ارسال خدمت کرنے پر بھی تحریر فرمایا تھا کہ اس کی ضرورت نہیں پھر دوسرے ماہ میں تعمیل ارشاد سے احقر نے عذر کرکے اُسی طرح حساب ارسال خدمت کردیا تب بھی اس سے منع فرمایا اور ایک والا نامہ کے ضمن میں بھی اس کا مکرر اعادہ فرمایا مگر اس کے بعد بوقت حاضری زبانی عرض معروض پر فرمایا کہ میں نے اس کو خوب واضح کردیا کہ میری طرف سے مطالبہ نہیں۔ اس کے بعد بھی اگر رائے ہو تو مزاحمت نہیں کرتا جس میں راحت ہو اختیار ہے یہ چند باتیں اصول کلیہ کے طور پر معروض ہیں جن پر عمل کرنے سے بہت نفع ہوتا ہے۔ امید کہ مبلغین اور منتظمین انکی طرف خاص توجہ فرمادیں گے واللہ الموفق والمعین۔

واقعہ پنجم یعنی اجرائے مکاتب در ریاست الور

غالباً سنہ ۱۳۵۲ھ یا سنہ ۱۳۵۱ھ کا واقعہ ہے جبکہ احقر کا تعلق مدرسہ معین الاسلام قصبہ نوح ضلع گڑگانواں میں تھا ریاست الور میں دینی تعلیم کو حکماً بند کردیا گیا تھا تمام چھوٹے بڑے مدارس اور مکاتب یک قلم توڑ دئے گئے تھے اسلامی تعلیم کی بہت کچھ شرطوں کے ساتھ صرف اسقدر اجازت باقی رہ گئی تھی کہ پاؤ پارہ اور رسالہ بدمنہ اردو کی زبانی تعلیم دیجاوے اس سے زائد کی کسی صورت میں اجازت نہ تھی اس خبر وحشت اثر کو سنکر احقر نے حضرت والا کی خدمت میں حال لکھا اور عرض کیا کہ اس باب میں کوئی سعی تو ممکن نہیں معلوم ہوتی ہے دعا فرمائیے کسی طرح یہ قانون ٹوٹ جاوے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کیا قانونی سعی مثلاً گورنمنٹ سے چارہ جوئی بھی ممکن نہیں؟ احقر نے عریضہ ارسال خدمت کیا کہ اس کی پوری تحقیق نہیں لیکن اگر کوئی گنجائش ہوئی بھی تو مصارف بہت درکار ہوں گے۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ سردست مصارف کا جو تخمینہ ہو اُس سے اطلاع دو۔ احقر نے کم از کم سو روپیہ کا

Marfat.com

تخمینہ ظاہر کیا جہانتک یاد ہے حضرت والا نے (یہ والانامہ اس وقت موجود نہیں کہ اصل عبارت نقل ہو سکے) تحریر فرمایا وعدہ جازمہ تو اس وقت کر نہیں سکتا انشاء اللہ تعالیٰ خیال رکھوں گا کہ یکصد روپیہ پیش کر دوں۔ توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیجئے احقر نے اول تو سخت دشواری کے ساتھ اُس ظالمانہ حکم کی مع مکمل مسل کے نقل حاصل کی جس کی بنا پر یہ کارروائی کی گئی تھی اور پھر دہلی آکر وکلاء اور دیگر اہل دانش سے مشورہ کیا تو معاملہ کی مفصل کیفیت معلوم کرکے سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ اس کے متعلق اب کوئی صورت ممکن نہیں کیونکہ مسل بتلا رہی ہے کہ خود ریاست کے مسلمانوں کی درخواست پر یہ حکم دیا گیا ہے لیکن احقر نے اس کے بعد بھی حضرت والا کی دعاء و توجہ کے سبب ہمت نہیں ہاری بلکہ حسب الارشاد توکلاً علی اللہ پشتم پشتم کوشش شروع کر دی۔ ادھر حضرت والا خاص طور پر دعا فرماتے رہے۔ اور چونکہ سو روپیہ کا انتظام اُن ایام میں دشوار تھا اس لئے حضرت نے جزم سے وعدہ نہ فرمایا تھا مگر اس کا بہت ہی خیال رکھا اور تھوڑے ہی دنوں میں چند منی آرڈروں کے ذریعہ سے سو روپیہ پہونچا دئے اول منی آرڈر پانچ کا دوسرا دس کا تیسرا غالباً پینتیس کا (یا شاید اس رقم کے دو منی آرڈر ہوں گے بعض کوپن گم ہو گئے ہیں) چوتھا بیس کا پانچواں تیس کا۔ جو چار کوپن محفوظ ہیں وہ ذیل میں منقول ہیں اُن سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت اقدس کو اس امداد کے واسطے کتنا اہتمام کرنا پڑا نیز وہ کوپن فوائد پر بھی مشتمل ہیں اسلئے اُن کو نقل کرتا ہوں۔

(۱) السلام علیکم خط سے حالات معلوم ہوئے اللہ تعالیٰ اس معاملے میں کامیاب فرماوے۔ گھر میں صحت کیلئے دعا کرتا ہوں۔ الور کے معاملہ میں بھی دعا کرتا ہوں منجملہ یکصد روپیہ موعودہ بہ وعدہ غیر جازمہ پانچ روپیہ اسوقت پیش کرتا ہوں۔

(۲) السلام علیکم۔ دس روپیہ منجملہ اقساط یکصد روپیہ مرسل ہے لفافہ بھی پہونچا فیس نہیں لگا دیئے خیال میں آئندہ سے صرف غیر جوابی کارڈ کافی ہے میں اقساط کا حساب اپنے یہاں لکھ لیا کرونگا (کوپن نمبر ۳ موجود نہیں)

(۴) السلام علیکم بقیہ پچاس میں اسوقت بیس روپیہ کی گنجائش ہو گئی مرسل ہیں اللہ تعالیٰ اس جبر کے فتنہ کو رفع فرماوے۔ مدرسہ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کارڈ کے سب اجزا کا جواب ہو گیا کارڈ بچ گیا آپ کی ملک سمجھ کر خرچ میں لے آؤنگا اگر آپ کی ملک نہ ہو تو ایک بار جو موعودہ خط آپ کا آوے گا اسی کے جواب میں واپس کر دوں گا۔

(۵) السلام علیکم خط پہونچ گیا سب امور کیلئے دعا کرتا ہوں مکاتب کے متعلق اسوقت ... بن پڑا تیس روپیہ کا انتظام کرکے بیباق کئے دیتا ہوں۔

حضرت اقدس کی اس توجہ کا فوری اثر ہوا اور صرف سو روپے ... کامیابی اور کامل فتح نصیب ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

واقعۂ ششم تحفظ مکاتب از تعلیم جبریہ

احقر مکاتب الور کیلئے دوڑ دھوپ کے دوران میں دہلی آیا ہوا تھا کہ اچانک خبر ملی کہ دہلی میں بھی کاب

ٹوٹ رہے ہیں مفصل حال معلوم کر کے فوراً تھانہ بھون حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جبریہ تعلیم کی وجہ سے دہلی میں بھی مکاتب قرآنیہ کو حکماً توڑ دینے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے چنانچہ اس وقت تک گیارہ مکتب ٹوٹ چکے ہیں جنمیں تقریباً ڈھائی سو بچے تعلیم حاصل کرتے تھے حضرت اقدس کو سخت صدمہ ہوا اور حفاظت مکاتب کے واسطے بہت کچھ دعا مانگی اُسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک سوال یعنی استفتاء اس کے متعلق لکھو واحقر نے سوال لکھ کر پیش خدمت کیا۔ حضرت نے جواب تحریر فرمادیا بعد ازاں سہارنپور دیوبند میرٹھ سے علمائے کرام کے دستخط حاصل کرتا ہوا دہلی پہونچا اور دہلی کے علماء سے بھی تصدیق حاصل کی اور سب مجموعہ چھپوا کر شائع کر دیا بحمد اللہ تعالیٰ بہت اثر ہوا اور انجمن خادم القرآن قائم ہوئی جس نے اس معاملے میں بہت کوشش کی۔ خدا کا شکر ہے حضرت اقدس کی برکت سے خود دہلی میں بھی بہت کامیابی ہوئی اور اس کے بعد کوئی مکتب نہ ٹوٹ سکا بلکہ ٹوٹے ہوئے مکتب بھی دوبارہ قائم ہو گئے اور دوسرے مقامات پر بھی دہلی کی کوشش کا بہت اثر ہوا خاصکر مراد آباد اور سہارنپور وغیرہ میں بروقت کافی روک تھام ہو گئی اور ان دیار میں اب تک برابر تحفظ مکا
اور تعلیم قرآن کا خیال ہے۔ جہاں کہیں جبریہ تعلیم والے کچھ گڑبڑ کرتے ہیں وہاں مناسب کارروائی کی جاتی ہے خدا کرے یہ لوگ تعلیم قرآن کی مخالفت سے باز آجائیں۔

واقعۂ ہفتم تحریک تقرر قضاۃ

ایک عرصۂ دراز سے حضرت اقدس دامت ظلہم العالی کو اس کا بڑا خیال ہے کہ ہندوستان میں بدستور سابق قا
کا تقرر ہو جاوے کئی مرتبہ اس کے متعلق مختلف صورتوں میں سعی فرمائی مثلاً حضرت حافظ محمد احمد صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کو توجہ دلائی اُنھوں نے مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند سے اس کی ضرورت کو ظاہر فرمایا اور بعض ممبروں کو اسمبلی اور کونسل میں پیش کرنے کی ترغیب دی اور بعض ذرائع سے سائمن کمیشن کے سامنے بھی اسکی ضرورت کو ظاہر کیا گیا۔ نیز میرٹھ میں حضرت اقدس کے ایما پر ایک انجمن نصب القضاء قائم ہوئی اس نے رسالہ القول الماضی وغیرہ شائع کر کے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا اور غالباً سنہ ۴۷ھ میں ایک خاص جلسہ بمقام دہلی منعقد کیا جس میں تمام ممبران اسمبلی اور عمائد شہر دہلی کے علاوہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب مرحوم اور عالیجناب مسٹر محمد علی صاحب مرحوم نے بھی شرکت فرمائی تھی اور سہارنپور و دیوبند سے بھی ممتاز علمائے کرام تشریف لائے تھے حضرت اقدس نے خانقاہ کی طرف سے اس ناکارہ کو شرکت کے لئے بھیجا تھا۔ اس جلسہ میں زیادہ تر مقصد یہ تھا کہ ممبران اسمبلی پر اس کی ضرورت کما حقہ واضح ہو جائے سو یہ مقصد بخوبی پورا ہو گیا لیکن کل امر مرہون باوقاتہا ہنوز اس کا وقت نہیں آ
اور کوئی صورت کامیابی کی ظاہر نہیں ہوئی البتہ حضرت والا کی توجہ اب تک اس جانب منعطف ہے اور حضرات خواجگان میں برابر روزمرہ اس کے لئے دعا ہوتی ہے خدا کرے یہ دیرینہ آرزو جلد خیر و خوبی کے سا

پوری ہوجاوے آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

واقعہ ہشتم اہتمام تبلیغ

حضرت اقدس ہمیشہ سے اسلامی مدارس کو اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں کہ تبلیغ کا اہتمام بھی تعلیم کی طرح ضرور رکھا جاوے چنانچہ خانقاہ کی طرف سے بہت عرصہ سے تبلیغ کا سلسلہ جاری فرما رکھا ہے گو کسی عارض کے سبب بعض مرتبہ کوئی مبلغ نہیں رہتا لیکن جب موقع ہوتا ہے پھر رکھ لیا جاتا ہے غرض تبلیغ کا حضرت والا کو ہمیشہ اہتمام رہتا ہے بسا اوقات فرمایا کرتے ہیں کہ تمام تعلیم و تعلم کا اصل مقصد تبلیغ ہی ہے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی فرض منصبی تھا۔

رسالہ حیات المسلمین خاص تبلیغ کے واسطے تصنیف فرمایا اور اس کی اشاعت کے بعد لوگوں میں تبلیغ کا احساس دیکھ کر ۱۳۵۰ھ میں ایک خاص صورت تبلیغ و اشاعت کی حضرت والا نے تجویز فرمائی جو بہت مفید اور نہایت سہل ہے اور اس کو آثار رحمت کے لقب سے چھپوا کر شائع فرمایا اور دوسری جگہ تو صرف اشتہارات مطبوعہ ہی روانہ کر دینے پر اکتفا فرمایا لیکن اس نواح کے لئے دائمی مبلغ کے علاوہ ایک سال تک دوسرے مبلغ کا تقرر بھی فرمایا۔ اس توجہ کی برکت سے یہاں کے نواح میں بھی بہت نفع ہوا۔ اور ... میں بھی تبلیغ کا کام بڑے پیمانہ پر جاری ہو گیا اور برابر چار سال تک جاری رہا مگر امسال بعض عوارض کی وجہ سے کارکن حضرات ابتک اس طرف توجہ نہ فرما سکے خدا کرے جلد از جلد یہ اعذار رفع ہو کر خاص توجہ کی نوبت آجاوے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین دوسری جگہ اس سعی سے لوگوں نے اثر لیا اور ایک حد تک حضرت کا منشا پورا ہوا مگر افسوس کہ اس سلسلہ کی تکمیل ابتک بھی نہ ہو سکی ہم لوگوں میں انتظامی اور نباہ کی بے ہمتی ہے اس کی وجہ سے اکثر کاموں میں ناکامی ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہ سلیقہ اور ہمت عطا فرماوے۔

واقعہ نہم تصنیف حیلۂ ناجزہ

ایک عرصہ دراز سے تقرر قضاۃ کا سلسلہ موقوف ہو جانے کے سبب ہندوستان کی ... میں سخت مصائب کا سامنا ہو رہا تھا ... طرح طرح کی شکایات ... تھی حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرماوے کہ حضرت اقدس نے ... کے علمائے کرام ... ۲ ... کے بعد ... کے حل کی حالت موجودہ کے مناسب نہایت سہل صورت تجویز فرمائی ...

Marfat.com

ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام مضمون کی مناسبت سے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ تجویز فرمایا (اور اس قدر تحقیق و مراجعت علماء کے علاوہ حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے اپنی سہولت ونیز احتیاط کی غرض سے اپنے دو خاص اہل علم و اہل فتویٰ دوستوں کو اس تصنیف میں برابر شریک رکھا جن کا نام بھی اُس رسالہ میں لکھ دیا گیا ہے ۱۲ مؤلف سوانح) پھر اُس پہ دیوبند سہارنپور سے دستخط ثبت ہونے کے بعد چھپوا کر شائع فرمایا اور عوام کے لئے اُس کا خلاصہ جو المرقومات کے نام سے آخر میں ملحق کیا گیا تھا اُس کو جداگانہ بھی شائع فرمایا قصہ تو مختصر الفاظ میں بہت جلد بیان ہو گیا لیکن اس تصنیف میں جس تعب و مشقت کا مسلسل پانچ سال تک حضرت والا کو تحمل فرمانا پڑا ہے اُسکے متعلق خود حضرت والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی مشقت کسی تصنیف میں نہیں ہوئی اور علاوہ دماغی عرق ریزی کے اس تمام تر جد و جہد اور رسالہ کی طباعت و اشاعت میں جو تقریباً ایک ہزار روپیہ صرف ہوا ہے اُس کا اہتمام و انتظام بھی حضرت والا ہی نے فرمایا۔ بعد ازاں المرقومات کو خاص طور پر تمام مسلم ممبران اسمبلی کے پاس روانہ فرمایا تاکہ وہ اس کے مطابق قانون میں ترمیم کی سعی کریں۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کی یہ مساعی جمیلہ فوراً نتیجہ خیز ہوئیں۔ تقریباً تمام علماء ہند نے اس رسالہ کی تصدیق و تائید فرمائی اور عام طور پر اہل اسلام نہایت شکر گذار ہوئے اور ممبران اسمبلی نے بہت جلد قانون میں ترمیم کی سعی شروع کر دی اور ایک مسودہ مسلم قانون فسخ نکاح کے نام سے اسمبلی میں پیش کر دیا مگر افسوس کہ اس مسودہ میں وہ قیود و شرائط نظر انداز کر دیئے گئے ہیں جو حضرت اقدس نے فقہ کی ورق گردانی اور علمائے محققین سے مراجعت کے بعد تحریر فرمائے تھے ممبران اسمبلی کی یہ کوشش لائق تحسین ہے لیکن خدا کرے کہ یہ مسودہ صحیح طور پر شرعی صورت میں منظور ہو ورنہ شعر صادق آوے گا ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی	تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

حضرت والا نے مسودہ کی کوتاہیاں بعض ممبران اسمبلی سے زبانی اور بعض سے تحریراً واضح طور پر بیان فرما دی ہیں اور اہل علم کے ایک جلسہ میں بھی مفصل تحریر روانہ فرما دی تھی۔ اور زیادہ توضیح کی غرض سے احقر کو اُس جلسہ میں شرکت کیلئے بھی بھیجا تھا۔ اس سے زیادہ حضرت والا کا معمول نہیں۔ آج کل اہتمام اور تصدی کے مفہوم میں بھی افراط تفریط ہو رہا ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں کو حضرت کے بعض معمولات پر شبہ ہوتا ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ فہم عطا فرمادے تو معلوم ہو جائے کہ درحقیقت حضرت اقدس صحیح معنی میں اہتمام تو بخوبی فرماتے ہیں اور تصدی سے کامل احتیاط رکھتے ہیں ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق	ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

حق تعالیٰ اس محقق کامل اور جامع صادق کو عمر نوح عطا فرما دے اور ہم لوگوں کو اتباع کی دولت نصیب فرما دے آمین ثم آمین۔

Marfat.com

واقعۂ دہم قانون اوقاف

چند سال ہوئے بعض اوقاف میں متولیوں کی گڑبڑ دیکھ کر بعض لوگوں کو موقع مل گیا کہ اوقاف کے متعلق قانون بنانے کی سعی کریں چنانچہ معمولی تحریک کے بعد ایک تحقیقاتی وفد مقرر ہوا جس نے ۱۹۳۰ء میں دورہ کیا جب وہ وفد یہاں پہونچا تو حضرت اقدس مدظلہم نے اُسی وقت ایک مفصل مکالمہ میں نہایت واضح طور پر ثابت فرمادیا تھا کہ ایسا قانون بنانے کا حکومت کو قواعد شرعیہ سے اختیار نہیں یہ مکالمہ ملخصاً اس واقعہ کے ختم پر بعنوان فائدہ نقل کیا جاویگا۔ دیوبند وسہارنپور وغیرہ سے بھی اسی قسم کا جواب وفد مذکور کو ملا تھا لیکن بعض جگہ سے وفد کے کسی قدر حسب منشا بھی جواب مل گیا اُنھوں نے اُس کی بنا پر ایک مسودہ قانون بنا کر کونسل میں پیش کردیا جب وہ مسودہ رائے عامہ کے لئے شائع ہوا تو حضرت مولانا حافظ عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم سہارنپور نے حضرت اقدس کو اس طرف توجہ دلائی کہ اس کی روک تھام کے لئے کوئی صورت اختیار کرنا چاہئے وغیرہ یہ بھی ظاہر فرمائی کہ مفصل مشورہ کے واسطے عمائد دیوبند وسہارنپور کا تھانہ بھون میں اجتماع ہوجائے۔ حضرت اقدس نے اس کو منظور فرمالیا اور ۲۴ ذیقعدہ ۵۲ھ کو ہر دو جگہ سے مہتمم صاحبان مع دیگر حضرات کے تشریف لائے مفصل مشورہ کے بعد قرار پایا کہ حضرت مدظلہم کی قیادت میں اس مسودہ پر تفصیلی نظر کرکے اول اس کے نقائص کو ظاہر کیا جاوے اور اُس کے بعد ایسی ترمیم بھی تجویز کردی جاوے جس کے بعد یہ مسودہ شریعت کے موافق ہوجائے اور اس کام کے واسطے مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند اور جناب مولوی جمیل احمد صاحب تھانوی مدرس مظاہر علوم سہارنپور اور احقر کو تجویز فرمایا گیا چنانچہ دونوں صاحب یہاں پہونچ گئے اور ہر ہر جزو میں حضرت اقدس سے استصواب رائے کے بعد غور وتحقیق سے اُس مسودۂ قانون پر تبصرہ لکھا گیا ۲۳ ذی الحجہ کو تبصرہ مکمل ہوکر حضرت اقدس کے دستخط سے مزین ہوچکا تو یہ قرار پایا کہ ۲۵ ذی الحجہ کو دیوبند میں اجتماع ہوا احقر اور علمائے سہارنپور وہاں پہونچ گئے اور صبح سے تقریباً عشا تک تمام تبصرہ پر نہایت غور وخوض کے بعد جب بالاتفاق منظوری ہوگئی تو تمام علمائے کرام کے دستخط ثبت ہونے کے بعد کونسل میں بھیجا گیا بعد ازاں حافظ ہدایت حسین صاحب ممبر کونسل (جو خود مسودہ مذکور کے ...) نے ایک خط تحریر کیا جس کا حاصل یہ تھا کہ اس مسودہ پر مکالمہ کی غرض سے فلاں تاریخ (...) تھی) تھانہ بھون آنا چاہتا ہوں۔ علمائے دیوبند وسہارنپور بھی اگر شرکت کی تکلیف گوارا فرمائیں تو ... ہو تاریخ مقررشدہ پر حافظ ہدایت حسین مرحوم مع نواب جمشید علی خاں صاحب ... و ... الدین صاحب ممبر اسمبلی اور حاجی رشید احمد خاں صاحب سوداگر ... دہلی وغیرہ کے تشریف لائے اور دیوبند سے جناب مولانا حسین احمد صاحب مہتمم صاحب مفتی صاحب وغیرہ اور سہارنپور سے حضرت ناظم صاحب مولانا زکریا صاحب

وغیرہ حضرات تشریف لائے۔ تقریباً پانچ گھنٹے تک مفصل گفتگو ہوئی حافظ صاحب نے بعض اصلاحات کو تسلیم کر لیا بعض میں کچھ عذر ظاہر کیا بعض میں غور کا وعدہ کیا۔ پھر بعض دواعی کے سبب اا محرم کو دیوبند میں دوبارہ اجتماع ہوا اور اُس میں سہارنپور اور تھانہ بھون کے علاوہ مولانا کفایت اللہ صاحب کو بھی دعوت شرکت دی گئی تھی مولانا موصوف مع جناب مولوی حفظ الرحمٰن صاحب کے شریک جلسہ ہوئے۔ اس جلسہ میں اُس مسودہ کے متعلق چند جدید ترمیمات بالاتفاق طے ہوئیں اور الحاق تبصرہ کے طور پر کونسل میں روانہ کر دیا گیا اس الحاق پر بھی حسب سابق حضرت اقدس اور دوسرے تیس حضرات کے دستخط ہوئے تھے۔

پھر مکمل تبصرہ طبع ہو کر شائع ہوا حضرت والا نے اس امر اہم میں قیادت حقیقیہ کو انجام فرمانے کے ساتھ مصارف میں بھی ایک ثلث کی شرکت فرمائی بقیہ ایک ایک ثلث کا دیوبند اور سہارنپور سے انتظام ہوا تھا۔ اور گو اس سعی بلیغ کا ہنوز کامل نتیجہ ظاہر نہیں ہوا مگر بحمداللہ تعالیٰ اُس خلاف شریعت مسودہ کی کافی روک تھام ہو گئی اور اُس وقت سے خانقاہ میں روزمرہ دعا ہو رہی ہے کہ قانون وقف کا خلاف شریعت مسودہ رد ہو جاوے اور موافق شریعت مسودہ منظور ہو جائے خدائے عزوجل جلد مراد بر لادے آمین یا رب العالمین۔

فائدہ - اس واقعہ کے شروع میں جس وفد کا تذکرہ ہے اُس سے حضرت اقدس مدفیوضہم کی مکالمت کے بعض اجزاء کا خلاصہ مولوی جلیل احمد صاحب علیگڈھی نے لکھ لیا تھا وہ مکالمت نہایت ہی مفید اور محققانہ اصول سے لبریز ہے اس لئے درج کی جاتی ہے۔

غالباً سنہ ۱۳۴۷ھ میں نواب صاحب باغپت کی ہمراہی میں چند اعلیٰ طبقہ کے وکلاء اور رؤسا کا ایک باضابطہ نیم سرکاری وفد حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے صدر حافظ ہدایت حسین صاحب مرحوم کانپوری تھے۔ اُس وفد کا مقصد یہ تھا کہ اوقاف کے متعلق حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی سے شرعی تحقیقات کی جاوے یعنی یہ معلوم کیا جائے کہ مسلمانوں کے اوقاف کے انتظامی معاملات میں غیر مسلم حکومت کو دخیل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ جب اُن کی آمد کی تاریخ معلوم ہوئی تو حضرت والا نے ان حضرات کے استقبال کے لئے مولانا شبیر علی صاحب زاد مجدہم کو (جو قصبہ کے رئیس اعظم اور حضرت والا کے بھتیجے ہیں) اسٹیشن پر بھیجا اور اس وفد کے قیام کا انتظام بھی حضرت والا نے مولانا شبیر علی صاحب زاد مجدہم کے دولت خانہ پر تجویز فرمایا۔ اس وفد نے تھانہ بھون پہنچنے سے قبل ڈاک میں چند سوالات لکھ کر جو تعداد میں نو کے قریب تھے حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی کی خدمت میں بھیجے تھے کہ ہم ان سوالات کے جواب حضور سے لینا چاہتے ہیں مگر حضرت والا بوجہ کثرت مشاغل کے ان سوالات کو دیکھ بھی نہیں سکے۔ جب ارکان وفد تھانہ بھون پہونچ گئے تو حضرت والا خود اُن کی فرودگاہ پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لے گئے تاکہ اُن کو آنے کی

Marfat.com

تکلیف نہ ہو پھر ملاقات کے بعد ایک بڑے کاغذ پر ایک یادداشت جس میں چند نمبر بطور اصول موضوعہ کے تھے لکھکر جناب حافظ ہدایت حسین صاحب کانپوری بیرسٹر کو جو اس وفد کے صدر تھے دیدی اور درخواست کی کہ سب حضرات کو پڑھ کر سنا دیجئے کہ ان اصول پر گفتگو ہوگی وہ اصول موضوعہ حسب ذیل تھے۔

نقل یادداشت متعلق تجویز قانون نگرانی اوقاف جو بوقت مکالمہ وقف کمیٹی ۱۷ شوال ۱۳۴۸ھ لکھکر دیگئی

نمبر ۱ وقف کرنا ایک مالی عبادت ہے اور خالص عبادت ہے جیسے زکوٰۃ دینا مالی عبادت ہے اور خالص عبادت ہے رد المحتار شرح الدر المختار میں ہے وکذا علی العتق والوقف والاضحیۃ الخ (نمبر ۲) گو وقف کا نفع بعض اوقات عباد کو بھی پہونچتا ہے جبکہ ان عباد کے لئے کوئی استحقاق مقرر کردے مگر پھر بھی وقف خالص عبادت ہونیکا معاملہ نہ ہوگا جیسے زکوٰۃ خالص نفع عباد کے لئے ہی موضوع ہے دوسرے مصارف مساجد وغیرہ میں صرف نہیں ہوسکتی بخلاف وقف کے کہ وہ ان مصارف میں بھی شرط واقف کے موافق صرف ہوسکتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کا تعلق عباد کے ساتھ بہ نسبت وقف کے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے زکوٰۃ خالص عبادت ہے معاملہ نہیں پس وقف خالص عبادت ہونے میں زکوٰۃ سے بھی زیادہ ہے (نمبر ۳) جب وقف مثل زکوٰۃ کے بلکہ زکوٰۃ سے بھی زیادہ خالص عبادت ہے۔ اس میں کسی خرابی کا ہونا ایسا ہوگا جیسے زکوٰۃ میں کسی خرابی کا ہونا۔ اور اس خرابی کی اصلاح کے لئے گورنمنٹ کا دخل دینا ایسا ہوگا جیسا زکوٰۃ کی خرابی کی اصلاح کے لئے گورنمنٹ کا دخل دینا (نمبر ۴) اور زکوٰۃ میں ایسا دخل دینا یقیناً دخل فی المذہب ہے اسی طرح وقف میں دخل دینا دخل فی المذہب ہوگا خواہ خود دخل دیا جاوے خواہ کسی کی درخواست پر دخل دیا جاوے باقی یہ سوال کہ پھر وقف کی خرابیوں کا کیا انسداد ہو ایسا ہے جیسا یہ سوال کیا جاوے کہ اگر کوئی نماز یا روزہ یا حج یا زکوٰۃ میں کوتاہی کرے اس کا کیا انسداد ہے کیا اس کے جواب میں کوئی شخص یہ تجویز کرسکتا ہے کہ گورنمنٹ کو ان کوتاہیوں پر جرمانہ وغیرہ مقرر کرنے کا حق ہے ہرگز نہیں بلکہ اس کا انتظام مسلمان بطور خود کرسکتے ہیں خواہ اس کو فہمائش و تفہیم کریں خواہ اسکو تولیت سے معزول کریں جبکہ واقف نے ان کو اس قسم کے اختیار دئیے ہوں خواہ اس سے قطع تعلق کریں اگر ایسا نہ کریں تو ان کی کوتاہی ہوگی گورنمنٹ کو پھر بھی دخل دینے کا حق نہیں۔

نوٹ نگرانی وقف کے متعلق جو سوالات ارسال ہوئے ہیں وہ اس پر مبنی ہیں کہ وقف عبادت نہ ہو [illegible] عبادت ہونا محقق ہوگیا اب ان سوالات کی گنجائش نہ رہی اسلئے ان کے جوابات کی [illegible] معروضات متعلقہ تحقیق مسائل جو مکالمہ کے لئے اور اصول موضوعہ کے [illegible]

نمبر ۱۔ مسائل کا جواب عرض کرنے کے لئے میں حاضر ہوں مگر [illegible] کے متعلق [illegible] سے میں اس لئے معذور ہوں کہ مجھ کو اس سے مناسبت نہیں نمبر ۲ مسائل [illegible] وقت [illegible]

Marfat.com

اُن کے جواب سے معذور ہوں گا البتہ اگر اُن کی یادداشت لکھ کر مجھ کو دیدی جاوے تو کتابیں دیکھ کر اطمینان سے جواب دے سکتا ہوں۔ نمبر ۳۔ مسائل پر اگر کچھ شبہات ہوں تو اُن کا جواب دینا ہم لوگوں کے ذمہ نہیں کیونکہ ہم لوگ مسائل کے ناقل ہیں۔ بانی نہیں ہیں جیسے قوانین کے متعلق اگر کوئی شبہ یا خدشہ ہو اُس کا جواب مجلس قانون ساز کے ذمہ ہے۔ جج یا وکیل کے ذمہ نہیں۔

حافظ صاحب نے وہ اصول موضوعہ تمام ارکان وفد کو پڑھ کر سُنانا شروع کئے مگر چونکہ اس مضمون کے اندر علوم کے بعض اصطلاحی الفاظ تھے اسلئے صدر صاحب کو پڑھنے میں تکلف ہوتا تھا۔ حضرت والا کو صدر صاحب کی مشقت گوارا نہ ہوئی لہذا صدر صاحب سے حضرت والا نے فرمایا کہ یہ بطور اشارات میرے لکھے ہوئے چند نوٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ یادداشت مجھے دیدیں اور میں خود پڑھ کر سب صاحبوں کو سُنا دوں تو سہولت ہو اسلئے کہ میں ساتھ ساتھ اس کی شرح بھی کرتا جاؤں گا تاکہ سب صاحبوں کو اس کا مطلب سمجھنے میں آسانی ہو۔ چنانچہ حافظ صاحب نے نہایت خوشی سے وہ پرچہ حضرت والا کو پیش کر دیا۔ حضرت والا نے اسکو پڑھ کر سب کو سنایا اور سمجھا دیا۔

وفد کی طرف سے گفتگو کے لئے ایک مشہور بیرسٹر ایٹ لا تجویز ہوئے تھے جو جرح کے اندر اسقدر لائق شمار ہوتے ہیں کہ لوگ اُن کو جرح کا بادشاہ کہتے ہیں۔

حضرت والا بھی اُن کے متعلق ارشاد فرماتے تھے کہ وہ بہت ذہین آدمی ہیں۔ بڑے دُور دُور کے سوالات مجھ سے کرتے تھے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ میری طرف سے ذرا سی بات میں سب کا جواب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ آدھ گھنٹے کے اندر میری اور اُن کی تمام گفتگو ختم ہوگئی اور اُن کے تمام سوالات کا جواب شافی ہوگیا۔ ذیل کے مکالمہ میں اس وفد کا اور اُس سے گفتگو کا حال مجملاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ احقر ضابط اُس جلسہ میں حاضر نہ تھا دوسرے حضرات سے تحقیق کر کے بطور خلاصہ کے لکھ لیا۔ وہ لوگ دوسری جگہ بھی اس تحقیق کے لئے گئے تھے مگر اکثر نے اُنکو بین بین جواب دئے یعنی یہ کہا کہ بعض شرائط کے ساتھ وقف کے انتظام میں گورنمنٹ کا دخل جائز ہے مگر حضرت نے اُن لوگوں سے صاف کہدیا کہ چونکہ یہ مذہبی فعل ہے اسلئے اس کے اندر غیر مسلم کا دخل دینا خود مذہبی دست اندازی ہے اور مذہبی دست اندازی کی درخواست کرنا یا اور کسی طرح سے اس مداخلت کی کوشش کرنا صاف جرم ہوگا۔ جیسے کہ نماز جو ایک خالص مذہبی فعل ہے اُس کے اندر کسی طرح جائز نہیں کہ غیر مسلم کو دخیل بنایا جاوے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہ ہوگا کہ کسی غیر مسلم سے دست اندازی کی درخواست کی جاوے یا کوئی ایسی کوشش کی جاوے کہ وہ غیر مسلم وقف کے انتظامی معاملات میں دخیل ہو۔ اس کے جواب میں بیرسٹر صاحب نے کہا کہ معاف فرمائیے نماز میں اور وقف میں فرق ہے اسلئے کہ نماز کا تعلق مال سے نہیں ہے اور وقف کا تعلق مال سے ہے اور اس وقت چونکہ متولیوں کی حالت خراب ہو رہی ہے اس لئے اوقاف کے اندر وہ بڑی گڑبڑ کرتے ہیں اُسکی آمدنی مصارف خیر میں

Marfat.com

صرف نہیں کرتے خود کھا جاتے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ کے نزدیک نماز کی نظیر ٹھیک نہیں تو زکوٰۃ ہی کو لے لیجئے کہ یہ ایک خالص مذہبی فعل بھی ہے اور اس کا تعلق مال سے بھی ہے اور بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے مگر چونکہ مذہبی فعل بھی ہے اس لئے اس میں غیر مسلم کی مداخلت جس قسم کی بھی ہو ناجائز ہے۔ بیرسٹر صاحب نے کہا کہ اچھا صاحب نکاح اور طلاق بھی آپ کے نزدیک خالص مذہبی فعل ہے یا نہیں حضرت والا نے فرمایا جی ہاں اس پر انھوں نے کہا کہ بہت اچھا اگر ایک عورت کو شوہر نے طلاق دی مگر اب وہ عورت اس مرد سے جدا ہونا چاہتی ہے اور مرد اس کو نہیں جانے دیتا بلکہ روکتا ہے اور طلاق سے انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں کیا اس عورت کو جائز نہیں کہ عدالت میں اس کے متعلق استغاثہ دائر کرے اور شہادت سے طلاق کو ثابت کر کے حکومت سے اپنی آزادی ہیں مدد حاصل کرے تو دیکھئے نکاح و طلاق مذہبی فعل ہیں مگر اُن میں غیر مسلم کا دخل جائز ہوا۔ حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی نے فرمایا کہ آپ نے غور نہیں کیا یہاں دو چیزیں جُدا جُدا ہیں ایک تو وقوع طلاق اور ایک اثر طلاق یعنی وہ حق جو اس عورت کو مرد کے طلاق دے دینے سے حاصل ہو گیا ہے اور مرد اُس حق کو چھیننا چاہتا ہے جس میں عورت کا ضرر ہے تو یہاں وہ عورت غیر مسلم حکومت کا دخل قصداً خود طلاق میں نہیں چاہتی بلکہ طلاق سے جو اس کو حق آزادی حاصل ہوا ہے جس کے استعمال نہ کر سکنے سے اُس کو ضرر پہونچتا ہے اُس ضرر کو دفع کرنے کے لئے وہ عورت عدالت [illegible] بیرسٹر صاحب نے کہا کہ معاف فرمائیے اسی طرح ہم یہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جیسے یہاں عورت کا ضرر ہے ایسے اوقاف کے اندر گڑبڑ ہونے میں مساکین کا ضرر ہے سو جیسے وہاں اس ضرر سے بچنے کی خاطر غیر مسلم کے دخل کو جائز رکھا گیا ہے اسی طرح یہاں اوقاف میں ضرر سے بچنے کی خاطر غیر مسلم کا دخل جائز ہونا چاہئے۔ حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی نے فرمایا کہ آپ نے غور نہیں کیا وہاں تو خود مرد کے ظلم [illegible] عورت [illegible] اور یہاں اوقاف میں متولی کی خیانت سے مساکین کا ضرر نہیں بلکہ صرف عدم النفع ہے [illegible] اور عدم النفع اور چیز ہے اس کو ایک مثال سے سمجھئے مثلاً آپ کی جیب [illegible] روپیہ کا نوٹ [illegible] تو یہ ضرر ہوا اور اگر میں آپ کو ایک نوٹ دینا چاہتا ہوں [illegible] اس [illegible] آپ کا ضرر نہیں ہوا بلکہ صرف عدم النفع ہوا [illegible] سب لوگوں نے [illegible] کیا اور بیرسٹر صاحب خاموش ہو گئے اور [illegible] انھوں نے پیش نہیں کیا۔

بعد کو ارشاد فرمایا کہ میں نے اس موقع سے قبل اپنے [illegible] جواب ہوگا [illegible] یہاں کسی کے [illegible] جواب نہ آیا تھا [illegible] تو اسی وقت اس کا جواب میرے قلب میں جانب الله القا ہو گیا [illegible]

بہت خوش گئے اور کہتے تھے کہ صاحب بعض لوگوں نے ہم کو بہت ہی خشک جواب دیے جس سے ہماری بہت دلشکنی ہوئی تاکہ یہاں حاضر ہو کر جو ہم کو نفع ہوا اور جو علوم ہم کو اس مجلس میں حاصل ہوئے وہ کہیں حاصل نہیں ہوئے اور وہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہم استفادہ کی غرض سے گاہ گاہ یہاں حاضر ہوا کریں گے جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو حضرت والا اُن کو رخصت فرمانے کی غرض سے اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جب آپ یہاں اسٹیشن پر آ کر اُترے تھے اُس وقت میں اس لئے نہیں آیا کہ اُس وقت میرا آنا آپ کی جاہ کی وجہ سے ہوتا اور اب جو میں آیا ہوں تو یہ آنا جاہ یعنی محبت کی وجہ سے ہوا ہے۔ انتہیٰ

استغنا اور رقیق القلبی

فرمانا حضرت والا اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ اُن مجذوب صاحب کی توجہ کا جن کی دعا سے میں پیدا ہوا تھا یہ اثر ہے کہ مجھے ایسا تعلق کسی سے نہیں کہ دل اٹکا ہوا ہو۔ یوں اپنے متعلقین و احباب سے بیحد محبت ہے لیکن یہ نہیں کہ کسی کی مفارقت سے پریشانی ہو اور دھیان لگا رہے بس جُدا ہوتے وقت تھوڑا سا افسوس ہوتا ہے پھر کچھ نہیں البتہ کسی کی تکلیف مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اُس وقت تو میرا دل بس پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں کبھی کبھی مزاحاً یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے بچپن میں قصائن کا دودھ پیا ہے کیونکہ میری انّا قصائن تھیں شاید اس کا بھی کچھ دخل ہو لیکن الحمدللہ میرے قلب میں حرارت ہے قساوت نہیں اور مزاج میں حدت ہے شدت نہیں۔ اھ

اہتمام دین اور اہتمام حقوق

ایک طالب علم نے حضرت والا سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ان کے والد مرحوم نے دو نکاح کئے تھے لیکن مہر کسی زوجہ کا بھی ادا نہ کیا تھا کیونکہ ادائے مہر کا نہ تو رواج تھا نہ دستور تھا کہ مستورات سے مہر وصول کرنے کو عیب سمجھتی تھیں تو یہ پوچھا تھا کہ مرحوم کے ترکہ میں سے ادائیگی مہر واجب ہے یا نہیں۔ اس سے حضرت والا کا فوراً ذہن منتقل ہوا کہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی تو یکے بعد دیگرے چار نکاح کئے تھے اور کسی کا مہر ادا کرنا معلوم نہیں نہ معافی معلوم نہ ترکہ میں سے ادا کرنے کا کسی کو خیال آیا حضرت والا ان طالب علم کے بہت ممنون ہوئے کہ ان کی بدولت ایک ایسے اہم مسئلے کی طرف ذہن منتقل ہوا جس کا اب تک مطلق کسی کو بھی خیال تک نہ آیا تھا اور ادائیگی حقوق کی کوشش میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ دوسرے علماء سے استفتا کیا کیونکہ اپنے معاملہ میں خود اپنے فتوے پر عمل کرنا خلاف احتیاط سمجھا۔ گو بنا بر رسم غالب برائے مہر علماء نے اس کا فتویٰ دیدیا کہ ترکہ سے ادائیگی واجب نہیں لیکن چونکہ رسم کا واقع ہونا متیقن نہ تھا حضرت والا نے احتیاطاً اسی کو اختیار کیا کہ خود والد مرحوم کا ترکہ جو میرے حصہ میں آیا ہے اس کے تناسب سے والد صاحب کی چاروں ازواج

Marfat.com

ورثا کو مہر کا روپیہ حصہ رسد ادا کروں گا چنانچہ نہایت اہتمام سے ورثاء کی تحقیق کی جو دُور دراز مقامات بلکہ دیگر ممالک میں پھیلے ہوئے تھے۔ تقریباً دو سال اسی تحقیق میں گذر گئے۔ جوابی خطوط بھیج بھیج کر احباب و اعزہ سے تفتیش حالات کر کرکے جملہ مستحقین کے نام اور پتے دریافت کئے اور بعض مقامات پر ایک اہل علم کو بھی تحقیق ورثاء کے لئے بھیجا اور پھر از روئے فرائض اُن کی حصہ کشی کرائی۔ چونکہ فرائض کا بہت طویل مسئلہ تھا اور حضرت والا اپنے کسی خادم سے بھی اس قسم کا کوئی کام بلا اجرت نہیں لیتے لہٰذا حصہ کشی میں غالباً چودہ پندرہ روپیہ اور مدت طویل صرف ہوئی۔ پھر تقسیم میں بھی بہت طوالت کرنی پڑی کیونکہ بعض کے حصہ میں ایک ایک آنہ بلکہ ایک ایک پیسہ تک آیا تھا اور بعض اُن میں بہت متمول تھے جن کو ایک آنہ کی رقم دیتے ہوئے بھی سخت حجاب ہوتا تھا لیکن چونکہ ادا کرنا واجب تھا اُن کو یہ لکھ کر بھیجا کہ آپ ادائے حقوق میں اگر میری اعانت کریں گے میں ممنون ہوں گا۔ چنانچہ اُنھوں نے نہایت خوشی سے قبول کیا اور گو بعضوں نے بڑی بڑی رقوم لیکر پھر حضرت والا ہی کی خدمت میں پیش کر دیا لیکن حضرت والا اپنی طرف سے اس پر آمادہ تھے کہ چاہے جتنی بڑی رقم میرے ذمہ نکلے (کیونکہ مہر ایک کا پانچ پانچ ہزار تھا جس میں سے حضرت والا کے ذمہ ایک ہزار یا کچھ زائد نکلا تھا) انشاء اللہ تعالیٰ ادا کروں گا چاہے عمر بھر ادائیگی ہی میں صرف ہو جائے۔ حضرت والا نے بعد ادائیگی فرمایا کہ گو نہایت دشوار امر تھا لیکن حق تعالیٰ نے ایسی دستگیری فرمائی کہ بلا کسی خاص پریشانی کے سبکدوشی نصیب ہو گئی۔

احقر عرض کرتا ہے کہ یہی ایک واقعہ حضرت والا کی شان تدین ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ قانوناً ایسے امور کی جانب کون توجہ کرتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس قدر مشقت و تعب برداشت کرنا پڑے۔

حفظ حدود

واقعہ۔ ایک صاحب علم نے نجدیوں کے خلاف دو رسالے لکھ کر طبع کرائے تھے جس میں بہت سخت سخت الفاظ استعمال کئے تھے یہاں تک کہ خبیث تک لکھا تھا۔ دیگر رسائل کے ساتھ وہ رسالے بھی حضرت والا کے ملاحظہ کے لئے بھیجے تھے۔ حضرت والا نے صاف تحریر فرما دیا کہ رسائل وصول ہوئے۔ امید قوی ہے کہ [illegible] دو رسالوں کے نفع سے غالباً میں محروم رہوں گا جو اہل نجد کے متعلق ہیں [illegible] میرا مسلک اُن کے طرز عمل کے باب میں سکوت ہے اور [illegible] اُن کے باب میں بھی سکوت ہی ہے۔ البتہ اُن کے جو مسائل [illegible] علماء [illegible] نجد کو سخت اختلاف ہے جیسے عدم [illegible] ایک ہونا اگر ان کے رد کے وقت بھی [illegible] الفاظ استعمال نہیں [illegible]

Marfat.com

اسکا ذکر فرما کر فرمایا کہ ہماری مشکل ہے ہم نقل کرسی کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ حدود رو کتے ہیں۔ مخالفین کو بھی نہیں کہہ سکتے مجھ سے نجدیوں کے بارے میں ایک صاحب نے پوچھا تو میں نے جو حقیقت تھی وہ ظاہر کردی کہا کہ وہ لوگ نجدی ہیں وحدی نہیں ہیں حالانکہ وحدی ہونے کی بھی سخت ضرورت ہے۔ ایک بار فرمایا کہ اور کسی کو تو کیا کہا جائے بعض اہل حق بھی آج کل بدعات کے رد میں حدود کی پوری رعایت نہیں رکھتے جس بدعت کا جو درجہ ہے مثلاً اعتقادی یا عملی اور مثلاً اجتہادی وغیر اجتہادی وغیرہ اُس کو اسی درجہ پر رکھ کر منع کرنا چاہئے حدود سے کیوں تجاوز کیا جائے۔

احتیاط

واقعہ۔ حضرت والا کا معمول ہے کہ اگر کوئی عورت خط لکھے تو اگر شادی شدہ ہو تو شوہر کے دستخط کرا کے بھیجے ورنہ کسی اور محرم کے۔ شوہر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے محرم کے دستخط کافی نہیں سمجھتے تاکہ بصورت اختلاف عقائد میاں بیوی میں بعد کو لڑائی نہ ہونے لگے کہ کیوں اُن کو خط لکھا۔ فرمایا کرتے ہیں کہ میں میاں بیوی میں خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کو اپنے ساتھ خط و کتابت رکھنے سے زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ اھ حضرت والا کے اس معمول میں بہت مفاسد کا انسداد ہے اور مستورات کو نامحرموں سے احتیاط برتنے کی عملی تعلیم ہے۔ بیعت کے لئے مستورات کے سفر کو بھی بہت ناپسند فرماتے ہیں خط کے ذریعے سے بیعت فرما لیتے ہیں اور گفتگو کے وقت محرم کو پاس بٹھا لیتے ہیں۔

واقعہ۔ حضرت والا کو بوجہ ہجوم مشاغل و ضعف قویٰ مدت سے اسکی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ کوئی شخص جزوی کاموں کے کرنے کے لئے بطور معین کے تجویز کر لیا جائے۔ جو علاوہ متفرق کاموں میں معین ہونے کے نئے آنے والوں سے جو حضرت والا کو ضروری سوالات کرنے میں بوجہ بدتمیزیوں اور بے اصول باتوں کے اکثر سخت تکلیف پہنچتی رہتی ہے اس سے بھی حضرت والا کو سبکدوش کرنے میں واسطہ بن کر معین ہو سکے۔ اس کی ضرورت کا اندازہ حضرت والا کے مشاغل کثیرہ اور آنے والوں کی بے تکی باتوں کو دیکھنے والا بآسانی کر سکتا ہے مگر حضرت والا محض اس وجہ سے اس کو گوارا نہیں فرماتے کہ پھر اُس کا دماغ خراب ہوگا اور وہ اپنے آپ کو مقرب سمجھنے لگے گا اور اُس سے لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچنے لگیں گی۔ فرمائشیں کیا کرے گا اس طرح لوگ اُس کو مقرب سمجھ کر حاجات اور معروضات کا واسطہ بنائیں گے اور خوشامدیں اُس کی خدمت کریں گے اور یہ ام المفاسد ہے۔ فرمایا کرتے ہیں کہ مجھے ساری تکلیفیں گوارا ہیں لیکن یہ ہرگز گوارا نہیں۔ خود اس کا بھی دینی نقصان اور دوسروں کو بھی تکلیف۔ یہ بھی فرمایا کہ [illegible] گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے جو عامی تھے مگر خادم خاص سمجھے جاتے تھے وہ خود [illegible] فرمائشیں کیا کرتے تھے اور وہ بھی قیمتی قیمتی چیزوں کی اور گنگوہ ہی میں نہیں بلکہ یہاں تھانہ بھون آ کر بھی اور چونکہ [illegible] کی بھی محبوب ہوتا ہے اسلئے میں اُن فرمائشوں کو پورا بھی کرتا تھا۔ ویسے تجدد [illegible]

ذاکر شاغل نیک آدمی تھے مگر یہ مرض تھا اور یہ مرض پیدا ہوا تھا قرب کی وجہ سے - ایسے ہی ایک مقرب حاجی عابد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تھے - ایک شخص نے ملاقات کرنی چاہی تو اُس سے کہا کہ ایک روپیہ دو تو ملاقات کرا دوں اُس شخص نے خود یہاں آکر مجھ سے بیان کیا کہ تمھارے یہاں اچھا قاعدہ ہے کہ کسی کی روک ٹوک نہیں ہر ایک شخص سے براہ راست معاملہ ہے - بس انھیں تجربوں کی بنا پر میں نے اپنے یہاں کسی کو مقرب یا دخیل نہیں بنا رکھا ہے - اس میں بڑی سلامتی اور مصلحتیں ہیں - اھ

حضرت والا نے اپنے ملازموں تک کو سخت ممانعت کر رکھی ہے کہ کوئی ہدیہ [illegible] تو درکنار - اور ہدیہ دینے والوں کو بھی ممانعت ہے اگر کوئی زیادہ اصرار کرتا ہے تو فرماتے ہیں کہ [illegible] ذریعہ سے دیجئے میں کسی حاجت کے بہانہ ان کو بطور خود پہونچا دوں گا مگر ان پر آپ کا نام ظاہر نہ کرونگا ورنہ یہ لوگ دینے والوں کی یا جہاں ملنے کی توقع ہوگی اُن کی تو خدمت کریں گے اور نہ دینے والوں کی [illegible] کرینگے اور ان کی نیت بھی خراب رہا کرے گی - ہر شخص سے متوقع رہیں گے کہ کچھ ملے - غرض [illegible] مفاسد ہیں - ف بعد کو باصرار اعزہ و خدام ایک نواب مقرر فرما لیا گیا ہے جس کی تفصیل باب معمولات [illegible] لیکن اُن کی سخت نگرانی رکھتے ہیں کہ وہ کوئی بے عنوانی نہ کرنے پائے اور چونکہ حضرت والا ایسے امور میں [illegible] ہیں اس لئے کسی کو بے عنوانی کی ہمت بھی نہیں پڑ سکتی -

۵ رمضان المبارک ۵۳ھ

نقل خط استاذ الجلیل صاحب الفضیلۃ مولانا اشرف علی ادام [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ خان فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ استاد حضور نظام دکن کی سوانح حیات (مطلع الانوار) [illegible] محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ بغرض اظہار رائے مرسل خدمت ہے - توقع ہے کہ جناب [illegible] (طلبا قدیم مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن) کو ارسال فرمائینگے جو موجب تشکر و امتنان ہوگا - خاکسار [illegible]

نوٹ - اس سوانح میں مشائخ متاخرین کے بعض معمولات کی ترویج پر حضرت مرحوم کی [illegible]

(جواب) از ناکارہ آوارہ اشرف علی عفی عنہ بخدمت جامع الفضائل [illegible]

میرے پاس زیادہ وقت نہیں اسلئے بمصداق

مرا از زلف تو موئے بسند است	ہوس را [illegible]

جستہ جستہ مطلع الانوار [illegible] حضرت والا [illegible] کی حیثیت سے مجھ پر ادب لازم ہے [illegible] اجازت [illegible] پیش نظر رکھ کر یہ التماس کرتا ہوں [illegible] رسالہ قابل [illegible]

گر احتمال وسائل اختلافیہ کے حصہ کا اس اتخاذ اُسوہ سے استثنا ارائے کے درجہ میں بعض کے لئے اور عمل کے درجہ
میں سب کے لئے اقرب الی الاحتیاط ہے اور عجب نہیں کہ اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی اس معروضہ پر مطلع ہوتے
تو اگر مجھ کو ماجور بھی نہ خیال فرماتے تب بھی مازور بھی نہ سمجھتے بلکہ معذور قرار دیتے باقی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے
اور حضرت کی تمام جماعت کے لئے دل سے اور خلوص سے دعا کرتا ہوں اللھم کن لھم واجعلھم لک
اور اپنے لئے بھی اسی دعا کا طالب ہوں -

باب بست و پنجم

"متفرقات"

ملقب بہ

"شذرات السوانح"

(اور ان شذرات کی متعدد اقساط ہوں گی)

(قسط اول شذرات السوانح)

تمہید

یہ باب اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب سوانح ہذا کے جو متفرق حالات و واقعات و ارشادات
تحریری و تقریری مطبوعہ و غیر مطبوعہ شامل سوانح کئے جانے کے لائق ابواب ما سبق کے لکھ جا چکنے کے بعد
یاد آئیں یا نظر سے گذریں یا جن کے متعلق بوجہ ذو وجہیں ہونے کے بہ آسانی یہ نہ طے کیا جا سکے کہ وہ کس باب
میں رکھے جانے کے قابل ہیں اُن کو اس باب متفرقات میں بلا التزام تعیین عنوان و باب لکھ دیا جائے اور
چونکہ ایسے حالات و واقعات و ارشادات پرانے و نئے ہر قسم کے بعد تکمیل سوانح ہذا بھی انشاء اللہ تعالے ہمیشہ

Marfat.com

دستیاب ہوتے رہیں گے اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ اس باب کو احقر ہمیشہ عمر بھر جاری رکھے گا عـــہ بایں صورت کہ ایسے متفرق مضامین کو برابر جمع کرتا رہے گا اور وقتاً فوقتاً شذرات السوانح کے نام سے انشاء اللہ تعالیٰ بالاقساط ہدیۂ شائقین کرتا رہے گا چنانچہ اسی وجہ سے اس باب کی پیشانی پر لقب کے تحت میں یہ عنوان قائم کیا گیا ہے **قسط اوّل شذرات السوانح** اور جب آئندہ ان شذرات کا ایک معتد بہ ذخیرہ جمع ہو جائے گا تو اس ذخیرہ کو قسط دوم شذرات السوانح کے عنوان سے شائع کر دیا جائے گا عـــہ اسی طرح یہ سلسلہ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ والا کو مدت مدید تک بعافیت تمام سلامت باکرامت رکھے اور اس سلسلہ کو ہمیشہ جاری رکھے آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

گو ان شذرات کو مختلف اقساط میں شائع کیا جائے گا لیکن ان کے ترتیبی نمبر جدا جدا نہ ہوں گے بلکہ مسلسل ہوں گے۔ اب شذرات شروع کئے جاتے ہیں واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

شذرہ نمبر (۱)

ایک طالب کی درخواست بیعت پر تحریر فرمایا کہ بیعت میں جلدی مناسب نہیں پہلے کام شروع کر دیا جائے قصد السبیل سے کام شروع کر دیجئے اور حالات سے اطلاع دیتے رہئے تاکہ سلسلہ تعلیم کا جاری رہے پھر جب باہم مناسبت ہو جاوے گی اس وقت بیعت کی درخواست کا مضائقہ نہیں۔ اھ

عـــہ ان مضامین میں سے بعض خاص شان کے مضامین کے متعلق جو کہ تنبیہات وصیت کے تتمات وضمائم بطور متفرق یادداشتوں کے تقریباً سالانہ شائع ہوتے رہتے تھے خود حضرت صاحب سوانح کا عزم اجرا تجویز ہوا ایک ایسی ہی یادداشت یعنی تنبیہات وصیت کے تتمہ سابعہ کے ضمیمہ حادیہ عشر ملقب بہ سابعۃ التابعۃ میں آئندہ کے لئے ایسے تتمات وضمائم کا سلسلہ بند کر دینے کی رائے ظاہر [illegible] بایں عبارت مذکور ہے "لیکن اگر اتفاقات سے بعد میں کوئی ضروری اور جدید مضمون اس باب کا ذہن میں آگیا [illegible] یہ سلسلہ اشرف السوانح کا [illegible] ہو گیا ہے جس میں تتمات وضمائم موجودہ کا خلاصہ بھی لے لیا گیا ہے [illegible] میں پیش آنے والے وقتاً فوقتاً [illegible] کو جب تک [illegible] ہوگا ایسے مضامین اس میں داخل ہوتے جاویں گے [illegible]

عـــہ اس قسط اول کے [illegible] رسالہ [illegible] لفظ مناسب ہوا [illegible] ان کے ساتھ ان شذرات [illegible] مستقل شائعت [illegible]

شذرہ نمبر (۲)

احقر کے چند بہت پرانے خطوط اتفاق سے مل گئے جن کے بعض مفید عام مضامین ملخصاً مع حضرت والا کے جوابات کے نقل کئے جاتے ہیں۔

(**مضمون**) بعض اوقات تو اپنے خیالات و وساوس کو بالکل کفریہ (خدا کرے کہ نہ ہوں) سمجھ کر سخت مایوسی اور یاس کے عالم میں ہو جاتا ہوں۔

(**جواب**) کفر کیا وہ تو معصیت بھی نہیں ذرا اندیشہ نہ کریں وسوسہ پر ذرا مواخذہ نہیں بلکہ اس میں ایک گونہ مجاہدہ ہے جس سے قرب بڑھتا ہے۔ اور شیطان اس راز سے ناواقف ہے ورنہ کبھی وسوسہ نہ ڈالے۔

(**مضمون**) فلاں فلاں وظائف و اذکار بلا حضرت والا کی اجازت کے بڑھائے تھے لہذا سب قطعاً ترک کر دیئے بلکہ خود ہی ترک ہو گئے اب حضور جیسا ارشاد فرماویں گے اپنا معمول رکھوں گا۔

(**جواب**) سب اوراد و اشغال کی اجازت ہے ہمت اور توقع دوام کو دیکھ لیجئے۔

(**مضمون**) حضور جس قدر ذکر اور جو جو اوراد و وظائف اور جو جو اشغال و مراقبات احقر کے مناسب حال ہوں تجویز فرماویں اور تحریری اجازت عطا فرماویں تاکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ ان پر کاربند رہوں اور بلا اجازت ہرگز حتی الامکان کسی قسم کی کمی بیشی نہ کروں۔

(**جواب**) قصد السبیل سے اپنی حالت کا اندازہ کر کے شروع کیجئے وہی تحریری اجازت ہے۔

(**مضمون**) قلب پر لفظ اللّٰہ آب نقرہ سے لکھا ہوا جو تصور کیا جائے تو کس طرح اور کیونکر یعنی قلب کو کس جگہ کس شکل کا اور کتنا بڑا تصور کیا جائے اور کتنے بڑے اور کتنے روشن حروف میں لفظ اللّٰہ لکھا ہوا تصور کیا جائے۔

(**جواب**) اس میں تفصیلی تصور کی حاجت نہیں اجمالی و سرسری کافی ہے جس طرح بلا تکلف خیال بندھ جائے اھ

(**مضمون**) بوسیلہ آنحضور نماز میں بفضلہ بعض دفعہ کسی قدر حضور قلب نصیب ہونے لگا ہے اللہ تعالیٰ شانہ کا حاضر ناظر ہونا خیال میں کچھ کچھ جمنے لگا ہے اب نہ معلوم یہ احقر کا خیال ہی خیال ہے یا واقعی کوئی محمود کیفیت ہے۔

(**جواب**) مبارک ہو محمود اور بہت محمود ہے۔

(**مضمون**) آج کل جو حضور مع اللہ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کی بابت یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ کہیں ضعف دماغ سے تو مسبب نہیں ہے کیونکہ جس دن نیند پوری نہیں ہوتی اور دماغ میں یبس غالب ہوتا ہے اس دن میری قوت تصور خاص طور سے زیادہ ہو جاتی ہے الخ

(**جواب**) ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے یبس کے غلبہ سے زیادت ہونے سے اصل کیفیت کا اس سے مسبب ہونا لازم نہیں آتا اگر اصل کیفیت پہلے سے نہ ہوتی تو یبس سے زیادت کہاں سے آجاتی جس طرح اصل محبت

Marfat.com

قلب میں ہو اور تجدد نعمت سے وہ بڑھ جاوے تو اس سے یہ تھوڑا ہی لازم آیا کہ اصل محبت اس نعمت ہی سے ہے یا اس سے اُس محبت کے ضعف کا شبہ کیا جاوے قرآن مجید میں ہے کہ اہل ایمان کے ایمان میں نزول آیات بلکہ وقوع حوادث کیوقت ایمان بڑھ جاتا تھا قال اللہ تعالےٰ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا الآیۃ

(مضمون) چوری جو ہوگئی ہے اُس کا افسوس سوچنے سے بھی نہیں ہوتا کہیں یہ حق تعالےٰ کی نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری تو نہیں ہے۔

(جواب) چوری کا حال حکیم صاحب سے سُن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال پر سرور ہوا ناشکری کا احتمال عجیب ہے۔ ناشکری جو مذموم ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناشی ہے منعم کی بے تعلقی سے اور جو چیز منعم کی غایت تعلق سے ناشی ہو وہ محمود ہے اگرچہ اُسکا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو وہ حقیقۃً ناشکری نہ ہوگی گو صورۃً ہو۔

شذرہ نمبر (۳)

احقر کے والد صاحب مرحوم و مغفور کو اعلٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز سے بیعت عثمانی کا شرف بذریعہ کرامت نامہ مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ حاصل ہوا جو تبرکاً لفظاً لفظاً ذیل میں نقل کیا جاتا ہے اور اس نقل سے جو مقصود ہے وہ آگے آتا ہے۔

۷۸۶

از فقیر محمد امداد اللہ عفی اللہ عنہ۔ محبی مولوی محمد عزیز اللہ صاحب کو بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ آپ کا خط آیا سلسلۂ بیعت عثمانی میں آپ کو داخل کیا اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمائے ورد وظائف مناسب آپ کی طبیعت کے عزیزم مولوی محمد اشرف علی صاحب تعلیم کر دیں گے فقیر دعا کرتا ہے اللہ سمیع مجیب ہے والسلام فقط

العبد الضعیف فقیر محمد امداد اللہ عفی اللہ عنہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

مہر

بتعمیل ارشاد پیر و مرشد حضرت والا نے والد صاحب مرحوم کو حسب ذیل تعلیمات ایک پرچہ پر لکھ دی تھیں ... تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ ہو گیا اس پرچہ کو بلفظہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین اندازہ فرمائیں کہ ... شروع ہی سے کیسے منتظم اور محقق ہیں اور کیسا مختصر مگر جامع و مانع اور مکمل دستور العمل تجویز فرمایا ...

ذکر

خلوت میں با وضو رو بقبلہ بیٹھا کر اور ... ذات اللہ کو ... اور زیادہ ...

شغل

بشرائط مذکورہ وضو واستقبال قبلہ اپنے قلب پر آب نقرہ سے لفظ اللہ لکھا ہوا تصور کیا جاوے اور اسمیں مستغرق ہوجاویں۔

مراقبہ

بشرائط مذکورہ اول زبان سے تین چار بار آیت اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی کا تکرار کرکے اس کے مضمون میں مستغرق ہوجاویں اور اللہ جل جلالہ کو اپنے ظاہر و باطن پر مطلع و خبیر و بصیر یقین کریں۔

علاج خطرات

اُن کے دفع کا قصد نہ کریں بلکہ اپنے کام میں زیادہ متوجہ ہونے سے سب دفع ہوجاویں گے۔ انتہیٰ

نوٹ - از مؤلف السوانح جب احقر نے والد صاحب مرحوم ومغفور کے انتقال کے بعد یہ پرچہ معمولات حضرت والا کی خدمت میں بھیجا تو حضرت والا نے بایں ارشاد اس کو واپس فرمادیا کہ اب آپ ان تعلیمات کو اپنا معمول بنالیں۔ پرچہ مذکورہ سے بھی قبل کا حضرت والا کا ایک ملفوظ بصورت شجرہ ملقب بہ شجرۃ المراد ہے جو تقریباً ۱۳۱۲ھ میں ارشاد فرمایا گیا تھا اس سے بھی حضرت والا کی شان تحقیق ظاہر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابتداہی سے حضرت والا کو عطا فرمارکھی ہے اسکو بھی تربیت السالک سے لفظاً لفظاً نقل کیا جاتا ہے

ملفوظ ملقب بہ شجرۃ المراد ۱۲ (ضبط کردہ مولوی اسحٰق علی صاحب کانپوری در ۱۳۱۲ھ تقریباً) نافع اور جامع سمجھ کر نقل کیا گیا۔

روزے حضرت اقدس مولائی واستاذی مولوی اشرف علی صاحب بعض احباب خاص را بر دولتکدہ خود مدعو کردند وخلاصہ راہ سلوک یعنی تصوف بیان فرمودند خاکسار ہم حاضر بود در اثنائے بیان تقریر جناب ممدوح را برائے اختصار بصورت ذیل نگاشت۔

نوٹ - اس صورت میں صاحب ملفوظ نے اور تصرف کرکے زیادہ سہل کردیا۔

امور مبحوث عنہا فی التصوف

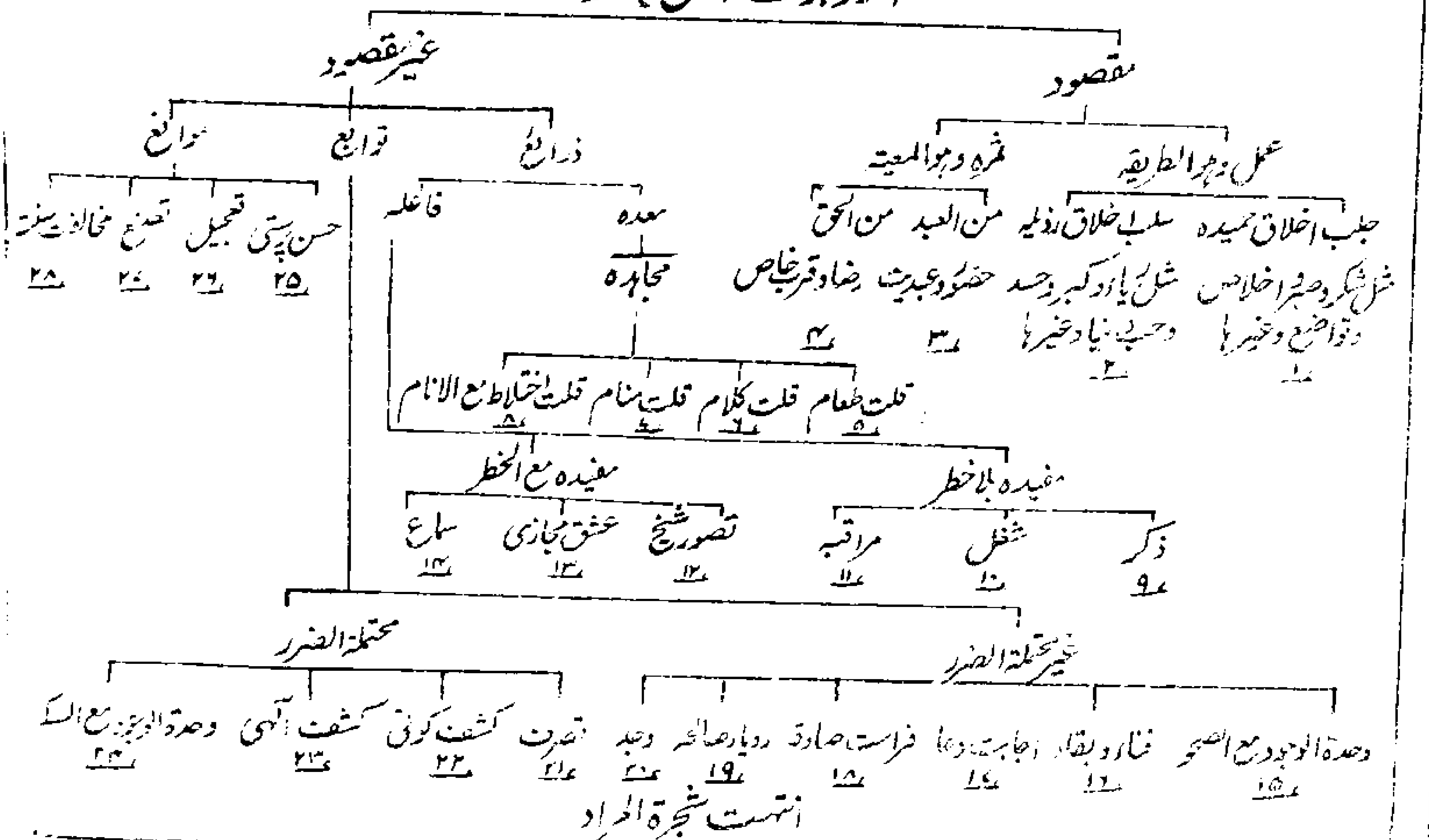

انتہت شجرۃ المراد

Marfat.com

احقر نے اس شجرہ کا نیز حضرت والا کی بعض دیگر تحقیقات قدیمہ کا حوالہ دیکر عرض کیا کہ حضرت والا کی اس زمانہ اور اُس زمانہ کی تحقیقات تو ایسی ملتی جلتی ہیں کہ گویا کچھ فرق ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو شروع ہی سے کامل محقق بنایا ہے اس پر فرمایا کہ گو بظاہر اوروں کو فرق نہ معلوم ہو لیکن مجھ کو تو معلوم ہے کہ بہت فرق ہوگیا ہے جیسے ورزش کرنے کے بعد پہلوان کے بدن میں جو کس بل پیدا ہو جاتا ہے اُس کو وہ خود ہی محسوس کرسکتا ہے دیکھنے والوں کو کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ بظاہر بدن ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے حجم نہیں بڑھتا لیکن ورزش کے بعد رگ پٹھوں کے اندر قوت اور بدن کی ساخت میں موزونیت پیدا ہو جاتی ہے جو بعض اوقات دوسروں کو محسوس نہیں ہوتی۔ اھ

سبحان اللہ کیا بلیغ تشبیہ دی ہے۔ حضرت والا مثالوں کے بھی بادشاہ ہیں مثالوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے دقیق معانی کو ایسا واضح فرما دیتے ہیں کہ گویا مشاہدہ کرا دیتے ہیں چونکہ مثال مضامین کی تفہیم کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہے اس لئے علم کے اس شعبہ کو علوم نبوت میں سے مانا گیا ہے جو بعض ورثۃ الانبیا کو بھی خاص طور سے عطا فرمایا جاتا ہے چنانچہ حضرت مولانا رومی رح اور امام غزالی رح بھی ایسے ہی حضرات میں سے ہیں جن کو یہ علم خاص طور سے عطا فرمایا گیا ہے اور جو مثالوں کے بادشاہ مانے گئے ہیں۔

شذرہ نمبر (۴)

ایک طالب نے مبہم اور شاعرانہ خط لکھا۔ حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا کہ گول الفاظ کافی نہیں صاف لکھو کیا مقصود ہے۔ یہاں شاعری اور تکلف کا کام نہیں۔

شذرہ نمبر (۵)

ایک طالب نے بذریعہ عریضہ فارسی بغرض حفاظت بندوق رکھنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت والا نے استفسار فرمایا کہ در اجازت گرفتن از من چہ مصلحت است۔ اھ انھوں نے لکھا کہ قبل ازیں در فیض کبیر زیر علاج حضرت بودم بندوق آلہ کبر ہم معلوم میشود اھ اس پر یہ جواب تحریر فرمایا کہ آلہ سلاح ہم فی نفسہ مذموم نیست چنانچہ آلہ زنا نزد ہر کس ہست و نفس واجب ذمت است۔ اھ

زبانی فرمایا کہ یہ جواب تھوڑا سا فحش تو ہے لیکن اس سے بہتر جواب نہیں ہو سکتا [illegible] نے بڑی بڑی فحش حکایات سے بڑے بڑے مفید نتائج اخذ کئے ہیں۔ چونکہ [illegible] ہیں اور طبیعت میں بے تکلفی اور سادگی ہوتی ہے اسلئے انھیں ایسی باتوں کے لانے میں تامل نہیں ہوتا۔ اھ

شذرہ نمبر (۶)

ایک صاحب سلسلہ بابرکت بزرگ حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

کی اطلاع صاحب ممدوح کے صاحبزادہ نے حضرت والا کو دی تو حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ "میں اخبار میں دیکھکر صدمہ زدہ ہو چکا تھا کہ اس وقت پھر اُس صدمہ کی تجدید ہوئی۔ دل سے آپ حضرات کے لئے دعائے صبر و شکیب اور حضرت کے لئے دعائے رفع درجات و بقاء برکات کرتا ہوں۔ اھ

اُسی خط میں صاحبزادہ نے حضرت والا کو یہ مضمون بھی لکھا تھا کہ چند سال کا عرصہ ہوا آنجناب سلسلہ خط و کتابت اس سکین پر ناراض ہو گئے تھے معافی کا خواستگار ہوں۔ از خوردان خطا و از بزرگان عطا۔ اھ اس کا بھی حضرت والا نے بہت نرم جواب لکھا اور حاضرین سے زبانی فرمایا کہ اس وقت وہ صدمہ زدہ اور دل شکستہ ہیں اُن کو ضابطہ کا جواب نہیں دینا چاہیے چنانچہ تحریر فرمایا کہ نیازمندوں کی ناراضی ہی کیا اُسکو ناز کی فرد سمجھ کر بیفکر رہیے۔ اھ

ف) سبحان اللہ حضرت والا میں کس درجہ حفظ مراتب شفقت حفظ حدود اور موقع شناسی ہے۔

ایک نئے طالب نے دست بدست درخواست بیعت لکھ کر بھیجی تو صاف تحریر فرما دیا کہ تمام خط تحقیقات سے پُر ہے میں محققین کو بیعت کرنے کے قابل نہیں۔ اھ

اسی طرح ایک نئے ذی علم طالب نے جو ایک انگریزی اسکول میں مولوی ہیں حضرت والا کو ابتدائی عریضہ لکھا جس کا خلاصہ مع حضرت والا کے اصل جوابات کے نقل کیا جاتا ہے۔ وہو ہذا

(**مضمون**) مجھے ایک مدت سے اس امر کی فکر دامنگیر ہے کہ کسی بزرگ کا دامن ہاتھ آجاتا۔

(**جواب**) تو آپ کو انتخاب میں غلطی ہوئی میں محض ایک طالب علم شخص ہوں بزرگ نہیں۔

(**مضمون**) جناب کے بعض مطبوعہ وعظ اور تصانیف پڑھیں جس سے اس شوق میں زیادتی ہو گئی۔

(**جواب**) مبنی نہایت ضعیف ہے تصنیف کا صحیح ہونا مصنف کے صالح ہونے کی بھی دلیل نہیں نہ کہ مصلح ہونے کی۔

(**مضمون**) امید ہے کہ حضور میری مدد فرمائیں گے۔

(**جواب**) اس مدد کے مفہوم کی تعیین کی ضرورت ہے تاکہ میں اپنی قدرت دیکھ سکوں۔

(**مضمون**) میں شیروانی قمیص۔ ڈھیلی مہری کا پاجامہ بوٹ جوتا اور ترکی ٹوپی پہنتا ہوں ڈاڑھی بنی اعمال دو ڈھائی انگل ہے بڑھانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

(**جواب**) میں اس صدق سے خوش ہوا میں بھی اس کی جزا میں صدق ہی سے کام لیتا ہوں وہ یہ کہ آپ کا ظاہر خراب میرا باطن خراب ایسی حالت میں مناسبت مفقود اور خدمت مزعومہ کے لئے مناسبت شرط۔

(**مضمون**) اگر حضور کی توجہ ہو جاتی تو میرے اعمال درست ہو جاتے۔

(**جواب**) وہی تعیین کا سوال عرض ہے۔

(**مضمون**) میں اس قابل نہیں کہ حضور کا خادم بننے کا شرف حاصل کر سکوں۔

(جواب) میں تو مخدوم بنانے کو تیار ہوں مگر مناسبت جو کہ شرط طریق ہے میرے اختیار سے خارج ہے۔

(مضمون) حضور میرے لئے مناسب تدابیر تجویز فرمائیں۔

(جواب) کس مقصود کی تدابیر۔

(مضمون) اعمال حسنہ کی توفیق کی دعا فرمائیں۔

(جواب) البتہ دعا کے لئے ہر حال میں حاضر ہوں کیونکہ دعا کے لئے داعی کی مقبولیت کی شرط نہیں۔ اھ

نوٹ از مؤلف۔ سبحان اللہ کس حسن تدبیر سے راہ پر لگانے کی ابتدا فرمائی ہے اور کس لطیف پیرایہ میں اصلاح وضع کی طرف توجہ دلائی ہے اور کس مفید عنوان سے حقیقت مقصود سمجھانے کی جانب توجہ فرمائی ہے۔

شذرہ نمبر (۷)

ایک طالب نے بذریعہ عریضہ دریافت کیا کہ اگر ذکر کے درمیان میں کوئی کام پیش آجائے تو آیا پہلے اُس سے فارغ ہو کر یکسو ہو جائے یا ذکر میں مشغول رہے جواب ارقام فرمایا کہ اگر گاہ گاہ ایسا ہوتا ہو تو اُس کام سے اول فراغت کر لینا چاہئے اگر بکثرت ایسا ہونے لگے تو ذکر ہی میں لگا رہنا چاہئے۔ اھ

ف سبحان اللہ کیا با اصول اور معقول طریق عمل ہے۔

اسی طرح ایک طالب نے اپنی پریشانی لکھی کہ جب کوئی شخص محض ملنے کے لئے آجائے تو طبیعت میں سخت اُلجھن پیدا ہوتی ہے پس اگر کوئی امیر ہوا تو بتکلف طبیعت پر جبر کر کے اُس کے ساتھ بیٹھا [illegible] اور اگر امیر نہ ہوا تو ضبط نہیں ہوتا اور جب یہ خیال ہوتا ہے کہ امراء و غرباء سب کے ساتھ برتاؤ ایک سا ہونا چاہئے یہ اچھا نہیں کہ غرباء کو تو ہٹا دیا جائے اور امراء کو بٹھا دیا جائے تو نفس یہ جواب دیتا ہے کہ امیروں کا آنا تو شاذ و نادر ہوتا ہے برخلاف غرباء کے کہ جب وہ اپنی طرف زیادہ توجہ دیکھیں گے تو پھر ان سے [illegible]۔ اھ

اس کا یہ جواب تحریر فرمایا کہ یہ فرق تو صحیح نہیں اس لئے کہ اگر کوئی غریب بھی اتفاقیہ شاذ و نادر آتا ہو تو اس فرق کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو بھی بٹھا دیا جاوے [illegible] بلکہ فرق صحیح یہ ہے کہ دلجوئی تو امر مشترک ہے مگر کیفیت دونوں میں جس کی بناء ہے [illegible] کے تفاوت سے یعنی امراء کی مجموعی حالت طبیعت و عادت کی ایسی [illegible] نہ کی جاوے وہ خوش نہیں ہوتے اور غرباء تھوڑی توجہ سے راضی ہو جاتے [illegible] طریق میں ایسا تفاوت مذموم نہیں البتہ غرباء کو یا تو اتنا [illegible] ہی پرست [illegible] وقت [illegible]

ف سبحان اللہ کیا [illegible] اور کیا رعایت جذبات اور [illegible]

ایک اور طالب کو تحریر فرمایا کہ ترک عمل و کسل و تعطل کو عبدیت نہ سمجھ لیا جاوے عبدیت کے لئے حرکت فی العمل لازم ہے وھذا مزلۃ اقدام کثیر من اھل الطریق حتی وقعوا فی ورطۃ الجبر والالحاد زعما منھم بانھم اطوع العباد۔

شذرہ نمبر (۸)

فرمایا کہ اگر اعتقاد ہو بتلانے والے پر اور فہم ہو تو اللہ کا راستہ اس قدر صاف اور آسان ہے کہ دس منٹ کے اندر سمجھ میں آسکتا ہے۔ دیر اور مشقت جو کچھ ہے وہ عمل میں ہے اور وہ بھی رسوخ میں۔ اور جو مشقت عین عمل کے وقت ہوتی ہے مثلاً نیند کا غلبہ ہے اور نماز پڑھنی ہے تو اس وقت تو مشقت ہوتی ہے لیکن اگر اس کو برداشت کر لیا تو نماز پڑھ کر فوراً ایسی راحت میسر ہوتی ہے کہ سبحان اللہ ساری مشقت کا بدل ہو جاتا ہے۔ اھ

شذرہ نمبر (۹)

مکرمی و محترمی جناب مولانا مولوی ظفر احمد صاحب مدفیضہم خواہر زادہ حضرت والا نے جو حضرت اقدس مولانا مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ العزیز سے بیعت اور حضرت والا کی جانب سے مجاز بیعت ہیں، حضرت والا کے متعلق بعض بزرگوں کی تصدیقات جو صاحب ممدوح نے براہ راست سنی ہیں احقر کی استدعا پر تحریر فرما کر احقر کو حوالہ فرمادی ہیں۔ وہ تحریر بلفظہ نقل کی جاتی ہے وھو ھذا

(۱) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم نے (جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کے خادم خاص اور مجاز تھے ۱۲) ایک بار میرے اس سوال پر کہ اس وقت مجدد مائۃ حاضرہ کون ہیں فرمایا کہ میرا خیال تمہارے ماموں صاحب (یعنی حضرت والا ۱۲) کی طرف ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے شرط ہے کہ اس کا فیض صدی کے زیادہ حصہ کو محیط ہو دوسرے تجدید کے لئے عوام و خواص سب کا اس سے بکثرت مستفید ہونا بھی شرط ہے چنانچہ مولانا کا فیض عوام و خواص سب کو محیط ہے اور امید ہے کہ وہ اس صدی کے زیادہ حصہ کو اپنے فیض سے پُر کر دیں گے (او کما قال رحمہ اللہ تعالیٰ و تغمدہ برحمتہ و رضوانہ)

ف احقر مؤلف سوانح عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا محمد روشن خاں صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے بھی خود احقر کے سامنے اپنے مرض وفات میں حضرت والا سے نہایت جوش کے ساتھ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صدی کا مجدد کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے فیض سے عالم کو منور فرمائے اور رسوم و بدعات کا قلع قمع کرے۔ اھ اس جگہ ایک اہل علم کا قول سنا ہوا یاد آیا کہ الف اول کے مجددین تو مختلف ممالک میں ہوتے رہے ہیں لیکن الف ثانی سے ہندوستان ہی میں ہو رہے ہیں۔ یہ انھوں نے ایک مدنی عالم کے اس قول پر فرمایا تھا کہ یہاں (یعنی مدینہ طیبہ میں ۱۲) سارے ممالک کے مسلمان آتے ہیں

Marfat.com

لیکن جتنی دینداری ہندوستانی علماء اور عوام میں دیکھی جاتی ہے اور کہیں کے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی اھ اس کی وجہ اُن اہل علم نے وہ بتائی جو ابھی مذکور ہوئی سو واقعی الف ثانی کے پہلے مجدد تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسرے حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اب چوتھے ہمارے حضرت دالاحسب تصدیق بزرگان ہیں فالحمد للہ۔

(۲) جب بندہ پہلی بار نعمت حج وزیارت سے مشرف ہوا تو حضرت مولانا محب الدین صاحب ولائتی رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اعلیحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کے مجاز اور مشہور صاحب کشف مہاجر مکی بزرگ تھے ۱۲) ایک بار حرم شریف میں بیٹھے ہوئے از خود سلسلۂ امدادیہ کے تمام بزرگوں کے مقامات، وحالات بیان فرمانا شروع کئے۔ حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کی نسبت فرمایا کہ مولانا اس وقت مقام علم میں ہیں اور اس مقام پر عارف کو علوم وہبیہ کا بڑا حصہ ملتا ہے اس لئے مجھے مولانا کی تفسیر بیان القرآن کے مطالعہ کا بہت اشتیاق ہے۔

(۳) حضرت سیدی مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ جب کسی تحریر میں حضرت کے نام کے ساتھ حکیم الامۃ لکھا ہوا نہ پاتے تو بہت ناراض ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلوب رجال میں ان کے لئے ایک لقب ڈال دیا ہے تو اس کو چھوڑنا نہ چاہیے کہ اس میں حضرت حق کے ساتھ سوادب ہے (اوکما قال قدس سرہ)

(۴) حضرت اقدس سیدی مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مولانا تھانوی کی نسبت وعظ کے وقت زیادہ پھیلتی ہے اس لئے اُمت کو مولانا کے وعظ سے جس قدر نفع ہوتا ہے کسی اور کے وعظ سے نہیں ہوتا نیز فرماتے تھے کہ مولانا کے ہوتے ہوئے کسی کا وعظ کہنا منہ چڑانا ہے۔ فقط ختم ہوئی تحریر جناب مولانا ظفر احمد صاحب کی۔

شذرہ نمبر (۱)

ایک طالب نے اپنے بعض نفسانی ملکات کو ظاہر کر کے حضرت والا سے اُن کی اصلاح چاہی اور ان کے ہونے پر سخت غم واندوہ کا اظہار کیا کہ یہ چیزیں کیوں ہیں۔ حضرت والا نے فوراً تسلی فرمائی اور اس تسلی بخش عنوان سے کہ ایسے ملکات سے کون خالی ہے یہ تو فطری ہیں۔ ان کے زائل کرنے کی فکر بیکار ہے کیونکہ یہ جبلی ہیں اور جبلت بدلا نہیں کرتی نہ انسان جبلی امور کے بدلنے کا مکلف ہے کیونکہ غیر اختیاری ہے۔ البتہ اُن کے مقتضا پر عمل کرنا جبلی نہیں نہ غیر اختیاری ہے [illegible] کام لیا جائے اور ان ملکات کے مقتضا پر عمل نہ ہونے دیا جائے۔ باقی نفس [illegible] جیسے فاسد ہوں وہ اس وقت تک مطلق قابل افسوس نہیں جب تک اُن پر عمل نہ ہو بلکہ ایک معنی کر قابل مسرت ہیں کیونکہ اُن کی وجہ سے عمل میں مشقت ہوتی ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اسی کو

Marfat.com

مولانا رومی رح فرماتے ہیں ؎

شہوتِ دنیا مثالِ گلخن است	کہ ازو حمامِ تقویٰ روشن است

پھر فرمایا کہ ایسا شخص دوسروں کی خوب تربیت کرسکتا ہے اور نفس کی باریک سے باریک چوریاں بھی پکڑ سکتا ہے کیونکہ اُس کو نفس کے اتار چڑھاؤ کا ذاتی تجربہ ہوتا ہے اھ

اس تقریر سے بالخصوص اس عنوان سے کہ یہ تو مجھ میں بھی ہیں اُس طالب کی بیحد تسلی ہوئی اور سُنتے ہی ڈھارس بندھ گئی اور وہ جو ایک طبعی غم و اندوہ اپنے اندر ایسے ملکات ہونے کا تھا وہ جاتا رہا اور دل کو سمجھا لیا کہ جب بڑے بڑے بھی ایسے ملکات سے خالی نہیں تو پھر ہم تو کس شمار میں ہیں۔

ملکاتِ رذیلہ کے متعلق حضرت والا اعلیٰحضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کا یہ ارشاد بھی نقل فرمایا کرتے ہیں کہ انسان کے اندر جتنی جبلّی صفات ہیں وہ سب محمود ہیں البتہ اُن کا بے موقع استعمال کرنا مذموم ہے اھ اس ارشاد کو نقل فرما کر حضرت والا اس کی شرح میں یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ شیوخ کاملین ملکاتِ رذیلہ کا ازالہ نہیں کرتے نہ اُن کا ازالہ ہوسکتا ہے بلکہ امالہ کردیتے ہیں جیسے اگر انجن اُلٹا چل رہا ہو تو اُس کے اندر جو بھاپ ہے اُس کو تو باقی رکھنا چاہیے کیونکہ بھاپ تو فی نفسہ بڑے کام کی چیز ہے ہاں انجن کی کل کو موڑ دینا چاہیے تاکہ بجائے اُلٹا چلنے کے وہ سیدھا چلنے لگے اور بہت جلد منزلِ مقصود تک پہونچ جاوے۔ اھ- ملکات فاسدہ کے عیب یا گناہ نہ ہونے پر حسنِ اتفاق سے (جیسا کہ دورانِ تحریرِ سوانح میں اکثر منجانب اللہ ببرکت حضرت صاحب سوانح ایسی ہی تائیدات ہوتی رہی ہیں) ابھی اسی وقت ایک طالب کے خط میں حضرت والا کا یہ جواب نظر سے گذرا کہ غصہ غیر اختیاری ہے وہ عیب یا گناہ نہیں البتہ اُس کا بے موقع صرف کرنا بُرا ہے سو اُس کی تدبیر یہ ہے کہ غصہ کے وقت کوئی کارروائی نہ کی جاوے جب غصہ ہلکا ہوجاوے سوچ کر مناسب اور معتدل کارروائی کی جاوے۔ اھ

سبحان اللہ کیا تحقیق ہے اور کیا تدبیر ہے اور کیا اعتدال ہے کہ غصہ کے بالکل فرد ہوجانے کا انتظار نہیں کرایا گیا۔ صرف ہلکے ہوجانے کی قید لگائی گئی۔ ورنہ بوجہ حرجِ اوقات و کلفتِ انتظار اس تدبیر پر عمل ہی دشوار ہوجاتا۔ پھر جس بات پر غصہ آیا تھا اُس کے متعلق مناسب اور معتدل کارروائی کی بھی اجازت دیدی لیکن اُس کے ساتھ سوچنے کی بھی ضروری قید لگادی کیونکہ بغیر سوچے مناسب اور معتدل کارروائی ذہن میں آ ہی نہیں سکتی بالخصوص جبکہ ابھی غصہ کا بھی کچھ اثر باقی ہے۔ نیز محض گناہ نہ ہونا ہی ظاہر نہیں فرمایا بلکہ عیب نہ ہونا بھی ظاہر فرمادیا تاکہ عقلی اطمینان کے ساتھ طبعی اطمینان بھی حاصل ہوجاوے اور کسی قسم کا افسوس ہی نہ رہے اور لفظ غیر اختیاری بڑھا کر بھی دلیل ثابت فرمادیا کہ یہ محض طفل تسلی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ غرض ایک چھوٹی سی اور بالکل سادہ عبارت میں ہر موقع پر چھوٹے چھوٹے سے الفاظ بڑھا کر جواب کو کتنا مدلل اور مکمل فرمادیا ہے جس میں شریعت حقیقت طبعیہ

Marfat.com

مصلحت بھی کی رعایت موجود ہے اور حیرت یہ ہے کہ ایسا جامع مانع تو جواب اور قلم برداشتہ تحریر فرمایا گیا ہے اور یہی ایک کیا بھی خطوط کے جوابات قلم برداشتہ ہی تحریر فرمائے جاتے ہیں جن میں ایسی ہی ایسی لطیف قیود اور رعایتیں ہوتی ہیں اور بڑے بڑے غامض حقائق سیدھے سادے اور مختصر الفاظ میں ادا فرما دئے جاتے ہیں بمصداق حضرت عارف شیرازی رح ؎

بیا و حالِ اہلِ درد بشنو　　بلفظِ اندک و معنیٔ بسیار

اور منقول بالا جواب وہ ہے جو کہیں نقل بھی نہیں کرایا گیا اور ایسے ایسے صدہا جوابات ہیں جن میں بڑے بڑے حقائق طریق تحریر فرمائے گئے ہیں لیکن اُن کی نقل کہیں محفوظ نہیں رکھی گئیں چنانچہ احقر کو بارہا اس کے مشاہدہ کا اتفاق ہوا اور بڑی حسرت ہوئی کہ ایسے ایسے انمول جواہرات یوں ہی مخفی پڑے ہوئے ہیں جن کا ایک نمونہ آئندہ شذرہ نمبر ۱۳ میں انموذج المکتوبات کے نام سے انشاء اللہ تعالیٰ ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا سچ تو یہ ہے کہ حضرت والا کی تحریر و تقریر کیا بلحاظ حقائق و معانی اور کیا بلحاظ الفاظ و زبان دانی اور کیا بلحاظ اثر و روانی اس زمانہ میں لاثانی ہے اور جس شخص کو حضرت والا کے مقابلہ میں محض بازاری زبان اور سطحی لفاظی اور شاعرانہ خیال آفرینی اور افسانہ نویسی و ناول نگاری کی بنا پر زعم انشاپردازی ہے وہ بالکل اس کا مصداق ہے۔

ع چراغ مُردہ کجا نور آفتاب کجا۔ اور ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں [illegible] کا منشا محض حسد و عناد یا کبر و تعلّی یا جہل و نادانی اور گویا آفتاب عالم تاب پر خاک افشانی ہے لیکن ہوا [illegible]

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب　　لاکھ اس پر خاک [illegible]

میں تو واللہ حضرت والا کے الفاظ و معانی اور قادر الکلامی کو دیکھ دیکھ کر [illegible]
حضرت والا کی ہر تحریر و تقریر حشو و زوائد سے بالکل خالی اور بس مغز ہی مغز ہوتی ہے [illegible] یہی ہوتا ہے کہ جہاں حضرت والا کے کچھ ہی الفاظ مل گئے بس مضمون [illegible] پھر لاکھ زور مارا وہ بات ہی پیدا نہ ہوئی بقول ذوق مرحوم ؎

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب　　ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت والا کے معانی تو الہامی ہوتے ہی ہیں الفاظ بھی [illegible] ہیں بس برجستہ ایک شعر یاد آتا ہے ؎

یہ معانی یہ حقائق یہ روانی یہ اثر　　شاعری تیری [illegible] یا الہام ہے

چنانچہ حضرت والا کے چھوٹے بھائی صاحب [illegible] جو بہت قابل انگریزی داں [illegible] فہیم تھے حضرت والا کے خطوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ [illegible]

ادائے مطلب کیلئے ایسے الفاظ کہاں سے ملجاتے ہیں اھ لیکن حضرت والا کا طرز تحریر و تقریر عالمانہ ہوتا ہے۔ عامیانہ اردو نویسی سے حضرت والا کی شان عالی بہت ارفع و اعلیٰ ہے جس کے متعلق خود حضرت والا نے ایک مدعی اردو نویسی کے جواب میں یہ فرمایا تھا اور بالکل بجا فرمایا تھا کہ ع آنچہ فخر تست آں ننگ من است۔ ایک ایسے محقق اور جید عالم اور ایسے کامل اور عالیمقام عارف سے عامیانہ اردو نویسی کی توقع ایسی ہے جیسے کسی شہباز عرش سے یہ فرمائش کی جائے کہ وہ چیل کوؤں کی طرح بالائے زمین اُڑے۔

حضرت والا تو عربی اور فارسی کے مقابلہ میں اردو کو ایک بالکل بازاری زبان سمجھتے ہیں یہانتک کہ حضرت والا نے احقر سے بھی اس کی تاکید فرما رکھی تھی کہ ساری کتاب میں اردو کا کوئی ایک شعر بھی نہ لکھا جائے اور نہ عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ لکھا جائے ورنہ علمی شان نہ رہے گی۔ چنانچہ عرصہ تک تو شروع میں ایسا ہی کیا گیا لیکن بعد کو احقر اپنے اور اپنے جیسوں کے عامیانہ مذاق کی رعایت سے اس پر سختی کے ساتھ کاربند نہ رہ سکا اور پھر حضرت والا نے بھی مجھ کو اس مذاق میں معذور قرار دیدیا اس سے حضرت والا کے اعلیٰ علمی مذاق کا اندازہ فرمالیا جائے۔ یہ سب مضمون اُن طالب کے خط کے جواب کے متعلق استطراداً بلا خاص قصد کے معرض بیان میں آگیا جنھوں نے حضرت والا سے غصہ کا علاج پوچھا تھا۔

طالب مذکور کے خط کا تو حضرت والا نے وہ جواب ارقام فرمایا جو اوپر نقل کیا گیا۔ اور ایک دوسرے صاحب کو جن کا تعلق بیعت ایک اور شیخ سے ہے مرض غصہ ہی کا (جس کی وجہ سے وہ بہت تنگ تھے اور علاج میں ناکام رہتے تھے اس کے آثار منکرہ کو بہت بسط سے لکھ کر اس کا علاج چاہا تھا) یہ علاج تحریر فرمایا۔ یہ حالت یا واقعہ دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ غصہ کے وقت اس کے تبعات یاد نہ رہیں۔ دوسرا یہ کہ یاد تو رہیں مگر قوت ہمت ضعیف ہو۔ اگر اول سبب ہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایک پرچہ غصہ مفرط کی وعیدوں کا لکھ کر کلائی پر باندھ لیا جاوے اس پر نظر پڑتے ہی یاد آجائے گا اور اگر دوسرا سبب ہے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ فوراً وہاں سے خود علیحدہ ہو جاویں یا مغضوب علیہ کو جدا کردیں جب ہیجان بالکل فرو ہو جاوے اُس وقت اطمینان سے سوچا جاوے بلکہ کسی عاقل سے مشورہ لیا جاوے کہ اس جرم کی کیا سزا مناسب ہے بعد تامل یا مشورہ جو طے ہو اُس کو بلا کر اس سزا کو جاری کردیا جاوے مگر ہر حال میں اتنی ہمت کی ضرورت ضرورت ہے کہ تدبیر کو اختیار کیا جاوے اگر کسی میں اتنی بھی ہمت نہ ہو تو پھر بجز خرق عادت کے کوئی علاج نہیں اور وہ کسی کے قبضہ میں نہیں۔

جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ دیکھئے جیسا مریض ویسا علاج۔ یہاں چونکہ مرض شدید تھا اس لئے یہ قید لگائیں کہ جب ہیجان بالکل فرو ہو جاوے اُس وقت سوچکر بلکہ کسی عاقل سے مشورہ لیکر مغضوب علیہ پر مناسب سزا جاری کی جاوے۔

Marfat.com

ایک اور طالب کو غصہ کا نہایت سہل علاج بطور کلیہ کے تحریر فرمایا جس کو تربیت السالک سے بغرض نفع عام نقل کیا جاتا ہے۔ تحریر فرمایا کہ غصہ کے اقتضاء پر عمل کرنے کا ہر درجہ مذموم نہیں مگر چونکہ اکثر درجہ مباحہ سے تجاوز ہو جاتا ہے اس لئے بطور علاج کے بعض درجات مباحہ سے بھی روکا جاتا ہے اس بناء پر ان سب صورتوں میں مشترک علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت کلام بالکل نہ کیا جاوے۔ جب ہیجان بالکل ضعیف ہو جاوے اس وقت ضروری خطاب کا مضائقہ نہیں اور اگر اس خطاب کے دوران میں پھر ہیجان عود کر آوے پھر ایسا ہی کیا جاوے۔ اھ

انھیں طالب کا پھر دوسرا خط آیا جس میں انھوں نے لکھا کہ ارشاد فرمودہ علاج سے الحمدللہ غصہ کا بعض کا استیصال ہو گیا اب اس کے مقتضاء پر عمل نہیں ہوتا نیز غصہ آنا بھی بہت کم ہو گیا ہے اس پر حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ مبارک ہو مگر احتیاطاً اس علاج کا استحضار اب بھی رکھا جاوے بعض اوقات ذہول سے عود کر آتا ہے۔ اھ

شذرہ نمبر (۱۱)

ایک نئے دیہاتی طالب نے درخواست بیعت شاعرانہ اور بہت ہی پر تکلف عنوان سے کارڈ میں لکھ کر بھیجی جس میں اس قسم کی عبارت تھی (مثلاً) بندہ مدت سے رہنما کی تلاش میں بےچین ہے کہ ایسے عمیق غار میں گرا ہوا ہے کوئی ایسا نہیں جو اس غار سے نکالے اور اس دین کا پرتو بناوے جو ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے فاران کی چوٹیوں سے بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکا تھا الخ اور (مثلاً) سوائے آپ کے اور کوئی نظر نہیں آتا جو آسمان [illegible] کی سیر کرا دے بندہ دیہاتی ہے آداب سے واقف نہیں غلطیاں معاف فرمائیں الخ

حضرت والا نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا کہ تم ہو تو دیہاتی مگر باتیں ایسی رنگین لکھی ہیں کہ [illegible] کو بھی نہ سوجھیں اور میرا ذہن اتنا بلند نہیں کہ تمہارے انتہائے نظر تک پہونچ سکے تو ایسی حالت میں اپنے [illegible] ڈھونڈو جو تم سے آگے پہونچا ہوا ہو۔ اھ

شذرہ نمبر (۱۲)

حضرت والا نے اپنے شائقین علم کے لئے جن کو اتنی فرصت نہ ہو کہ [illegible] درس نظامیہ میں رائج ہے پڑھ سکیں ایک مختصر نصاب بھی بہت غور و فکر کے بعد تجویز فرمایا [illegible] ختم کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خود حضرت والا نے بعض طالبوں پر تجربہ فرمایا ہے لیکن شرط یہ ہے [illegible] نہ ہو اور کسی اور زبان انگریزی وغیرہ میں کافی مناسبت بھی ہو۔ اس نصاب میں [illegible] ہیں جن سے کافی اور ضروری استعداد پیدا ہو سکتی ہے اس نصاب کے [illegible] جن کا مجموعہ "تعلیمات عشرہ" سے موسوم ہے اور مطبع [illegible] میں چھپا ہے اور [illegible] نصاب کا مکمل اور مفصل نقشہ بھی ملحق ہے۔ غرض کوئی ضروری امر دینی ایسا نہیں [illegible]

Marfat.com

اُس کی طرف حضرت والا نے خاص توجہ نہ فرمائی ہو۔ فجزاھم اللہ خیرا لجزاء ومتعنا بھم بطول البقاء۔

شذرہ نمبر (۱۳)

"مشتمل بر انموذج الملفوظات وانموذج المکتوبات"

یہ دو نمونے ہیں حضرت والا کے ملفوظات ومکتوبات کے

پہلے نمونہ میں دو جزو ہیں ایک "ارمغان عید" مرقومہ جناب مولوی حافظ جلیل احمد صاحب رئیس علیگڈھ حال مقیم تھانہ بھون۔ دوسرا جزو مرقومہ احقر مؤلف سوانح جو دو حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ کا نام "دنیا کی پستی اور دین کی مستی" ہے دوسرے حصہ کا "سرمایہ ہستی"۔

دوسرا نمونہ مجموعہ ہے چند مکاتبات کا اس کا لقب "عبادۃ الرحمٰن" ہے۔

چونکہ حضرت والا کے نہایت اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے ملفوظات ومکتوبات نہایت کثیر تعداد میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں اور برابر باقاعدہ شائع ہوتے رہتے ہیں جو شائقین کو بسہولت دستیاب ہو سکتے ہیں اس لئے اُن کے نمونوں کی نہ چنداں ضرورت تھی نہ انتخاب کی فرصت تھی لیکن چونکہ اتفاق سے مذکورۂ بالا مجموعے احقر کو ایسے مل گئے جو ابھی تک نہ تو کہیں طبع ہوئے نہ کسی رسالہ کے ابتک جزو بنائے گئے اس لئے خیال ہوا کہ اگر ان کو اشرف السوانح میں شامل کر دیا جائے تو طبع ہو کر محفوظ بھی ہو جائیں گے اور کسی درجہ میں حضرت والا کے ملفوظات ومکتوبات کے نمونے بھی ناظرین کرام کو دست بدست میسر آجائیں گے اور یہ معلوم ہو ہی چکا ہے کہ عین وقت پر کیفما اتفق ان کو لے لیا گیا ہے کوئی خاص اہتمام یا انتخاب نہیں کیا گیا۔

بر بنا مصالح مذکورہ ان مجموعوں کو ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے اور ہر ایک کی حقیقت اُسکے شروع میں عرض کر دی جائیگی۔

انموذج الملفوظات

"جزو اوّل ارمغان عید"

تمہیدی نوٹ۔ اسی ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ میں عید الضحیٰ کے دن بعد نماز عید حسب معمول حضرت والا اپنی مجلس شریف میں تشریف فرما ہو کر شائقین کی کثیر تعداد کو اپنے ملفوظات مفیدہ سے بہرہ اندوز فرمانے لگے جن میں سے بعض قلمبند بھی کر لئے گئے۔ یہ انھیں ملفوظات کا مجموعہ ہے جس کا عید کے دن کی مناسبت سے "ارمغان عید" نام بھی رکھ دیا گیا تھا۔ فقط

(۱) ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اہل باطل بھی تصرفات لوگوں پر کرتے ہیں اور بعض اہل حق بھی اپنے مریدوں پر تصرف کرتے ہیں تو کیا اہل حق اور اہل باطل کے تصرفات میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں فرق ہوتا ہے

Marfat.com

اور اُس فرق کی جو وجہ ہے وہ عجیب ہے جو ابھی سمجھ میں آئی ہے میں اول وہ فرق بتاتا ہوں اُس کے بعد اسکی وجہ بیان کروں گا وہ فرق یہ ہے کہ اہل حق کے تصرفات اتنے قوی نہیں ہوتے جتنے اہل باطل کے تصرفات قوی ہوتے ہیں۔ اور اہل حق کے تصرفات کے اتنے قوی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تصرفات کے اثر کی قوت کا دارومدار قوت خیالیہ پر ہے اور خیال میں قوت ہوتی ہے یکسوئی سے اور اہل حق کو اُس خیال میں جو غیر ذات حق کے متعلق ہو زیادہ یکسوئی نہیں ہوتی کیونکہ اہل حق کے دل میں جو صرف ایک ہی ذات بسی ہوئی ہوتی ہے لہٰذا وہ اگر دوسری طرف توجہ کرتے بھی ہیں تب بھی وہ چیز جو اُن کے دل میں بسی ہوئی ہوتی ہے اُن کے دل سے نہیں نکلتی بلکہ بار بار اُن کے دل میں وہی خیال حق تعالیٰ کا آتا رہتا ہے لہٰذا غیر حق کی طرف جو اُن کی توجہ ہوتی ہے اُس توجہ میں اُن کو پوری یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ غیر کی طرف اتنی توجہ کو کہ جس میں حق تعالیٰ کا خیال بالکل ہی نہ آئے یا مضمحل ہو جائے وہ حضرات خلاف غیرت بھی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عارف را ہمت نہ باشد ہمت اصطلاح عارفین میں تصرف کو کہتے ہیں اور خلاف غیرت سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ مذاق ہوتا ہے ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی	شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

تو چونکہ اہل حق کی وہ توجہ جو غیر حق کی طرف ہوتی ہے ضعیف درجہ کی ہوتی ہے اس وجہ سے اہل حق کو اُس خیال میں جو غیر حق کے متعلق ہوتا ہے پوری یکسوئی نہیں ہوتی لہٰذا اُس خیال میں قوت بھی نہیں ہوتی اور قوت خیالیہ ہی پر دارومدار تھا تصرف کے اثر کی قوت کا لہٰذا اہل حق کے تصرفات میں اتنی قوت بھی نہیں ہوتی جتنی اہل باطل کے تصرفات میں ہوتی ہے۔ اھ

پھر اس کے بعد حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی نے ہندوستان کے کسی مقام کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بزرگ گنگا کے کنارے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں اُنھوں نے ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا [illegible] چیلوں کو توجہ دے رہا ہے یہ بھی تماشے کے طور پر وہاں بیٹھ گئے بس بیٹھنا تھا کہ ان کو یہ محسوس ہوا کہ ان کے قلب میں جو کچھ نور تھا وہ سب بالکل سلب ہو گیا اور بجائے نور کے ایک سیاہی تمام قلب کو محیط ہو گئی اور یہ جی چاہنے لگا [illegible] اس کا یہی تقاضا ہوا کہ بس اب تو اسی کے قدموں میں رہ کر ساری عمر گذار دو۔ اب تو یہ بڑے گھبرائے [illegible] آئی جتنا اس خیال کو دفع کرتے ہیں مگر وہ بجائے دفع ہونے کے بڑھتا چلا جاتا تب آخر کار [illegible]
بس یہ خیال کیا کہ جہاں تک ہو سکے نفس کے اس تقاضے کے خلاف کرو [illegible]

چنانچہ یہ وہاں سے اُٹھے اور ان کو نفس تو تقاضا ہی [illegible] وہاں سے چلے آئے مگر اس کے بعد بھی ان کی وہی حالت رہی [illegible] پریشان [illegible]
اسی حالت میں ان کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ [illegible]

Marfat.com

حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری دستگیری فرمایئے میں تو برباد ہو گیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری اسی حرکت ہی کی نحوست کی تھی یعنی اُس کے پاس کیوں بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے حماقت ہوئی توبہ کرتا ہوں آئندہ کبھی ایسے شخص سے نہ ملوں گا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سینے پر اپنا دست مبارک پھیرا دست مبارک کا پھیرنا تھا کہ وہ سیاہی اُن کے قلب سے بالکل رفع ہو گئی اور پھر وہی نور عود کر آیا اور بالکل اطمینان وسکون پیدا ہو گیا۔

پھر حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی نے ارشاد فرمایا کہ اہل باطل کی اسی قوت تصرف کی وجہ سے حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم سنو کہ دجّال آیا ہے تو اُس سے دور بھاگو پھر (حضرت حکیم الامت دام ظلہم العالی نے) فرمایا کہ دجّال بھی بڑا صاحب تصرف ہوگا چنانچہ بعض لوگ اُس کے تصرفات دیکھ کر اُس کے معتقد ہو جائیں گے۔

(۲) ایک صاحب نے بذریعہ خط دریافت کیا کہ میں جب پچھلے گناہ یاد کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ مجھ سے پچھلے زمانہ میں کیسے کیسے گناہ سرزد ہوئے ہیں تو اس تصور کے بعد مجھ کو بڑا خوف محسوس ہونے لگتا ہے اور دل پر ایک اندھیری سی چھا جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ تیری بخشش کیسے ہوگی تو میرے لئے یہ گناہوں کا سوچنا کیسا ہے کچھ مضر تو نہیں۔

حضرت والا نے بلا اظہار نام حاضرین کو وہ خط پڑھ کر سنایا پھر ارشاد فرمایا کہ اس کے اندر دونوں احتمال ہیں یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سوچنا اُن کے لئے مفید ہو کیونکہ جب گذشتہ گناہوں کو سوچا جائیگا تو ندامت اور عاجزی پیدا ہوگی اور اُن گناہوں سے توبہ نصیب ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سوچنا اُن کے لئے مضر ہو کیونکہ اگر انھوں نے اس مراقبہ کو جاری رکھا تو اس مراقبہ سے روز بروز اُن کا خوف بڑھتا جائے گا جس سے اندیشہ ہے کہ کبھی مایوسی کی نوبت نہ ہو جائے اس واسطے اُن صاحب کے لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان کو چاہئے کہ اول اس میں غور کریں کہ اس سوچنے سے جو اُن کے قلب پر اثر پڑتا ہے آیا وہ اثر اعمال صالحہ کی کثرت کا سبب ہوتا ہے یا اعمال صالحہ کی قلت کا سبب ہوتا ہے اگر وہ اثر سبب ہو کثرت اعمال صالحہ کا تب تو وہ اثر محمود ہے اور چونکہ گذشتہ گناہوں کا سوچنا ذریعہ ہے اُس اثر کے حصول کا لہٰذا یہ سوچنا بھی مطلوب ہوگا اور اگر وہ اثر سبب ہوتا ہے قلت اعمال کا تو ایسا اثر نہ محمود ہے نہ مطلوب بلکہ مذموم ہے اور چونکہ یہ مذموم اثر پیدا ہوا ہے اس مراقبہ سے اس لئے وہ مراقبہ بھی اُن کے لئے مذموم ہوگا۔ لہٰذا اس صورت میں اُن کو چاہئے کہ گذشتہ گناہوں سے ایک بار پورے طور پر توبہ کر لیں اُس کے بعد یہ مراقبہ ترک کر دیں اور پھر اپنے گذشتہ گناہوں کو قصداً نہ سوچیں اگر بلا قصد یاد آئیں فوراً چند بار استغفار کر کے ذکر میں مشغول ہو جائیں اس سے اس اثر میں اعتدال آ جائیگا۔

(۳) حضرت والا نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ حاضرین اُس تقریر کو سن کر بہت محظوظ ہوئے وہاں پر

Marfat.com

پنجاب کے ایک وکیل صاحب بھی موجود تھے وہ بھی اس تقریر سے لطف اندوز ہو رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حظ تابع خیال کے ہے چنانچہ کانپور میں ایک بار میری تقریر کو سن کر ایک وکیل صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ کس ظالم نے آپ کو مولوی بنا دیا آپ کو تو بیرسٹر ہونا چاہئے تھا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ان وکیل صاحب کو تو میری تقریر سن کر یہ تمنا ہوئی کہ کاش یہ بیرسٹر ہوتے مگر بفضلہ تعالےٰ مجھ کو کبھی اس کی تمنا نہ ہوئی کہ میں بیرسٹر ہوتا اور انگریزی پڑھتا۔

اس کے بعد ایک صاحب نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت وہ کیا تقریر تھی جس پر ان وکیل صاحب نے یہ تمنا کی تھی کہ کاش آپ بیرسٹر ہوتے تو حضرت والا نے اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی کہ جب میں کانپور میں مدرسہ فیض عام میں مدرس اول ہو کر گیا تو میں اس قدر کم عمر تھا کہ بعض پختہ عمر کے طلبہ مجھ سے پڑھتے نہ تھے جب مجھ کو کانپور بلایا گیا وہاں اس وقت عربی کے تین مدرسے تھے جن میں سے ایک فیض عام تھا جس میں مجھ کو مدرس اول کر کے بلایا گیا تھا اور یہ مدرسہ سب سے قدیم مدرسہ تھا مگر میں نے چند روز اس میں رہ کر ترک تعلق کر دیا تھا دوسرا مدرسہ دار العلوم تھا جس میں اس وقت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری پڑھاتے تھے۔ اور مولانا احمد حسن صاحب میرے کانپور جانے سے قبل اول فیض عام میں ہی پڑھاتے تھے مگر اس مدرسہ کے کارکنوں سے ناخوش ہو کر دار العلوم میں چلے آئے تھے اور وہیں پڑھانے لگے تھے تیسرا مدرسہ جامع العلوم تھا جس میں فیض عام کے ترک تعلق کے بعد میں مقیم تھا یہ مدرسہ بالکل نیا قائم ہوا تھا اور میں اس مدرسہ میں صدر مدرس تھا۔ اس زمانہ میں مدرسہ دار العلوم میں جلسہ تھا۔ جلسہ میں لوگوں نے مجھ سے بیان کی درخواست کی اس سے میں نے وہاں تقریر کی اس تقریر میں اول تو میں نے عوام الناس کے ایک شبہ کا جواب دیا کہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ایک شہر میں تین عربی مدرسوں کی ضرورت ہی کیا ہے بس ایک شہر میں ایک مدرسہ عربی کا کافی ہے تو میں نے کہا کہ پھر میں متعدد مساجد کی کیا ضرورت ہے بس ایک شہر میں ایک مسجد کافی ہے تو جو جواب ہمارے اس سوال کا آپ دیں گے وہی جواب ہمارے پاس آپ کے اس اعتراض کا ہے مثلاً آپ ایک شہر میں متعدد مساجد کی یہ مصلحت بیان کریں گے کہ اس میں نمازیوں کو سہولت ہوتی ہے پس اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ تعدد مدارس میں بھی یہی مصلحت ہے کہ طلبہ کو سہولت ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تعداد مدارس میں ہم کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے البتہ ان میں خلوص شرط ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ ایک شہر میں اتنے مدارس کیا [illegible] جواب میں اپنی تقریر میں دیا تو چونکہ میں نے دار العلوم کی مالی ضروریات کا [illegible] ہوتی ہے [illegible] اس مضمون کو میں اس طرح بیان کروں [illegible] اور نہ ان مدارس کو کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ اور ساتھ ہی دار العلوم [illegible] ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ان تینوں مدارس کی آپس کی نسبت کو بیان [illegible]

Marfat.com

وہ فیض عام ہے اور چونکہ یہ مدرسہ سب سے پہلے قائم ہوا ہے اس لئے یہ مدرسہ عمر میں سب سے بڑا ہے اور یہ معلوم ہے کہ بڑوں کا حق چھوٹوں پر ہوا کرتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من لم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ اور دار العلوم کی مثال مثل جوان کے ہے باعتبار قوت کے بھی کیونکہ جیسے کہ جوان کی بوڑھے اور بچے دونوں سے طاقت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح دار العلوم بھی اپنے اندر کثرت مجمع اور تعداد طلبہ کے لحاظ سے یہاں کے دوسرے مدارس سے بڑھا ہوا ہے اور باعتبار عمر کے بھی کیونکہ وہ فیض عام کے بعد اور جامع العلوم سے قبل قائم ہوا ہے تو اس کی عمر فیض عام سے کم اور جامع العلوم سے زیادہ ہے جیسے کہ جوان بوڑھے سے عمر میں چھوٹا اور بچے سے عمر میں زیادہ ہوتا ہے اور جامع العلوم مثل بچہ کے ہے جب دار العلوم مثل جوان کے ہے تو جس طرح جوان کی غذا بچے اور بوڑھے دونوں سے زیادہ ہوتی ہے اور اسلئے جوان ان دونوں سے مستحق خدمت بھی زیادہ ہوتا ہے لہذا دار العلوم ان دونوں مدرسوں سے زیادہ مستحق خدمت ہے تو مالی خدمت تو اس وقت اس کی زیادہ کرنا چاہئے۔ باقی فیض عام بوجہ زیادت سن کے قابل تکریم و توقیر زیادہ ہے اور جامع العلوم بوجہ کم عمری کے مستحق ترحم زیادہ ہے (احقر ضابط ملفوظ ہذا عرض کرتا ہے کہ اس تقریر کو احقر پوری طور سے ضبط نہ کر سکا اس لئے صرف اُس تقریر کا حاصل ناظرین کے سامنے پیش کر دیا)۔

خیر یہ تقریر تو ہوئی تھی صبح کو اس کے بعد شام کو وہ وکیل صاحب مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کو کس ظالم نے مولوی بنا دیا آپ کو تو بیرسٹر ہونا چاہئے تھا۔ میں نے کہا کہ کیا ہوا کہنے لگے کہ صاحب آپ نے آج اپنی تقریر میں ایسے عجیب طریقے سے جامع العلوم کی ترجیح ثابت کی ہے کہ کسی کو ناگوار بھی نہیں ہوا اور آپ کے مدرسہ کی ترجیح بھی دوسرے مدارس پر ثابت ہوگئی میں نے کہا کہ قصداً تو کوئی مضمون ایسا بیان کیا نہیں جس سے جامع العلوم کی دوسرے مدارس پر ترجیح ہو اور اگر بلا قصد کوئی ایسا مضمون بیان ہو گیا ہو تو مجھ کو بتلا دیجئے۔ کہنے لگے کہ صاحب آپ نے جو جامع العلوم کو بچہ کہا اور دار العلوم کو جوان اور فیض عام کو عمر میں سب سے زیادہ کہا تو بظاہر تو آپ نے اپنے مدرسہ جامع العلوم کو سب سے گھٹا دیا مگر درحقیقت سب سے بڑھا دیا کیونکہ فیض عام پر تو یوں ترجیح ہوئی کہ فیض عام کی عمر سب سے زیادہ ہے تو گویا وہ مثل بوڑھے کے ہوا اور بوڑھاپے میں ہر چیز کے اندر انحطاط ہونے لگتا ہے تو گویا اُس کا تنزل کا زمانہ شروع ہو گیا۔ اور دار العلوم کو آپ نے جوان کہا مگر جوانی کے بعد بوڑھاپا ہے تو گویا اُس کا بھی تنزل کا زمانہ قریب ہے اور جامع العلوم کو آپ نے بچہ کہا اور بچہ گو اس وقت بچہ ہے مگر روز بروز بڑھ رہا ہے اور ترقی کر رہا ہے اور ابھی اُس کے پاس اپنی ترقی کو جاری رکھنے کے لئے ایک وسیع زمانہ موجود ہے۔ تو گویا آپ نے اس تقریر سے اپنے مدرسہ کی ترقی اور دوسرے مدارس کا تنزل ثابت کر دیا اور یہ آپ کی تمثیل ایسی ہوئی کہ جیسے ملا دوپیازہ نے شاہ ایران کے اس پوچھنے پر کہ ہم میں اور تمہارے بادشاہ میں کیا نسبت ہے کہا تھا کہ حضور آپ بدر ہیں اور ہمارے بادشاہ ہلال ہیں تو اپنے بادشاہ کی سلطنت کو ہلال سے تشبیہ دی تھی اور شاہ ایران کی

سلطنت کو بدر کے مشابہ کہا تھا جس سے شاہ ایران بہت خوش ہوا تھا کہ اُنھوں نے مجھ کو اپنے بادشاہ پر بھی ترجیح دی۔

جب مُلا دو پیازے ہندوستان واپس ہوئے اور بادشاہ کے دربار میں پہونچے تو ان سے جواب طلب ہوا کہ تم نے ایسی بات کیوں کہی کہ جس سے شاہ ایران کے مقابلہ میں ہماری تنقیص ہوئی اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی کہ جس سے آپ کی تنقیص ہو بلکہ وہ بات کہی ہے کہ جس سے آپ کو اُن پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ میں نے شاہ ایران کی سلطنت کی مثال بدر کے ساتھ دی تھی اور بدر چاند کو اُس وقت کہتے ہیں کہ جب وہ پورے طور پر بڑھ چکتا ہے کہ اُس کے بعد اُس کا بڑھنا بالکل موقوف ہو جاتا ہے اور روز بروز گھٹنا شروع ہو جاتا ہے تو گویا اُس وقت اُس کی ترقی کا زمانہ ختم ہو چکتا ہے اور تنزل کا زمانہ قریب ہو جاتا ہے اور آپ کی سلطنت کی مثال ہلال کے ساتھ دی تھی اور ہلال کی ترقی کا زمانہ شروع ہوتا ہے اور روز بروز ترقی کرتا چلا جاتا ہے تو میں نے اس مثال میں شاہ ایران کو یہ بتا دیا کہ تمھاری سلطنت عنقریب ختم ہونے والی ہے اور ہمارے بادشاہ کی سلطنت روز بروز ترقی ہوگی تو بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا اور ملا جی کی ذہانت کی تحسین کی تو جیسے اس مثال سے ظاہرا تو شاہ ایران کی ترجیح ظاہر ہوتی تھی مگر درحقیقت اپنے بادشاہ کی شاہ ایران پر ترجیح تھی اسی طرح آپ نے جو مثال دی اُس سے ظاہراً تو دوسرے مدارس کی ترجیح معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے تو آپ ... کی ترجیح دوسرے مدارس پر معلوم ہوگی۔

میں ہنسنے لگا کہ میرے تو خواب میں بھی یہ مضمون نہیں آیا۔ پھر ایک مدت طویلہ کے بعد ان وکیل صاحب کو ایک بار پھر میری کسی تقریر میں شرکت کا اتفاق ہوا تو اس مرتبہ بھی میری تقریر کا اُن پر ... اُن وکیل صاحب پر دینی رنگ کا زیادہ غلبہ ہو چکا تھا اس لئے اُس وقت میری تقریر کو سُن کر ... وہ میرے لئے مثل سابق ہیرٹری تجویز کرتے جھوم جھوم کر مجھ کو مخاطب بنا کر یہ شعر پڑھنے لگے ۔

تو مکمل از کمال کیستی	تو منور از جمال کیستی

مجھ کو بھی اس وقت کچھ جوش تھا اس لئے میں نے بھی جواب دیا کہ ؎

من منور از جمال حاجیم	من مکمل از کمال حاجیم

تو اس تقریر کا واقعہ یہ تھا

(۴۷) فرمایا کہ اگر کوئی شخص اصلاح اخلاق کے فن کو جانتا ہو اور ... واقف ہو تو اس شخص کی نسبت یہ تو جائز ہے کہ اُس کو شیخ کہا جاوے لیکن اُس شخص کی نسبت یہ ... جائز نہیں کیونکہ شیخ تو اس کو کہتے ہیں کہ جو فن تربیت سے واقف ہو ... شخص ہو سکتا ہے اور اس علم کی بنا پر اُس فن کے بات کا ... ہو سکتا ہے ...

Marfat.com

عنداللہ تعالیٰ مقرب و مقبول ہونے کا اور اس کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا (یعنی یقین کے ساتھ نہیں ہو سکتا گو آثار و علامات سے ظن ہو سکتا ہے مگر دعویٰ جازم کے لئے ظن کافی نہیں)

جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر اس شخص کو جو فن تربیت باطنی سے واقف ہو شیخ کہہ سکتے ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص شیخ طریقت ہو مگر ولی نہ ہو اس طرح سے کہ وہ متقی نہ ہو۔ کیونکہ شیخ کہتے ہیں فن داں کو اور فن دانی کے لئے تقویٰ طہارت شرط نہیں۔ مگر اس پر ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ پھر شیخ کامل کی علامت میں تقویٰ طہارت کو کیوں داخل کیا گیا ہے کیونکہ طالب کو تو صرف تعلیم و تربیت مقصود ہے اور یہ مقصود ہر اس شخص سے حاصل ہو سکتا ہے جو اس فن کو جانتا ہو عام اس سے کہ وہ متقی ہو یا غیر متقی تو اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ کامل کے شرائط میں جو تقویٰ کو داخل کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر متقی کی تعلیم و تربیت میں وہ برکت نہیں ہوتی جو ایک متقی شیخ کی تعلیم میں ہوتی ہے۔ اور اس فرق کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیخ متقی اپنے متعلقین کی تعلیم و تربیت میں موید من اللہ تعالیٰ ہوتا ہے یعنی شیخ متقی کے قلب میں طالب کی اصلاح کے متعلق ایسے مفید اور لطیف طریقے وارد ہوتے ہیں جن سے غیر متقی محروم ہوتا ہے مثلاً اگر شیخ متقی ہے تو اس کی تعلیم کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ اس کی ذراسی تعلیم سے طالب کے سالہا سال کے امراض بہت جلد زائل ہو جاتے ہیں بہ خلاف غیر متقی کے کہ اس کی تعلیم میں یہ بات نہیں ہوتی۔ اس لئے طالب کو شیخ متقی تلاش کرنا چاہئے۔ اس برکت کے اعتبار سے کامل شیخ وہی ہے جو متقی بھی ہو۔ اسی وجہ سے شیخ کی شرائط میں تقویٰ و طہارت کو داخل کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ بدون تقویٰ و طہارت کے شیخ کامل بالمعنی المذکور نہیں ہو سکتا گو مطلق شیخ ہو سکتا ہے۔

(۵) چونکہ امسال رویت ذی الحجہ کی مختلف فیہ تھی اس لئے عرفہ کے روزہ کے متعلق ایک صاحب نے سوال کیا کہ عرفہ کا روزہ جو ہم لوگوں نے رکھا ہے تو کیا اس روزہ کا ثواب ہم کو وہی ملے گا جو واقعی عرفہ کے دن کے روزہ کا ہوتا ہے کیونکہ دوسری جگہ سے ذالحجہ کے چاند کی جو خبریں آئی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ذالحجہ کا چاند انتیس کو نظر آیا تھا لہذا ان کے حساب سے تو پرسوں عرفہ تھا کل نہ تھا تو اس حساب سے کل جو روزہ رکھا گیا وہ عرفے کے دن کا روزہ نہ ہوا۔

فرمایا کہ یہاں کا عرفہ کل ہی تھا پرسوں نہ تھا اور کل جو روزہ رکھا گیا وہ عرفے ہی کا روزہ ہے اور اس روزہ کا ثواب ہم کو وہی ملے گا جو عرفہ کے روزہ کا ملتا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ شریعت نے ہم کو واقعہ پر عمل کرنے کا مکلف نہیں فرمایا بلکہ صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ جو بات قواعد شرعیہ سے ہم کو تحقیق ہو جائے اس پر عمل کریں خواہ واقع میں وہ بات ہو یا نہ ہو مثلاً شریعت کا حکم ہے کہ عین طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے پس جب ہم کو آفتاب کا کنارا نظر آجاوے اس وقت صبح کی نماز پڑھنے کو ناجائز کہیں گے حالانکہ اس وقت

اصول ریاضی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جس وقت آفتاب کی ٹکیہ نظر آتی ہے اُس وقت آفتاب کا حقیقی طلوع نہیں ہوتا بلکہ اُس کے بعد ہوتا ہے کیونکہ طلوع نام ہے آفتاب کے اُس نقطہ سے اوپر آجانے کا جس کو اُفق کا نقطہ کہتے ہیں اور یہ بات آجکل ثابت ہو چکی ہے کہ جس وقت آفتاب کا قُرص ہم کو نظر آتا ہے اُس وقت واقع میں وہ قُرص اس نقطے سے اوپر نکلا نہیں ہوتا نیچے ہی رہنے کی حالت میں نظر آجاتا ہے پس اگر واقع کا اعتبار کیا جاوے تو وہ وقت طلوع آفتاب کا نہ ہوا اور ممانعت بھی نماز کی صرف طلوع کے وقت تو چاہیئے تھا کہ اُس وقت بھی نماز جائز ہوجاتی مگر چونکہ شریعت نے ہم کو واقع پر عمل کرنے کا مکلف نہیں فرمایا بلکہ جو بات احکام شرعیہ سے ثابت ہو صرف اُس پر عمل کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور وہ حکم یہ ہے کہ جب طلوع تم کو محسوس ہو نماز مت پڑھو خواہ واقع کچھ ہی ہو۔

اسی طرح حکم ہے کہ غروب آفتاب سے قبل افطار ناجائز ہے بعد غروب جائز ہے تو جس وقت تک آفتاب کی ٹکیہ کا کچھ بھی حصہ ہم کو نظر آتا رہتا ہے اُس وقت تک افطار کو جائز نہیں کہیں گے کیونکہ جب آفتاب کی ٹکیہ کا کچھ حصہ ہم کو نظر آرہا ہے تو شرعاً وہ وقت غروب آفتاب کا نہیں کہا جاسکتا لیکن ریاضی کے قواعد سے یہ بات ثابت ہے کہ اُس وقت آفتاب غروب ہو چکا ہوتا ہے اور وہ ہم کو اُفق سے نیچے ہی ہونے کی حالت میں نظر آتا ہے تو اگر واقعہ کا اعتبار کیا جاتا تو اُس وقت افطار کو جائز کر دیا جاتا اگرچہ آفتاب کا کچھ حصہ ہم کو نظر آرہا ہوتا مگر شریعت نے یہاں بھی واقعہ پر عمل کرنے کا ہم کو مکلف نہیں کیا بلکہ قواعد شرعیہ کی رو سے جو بات ثابت ہے اُس پر عمل کا حکم فرمایا ہے خواہ واقع میں اُس وقت غروب ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ پس ٹھیک اسی طرح چاند کی تحقیق کے جو قواعد شریعت نے ہم کو بتلائے ہیں جب ہم نے اُن قواعد کے موافق چاند کی تحقیق کرلی اور اُس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ آج انتیس کو چاند نہیں ہوا تو بس شرعاً یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے یہاں آج چاند نہیں پس ہم کو اس پر عمل کرنا چاہیئے اور اس حساب سے ہمارے یہاں جو نویں تاریخ ہوگی وہ عرفہ ہے۔ اور ہم کو اس کا ثواب ہی ملے گا جو واقعی عرفہ کے روزہ کا ملتا۔ اور انتیس تاریخ کو چاند نظر آنے کی جو خبریں دوسری جگہ سے ہمارے پاس آئی ہیں وہ شرعاً معتبر نہیں لہذا ہم کو ان خبروں کی بنا پر اپنے [illegible] چاہیئے اور اگر کسی کو شک پیدا بھی ہو جائے کہ دوسرے شہروں سے جو خبریں آئی ہیں ان سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کل عرفہ کا دن تھا تو اُس کو اپنے نفس کی مخالفت کرنا چاہیئے کیونکہ یہ تو بندگی ہے کوئی بھائی بندی [illegible] چاہا کرلیا اور جس بات کو دل نہ چاہا نہ کیا بلکہ جو حکم ہوگا وہ کیا جاوے گا خواہ وہ اپنی طبیعت [illegible]

اور حضرت بڑی خیریت ہوئی کہ شریعت نے جو ہم کو واقعہ پر عمل کرنے کا مکلف [illegible] واقعہ پر عمل کرنے کا مکلف کیا جاتا تو ہم سخت دشواریوں میں پھنس جاتے چنانچہ اس وقت دو مثالیں میں بیان کرتا ہوں اس سے [illegible] سمجھ میں آجائیگا کہ اگر ہم کو واقعہ پر عمل کا مکلف کیا جاتا تو ہم کو کتنی زحمت پیش آتی۔

مثلاً ایک شخص ہے اُس کی بیوی اُس کے پاس کھانا لائی تو اب اُس [illegible]

Marfat.com

زہر نہیں ملا ہوا۔ اگر کہئے کہ صاحب اس کو تو بیوی نے پکایا ہے اور بھلا بیوی ایسی بیوفائی کب کر سکتی ہے تو یہ کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ اکثر جگہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ بیوی نے خاوند کے ساتھ بیوفائی کی ہے اور خاوند کو اپنی نفسانی غرض کے پیچھے زہر دے کر ختم کر دیا ہے تو اگر آپ پر یہاں واقعہ کی تحقیق واجب کی جاتی تو نتیجہ اس کا یہ ہوتا کہ آپ بھوکوں مرنے لگتے۔ کیونکہ ایسے احتمالات تو ہر جگہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کی شادی ہوتی ہے۔ رات کے وقت عورتیں اُس کی خوابگاہ میں ایک عورت کو بھیجدیتی ہیں تو اب اُس مرد کو کیا معلوم ہے کہ یہ وہی عورت ہے جس کا مجھ سے نکاح ہوا ہے کیونکہ اُس مرد نے تو اُس عورت کو دیکھا نہ تھا باقی رہا عورتوں کا کہنا کہ یہ تیری بیوی ہے جزماً معتبر نہیں۔ تو اگر شریعت نے جن قواعد کی رو سے اُس عورت کو اُس مرد کے لئے حلال کیا ہے اگر اُن قواعد کا اعتبار نہ کیا جاتا بلکہ واقعہ پر عمل کا مکلف کیا جاتا تو اُس مرد کو اُس عورت سے صحبت کرنا حرام ہو جاتا کیونکہ ابھی یہی ثابت نہیں کہ یہ اسکی منکوحہ ہے اور غیر منکوحہ سے صحبت جائز نہیں پس اگر واقعہ پر عمل کا مکلف کیا جاتا تو اُس مرد کو کسقدر دشواری پیش آتی۔

(۶) فرمایا ولی کی دو قسمیں ہیں ایک ولی کامل دوسرے ولی متوسط۔ ولی متوسط کی پہچان تو آسان ہے کیونکہ اُس میں بعض ایسی صفات ہوتی ہیں کہ جن کو عوام الناس بھی علامات ولایت سمجھتے ہیں بخلاف ولی کامل کے کہ اُس کے اندر کوئی امتیازی شان نہیں ہوتی بلکہ ولی کامل کی شان بالکل انبیاءؑ کی سی ہوتی ہے اور انبیاءؑ کی سادگی کا یہ حال تھا کہ کفار اُن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ۔ کہ یہ کیسے رسول ہیں کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں یہ بھی کھاتے پیتے ہیں جیسے ہم اپنے انتظام معاش کے لئے بازاروں میں آتے جاتے ہیں یہ بھی آتے جاتے ہیں اسی وجہ سے ولی کامل کی شناخت ہر شخص کا کام نہیں بلکہ بہت مشکل ہے حتیٰ کہ عوام تو کیا بعض اوقات ایک ولی کو دوسرے ولی کی پہچان مشکل ہے اسی لئے ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ یہ جو مقولہ مشہور ہے کہ ولی را ولی میشناسد یہ صحیح نہیں کیونکہ اولیاء کی شانیں مختلف ہوتی ہیں تو ایک شان کا ولی دوسری شان والے کو کیسے پہچانے گا بلکہ صحیح یہ ہے کہ ولی را نبی می شناسد کیونکہ نبی میں سب شانیں کمالات کی جمع ہوتی ہیں اس لئے اولیاء کی شانوں کی بھی اُن کو معرفت ہوتی ہے۔

(۷) فرمایا کہ شیخ کامل وہ ہے جو اپنے مقام سے اُتر کر طالب کی تعلیم و تربیت کرے کیونکہ اگر شیخ نے طالب کے مقام پر تنزل نہیں کیا بلکہ اپنے مقام پر رہ کر طالب کی تربیت کرنا چاہے تو اس سے طالب کو نفع نہیں ہو سکتا جیسے کہ استاد کامل وہ ہے کہ جب وہ کسی اپنے شاگرد کو میزان پڑھائے تو شاگرد کے مقام پر اُتر کر میزان پڑھائے اور جو اُستاد اپنے مقام پر رہ کر میزان پڑھانا چاہے گا تو وہ استاد کامل نہیں نہ اس سے اُس کے شاگرد کو کچھ نفع پہنچے گا۔

(۸) فرمایا کہ اہل باطل جب اہل حق پر اعتراض کرتے ہیں اور اہل حق اُس اعتراض کا جواب دیتے ہیں

Marfat.com

تو بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی سمجھ میں وہ اعتراض تو جلد آجاتا ہے مگر اُس اعتراض کا جو جواب دیا جاتا ہے وہ دیر میں سمجھ میں آتا ہے بلکہ بعض مرتبہ نہیں آتا تو اس سے لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ اعتراض صحیح ہے اور اُس کا جو جواب دیا گیا وہ کافی نہیں حالانکہ لوگوں کا یہ سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ اعتراض کے جلد سمجھ میں آجانے کی اور جواب کے دیر میں سمجھ میں آنے کی وجہ اُس جواب کا ناکافی ہونا اور اُس اعتراض کا صحیح ہونا نہیں ہے بلکہ اعتراض اور جواب کے مناشی پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس کی وجہ دوسری ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ غور کرنا چاہئے کہ اعتراض کا منشار کیا ہوا کرتا ہے یعنی وہ کیا چیز ہے کہ جس سے اعتراض پیدا ہوتا ہے سو امر حق پر جو اعتراض کیا جاتا ہے اُس کا اصلی منشار اور حقیقی سبب یہ ہوتا ہے کہ معترض کی نظر سے کوئی نہ کوئی ضروری مقدمہ مخفی ہوتا ہے خواہ اُس کو اُس ضروری مقدمہ کا علم پہلے ہی سے نہ تھا یا پہلے سے تو تھا مگر اُس وقت وہ ذہن میں مستحضر نہیں پس اُس ضروری مقدمہ کے علم نہ ہونے سے معترض کے دل میں وہ اعتراض پیدا ہوتا ہے اور کسی بات کا علم نہ ہونا یہی جہل ہے پس معلوم ہوا کہ غلط اعتراض کا منشا اور سبب ہمیشہ جہل ہوتا ہے اور آج کل جہل کی کثرت ہے [illegible] جواب کے کہ اُس کا منشار اور سبب ہوتا ہے علم اور علم آج کل ہے نہیں پس جو جواب کا منشا ہے وہ تو لوگوں میں نہیں اور جو اعتراض کا منشا ہے وہ لوگوں میں موجود ہے اسلئے اعتراض تو جلد سمجھ میں آجاتا ہے اور جواب سمجھ میں نہیں آتا۔

مثلاً ایک مسئلہ تقدیر ہی ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ ایسا متفقہ اور یقینی مسئلہ ہے کہ جس کا [illegible] ہی نہیں بلکہ ہر مذہب سماوی کے اندر اس مسئلہ کے دلائل موجود ہیں بلکہ ہر عاقل بصرف عقلی دلائل سے [illegible] تسلیم کرنے پر مجبور ہے تو باوجود اس مسئلہ کے اس قدر یقینی ہونے کے اس مسئلہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں وہ تو عوام الناس کی سمجھ میں جلد آجاتے ہیں اور علماء اور حکماء کی طرف سے جو اس کا جواب دیا جاتا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا اور اس سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے بعض دفعہ خیال کیا جاتا ہے کہ جواب کافی نہیں ہوا حالانکہ یہ غلط ہے [illegible] وجہ وہی ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ نہایت دقیق ہے اس لئے اس کا جواب بھی اعلیٰ درجہ کے علم سے ناشی ہوتا ہے [illegible] علم لوگوں میں ہے نہیں اور اعتراض پیدا ہوتا ہے جہل سے اور جہل لوگوں میں کثرت سے ہے تو جس بات سے وہ جواب ناشی ہوا ہے وہ لوگوں میں ہے نہیں اور اعتراض کا منشار لوگوں میں موجود [illegible] جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ تو سمجھ میں جلد آجاتا ہے اور جو اسکا جواب دیا جاتا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا۔

جزو اول ملقب بہ ارمغان عید۔

انموذج الملفوظات

جزو دوم

تمہیدی نوٹ۔ احقر نے اپنی اسی دو سال چار ماہ کی [illegible]

قلمبند کیے۔ پھر چونکہ اشرف السوانح کا کام سرگرمی کے ساتھ ہونے لگا اس لئے وہ سلسلہ منقطع ہو گیا اُن ملفوظات کے دو حصوں میں سے پہلے حصہ کا نام تو بمناسبت مضمون یہ تجویز کیا گیا تھا "دنیا کی پستی اور دین کی مستی" اور اس کے دوسرے حصے کو "سرمایۂ ہستی" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ فقط

حصۂ اول ملقب بہ دُنیا کی پستی اور دین کی مستی

مجلس صبح چہارشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

(۱) یہ ذکر تھا کہ انگریزی پڑھے لکھوں نے اُتنی جائدادیں پیدا نہیں کیں جتنی پُرانے لوگ کر گئے۔ کیونکہ وہ عاقل اور منتظم بھی بہت ہوتے تھے اور اُنھوں نے آج کل کے نو تعلیمیافتوں کی طرح فضول اخراجات بھی نہیں بڑھا رکھے تھے۔ فرمایا کہ والد صاحب شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ کے یہاں کارندہ تھے اور صرف چودہ روپیہ ماہوار تنخواہ تھی۔ اور عمر بھر چودہ روپیہ ہی تنخواہ رہی۔ چنانچہ انتقال کے بعد بھی اُن کی تنخواہ تا تاریخ انتقال یہاں اسی شرح سے آئی تھی لیکن چونکہ شیخ الٰہی بخش صاحب اُن کو بہت مانتے تھے اسلئے کمسریٹ کے ٹھیکے لینے کی بھی اجازت دے رکھی تھی کیونکہ ملازمت کی حالت میں بلا اُن کی اجازت کے اور کوئی کام نہیں کرسکتے تھے۔ ان ٹھیکوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ ہزاروں روپیہ کمائے۔ بہت سی جائداد خریدی۔ مکان بنوائے۔ بڑی بڑی تقریبیں کیں شادیوں میں اتنا خرچ کیا کہ قصبہ بھر میں شہرت تھی۔ اتنا کمایا لیکن انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے تھے۔ نہ عربی پڑھی تھی۔ البتہ فارسی پڑھی تھی۔ وہ بھی زیادہ نہیں اُس زمانہ میں عموماً گلستاں بوستاں اور بہار دانش تک فارسی پڑھائی جاتی تھی لیکن اُستاد اس زمانہ میں فارسی لکھوایا کرتے تھے اسلئے فارسی لکھنے کی مشق بہت تھی۔ لیٹے لیٹے فارسی میں خطوط بے تکلف لکھوایا کرتے تھے اور بہت سلیس عبارت ہوتی تھی۔ ایسی کہ میں نہیں لکھ سکتا تھا حالانکہ میں نے فارسی بہت زیادہ پڑھی تھی۔

اُس زمانہ میں چھوٹے چھوٹے تنخواہ دار بڑے بڑے عاقل اور منتظم و مدبر ہوا کرتے تھے۔ اب بھی ریاستوں میں بعض بعض دس دس روپیہ کے کارندے ایسے موجود ہیں جو عقل و دانشمندی اور انتظام میں گورنمنٹ کے ہزار ہزار روپیہ تنخواہ پانے والوں سے بھی بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹی ملازموں میں جو ایم اے۔ بی اے ہیں اتنی معاملہ فہمی نہیں جتنی اُن میں ہے۔ مگر ہاں کوٹ پتلون بیچاروں کے پاس نہیں ہے۔ البتہ ان لوگوں میں سے وہ جن کو پُرانے لوگوں سے تعلیم حاصل ہے مستثنیٰ ہیں۔ جو پُرانے لوگ تھے وہ کام کے لوگ تھے سمجھدار تھے اور یہ محض دکھلاوے کے ہیں۔ وہ لوگ ایسے سمجھدار ہوتے تھے کہ والد صاحب نے اُسی وقت سے کہ جب میں پاجامہ بھی نہیں پہنتا تھا میرے لئے تجویز کیا تھا کہ اس کو عربی پڑھاؤں گا اور بھائی کے لئے یہ تجویز کیا تھا کہ اس کو انگریزی پڑھاؤں گا۔ بچپن ہی سے [illegible] دنیادار تھے لیکن مجھ کو عربی بڑے شوق سے پڑھوائی اور گو ماں باپ عموماً

انگریزی پڑھنے والے لڑکے کو زیادہ چاہتے ہیں لیکن والد صاحب کو میرے ساتھ تو عشق تھا بھائی کے ساتھ متعارف برتاؤ تھا۔ بھائی پر مجھ کو علمِ دین کی وجہ سے ترجیح دیتے تھے۔

(استفسار پر فرمایا کہ) اُن کی حیات ہی میں فارغ التحصیل ہو گیا تھا اور کانپور میں مدرس بھی ہو گیا تھا بلکہ کانپور تشریف لاکر مجھے پڑھاتے ہوئے دیکھ بھی لیا تھا۔ مولانا احمد حسن صاحب جو کانپور کے دوسرے مدرسہ میں مدرس تھے اُن سے بھی ملنے گئے تھے۔ حالانکہ وہ مدرسہ ہمارے مدرسہ کا ایک درجہ میں مخالف تھا لیکن اُس زمانہ کے لوگوں میں اپنے اختلافات کا اثر نفرت اور انقطاع کی حد تک نہیں پہونچتا تھا۔ عالم اور بزرگ سمجھ کر بہت محبت اور عقیدت سے ملنے گئے۔ وہاں سے لوٹ کر مجھ سے کہا کہ بھائی وہ تو بڑی محنت کرتے ہیں تم اتنی محنت نہ کرنا کہیں دماغ خراب ہو جائے۔ میں نے کہا میں محنت نہیں کرتا لیکن پھر اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ محنت کرنا ہی پڑی کیونکہ کام کرتے کرتے کام کا شوق ہو جاتا ہے۔

غرض والد صاحب مجھے کانپور میں مدرسی کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے عربی پڑھا کر بہت خوش تھے۔ میں اُس زمانہ میں بہت نازک مزاج تھا جس کا اب بھی اثر ہے بعض ناگوار واقعات ایسے ہوئے کہ میں نے کہا کہ میں نوکری چھوڑنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ ہم نے جو اجازت تمھیں نوکری کی دی ہے وہ تنخواہ کی وجہ سے نہیں (کیونکہ والد صاحب خود میرے کفیل تھے اور مجھے ضرورت ملازمت کی نہ تھی) ہم نے تو اس واسطے نوکری کی اجازت دی ہے کہ تازہ تازہ کتابیں پڑھی ہیں۔ اچھا ہے پڑھانے میں آجائیں گی تو پکی ہو جائیں گی۔ لہٰذا چھوڑنے میں جلدی نہ کرو غور کرو۔ اس قدر نزاکت نہیں چاہئے۔ جتنے شبہات میں نے لکھے تھے سب کے جواب دئے کہ اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے اس کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے غرض سب کی توجیہات لکھ کر مجھے بھیج دیں۔

ایک دفعہ بھائی نے اعتراض کیا کہ اشرف علی جو مانگتا ہے آپ بے دریغ دے دیتے ہیں میں کچھ مانگتا ہوں تو بہت کاوش کرتے ہیں حساب لیتے ہیں۔ والد صاحب نے فرمایا کہ بھائی [illegible] جو کچھ لیتا ہے میری زندگی ہی تک ہے میرے مرنے کے بعد یاد رکھو وہ میرے مال و متاع سے بالکل [illegible] کچھ نہ لے گا تعجب ہے انھیں اس کی پہلے سے کیسے خبر ہو گئی۔ یہ تو نہیں کہ میں نے اُن کے ترکہ میں سے کچھ نہ لیا ہو ہاں ایسا نہیں لیا جیسا اور لوگ لیتے ہیں بہت سا مشتبہ مال نہیں لیا اور زمینداری وغیرہ اب کچھ میرے قبضہ میں [illegible]

بہرحال اُنھوں نے کچھ آثار اسی وقت اس قسم کے دیکھ لئے ہوں گے۔ مجھ کو بچپن ہی سے شوق تھا دین کی باتوں کا۔ اس زمانہ میں کہ جب میں بہت کم عمر تھا لیکن اتنا بڑا تھا کہ [illegible] لے آتا تھا اور میرٹھ میں بازار ذرا دور تھا راستہ میں مسجدیں پڑتی تھیں تو [illegible] جہاں مسجد نظر آئی بے وقت مسجد کے اندر گیا اور سیدھا ممبر پر جا بیٹھا اور [illegible] جو یاد آیا [illegible] سودا لینے بازار جاتا۔ گو وہ کھیل کود کا زمانہ تھا مگر اس وقت بھی [illegible] تھا سب

منجانب اللہ تھا۔ ہونے والی بات۔ اور جب ہم دونوں بھائی شرارت کرتے تو ہمیشہ وہ اُن کو زیادہ مارتے۔ میں بہت کم پٹتا۔ تائی صاحبہ نے ایک بار والد صاحب سے کہا بیٹا یہ کیا بات ہے کہ تم ایک کو تو کچھ نہیں کہتے اور ایک کو پیٹتے ہو۔ فرمایا بھابی صاحبہ یہ چھوٹا ہی شرارت سکھلاتا ہے بڑے کو۔ دوسرے یہ بڑا تو سبق یاد کرلیتا ہے اور یہ چھوٹا یاد نہیں کرتا اس لئے اس پر غصہ آتا ہے۔ گو میں نے عربی پڑھی اور بھائی نے انگریزی مگر اللہ کا شکر ہے کہ بھائی کو تو عربی پڑھنے کی حسرت ہے ہی مجھ کو انگریزی کی بدولت حکومت ثروت بڑی تنخواہ سب ہی کچھ ترقی نصیب ہوئی اور وہ بھی اُس تعلیم کا اثر تھا جو والد صاحب کی صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ اور ہماری بڑی ترقی یہ ہوئی کہ پچاس روپیہ کی تنخواہ ہوگئی تھی لیکن وہی اللہ کی بڑی نعمت معلوم ہوتی تھی کیونکہ طالب علمی ہی کے زمانہ سے کبھی دس روپیہ ماہوار کی تنخواہ سے آگے ذہن نہیں گیا۔ جب تنخواہ کا بیان کرتا تھا ہمیشہ یہی ذہن میں آتا تھا کہ ہم دو میاں بیوی ہیں بس پانچ پانچ روپیہ کس کے حساب سے دس روپیہ کی تنخواہ کافی ہوگی تو پچاس روپیہ کی تنخواہ تو اس سے پانچ حصہ زیادہ تھی۔ بڑی نعمت معلوم ہوتی تھی۔

بھائی نے انگریزی پڑھی تو ان کی پانچ سو تک تنخواہ ہوگئی تھی میونسپلٹی بورڈ کے سکریٹری تھے لیکن باوجود اس کے الحمد للہ مجھے کبھی اس کا وسوسہ بھی نہیں آیا کہ ہم انگریزی پڑھتے تو ہماری بھی اتنی تنخواہ ہوتی اگر ہزار روپیہ بھی بھائی کی تنخواہ ہوتی تب بھی یہ حسرت نہ ہوتی اور اس کا افسوس نہ ہوتا کہ ہم نے انگریزی کیوں نہ پڑھی۔ انھیں البتہ بار بار افسوس ہوا کہ والد صاحب نے انھیں بھی عربی کیوں نہ پڑھائی۔ مجھے کبھی افسوس نہ ہوا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ جتنا حظ حاصل تھا اُتنا انھیں نہیں تھا۔ ثروت تو تھی مگر راحت نہیں تھی اور اصلی چیز راحت اور لذت ہے وہ ملتی ہے خدا کے نام میں۔ حالانکہ ہماری نماز ہی کیا ہے محض ہنا لطبر پورا کرنا ہے نہ ترتیل نہ تعدیل ارکان نہ خشوع نہ خضوع۔ اس پر میں کہا کرتا ہوں ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند	صاف اگر باشد ندانم چوں کند

جب ہماری نماز میں جس میں ملا ہوا ہے خطرات و خواہشات نفسانیہ کا اُس پر تو یہ حالت ہے کہ مجنوں سے کئے دیتی رہتی ہے اور جن کو خدا نے صاف دی ہے اُن کا کیا کہنا ہے جب ہمیں یہ لطف حاصل ہو رہا ہے تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اپنے نام لینے کی توفیق دیدے تو پھر کیا چیز ہے خزانہ مگر چونکہ دنیا ضرورت کی چیز ہے اس لئے مانگنا بھی چاہئے اور تدبیر بھی کرنا چاہئے۔ مگر یہ مقصود بالغیر ہے مقصود بالذات نہیں اور دین مقصود بالذات ہے۔ اول تو دین کا علم حاصل کرکے بقدر ضرورت دنیا بھی ملتی ہے اور وہ بھی عزت اور راحت کے ساتھ لیکن اگر بالفرض نہ بھی ملے تو چونکہ دین خود مقصود بالذات ہے اس لئے حسرت نہیں ہوتی بخلاف انگریزی کے اُس سے مقصود ہی دنیا ہوتی ہے اور وہ آج کل اکثر نہیں ملتی تو وہاں سوائے حسرت کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ہمارا تو امتحان نہیں ہوا۔ اہل اللہ کے تو بڑے بڑے امتحان ہوئے ہیں فقر و فاقہ میں جیسے وہ خوش رہتے۔

کوئی دنیادار رہ نہیں سکتا (اس کے بعد ایک صاحب آڑ میں آ کر بیٹھ گئے اُن پر مجلس کے ختم تک لتاڑ پڑتی رہی اور اسکی مفصل خرابیاں بیان فرماتے رہے جو بعد کو لکھی جائیں گی) فقط ختم ہوا ملفوظ ملقب بہ دنیا کی پستی اور دین کی مستی جس پر احقر کو اپنا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

کہاں ترقیِ دنیا کہاں ترقیِ دین	غبار لاکھ اُٹھا پر بھی آسماں نہ ہوا

حصۂ دوم ملقب بہ سرمایۂ ہستی

مجلس بعد ظہر چہار شنبہ ۱۴ ربیع اول ۱۳۵۲ھ

(۲) ایک صاحب روزمرہ اپنے خادم کو بعد ظہر چینی کی پلیٹ پر کسی مریض کے لئے آیات شفاء وغیرہ حضرت سے لکھوانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ عرصہ سے یہی معمول ہے۔ آج خادم نے یہ حماقت کی کہ قبل ظہر کے پلیٹ حضرت کی نشست گاہ کے پاس رکھدی۔ اور خود نماز کے لئے چلدیا۔ اس پر حضرت نے مواخذہ فرمایا کہ اگر میری ٹھوکر لگ جاتی تو کیا ہوتا۔ خلاف معمول کیوں رکھ کر چلے گئے۔ اُس سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو کئی بار دوسروں سے پوچھ کر جواب دینے کے لئے ہدایت ہوئی تاکہ آئندہ کو اچھی طرح سبق ہو جائے اور ہمیشہ یاد رہے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ عقلوں میں تفاوت فطری ہوتا ہے۔ میں عقل کی کمی پر مواخذہ نہیں کرتا بلکہ [illegible] جو کچھ ہے وہ بے فکری کی ہے۔ لوگ فکر ہی سے کام نہیں لیتے۔ بےفکری پر مواخذہ ہے۔ اگر فکر سے کام لیں تو اول تو بہت کم غلطیاں ہوں اور اگر ہوں تو وہ ناگوار نہ ہوں کیونکہ جب میں کسی کے اندر فکر اور اہتمام محسوس کر لیتا ہوں پھر جو غلطی بوجہ کمی عقل کے ہوتی ہے اُس میں اُس کو میں معذور سمجھ لیتا ہوں لہٰذا ناگواری پیدا نہیں ہوتی گو تکلیف پہنچے۔ زیادہ اذیت تو بے فکری اور عدم اہتمام سے ہوتی ہے۔

(۳) ایک صاحب بیعت کی غرض سے سفر کر کے تشریف لائے۔ فرمایا اس کے لئے سفر کی [illegible] معاملہ تو خط کے ذریعہ سے طے ہو سکتا تھا اور اب بھی خط ہی کے ذریعہ سے طے ہوگا۔ لہٰذا آنا بیکار ہوا۔ اگر مجھ سے پوچھ لیتے تو میں اس غرض کے لئے سفر کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔ اب یہ غرض تو آپ کی پوری نہ [illegible] رہنے کے متعلق کیا رائے ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں ابھی کچھ دن ٹھیروں کا [illegible] بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے فائدہ ہوتا ہے فرمایا کہ میں تو بزرگ نہیں ہوں [illegible] بزرگ ہیں فرمایا کہ مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا۔ کہا سچا۔ فرمایا تو میں کہتا [illegible] میں بزرگ نہیں ہوں۔ [illegible] عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس پر بھی فرمایا کہ میں عالم بھی نہیں ہوں [illegible] کتابیں پڑھ لینے سے کوئی عالم تھوڑا ہی ہو جاتا ہے۔ عالم تو ایسے ہوتے ہیں جیسے مولانا انور شاہ صاحب تھے [illegible]

Marfat.com

وہ صاحب چپ ہو گئے تو فرمایا کہ ٹھہرنے کی کوئی معقول غرض بتاؤ پھر بھی وہ صاحب خاموش رہے فرمایا کہ اگر خود کوئی معقول غرض نہیں بتا سکتے تو کسی سے پوچھ کر آؤ۔ وہ پھر بھی بیٹھے رہے تو فرمایا کہ جاؤ اُٹھو کہنے کے خلاف نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ وہ اُٹھ کر چلے گئے۔

پھر حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں چاہتا ہوں حقیقتیں ظاہر ہوں لوگ رسم پرستی میں مبتلا ہیں۔ یہ کوئی بات مجھ سے کہنے کی تھی کہ آپ کو میں بزرگ سمجھتا ہوں اسلئے ٹھہروں گا۔ اگر اس غرض سے ٹھہرنے کی میں اجازت دیدوں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں اپنے آپ کو واقعی بزرگ سمجھتا ہوں حالانکہ اول تو میں بزرگ نہیں اور اگر تھا بھی تو لوازم میں سے بزرگ ہونے کے یہ سمجھنا ہے کہ میں بزرگ نہیں ہوں لیکن یہاں ایک کام کی بات بتاتا ہوں کہ اپنے کو بزرگ نہ سمجھنا تو بزرگ ہونے کے لئے ضروری ہے لیکن جو اپنے آپ کو بزرگ نہ سمجھے اُس کا بزرگ ہونا ضروری نہیں یعنی اپنے کو بزرگ نہ سمجھنا تو مستلزم نہیں ہے بزرگی کو لیکن بزرگی مستلزم ہے اپنے کو بزرگ نہ سمجھنے کو۔ بہت سے غیر بزرگ ایسے ہیں کہ اپنے کو بزرگ نہیں سمجھتے تو اس سے وہ بزرگ تھوڑا ہی ہو جات ہیں۔ اگر تم مجھے بزرگ سمجھتے ہو سمجھو مجھ سے کیوں کہتے ہو۔ چاہے بزرگ سمجھو چاہے فاسق سمجھو مگر اطلاع کیوں کر اگر فاسق سمجھتے ہو سمجھو مگر اطلاع نہ کرو کیونکہ اس سے بھی اذیت ہوگی اسی طرح بزرگ سمجھتے ہو سمجھو مگر اس کی بھی اطلاع نہ کرو کیونکہ اس سے دوسری قسم کی اذیت ہوگی۔ سیدھی بات یہ کہنی چاہیے تھی کہ اس لئے ٹھہرنا چاہتا ہوں کہ کو کام کی بات کان میں پڑ جائے سو اس کے لئے نہ عالم ہونے کی ضرورت نہ بزرگ ہونے کی بعض فساق فجا جاہلوں سے بھی کام کی باتیں سننے میں آجاتی ہیں چنانچہ ایک عامی جاہل شخص سے ایک ایسی بات میں نے س تھی جو اب تک قلب میں نقش کئے ہوئے ہے۔

تحریکات کا زمانہ تھا۔ ریل کے سفر میں لوگوں میں کچھ اسی قسم کی گفتگو آپس میں ہو رہی تھی تو ایک شخص۔ جو نہ عالم تھا نہ بزرگ خلاصہ کے طور پر کیا اچھی بات کہی کہ بھائی ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ایک رہو اور نیک رہو یعنی متحد اور حدود شرعیہ کے اندر رہو۔ سبحان اللہ کیسی اچھی بات کہی اور کیسے اچھے الفاظ میں کہی بعد کو ان صاحب نے غالباً کسی سے پوچھ کر یا از خود آکر یہی عرض کیا کہ میں اس لئے ٹھہروں گا کہ کوئی کام کی بات کان میں پڑ جائے اس حضرت نے فرمایا کہ بس اب ٹھیک بات کہی شوق سے رہو۔

جامع عرض کرتا ہے کہ حضرت کا معمول ہے کہ ظہر کے بعد کی مجلس میں ڈاک کے خطوط کا جواب بھی تح فرماتے رہتے ہیں اور حسب ضرورت موقع بہ موقع حاضرین سے ملفوظات بھی فرماتے جاتے ہیں اور اگر کسی خ مفید مضمون ہوتا ہے تو بلا اظہار نام اُس کو بھی سُنا دیتے ہیں اور اُس کا جواب بھی مع زبانی تفصیلات و تشریحا سُنا دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے لکھا کہ حضور کے زجر نے بڑا فائدہ دیا۔ یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ شہرت کا بڑا مرض

Marfat.com

بلکہ نہ ہونا مضر ہے اور ساتھ ہی حرص شہوت بھی کم ہوگئی۔ فرمایا کہ لوگ اخلاق کو لئے پھرتے ہیں دیکھئے جس کو وہ میری بداخلاقی سمجھتے ہیں اُس میں یہ منافع ہیں حقیقت بھی واضح ہوگئی اور جتنا حصہ اس شہوت کا مرض تھا وہ بھی زائل ہو گیا۔ اگر عرفی اخلاق برتے جاتے تو اُس کی ایسی مثال ہوتی کہ ہاتھ میں مادہ فاسد پیدا ہوگیا لیکن صرف مرہم ہی لگاتے رہے مادہ اندر ہی اندر بڑھتا رہا حتیٰ کہ آخر میں ہاتھ ہی کاٹنا پڑا۔ شروع ہی میں آپریشن کر دیا جاتا تو یہ نوبت نہ آتی کسی خاص موقع پر نرمی کے برتاؤ سے دین کا نقصان ہوا تو یہ ہاتھ پاؤں کٹنے سے بھی زیادہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں جیسا بھی ہوں سب کو معلوم ہو جائے کسی کو دھوکہ نہ ہو۔ پھر جس کا جی چاہے رہے جس کا جی چاہے جائے۔ مجھ سے تو اب اپنا طرز بدلا جاتا نہیں خاصکر جب میں نفع بھی دیکھ رہا ہوں اُس طرز کا۔ اگر میں عرفی اخلاق برتوں تو اس میں مجھ کو راحت ہے مگر یہ خیانت ہے۔ طبیب ہو کر کوئی راحت ڈھونڈھے کہ کون نبض میں غور کرے کون کتابیں دیکھے تو وہ طبیب نہیں خائن ہے چور ہے ڈاکو ہے۔ میں تو لوگوں کی آنکھیں کھولنا چاہتا ہوں اس وقت چاہے ناگوار ہو لیکن خط و کتابت کرکے دیکھیں تھوڑے دن ہی میں کہیں گے ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی	مرا با جان جاں ہمراز کردی

مولوی شبیر احمد کہتے تھے کہ موگیے میں ایک مشہور ڈاکٹر آنکھ بنانے والا ہے۔ اُس کے پاس ایک گنوار آنکھ بنوانے آیا لیکن جب وہ آپریشن کے لئے لٹانے لگا تو وہ مارے ڈر کے بھاگا۔ اُس نے نوکروں سے کہا کہ جانے نہ پاوے لاؤ پکڑ کے۔ چنانچہ وہ زبردستی لایا گیا اور سب نے مل کر اُسے لٹایا اور ہاتھ پاؤں پکڑ لئے وہ بہت ہائے واویلا کرتا رہا لیکن ڈاکٹر نے فوراً آپریشن کرکے آنکھ بنا دی۔ پھر تو بڑا خوش تھا۔ دعائیں دیتا تھا [illegible] کچھ ایسی نہ ہوئی اور آنکھ بن گئی۔

والد صاحب کی انگلی پک گئی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا نشتر لگے گا لیکن والد صاحب نے نشتر کی اجازت نہ دی۔ کہا کہ اور کچھ تدبیر کرو۔ اُس نے کہا کہ اچھا میں دیکھ لوں۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ [illegible] نظر پڑی۔ والد صاحب اکثر ہاتھی میں سفر کیا کرتے تھے شاید ریاست کی ہاتھی آ رہی تھی [illegible] والد صاحب کو متوجہ کرکے پوچھا کہ کیا یہ ریاست سے آ رہی ہے۔ والد صاحب نے [illegible]

نشتر دیدیا۔ والد صاحب کو خبر بھی نہ ہوئی۔ دیکھا تو انگلی سے خون بہ رہا ہے [illegible]

نشتر دیدیا [illegible] سے آپ کا [illegible] آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

ہوگئی تھی۔ حافظ صاحب نے فوراً توجہ کی اور وہ ساری کیفیت سلب کرلی۔ گو نانا صاحب حافظ صاحب کے بہت معتقد تھے لیکن اس کا اُن کو اس قدر صدمہ ہوا کہ بُرا بھلا کہنے لگے۔ چلّائے کہ ڈاکو ہے لٹیرا ہے ہائے مجھے لوٹ لیا برباد کردیا۔ مگر حافظ صاحب اپنا کام کرکے چلدئے۔ تھوڑے دن تو نانا صاحب کو اس سلب کیفیت کا بہت قلق رہا کیونکہ اگر کیفیات میں ذرا سا بھی تغیر ہوتا ہے تو سالک کو بیحد شاق ہوتا ہے ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود		گر ز باغِ دل خلالے کم بود

اگر ایک تنکا بھی کم ہوجاتا ہے تو ٹکریں مار مار کر سر پھوڑ ڈالنے کو جی چاہتا ہے۔ کچھ دن تو نانا صاحب کو اس فقدان کیفیت سے بڑا اضطراب رہا لیکن پھر رفتہ رفتہ سکون ہوگیا اور معاش میں مشغول ہوگئے۔ ویسے تھے متقی۔ جب نانا صاحب کا انتقال ہونے لگا تو حافظ صاحب یکایک آموجود ہوئے اور سیدھے بستر مرگ کے پاس پہونچکر نانا صاحب سے کہا نجابت علی میری طرف دیکھ بس اُن کا دیکھنا تھا کہ وہی کیفیت پھر عود کرآئی۔ اُس کیفیت کا جس کو سلب کرلیا تھا پھر اعادہ ہوگیا۔ اسی غرض سے تشریف لائے تھے۔ پھر تو نانا صاحب نے بڑی دعائیں دیں باغ باغ ہوگئے اُس کے بعد یہ فرمایا کہ اس وقت میرے سامنے دو شانیں ہیں جلالی اور جمالی کسی نے کہا خاموش ہوجائیے ایسی باتیں ظاہر نہیں کی جاتیں پھر کچھ نہیں کہا خاموش ہوگئے۔ یہ میں نے والد صاحب سے سنا۔ پھر گھر کے سب عزیزوں کو بلا کر ایک ایک سے ملے اور سب سے باقاعدہ رخصت ہوکر بولے کہ بس اب ہم مرتے ہیں۔ یہ کہہ کر چادر سر سے پاؤں تک اوڑھ لیا۔ سب رونے لگے۔ رونے کی آواز سُنی تو چادر منہ سے ہٹا کر خفگی کے لہجہ میں کہا کہ ظالم مرنے بھی نہیں دیتے۔ اس پر سب خاموش ہوگئے۔ پھر منہ ڈھانک لیا۔ کچھ دیر کے بعد چادر اُٹھا کر گھر والوں نے دیکھا تو انتقال کرچکے تھے یہ واقعہ ہوا۔

ایسے مجذوب بہت کم سنے ہیں جیسے حافظ غلام مرتضٰے صاحب تھے۔ انھیں کی دعا سے میں پیدا ہوا تھا کپڑے نہیں پہنتے تھے صرف ایک کمبل اوڑھے رہتے تھے لیکن کبھی کسی نے لیٹے ہوئے بھی ننگا نہیں دیکھا۔ بزرگوں سے مجذوبوں کی تعریف بہت کم سنی ہے لیکن اُن کی تعریف میں نے خود حضرت حاجی صاحب سے سُنی ہے۔ فرماتے تھے کہ حافظ صاحب نے مجھے بشارت دی تھی کہ تم پر وحدۃ الوجود خوب مکشوف ہوگا۔ فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں یہ بشارت دی تھی مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وحدۃ الوجود کہتے کس کو ہیں۔ پھر تو ایسا انکشاف ہوا کہ واقعی جب حضرت اس مسئلہ کی تقریر فرماتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ دیکھ کر کہہ رہے ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے جن کو ناواقف لوگ اہل ظاہر سمجھتے تھے میرے سامنے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب اس مسئلہ کے متعلق یہ فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ عقلی بھی ہے اور کشفی بھی ہے اور میں اس سے بھی بڑھ کر یہ کہتا ہوں کہ بدیہی بھی ہے اور حسی بھی ہے۔ اتنا انکشاف تھا مولانا کو اس مسئلہ کا کہ حضرت حاجی صاحب کے بھی ارشاد سے ترقی کرکے فرمایا کہ یہ مسئلہ بدیہی بھی ہے اور حسی بھی ہے۔

Marfat.com

(۴) ایک صاحب نے ایک صاحب کے لئے سحر سے حفاظت کا تعویذ مانگا۔ فرمایا کہ میں لکھے تو دیتا ہوں لیکن میں عامل نہیں ہوں۔ مولوی اصغر حسین صاحب سے بھی رہ کچھ پوچھ لیں۔ وہ عامل ہیں۔ دیکھئے تلوار فن دان ہی کے ہاتھ سے کاٹ کرتی ہے۔ اناڑی کے ہاتھ سے کاٹ نہیں کرتی۔ حالانکہ تلوار وہی ہے لیکن ایک کے ہاتھ سے کاٹ کرتی ہے ایک کے ہاتھ سے نہیں کرتی۔

(۵) ایک صاحب نووارد تھے۔ اُن سے حسب معمول ضروری باتیں مثلاً نام شغل وغیرہ پوچھ کر سفر کی غرض دریافت کی۔ کہا فیض زیارت۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے کہ ایک بات بھی کہنی ہے فرمایا کہ اب میں نہیں سنتا پہلے بفکر کر دیا اب پھر کچھ شروع کر دیا اچھا یہ بتلاؤ کہ جب میں نے پوچھا تھا اُسی وقت کیوں نہیں کہہ دیا۔ کہا بھول گیا تھا فرمایا بھول گئے تھے تو بس بھول ہی میں رہو۔ جب ایک بات کہنے کی نیت کر کے گھر سے چلے تھے پھر بھولنا کیسا۔ مگر بس وہی رسم پرستی کہ ایک دم سے سب باتیں کیسے کہہ دیں۔ بس لوگ مجھے اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں۔ میں بھلا کیسے اُن کا تابع بن جاؤں۔ جو طبیب مریض کا تابع بن جائے وہ طبیب نہیں ڈاکو ہے۔ اس طبیب کی مثال پر حکایت بیان کی کہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جب لکھنؤ تشریف لیگئے تو جن صاحب کے یہاں ٹھہرے تھے وہ امرائے شاہی سے تھے بادشاہ نے اُن سے کہا کہ مولانا سے کہو یہاں وعظ فرمائیں وہ جانتے تھے کہ مولانا صاف صاف سنائینگے اس لئے ٹالتے تھے جب اصرار بڑھا تو اُنھوں نے مولانا سے عرض کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ حضرت یہاں شیعوں کی سلطنت ہے۔ کوئی بات ایسی وعظ میں نہ فرمائے گا جو کھُلم کھُلا شیعوں کے خلاف ہو اور نواب صاحب کو ناگوار ہو۔ مولانا نے اُن کو اطمینان دلایا کہ نہیں بے موقع کوئی بات نہ کہی جائے گی۔ غرض اُن کو مطمئن کر دیا لیکن جب ممبر پر وعظ کہنے بیٹھے تو سب سے پہلے یہ فرمایا کہ صاحبو وعظ ایک مطب ہے اور علماء طبیب ہیں طبیب پر لازم ہے کہ مرض کے موافق نسخہ دے میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نواب صاحب کو تو مرض ہے رفض کا اور ہمارے فلاں نے [illegible] فرمایا یہ فرمائش کرتے ہیں کہ کوئی بات رفض کے خلاف نہ کہی جائے۔ یہ کہکر اُن صاحب کو الزام سے بری بھی کر دیا۔ پھر فرمایا کہ جیسا مرض ویسا علاج۔ پھر شیعوں کا خوب ہی رد کیا۔ تو جیسے فرمائشی علاج نہیں ہو سکتا بلکہ جیسا مرض ویسا علاج اسی طرح فرمائشی اخلاق بھی نہیں ہو سکتے جیسی ضرورت ویسے اخلاق۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص کے سا[illegible] برتی جائے گو مضر ہی ہو۔

پھر ایک خط کا مضمون پڑھ کر سنایا اور جو اس کا جواب حضرت نے [illegible] فرمایا یہ جواب اُن کی مرضی کے موافق تو نہ ہوگا لیکن اُن کے مرض کے موافق ہوگا [illegible] جواب [illegible] کے موافق نہیں ہوتا مرض کے موافق ہوتا ہے۔

(۶) درود شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے قبل لفظ سید بڑھانے کا ذ[illegible]

فرمایا کہ حضرات علما سے دونوں ثابت ہیں سید کہنا بھی اور نہ کہنا بھی۔ ایک میں یعنی بڑھانے میں کمال محبت ہے اور ایک میں یعنی نہ بڑھانے میں کمال متابعت کیونکہ شارع سے منقول نہیں۔ اپنا اپنا ذوق ہے اگر کوئی حدیث کی بناء پر کہ اُس میں لفظ سید نہیں آیا سید نہ کہے تو کمال متابعت ہے اور اگر کوئی کہے تو یہ کمال ادب ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت حاجی صاحب سے بیعت کی تو جب حضرت نے فرمایا کہ کہو بیعت کی میں نے امداد اللہ سے تو مولانا نے حضرت حاجی صاحب کا نہایت ادب کے ساتھ نام لیا اور کہا بیعت کی میں نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے۔ اس پر حضرت حاجی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا بس تم نے حقیقت کو سمجھا ورنہ سب مریدوں نے صرف نام ہی لیا تو مولانا نے حضرت کا صرف نام ہی نہیں لیا بلکہ اپنی طرف سے ادب کے کلمات بھی بڑھائے جس سے حضرت خوش ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ تم نے حقیقت کو سمجھا اس کا مطلب یہ تھا کہ جن کو اب تک میں نے مرید کیا اُنھوں نے بس جس طرح میں نے اپنا نام لیا بعینہٖ اُسی طرح دُہرا دیا حالانکہ اُن کو تو چاہئے تھا کہ ادب کرتے کیونکہ میں تو اپنے نام کو ادب سے لے نہیں سکتا تھا بس جس مسئلہ کا ذکر ہے اسی کی نظیر ہے یہ واقعہ۔

صوفیہ کرام کے یہاں سب طریقوں کی گنجائش ہے کسی پر تنگی نہیں۔ گو خواہ ادب میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں مگر دوسروں پر بھی نکیر نہیں کرتے سب کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں۔ اگر کوئی درود شریف میں لفظ سید نہیں بڑھاتا اُس کو بھی محمول کرتے ہیں کمال متابعت پر۔ اسی طرح اُن کے یہاں کا مسلم مسئلہ ہے کہ طرق الوصول الی اللہ تعالیٰ بعدد انفاس الخلائق یعنی وصول کے بیشمار طریق ہیں غرض جتنی گنجائش کی صورتیں نکل سکتی ہیں نکالتے ہیں۔ اور سب کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور ان میں حسن ظن اتنا بڑھا ہوا ہے کہ۔

میں نے ایک بار ایک صوفی کا قول ایک کتاب میں دیکھا کہ اُسنے اپنے پیر سے کسی بات کے جواب میں کہا کہ میں کیا جانوں اللہ کو میں تو تمھیں جانتا ہوں۔ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رح کے پاس غصہ میں بھرا ہوا پہونچا اور عرض کیا حضرت ایسے ایسے جاہل صوفی ہونے لگے ہیں کہ یہ جواب دیا اپنے پیر کو۔ حضرت ہنسنے لگے اور فرمایا کہ بھائی اس نے یہی تو کہا کہ میں کیا جانوں اللہ کو۔ تو کیا تم جانتے ہو اللہ کو؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت واقعی پوری کنہ تو اللہ تعالیٰ کی کوئی نہیں جانتا۔ فرمایا کہ بس یہی کیوں نہ سمجھو کہ اُسکا بھی یہی مطلب تھا یعنی تمھارے سامنے تو اس نے نہیں کہا بے ادبی کے لہجہ سے اگر کہا جائے تو اُس کا اور حکم ہے اور اگر عجز و نیاز کے لہجہ سے کہا جائے تو اس کا اور حکم ہے [illegible] صوفی کسی پر بدگمانی نہیں۔

مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بار چرتھاول تشریف لے گئے تو ایک بے نمازی بھی مولانا کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے آئے۔ کیونکہ مسلمانوں کو اہل اللہ سے ضرور محبت ہوتی ہے خواہ وہ خود کیسے ہی بد دل فاسق اور فاجروں کو بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بے نمازی بھی آ گئے۔ لوگوں نے اُنھیں بنانا شروع کیا کہ اخاہ آپ

کہاں بھولے سے آگئے۔ یہانتک کہ بیچارے شرمندہ ہونے لگے۔ حتیٰ کہ مولانا سے بھی انھیں کے سامنے لوگوں نے شکایت کی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ نہیں پڑھتے۔ لوگوں نے کہا کہ کبھی کسی نے پڑھتے نہیں دیکھا فرمایا کہ ممکن ہے گھر میں پڑھ لیتے ہوں اور اگر کہا جائے کہ تارک جماعت ہیں تو ممکن ہے کہ کوئی عذر ہو۔ تارک جماعت ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ تارک صلوٰۃ ہیں یا بلا عذر تارک جماعت ہیں یہ کیسے کہہ دیا۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ میں نے اُسی وقت سے توبہ کر لی اور عمر بھر کے لئے نمازی ہو گیا۔ بس اس سے غیرت آئی کہ میں تو ایسا نالائق اور ان کو مجھ سے نفرت نہیں بس اس سے حالت درست ہو گئی۔ تو دیکھئے فساق فجار سے بھی حسن ظن کا معاملہ کیا۔ یہی نرمی اگر خوشامد کی نیت سے کیجائے تو برکت نہیں ہوتی اور اگر اچھی نیت سے کیجائے تو [illegible]

مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ نے بھی ایک بار ایسا ہی کیا۔ مسجد میں ایک پہلوان نہانے کیلئے آیا۔ اُس کو نہانے کی حاجت تھی اور نماز پڑھتا نہ تھا۔ مؤذن نے برا بھلا کہنا شروع کیا کہ یہ نالائق خبیث مسجد کو گندہ کرنے کے لئے آجاتے ہیں۔ نہ نماز کے نہ روزہ کے۔ اور یہاں آکے ناپاکی اتارتے ہیں۔ برتنوں کو ناپاک کرتے ہیں مولانا بھی اُس وقت وہاں موجود تھے۔ اُنھوں نے مؤذن کو ڈانٹا کہ تم کو کیا حق ہے روکنے کا مسجد میں سب کا حق ہے۔ مسجد کے برتنوں میں بھی سب کا حق ہے تمھیں کسی کو روکنے کا کیا حق ہے۔ بعد کو خود اس پہلوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لاؤ میں پانی بھر دوں وہ بڑا شرمندہ ہوا۔ بھلا وہ کیوں مانتا مگر مولانا اپنی طرف سے اس کے لئے پانی بھرنے کے لئے بھی تیار تھے۔ پھر فرمایا بھائی تم پہلوان ہو۔ پہلوانی کہاں سیکھی۔ تمھارا کون استاد ہے۔ کہاں کہاں کشتیاں کیں۔ کہاں کہاں جیتے۔ غرض اُس کے مذاق کے موافق باتیں فرماتے رہے۔ جب اُس کا دل کھل گیا تو پھر فرمایا کہ بھائی ہمیں تم سے محبت ہو گئی ہے کیسا بدن خوبصورت اور گٹھا ہوا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اور تمھیں محبت بڑھ گئی ہے مگر آدمی کو چاہئے کہ شیطان کو بھگائے۔ اب تم شیطان [illegible] غرض اس طرح باتیں کیں کہ اس نے توبہ کی اور اُسی وقت سے پکا نمازی ہو گیا۔

ایک بار مولانا نے اس سے بھی زیادہ کمال کیا۔ پکی گڑھی میں ایک بڑے زمیندار تھے [illegible] بہت سے گاؤں کے زمیندار تھے مگر سب عیش میں جاتے رہے اور اب اُن کے پوتے [illegible] کے نوکر ہیں [illegible] پہنچانے کے کام پر ہیں۔ اور وہ اتنے بڑے رئیس تھے۔ اس [illegible] آس پاس کے پٹھان تباہ ہوگئے ہیں۔ ورنہ پہلے بہت بڑے بڑے [illegible] ہوتے تھے اب غنیمت ہے ڈھائی ہزار پر آگئے ہیں [illegible] [illegible] حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مہر کی بات [illegible] اگر عورت [illegible] کرے تو ادا بھی نہ کرے۔

غرض قادربخش خاں اس شان کے رئیس تھے کہ ڈاڑھی چڑھانا بانکے ترچھے رہنا آن بان سے رہنا اُن کا شعار تھا۔ نماز نہ پڑھتے تھے۔ مولانا مظفر حسین صاحب جب گڈھی تشریف لیگئے تو لوگوں نے کہا کہ ہم تو جب جانیں جب قادربخش سے نماز پڑھوادیں۔ فرمایا اچھا بھائی جاتا ہوں اور اللہ پر توکل کرکے پہونچے۔ اُنھوں نے بہت تعظیم و تکریم کی فرمایا میں زیادہ نہیں ٹھہروں گا اور بلا کسی تمہید کے فرمایا کہ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں ایک بات آپ سے پوچھوں۔ اُنھوں نے عرض کیا حضرت ضرور۔ فرمایا آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ عرض کیا حضرت سچ کہہ دوں۔ بات یہ ہے کہ میرا بھی جی تو چاہتا ہے کہ نماز پڑھوں لیکن۔ مجھے ڈاڑھی چڑھانے کا شوق ہے اور وضو کرنے میں وہ اُتارنا پڑتی ہے پھر وہ گھنٹوں میں چڑھتی ہے۔ اب تو بس صبح کو چڑھالی اور پھر شام تک کے لئے فارغ۔ اگر نماز پڑھوں تو دن میں پانچ وقت چڑھانی پڑے۔ بڑی دقّت کرنی پڑے اور بڑا وقت صرف ہو۔ مولانا نے فرمایا اور اگر بلا وضو نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ عرض کیا اجی پھر کیا زحمت ہے لیکن سنا ہے بلا وضو نماز پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے فرمایا میاں کفر ایسا سستا تھوڑا ہی ہے۔ اس کو میں جانوں۔ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ بلا وضو ہی نماز پڑھ لیا کرو مگر بھائی شرط یہ ہے کہ مسجد میں پڑھو اور جماعت کے ساتھ پڑھو۔

پُرانے لوگ ہوتے تھے آن کے پختہ اور وعدہ کے سچے۔ اب تو متقی بھی ایسے نہیں۔ بس مولانا تو چلدیے پھونک مار کر اور یہاں آگ سلگنی شروع ہوئی۔ خبر نہیں کہ کوئی نماز بے وضو پڑھی یا نہیں۔ غرض پڑھنے کے بعد یا پہلے خاں صاحب کو خود بخود خیال پیدا ہوا کہ اجی چاہے کفر نہ ہو کیونکہ کفر جب ہے جب استخفاف سے ہو اور یہاں اس کا احتمال ہی نہ تھا البتہ معصیت ضرور ہے وہ بھی جب کہ نماز کی نیت ہو ورنہ محض تشبہ بالصلوٰۃ معصیت بھی نہ ہوتی اور ممکن ہے کہ ایسا شخص غایت خوش فہمی سے صرف نماز کی نقل ہی کرتا اور اگر نماز ہی کے قصد سے پڑھتا تو یہ امر اجتہادی ہے مشابہ تمادی بالحرام کے کہ ایک مصلح کی رائے میں گنجائش ہو سکتی ہے گو احقر کو اس میں کلام ہے مگر کسی مصلح پر اعتراض میں مبادرت نہ چاہیے بہرحال اُن کو خیال ہوا کہ گو یہ کفر نہ ہو لیکن بے وضو بھلا نماز کیسے ہوگی۔ یہ مولانا کی رحمت و شفقت تھی کہ میری دقّت کو سن کر اجازت دیدی۔ مجھے راہ پر لگانا مقصود تھا۔ ورنہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ بلا وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اتنا تو جاہل میں بھی نہیں جو ایسا کھلا مسئلہ بھی نہ معلوم ہو مگر اب کیا کرتے۔ سوچا کہ مولانا سے تو وعدہ کر لیا ہے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ نہ پڑھوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ بے وضو نماز ہوتی نہیں۔ لہذا وضو کرنا چاہیے اور نماز پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ وضو کرکے پھر ڈاڑھی چڑھالی اور نماز پڑھی۔ اسی طرح دو تین دن کیا۔ پھر سوچے کہ میاں یہ تو بڑا جھگڑا ہے بس ڈاڑھی ہی کو چھوڑ دو۔ چنانچہ چھوڑ دیا۔ بس ہوگئے نمازی اور ڈاڑھی چڑھانا بھی چھوڑ دیا۔

بزرگوں کی باتوں کو کوئی کیا جانے۔ وہ اجازت نہیں تھی راہ پر لگا گئے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے اپنے

نورِ باطن سے کہ اس کی نوبت ہی نہ آوے گی۔ مصلح کو تدبیر اور ترتیب اصلاح کا حق ہے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو راہ پر لانا مشکل تھا خود حضور کی خدمت میں بنی ثقیف کا ایک وفد آیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ اسلام لانے کیلئے تیار ہیں مگر دو شرطیں ہیں ایک تو ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے دوسرے جہاد میں شریک نہ ہوں گے۔ فرمایا منظور۔ دیکھئے ایسی ایسی شرطیں بھی قبول کرلیں جو خلافِ اسلام تھیں۔ اب دیکھئے یہ تو خود حضور کا فعل ہے کسی عالم کا فعل نہیں۔ عالم پر تو اعتراض بھی ہو سکتا ہے لیکن حضور پر کون اعتراض کر سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض بھی کیا کہ حضور یہ کیسا اسلام ہے کہ نہ جہاد نہ زکوٰۃ۔ فرمایا میاں اسلام میں آنے تو دو پھر سب کچھ کریں گے۔ زکوٰۃ بھی دیں گے جہاد بھی کریں گے۔ ایمان کی برکت سے ایک نور قلب میں پیدا ہوگا جس سے سب اعمالِ واجبہ کی توفیق ہو جائے گی۔ تو دیکھئے حضور نے اُس وقت سختی نہیں فرمائی۔

اور سنیئے۔ ایک بی بی کو حضور نے نوحہ سے توبہ کرائی تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک نوحہ میرے اوپر قرض چڑھا ہوا ہے۔ اُسے اُتارنے کی اجازت دیدیجئے پھر توبہ کر لوں گی۔ اور پھر کبھی نوحہ نہ کروں گی۔ کوئی عورت اُن کے کسی عزیز کے مرنے پر آکر روئی ہوگی۔ اُس کے بدلہ میں رونے کی اجازت چاہی۔ حضور نے اجازت مرحمت فرمادی لیکن جب وہ اُٹھ کر چلی گئیں تو راستہ ہی سے لوٹ آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اُس سے بھی توبہ کرتی ہوں۔ دیکھئے حضور نے تو ایک نوحہ کی مصلحت اجازت دیدی لیکن اس اجازت کی یہ برکت ہوئی کہ خود اُس کے دل میں اس فعل سے نفرت پیدا ہوگئی اور باوجود اجازت کے بھی دل نہ چاہا کہ ایک بار بھی اس معصیت کا ارتکاب کرے۔ تو اگر حضور کے غلاموں کو بھی اجازت پر عمل نہ کرنے کا گمان غالب ہو اور اس بناء پر اجازت دیدیں تو انپر کیا اعتراض ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ اجازت اجازت نہ ہوگی بلکہ وہ محض لفظ ہی لفظ ہوں گے اُس پر اعتراض ہی کیا۔

واقعی کاملین کی حالت کو پہچاننا بڑا مشکل ہے اسی لئے مولانا فرماتے ہیں ؎

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

مولانا نے کیسی تنبیہ اسی مضمون کو فرمایا ہے ؎

گر خضر در بحر کشتی را شکست	صد درستی در شکست خضر ہست
آں پسر را کش خضر ببرید حلق	در نیابد [illegible] را عام خلق
چوں گزیدی پیر نازک دل مباش	[illegible] سست و [illegible]
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق	[illegible]

تو واقع میں وہ امور خلافِ شرع نہیں ہوتے بلکہ ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] حکایت بیان فرماتے تھے کہ دہلی میں ایک بزرگ تھے وہ ایک روز سرِ راہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک [illegible]

تیرا بندہ نہ تو میرا خدا۔ لوگ سن سن کر لعنت بھیجتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس ایسا بزرگ کافر ہو گیا۔ کسی نے قاضی تک پہنچایا۔ انھوں نے بلا کر پوچھا کہ آپ یہ کس سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس سوال پر وہ ہنسے اور کہا خیر الحمد للہ دہلی میں ایک کو تو عقل ہے۔ بس ایک تم نے یہ سوال کیا۔ باقی سب احمقوں نے خواہ مخواہ اپنی طرف سے یہ سمجھ کر کہ میں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے یہ خطاب کر رہا ہوں کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ لاحول ولا قوۃ کہیں اللہ تعالیٰ سے میں ایسا بیہودہ خطاب کر سکتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میرا نفس آج صبح سے تقاضہ کر رہا ہے کہ ہم کھیر کھائیں گے۔ اس سے میں کہہ رہا ہوں کہ میں کیوں تیرا کہنا مانوں نہ میں تیرا بندہ نہ تو میرا خدا۔ میں تو اس کو جواب دے رہا ہوں اور لوگوں نے اپنی طرف سے سمجھ لیا کہ میں نعوذ باللہ خدا سے کہہ رہا ہوں۔

مگر تفصیل یہ ہے سب کے اقوال و افعال کی تاویل کی اجازت نہیں۔ تاویل یا سکوت وہاں ہے جہاں شاذ و نادر ایسے اقوال و افعال صادر ہوں اور غالب حالت صلاح کی ہو اور جہاں ایسے ہی منکرات کا غلبہ ہو اور اس کا ہر قول و فعل محتاجِ تاویل ہو اس سے تعلق تو چھوڑ دینا واجب ہے۔ لیکن اس میں پھر ایک تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اس زمانہ کے بزرگ اس کے ساتھ ادب کا معاملہ کرتے ہوں تو باوجود تعلق نہ رکھنے کے اعتراض نہ کرے ورنہ اس پر نکیر واجب ہے۔ باقی ہر حال میں چھوڑ دے کیونکہ اگر تعلق رکھے گا تو دل تنگ رہے گا اور نفع ہوتا ہے انشراح سے اور اگر ہر حال میں تاویل ایسی ہی مستحسن ہو تو ہندوؤں کی بت پرستی کی بھی تاویل ہو سکتی ہے کہ وحدۃ الوجود کے غلبہ میں بتوں کو پوجنے لگے ہیں لہٰذا ان سے بھی تعرض نہ کیا جاوے اگر ایسا کیا جاوے تو دین میں تو جہاد رہے گا نہ حدود و احکام رہیں گے پس تاویل کا یہ مطلب نہیں بلکہ اگر صلاح غالب ہو اور شاذ و نادر کبھی ایسی باتیں سرزد ہو جائیں تو ان کی تاویل کرنی چاہیے۔

مثلاً حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کا واقعہ ہے۔ وہ سلطنت چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ اپنے ایک بچے کو وہیں چھوڑ گئے تھے ان کی قبر بھی مکہ معظمہ میں ہے (شیخ محمود کے نام سے مشہور ہیں) وہ بڑے ہو کر حج کو چلے۔ خیال تھا کہ اپنے باپ کو بھی تلاش کریں گے وہ طواف کرنے گئے تو حضرت ابراہیم ابن ادہم بھی طواف کر رہے تھے مگر ایک نے دوسرے کو پہچانا نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم ان کے بچپن ہی میں ہجرت کر کے اور ان کو چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ وہ حسین جمیل بھی تھے شہزادے بھی تھے۔ شاہانہ لباس میں اور بھی اچھے معلوم ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیم کو قدرتی طور پر ان کی طرف کشش ہوئی بار بار ان کی طرف نظر کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر معتقدین سمجھے کہ آج شیخ کو لغزش ہوئی۔ امرد لڑکے کی طرف بار بار دیکھتے ہیں۔ غرض بدگمانی ہوئی۔ یہ کسے خبر تھی کہ بیٹے ہیں۔ اب چاہے شیخ کو مکشوف ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے یا کشوف نہ بھی ہوا ہو تو چونکہ محل تھا حلال اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی ہو نیت کی۔ غرض بعد طواف جب ملے تو معلوم ہوا کہ بیٹے ہیں سب سے اول دریافت فرمایا کہ تمہارا دین کیا ہے۔ انھوں نے کہا

اسلام فرمایا۔ الحمدللہ پھر پوچھا قرآن پڑھا ہے حدیث پڑھی ہے فقہ پڑھا ہے سب کا جواب اثبات میں ملا تو بہت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ متقی شخص ہے۔ پھر تو سینہ سے لگا دعائیں دیں ورنہ اگر کوئی بات خلاف شرع یا خلاف طبع مثلاً وضع قطع وغیرہ دیکھتے تو رخ بھی نہ کرتے۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ فعل مباح سے بھی اوروں کو شبہ ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم ابن ادہم پر اُن کے معتقدین کو شبہ ہو گیا کہ ایک حسین نوجوان کی طرف کیوں دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ اُن کو ایسا شبہ نہ کرنا چاہئے تھا کیونکہ اباحت کا محل بہت قریب تھا۔

یہ تو مرید کے لئے حکم ہے۔ اور پیر پر بھی واجب ہے کہ بلاضرورت کوئی ایسا فعل نہ کرے جس سے مرید کو شبہ ہو خلاف شرع ہونے کا۔ دلیل یہ ہے کہ ایسی احتیاط حدیث سے ثابت ہے بعض کہتے ہیں کہ ہمیں کیا چاہے کوئی معتقد رہے چاہے بد اعتقاد ہو جائے۔ اس کی فکر ہی کیوں ہو کہ سب ہمارے معتقد رہیں۔ واقعی اس کا اہتمام تو نہیں چاہئے کہ سب ہمارے معتقد رہیں لیکن اس کا اہتمام ضروری ہے کہ بلاضرورت ایسا کام نہ کرے جس سے خلاف شرع ہونے کا شبہ ہو اور دوسرے لوگ سوءظن وغیبت وبہتان کے گناہ میں مبتلا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور اعتکاف میں تھے تو زیارت کے لئے حاضر ہوئی تھیں۔ وہ حضور کے پاس بیٹھی تھیں کہ اتنے میں دو صحابی سامنے سے گذرے حضور نے اُن کو روکا اور فرمایا علی رسلکما یعنی ذرا ٹھہر جاؤ یہ حضرت صفیہ کو گھر میں بھیج دیا اور ان دونوں کو بلایا کہ آجاؤ۔ جب آ گئے تو فرمایا کہ یہ صفیہ تھیں۔ یہ میری بی بی تھیں صحابہ کو بہت گرانی ہوئی عرض کیا توبہ توبہ یارسول اللہ ہم بھلا حضور پر کوئی شبہ کر سکتے ہیں۔ فرمایا شیطان انسان کے اندر ایسا دوڑا دوڑا پھرتا ہے جیسے خون دورہ کرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں وسوسہ نہ [illegible]

اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کام نہ کرے جس میں دیکھنے والے کو کوئی تو [illegible] شبہ [illegible] ویسی ہی باتیں [illegible] کسی کو شبہ ہو تو اُس کی ایسی تیسی لیکن یہ وہ کام نہیں [illegible] کام ہے۔ [illegible] اور غلبہ حال سے غاسد کی طرف اُس کو التفات [illegible]

اسعد تو عاشقی بشنیعت تراچہ کار	دیوانہ باش [illegible]

ایک بات البتہ اُن کے لئے بھی ضروری ہے جب احسان ہو [illegible]

جب اپنے فعل کی ضرورت نہ ہو اور اگر ضرورت ہو تا ہم نفس کے معالجہ کے لئے [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] کی غرض سے [illegible]

[illegible] ایک [illegible] حضرت [illegible]

اپنے اصول کے خلاف [illegible]

داخل کرا دیا [illegible] اطلاع [illegible]

Marfat.com

جب کبھی میں نے اپنے اصول کے خلاف رعایت کی ہے مجھے رنج ہی پہونچا ہے۔ اُس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے خصوصیت بڑھانا چاہتا ہے کبھی پنکھا جھلنے بیٹھ گیا کبھی بے وقت پاس آ بیٹھا۔ بالآخر میں نے کہہ دیا کہ بھائی مجھے عادت نہیں وقت بے وقت ملنے کی۔ جب میں بلاؤں تب آجانا (پھر فرمایا کہ) آج کل کسی کو خاص بنانا باعتبار نتائج کے بہت ہی بُرا ہے اس میں بہت سی خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ اور اہل تعلق کو رنج ہوتا ہے کہ ہم سے خصوصیت نہیں دوسری خرابی خود اُس کے حق میں یہ ہے کہ اور لوگ اس کے اضرار کے درپے ہو جاتے ہیں تیسری خرابی یہ ہے کہ لوگ اُس کو واسطہ حاجات کا بناتے ہیں جس سے اُس کا دماغ خراب ہوتا ہے۔ غرض بہت خرابیاں ہیں۔ اس لئے کسی کو مخصوص نہ بنانا چاہئے نہ کسی کو مخصوص بننا چاہئے بس خادم رہنا چاہئے۔

اور تو اور حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے جو خادم خاص سمجھے جاتے تھے خود مجھ سے فرمائشیں کیں اور وہ بھی قیمتی قیمتی چیزوں کی حالانکہ ضابطہ سے میں مولانا کا مرید بھی نہ تھا یوں تعلق بلکہ تعشق مریدوں سے بھی زیادہ تھا خیر میں وہ فرمائشیں پوری بھی کرتا تھا مجنوں بھی تو کوچہ لیلےٰ کے کتے کو محبوب رکھتا تھا اور گنگوہ ہی میں نہیں بلکہ یہاں آکر بھی فرمائشیں کرتے تھے۔ ویسے تہجد گذار ذاکر شاغل نیک آدمی تھے مگر یہ مرض تھا اور یہ پیدا ہوا تھا قرب کی وجہ سے۔ حاجی عابد حسین صاحب کے یہاں بھی ایک دخیل ایسا ہی تھا۔ ایک شخص نے ملاقات کرنی چاہی تو اُن کے اُس خادم نے کہا کہ ایک روپیہ دو تو ملاقات کرا دوں۔

اُس شخص نے خود مجھ سے یہاں آکر بیان کیا کہ تمہارے یہاں اچھا قاعدہ ہے کہ کسی کی روک ٹوک نہیں حاجی جی سے ملنے گیا تو اُن کے خادم نے کہا کہ ایک روپیہ دیگا تب ملاقات کراؤں گا۔ وہ بھی کوئی گنوار ہی تھا اُسنے کہا کہ مقصود تو کسی بزرگ کو دیکھنا ہے۔ ہم اور کسی کو دیکھ آئیں گے جہاں روپیہ نہ دینا پڑے چنانچہ وہ یہاں چلا آیا۔ گو بزرگی کا خیال تو غلط تھا مگر روپیہ خرچ نہ ہونے کا خیال صحیح تھا۔ دیکھئے یہ خرابیاں ہیں خاص بنانے میں۔

جامع عرض کرتا ہے کہ یہ سن کر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے خدام کو تو لوگ کچھ دیں تب بھی نہیں لیتے خود مانگنا تو کیسا۔ فرمایا اول تو ممانعت ہے دوسرے اُن کو شرم بھی آتی ہے کہ کام تو کرتے نہیں پھر کیا لیں۔

(۸) عرض کیا گیا کہ ہمت تو اصلاح نفس کی کی جاتی ہے مگر کامیابی نہیں ہوتی فرمایا وہ ہمت ہی نہیں ہوتی ہمت کی نیت ہوتی ہے ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب فرماتے ہیں خود ارشاد ہے کان سَعْیُھُم مَّشکُوراً ورنہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا کے خلاف ہوتا۔

(۹) فرمایا کہ یہ جو میں سختی کرتا ہوں بضرورت کرتا ہوں۔ کچھ اس میں میری خوشی تھوڑا ہی ہے۔ سچ کہتا ہوں بعض وقت تو جی یہاں تک بُرا ہوتا ہے کہ معافی مانگنے کا سخت تقاضہ قلب میں ہوتا ہے مگر دوسرے ہی کی مصلحت سے اس تقاضہ پر عمل نہیں کرتا۔ یہ نہیں ہے کہ میں متحمل نہ ہو سکتا ہوں۔ اگر کبھی اس اصلاح کے کام کو چھوڑ دوں گا تو

Marfat.com

انشاءاللہ تعالیٰ پھر متحمل ہو کر دکھلادوں گا۔ پھر تو ایسا صبر آجائے گا جیسے بریلویوں کے کفر کے فتووں پر جی کو سمجھالیا تھا۔ اُن لوگوں نے کیا کچھ نہیں کہا اور کتنے فتوے لگائے مگر کبھی جی بُرا نہیں ہوا میں آخر وہی تو ہوں۔ پھر کیا وجہ کہ وہاں تو مطلق تاثر نہیں اور یہاں اتنا تاثر بس وجہ یہی ہے کہ وہاں اپنے جی کو سمجھالیا تھا اور یہاں جی کو ابھی تک نہیں سمجھا سکا میں نے تو پہلے ایک دفعہ اصلاح کے باب میں ارادہ کرلیا تھا کہ کہاں کا جھگڑا ہے چھوڑو مگر احباب نے خود اصرار کیا اور میں نے بھی دیکھا کہ ابھی تو میں خدمت خلق کی کرسکتا ہوں ورنہ اصلاح کا طریق بہت بدل دیا تھا۔

ایک بار حضرت والا کسی سلسلۂ کلام میں یہ فرمارہے تھے کہ باطنی مقام سے محرومی اچھی بہ نسبت اس کے کہ خلاف شریعت ہونے کا اندیشہ ہو۔ سالک کو چاہئے کہ جو حالت قرآن وحدیث پر منطبق نہ ہو اس سے درگذر کرے۔ مثلاً ہم نے اعلیٰ درجہ کا دودھ برف ڈال کر رکھا لیکن شبہ ہوگیا کہ اس میں سے کچھ دودھ سانپ آکر پی گیا ہے تو اسلم یہ ہے کہ اُس دودھ ہی کو چھوڑدے۔ اھ

پھر ایک شیخ کا نام لے کر جو خیالات کو حالات سمجھتے تھے اور پریشانی کے عالم میں اپنی تسلی کیلئے حضرت والا کی خدمت میں حاضری کا قصد رکھتے تھے فرمایا کہ اگر وہ آئے تو اُن کے ذہن میں اسی کلیہ کو ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ شیخ مذکور نے پہلے ایک دوسرے اہل علم شیخ کو اپنے حالات پہونچائے تھے لیکن مؤخر الذکر نے کہا کہ ایسے الجھے ہوئے حالات کا حل تو بس تھانہ بھون ہی میں ہوسکتا ہے۔ اھ

(۱۰) فرمایا کہ ایک مولوی صاحب زمانۂ تحریکات میں مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آئے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ مجھ سے تنہائی میں گفتگو کریں۔ میں نے کہا کہ میں سب کے سامنے گفتگو کروں گا کیونکہ مجمع کے سامنے تو گفتگو کرنے میں آپ کو خطرہ ہے جس کے لئے آپ تیار نہیں اور تنہائی میں گفتگو کرنے میں مجھے خطرہ ہے کہ میں کبھی مشتبہ ہوجاؤں گا اور میں اس خطرہ کے لئے تیار نہیں بس اس ایک ہی بات میں وہ ختم ہوگئے۔

(۱۱) فرمایا کہ قنوج میں مجھے میرے نظام اوقات کے خلاف اصرار کرکے روکا گیا۔ میں نے کہا میں کس کے لئے تیار ہوں۔ ہفتہ دو ہفتہ مہینہ دو مہینہ سال دو سال جب تک چاہو مگر یہاں سے نہ جانے دوگے تو پھر عمر بھر کبھی یہاں نہ آؤں گا اسی طرح ایک رئیس صاحب نے اس ترکیب سے روکنا چاہا کہ گاڑی کا [illegible] میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پاؤں دئے ہیں میں پیدل چلا جاؤں گا۔ کہا [illegible] کہا کہ گاڑی نہ ملے گی وقت کم رہ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو دل سے چاہتا [illegible] میں نے کہا کہ میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ گاڑی نہ ملے تاکہ مجھے [illegible] مجھ کو اتنی تکلیف انتہائی بُری لگتی اور کبھی اور طرح بھی نہ کروں۔ فقط [illegible]

انموذج المکتوبات

تمہیدی نوٹ ۔ جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب دامت فیوضہم مدرس اول مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور نے جو ایک بہت بڑے عالم اور مقدس صاحب نسبت بزرگ ہیں اور حضرت والا کے مجازین خاص میں سے ہیں حضرت والا سے بہت ہی باقاعدہ طور پر تربیت باطن کے متعلق خط و کتابت کی تھی۔ عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا احقر نے صاحب ممدوح کے خطوط حاصل کر لئے تھے لیکن بوجہ اپنی لاابالی طبیعت کے وہ احقر کے پاس یوں ہی رکھے رہے جس میں یہ مصلحت خداوندی نکلی کہ وہ بہت اچھے موقع پر کام آ گئے یعنی بوجہ اسکے کہ میرے نزدیک وہ اس قابل ہیں کہ طالبین اُن کو اپنی اصلاح کرانے کیلئے نمونہ بنائیں اسلئے اُن کو لفظاً لفظاً مع حضرت والا کے جوابات کے بنام انموذج المکتوبات اشرف السوانح کا جزو قرار دینا مناسب سمجھا گیا اور حضرت والا نے اُس کا ایک نہایت موزوں لقب بھی مولانا ممدوح کے نام مبارک کی مناسبت نیز حقیقت کے بھی لحاظ سے "عبادۃ الرحمٰن" تجویز فرما دیا۔ چنانچہ اُن کو نقل کیا جاتا ہے۔ اُن کے سب مضامین غیر مطبوعہ ہیں بجز بعض قلیل اجزاء خاص کے جو تربیت السالک میں بھی منتشر طور پر شائع ہو چکے ہیں۔

عبادۃ الرحمٰن

(پہلا خط)

بمقدس خدمت حضرت حکیم الامۃ دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ احقر کا ارادہ حضرت اقدس کے سلسلہ میں داخل ہو کر ذکر اذکار کرنے کا حسب تجویز حضرت اقدس ہے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ بندہ کے مناسب حال جو حضرت تجویز فرماویں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اہتمام کے ساتھ عمل کروں گا۔ فقط بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ

۲۰ جمادی الاخریٰ [illegible]

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گو میں حضرات اہل کمال کی خدمت کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن تاہم خدمت سے عذر نہیں اور اصل خدمت مشورہ ہے اور ایک طرف سے اطلاع حالات کا اور دوسری طرف سے مشورہ کا سلسلہ اگر جاری رہے یہی داخل ہونا ہے سلسلہ میں والزائد علی ذلک اولٰی بالعدم اسی بنا پر اس وقت مبادی میں سے کچھ عرض کرتا ہوں ایک رسالہ قصد السبیل ہے جس میں دستور العمل عالم مشغول کا مشرح فرمایا ہے ۔

Marfat.com

	کتاب الاربعین غزالی رح یا اُس کا ترجمہ تبلیغ دین ملاحظہ فرما کر جو اعراض نفس میں معلوم ہوں اُنکی ایک فہرست تیار فرمالی جاوے۔ پھر ایک ایک کے متعلق مشورہ فرمایا جاوے مگر ہر خط کے ساتھ خط سابق بھی رکھدیا جاوے۔ اشرف علی
(دوسرا خط) بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب حکیم الامۃ دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حسب ارشاد سامی احقر نے دستور العمل عالم مشغول کا شروع کرلیا ہے یعنے تلاوت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول کی روزانہ پڑھتا ہوں اور تہجد کا بھی بحمد اللہ التزام ہے اور وظیفہ اسم ذات اللہ اللہ بھی روزانہ پڑھا کرتا ہوں حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات میں مشغول رکھے اور منکرات سے محفوظ رکھے	
وظیفہ اسم ذات کی مقدار قصد السبیل میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک ہے مگر بندہ کے زبانی عرض کرنے پر حضرت نے فرمایا تھا کہ پہلے چھ ہزار سے شروع کرلو بعد میں زیادتی کرلو۔ چنانچہ اس وقت چھ ہزار سے آٹھ ہزار تک روزانہ پڑھتا ہوں گو باوجود جہر اور ضرب کے خفیف ہونے کے کبھی سر میں گرانی ہوجاتی ہے اور قلب میں بھی درد سا محسوس ہوتا ہے اس کے متعلق جو ارشاد ہو اُس سے مطلع فرمایا جاوے اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا۔	جہر و ضرب تھوڑا کر دیجئے
بحمد اللہ معمولات سب کا اکثر حصہ شوق کے ساتھ ہوتا ہے۔	[illegible]
اور حسب ارشاد حضرت اقدس اعراض نفس کی ایک فہرست تبلیغ دین سے تیار کرلی ہے جو حضرت کے ملاحظہ کی غرض سے خدمت ہے جس میں ۱۹ اعراض نفس لکھے ہیں اُن میں پہلا مرض [illegible] ہے [illegible] اس کے متعلق [illegible]	

حال	تحقیق
غصہ کی حالت بحمد اللہ ایسی تو نہیں ہوتی کہ بحالت غضب نفس قابو میں نہ رہے۔ اور جنون جیسی حالت ہو جائے لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ غصہ کا اثر قلب پر زیادہ دیر تک رہتا ہے اور غصہ کی زیادتی کی وجہ سے بسا اوقات طبیعت کھانے پینے سے رک جاتی ہے اور نیند بھی کم ہو جاتی ہے اور قلب پر اضطراراً ایک قسم کی پریشانی ہو جاتی ہے۔ قلب کو اگر اس سے دوسری جانب متوجہ کیا جائے تو متوجہ نہیں کر سکتا اور غصہ کے بعد ندامت بہت جلد ہوتی ہے اور طبیعت اس کے لئے بیقرار ہوتی ہے کہ کسی طرح شخص جس پر غصہ ہوا جلد راضی ہو جائے اس کے راضی ہونے کے بعد قلب کی پریشانی اضطراری میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسکے متعلق جو ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔ حضرت اقدس سے صلاح نفس کی اور مرضیات الٰہیہ میں مشغول ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ فقط والسلام [illegible] خادم بندہ عبدالرحمن عفرلہ از مظاہر علوم سہارنپور	جس غصہ کے آثار معاصی ہوں وہ واجب العلاج ہے اور جو آثار یہاں تحریر فرمائے ہیں وہ معاصی نہیں لہذا واجب العلاج نہیں۔ البتہ چونکہ اس سے طبعی کلفت اور ضرر ہوتا ہے اس حیثیت سے اس کی تدبیر کرنا چاہئے۔ مگر یہ تدبیر بتلانا مصلح دین کا کام نہیں ہر تجربہ کار بتلا سکتا ہے سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ اس مغضوب علیہ کے پاس سے فوراً جدا ہو جاوے اور فوراً کسی ایسے شغل میں لگ جاوے جس سے فرحت ہو۔
(تیسرا خط) بخدمت بابرکت حضرت اقدس دامت فیضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد عرض آنکہ بفضلہ تعالیٰ و بدعائے حضرت سلمہ معمولات کو حسب ارشاد سامی پورا کرتا رہتا ہوں حضرت سے دعائے توفیق اعمال خیر کی استدعا ہے۔	دل سے دعا ہے۔
جس غصہ کے آثار ایسے امور غیر معاصی ہوں اس کے لئے حضرت اقدس نے جو علاج تحریر فرمایا اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرونگا۔	اللہ تعالیٰ نافع فرماوے۔
اور جس غصہ کے آثار معاصی ہوں ان آثار سے اور ان کے علاج سے بھی اگر متنبہ فرمایا جاوے تو بوقت اتفاقاً وقوع ایسے غصہ کے اس علاج پر عمل کرکے ان معاصی سے محفوظ رہ سکوں گا۔	ایسے غصہ کے وہ آثار اختیاری ہونگے کیونکہ معصیت کوئی غیر اختیاری نہیں۔ جب اختیاری ہیں تو ان سے کیا بھی خیال

Marfat.com

	اور اصل علاج یہی کف ہے لیکن اس کف کی اعانت کیلئے امور ذیل مفید ہیں ۱ معاصی پر جو وعید ہے اُس کا استحضار ۲ اپنے ذنوب وعیوب یاد کرکے یہ سوچنا کہ اگر اُن پر اللہ تعالیٰ مواخذہ فرمانے لگے تو کیا ہو اور یہ سوچنا کہ جس طرح میں اپنے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمادے اسی طرح مجھ کو چاہئے کہ اس شخص کو معاف کردوں اور ایک تدبیر مشترک وہی ہے جو پہلے عرض کی گئی ۔
حسد کے زوال کے لئے حضرت جو علاج تجویز فرمادیں اس سے مطلع فرمایا جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کروں گا فقط والسلام ۲۶ رجب ۴۷ھ　بندہ عبدالرحمن غفرلہ از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور	جب غصہ کے متعلق سب سوالات منقطع ہوجاویں گے اس وقت عرض کروں گا
(چوتھا خط) بخدمت بابرکت حضرت اقدس دامت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ معمولات حسب ارشاد سامی بجالاتا ہوں جتنے معمولات ہیں سب میں بحمد اللہ طبیعت لگتی ہے اور شوق وذوق سے ادا ہوتے ہیں ۔	مبارک ہو
بجز وظیفہ اسم ذات کے کہ اس میں پورا کرتے وقت طبیعت پر گرانی ہوتی ہے اور طبیعت کو جبر کرکے ادا کیا جاتا ہے ذوق سے ادا نہیں ہوتا اس میں کچھ حرج تو نہیں اگر کچھ حرج ہو تو وہ تسہیل کے بعد اس کے لئے کچھ علاج تجویز فرمایا جاوے ۔	[illegible]
غصہ کے متعلق احقر کو تو اب کچھ سوال نہیں اگر اس کے متعلق کچھ اور ضروری ہدایات ہوں تو ان سے مطلع فرمایا جاوے انشاء اللہ اس پر عمل کرتا رہوں گا ۔	انشاء اللہ تعالیٰ یہی تدبیر کافی ہیں

Marfat.com

حسد کے زوال کے لئے جو علاج حضرت سلمہ تجویز فرمادیں اس سے مطلع فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا حضرت سے دعائے توفیق اعمال خیر کی استدعا ہے فقط والسلام بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ۹/ شعبان سنہ ۴۰ھ	جس پر حسد ہوتا ہو اُس کے ساتھ احسان و اکرام کا معاملہ کرنا ایک مختصر اور مؤثر تدبیر ہے اُمید ہے کہ مفصل تدبیر کی حاجت نہ ہوگی ۔
(پانچواں خط) بخدمت بابرکت حضرت اقدس دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معمولات مجوزہ حضرت سلمہ بفضلہ تعالیٰ بجالاتا رہتا ہوں بجائے وظیفہ اسم ذات حسب ارشاد تہلیل کا شغل شروع کیا ہے اسکی مقدار حضرت سے دریافت نہ کرسکا اس خیال سے کہ شاید قصد السبیل میں اس کی مقدار لکھی ہوئی ہوگی۔ مگر قصد السبیل میں اس کی مقدار تحریر نہیں فرمائی گئی۔ اب تک تین ہزار اور چار ہزار کے درمیان درمیان تک پورا کرتا ہوں۔ اس کے متعلق حضرت کا جو ارشاد ہو اُس سے مطلع فرمایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی تعمیل کروں گا ۔	جس قدر سہولت سے علی الدوام ہوسکے
حسد کے زوال کا علاج جو حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا اگر کسی عارض سے اکرام و احسان اُس شخص سے جس پر حسد ہوتا ہو دشوار ہو مثلاً وہ شخص بالفعل پاس موجود نہ ہو بلکہ کہیں دور دراز مسافت پر ہو یا اُس سے تعارف نہ ہو یا ایسا عالی قدر ہو جس سے اکرام و احسان کرنے کی ہمت نہ ہو تو ایسی صورتیں کیا کیا جاوے۔	مجمع میں اُس کی خوبیاں بیان کیجا دیں ۔
حضرت سلمہ سے دعائے توفیق اعمال خیر اور حسن خاتمہ کی درخواست ہے ۔	دل سے دعا ہے
بندہ کے والد صاحب اور بھائی مدت سے علیل ہیں اُنکے صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے ۔ بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ سہارنپوری ۹ / رمضان سنہ ۴۰ھ	دل سے دعا ہے

Marfat.com

(چھٹا خط)

بعالیخدمت بابرکت حضرت اقدس حکیم الامت مولانا و مرشدنا ادام اللہ فیوضکم علی رؤسنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ الحمدللہ کہ حضرت کی دعا کی برکت سے معمولات حسب ارشاد سامی بجالاتا ہوں۔ حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت اس ناکارہ کے حق میں دعا فرمائیں کہ اعمال خیر کی توفیق اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ احقر کے اخلاق کی اصلاح فرمائے۔	السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ دل سے دعا ہے
حسد کے علاج کے متعلق حضرت والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر کاربند رہوں گا ریا کے دفع کے لئے کوئی علاج تجویز فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کرتا رہوں گا۔	سہولت وسہولت [illegible] علاج چند مواقع پر عمل میں آجانے کے بعد [illegible] اور کوئی [illegible] فرمائی جائے تاکہ اس علاج میں کوئی نئی بات پیش آوے اس کا بھی فیصلہ ساتھ ساتھ ہوجاوے۔
بسا اوقات ریا کے اندیشہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں اب کے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کر رہا تھا مگر ریا کے وساوس کی وجہ سے نہیں کر سکا۔	ایسا نہ کیا جاوے [illegible] اتنا کافی ہے کہ قصداً ریا نہ ہو اس سے زیادہ کا [illegible] مکلف نہیں۔
اگر ریا کی حقیقت کلیہ سے (جس کو بسہولت افراد پر منطبق کرسکوں) اور اُس کے مذموم ہونے کے مواقع سے (کہ شرعاً کہاں ریا مذموم ہے اور کہاں غیر مذموم اور کہاں زیادہ مذموم اور کہاں کم) مطلع فرمایا جاوے تو شاید اس قسم کے وساوس سے بچنے میں سہولت ہوگی۔ جو ارشاد ہوگا اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا فقط والسلام۔ احقر الانام بندہ عبدالرحمن عفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم	[illegible]

(ساتواں خط)

بمقام [illegible] حضرت اقدس [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ حضرت کی دعا کی برکت سے الحمد للہ تعالیٰ [illegible]	[illegible]

Marfat.com

حضرت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ استقامۃ فی الدین عطا فرمائیں اور اس ناکارہ کی اصلاح فرمائیں۔	دل سے دعائے برکت و استقامت کرتا ہوں۔
سب معمولات میں بحمد اللہ خوب جی لگتا ہے۔	مبارک
حسد کے علاج کے متعلق جو حضرت سلمہ نے ارشاد فرمایا اُس پر عمل شروع کر دیا ہے حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔	اللہ تعالیٰ سہل فرماوے
... ذات میں جو طبیعت نہیں لگتی تھی اور حضرت نے بجائے اُس کے تہلیل تجویز فرمادیا تھا بحمد اللہ حضرت کی توجہات سے تہلیل میں جی خوب لگتا ہے مگر ہزار بارہ سو سے زائد نہیں پڑھ سکتا۔	کافی ہے
احقر کی اصلاح کے لئے دعا فرمادیں فقط۔ والسلام بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۵۲ ھ	دل و جان سے دعا ہے اشرف علی

(آٹھواں خط)

بخدمت بابرکت حضرت اقدس حکیم الامت دامت فیضہم و برکاتہم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔	مولانا السلام علیکم و رحمۃ اللہ
حسد کے علاج کے متعلق جو حضرت والا کا ارشاد ہے اُس کے موافق عمل کر رہا ہوں ابتک کوئی نئی بات محسوس نہیں ہوئی۔	بس تو اب دوسرے خلق کی طرف توجہ فرمائی جاوے۔
حضرت سلمہ کی خدمت میں استقامۃ فی الدین اور اصلاح نفس کی دعا کی درخواست ہے	دل سے دعا ہے
معمولات حسب ارشاد سامی بجا لاتا ہوں مگر قلب کی قساوت جیسی تھی ابتک ویسی ہی ہے قلب کی حالت میں اب تک کچھ تغیر نہیں ہوا۔	ایک تاثر طبعی ہے ایک تاثر عقلی یا اعتقادی و عملی۔ اول کا فقدان قساوت نہیں ثانی کا فقدان قساوت ہے۔ بس یہ معیار ہے۔
مگر بندہ کو جو حضرت سلمہ کی توجہات کی برکات سے تھوڑا بہت اللہ کے نام لینے اور ذکر کرنے کی توفیق ہوئی احقر صرف اس کو بھی از بس غنیمت سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا احسان سمجھتا ہے اگر اتنا ہی کافی ہے تو فبہا ورنہ حضرت والا جو ارشاد فرمائیں گے	مواظبت علی الاعمال سے خود ترقی ہو جاوے گی

اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرونگا فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ازسہارنپور ۲۲؍ ذوالحجہ ۴۷ھ	دل سے دعا ہے ۔ اشرف علی

(نواں خط)

بخدمت اقدس مکرم محترم سیدنا و مرشدنا حضرت حکیم الامۃ ادام اللہ فیوضکم ودامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بمعمولات فرمودہ حضرت بحمداللہ بجالاتا رہتا ہوں۔ دعائے ترقی وتوفیق اعمال خیر کا خواستگار ہوں ۔	مکرمی دام فیضہم السلام علیکم بارک اللہ تعالیٰ فی اعمالکم واحوالکم۔
نیز اس کے لئے بھی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ کے ساتھ تعلق ومحبت زیادہ کرے۔ اور اس زیادتی تعلق کے لئے بھی کوئی علاج تجویز فرماویں ۔	جو محبت مطلوب ہے وہ بالیقین اس سے زائد حاصل ہے اور جس کی تمنا ہے وہ مطلوب نہیں ۔ یہ مسئلہ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ کی فرع ہے ۔
چونکہ اہل اللہ کے ساتھ تعلق ومحبت بھی نجات کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس لئے اس کے متعلق دعا کی درخواست حضرت سلمہ سے کی گئی ۔	بقا کی دعا کرتا ہوں ۔
دفع ریا کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ارشاد ہوگا اُس پر عمل کروں گا ۔ بسا اوقات اندیشۂ ریا کی وجہ سے عمل بھی چھوڑ دیتا ہوں اور بہت سے اعمال میں ریا کے وساوس پیش آتے ہیں خصوصاً جہر میں ۔ اگر ریا کی حقیقت کلیہ سے (جس کو بسہولت افراد پر منطبق کرسکیں) اور اس کے مذموم ہونے کے مواقع سے (کہ شرعاً کہاں مذموم ہے اور کہاں زیادہ مذموم) مطلع فرمایا جائے تو شاید اس قسم کے وساوس سے بچنے میں سہولت ہو فقط والسلام ۔ احقر الخدام بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ازسہارنپور ۲۶؍ محرم ۴۸ھ	ریا کی حقیقت یہ ہے کہ دینی کام کرنا غرض دنیوی کے لئے گو وہ غرض مباح ہو یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کیلئے [illegible] غرض ہونے کے معنے یہ ہیں کہ قصد [illegible] سے اسی غرض کا [illegible] اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ریا فعل اختیاری ہے [illegible] سے ہوگا پس اگر [illegible] قلب [illegible] [illegible] [illegible] ریا نہیں [illegible] مواخذہ ہوتا ہے ۔

Marfat.com

	امید ہے کہ اب سب اشکالات رفع ہوگئے ہوں گے۔ والسلام اشرف علی
(دسواں خط) بخدمت بابرکت مخدوم محترم مرشدی و مولائی حضرت حکیم الامۃ افاض اللہ علینا من فیوضکم و برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ معمولات مجوزہ حضرت اقدس ادا کرتا رہتا ہوں۔ حضرت سلمہ سے توفیق اعمال خیر اور اجتناب عن المعاصی کی دعا کی درخواست ہے۔ مرض ریا کے متعلق حضرت نے جو ارشاد فرمایا اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت سے وساوس اور اشکالات رفع ہوگئے۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض سے بالکل نجات عنایت فرماویں۔	دل سے دعا کرتا ہوں
البتہ ریا کے مفہوم کے دوسرے جزو میں تردد ہے (یعنی یا دنیا کا کام کرنا غرض غیر مباح کیلئے) اس کا دخول ریا شرعی میں سمجھ میں نہیں آیا اس کو اگر کسی خاص مثال سے واضح فرمایا جائے تو شاید تردد رفع ہو جائے۔	جیسے بڑے پیمانہ پر خرچ کرنا شہرت نمائش کے لئے۔
اور تردد کا سبب یہ ہے کہ پہلے سے ذہن میں چونکہ یہ امر راسخ ہوا ہے کہ ریا شرعی یہ ہے دین کا کوئی کام کسی غرض دنیوی مباح یا غیر مباح کے لئے کرنا تو شرعاً غیر مشروع ہے صرف بوجہ ریا ہونے کے سو دنیا کا کوئی کام جو فی نفسہ مباح ہو اگر غرض غیر مباح کے لئے کیا جائے تو اس کا غیر مشروع ہونا بوجہ ریا ہونے کے نہ ہوگا بلکہ بوجہ اس غرض غیر مباح کے ہوگا جس کے ساتھ سب وہ مباحات شریک ہیں جو مفضی الی القبائح ہوں امید ہے کہ اطمینان کے لئے اسکے متعلق چند حروف حضرت سلمہ تحریر فرماویں گے فقط والسلام ۳ر صفر ۳۴۳ھ خادم بندہ عبدالرحمن غفرلہ	وہ غرض غیر مباح ریا ہی تو ہے کما فی المثال المذکور وعلی سبیل التنزل اگر وہ ریا لغوی ہو ریا شرعی نہ ہو تب بھی مقصود کو کچھ مضر نہیں کیونکہ مقصود تو اس کا معصیت واجبۃ التحرز ہونا ہے خواہ اس کا نام اصطلاح میں ریا ہو یا نہ ہو۔

(گیارھواں خط)

بخدمت اقدس المحترم المطاع مرشدی و مولائی دامت فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ معمولات حسب ارشاد سامی عموماً پورے ہوجاتے ہیں۔	السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ الحمد للہ
حضرت سلمہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ استقامۃ علی الشرع کی توفیق عطا فرمائیں اور بندہ کے اخلاق کی اصلاح فرمادیں۔	دل سے دعا ہے
حضرت کے ارشاد سے ریاء کے مفہوم میں جو شبہ تھا وہ رفع ہوگیا دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ریاء سے بچائے اور اس مرض کو زائل فرمادیں۔ علاج جو حضرت سلمہ نے تجویز فرمایا ہے وہ کافی شافی ہے اُس کے ساتھ اگر کچھ اور معین بھی ارشاد فرمایا جائے تو بچنے میں اور زیادہ سہولت ہوگی۔	ان اللّٰه ینظر الی قلوبکم کا استحضار۔ اس سے غیرت آوے گی کہ اللہ تعالیٰ قلب میں غیر مرضی خیال دیکھیں۔
بندہ کے اخلاق بہت ہی ناشائستہ ہیں اخلاق کی اصلاح کے لئے دعا فرمادیں فقط والسلام۔ بندہ احقر الخدام عبد الرحمٰن غفرلہ ۲۳ صفر ۴۳ھ	یہی خیال انشاء اللہ تعالیٰ اصلاح کی علتِ تامہ کے مشل ہے۔

(بارھواں خط)

بخدمت اقدس مخدوم محترم مرشدی و مولائی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت سلمہ کی دعا سے اشغال کا سلسلہ حسب ارشاد سامی جاری ہے۔	مولانا السلام علیکم و رحمۃ [illegible] برکاتہ بارک اللہ تعالیٰ فیہ [illegible]
حضرت والا سے دعاء اصلاح النفس استقامت فی الدین وحسن خاتمہ کی درخواست ہے۔	بدل و جان دعا [illegible]
ریاء کے متعلق حضرت اقدس کے ارشاد کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ عمل [illegible] کے متعلق اگر کچھ اور مزید ضروری ہدایات ہوں تو اُن سے مطلع فرمایا جائے۔	[illegible]
مرض کبر کے دفع کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ	[illegible]

Marfat.com

اُس پر کاربند رہوں گا ۔	وسوف یأتی ۔
نیز کبر کی حقیقت سے بھی متنبہ فرمایا جائے تاکہ انطباق علی الافراد میں سہولت ہو ۔	کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ اس کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ علاج یہ سمجھنا اگر غیر اختیاری ہے اس پر ملامت نہیں بشرطیکہ اس کے مقتضا پر عمل نہ ہو یعنی زبان سے اپنی تفضیل دوسرے کی تنقیص نہ کرے دوسرے کے ساتھ برتاؤ تحقیر کا نہ کرے ۔ اور اگر قصداً ایسا سمجھتا ہے یا سمجھنا تو بلا قصد ہے لیکن اُسکے مقتضائے مذکور پر بقصد عمل کرتا ہے تو مرتکب کبر کا اور مستحق ملامت و عقوبت ہے اور اگر زبان سے اُس کی مدح و ثنا کرے اور برتاؤ میں اُس کی تعظیم تو اعون فی العلاج ہے ۔
نیز اس سے آگاہ فرمایا جائے کہ کبر میں اور تکبر و حب جاہ و رعونت و شہرت میں کیا فرق ہے فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ۳؍ ربیع الثانی ۴۷ھ	عباراتنا شتیٰ وحسنک واحد وکلٌ معتد بہ فرق نہیں ۔ اشرف علی

(تیرھواں خط)

بحضرت اقدس حکیم الامۃ مرشدنا و مخدومنا دامت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ ۔ الحمد للہ کہ حضرت کی توجہ سے معمولات مجوزہ حتی الوسع بلاناغہ پورے کرتا ہوں ۔	السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بارک اللہ تعالیٰ ۔
حضرت اقدس سے دعائے استقامت و حسن خاتمہ کی استدعا ہے ۔	دل سے ۔
کبر کے متعلق جو کچھ حضرت والا نے ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آگیا دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کی توفیق فرمائیں ۔	آمین
اگر طبیعت میں صرف اپنے کو بڑا سمجھنا (ہو)	یہ عجب ہے جو حرمت میں مثل کبر کے

یا صرف دوسرے کو حقیر و ذلیل سمجھنا (جو کسی اپنے کمال کی وجہ سے ہو) اُس کو بھی شرعاً کبر کہا جاوے گا یا نہیں اور اُسپر مواخذہ ہوگا یا نہیں۔	کبر میں اصل یہی ہے۔
اور اس کا شرعاً کوئی خاص نام ہے یا نہیں۔	اوّل عجب۔ ثانی کبر۔
ریا کے متعلق اگر کوئی مزید ضروری ہدایت حضرت کے خیال مبارک میں ہو (مطلع فرمایا جاوے)	اسوقت تو کچھ ذہن میں نہیں۔
نیز کبر سے اجتناب کیلئے کوئی معین ہو تو مطلع فرمایا جائے۔	اپنے عیوب کا استحضار دوسرے کے کمالات کا استحضار۔
بندہ کے والد صاحب کا ربیع الاول میں انتقال ہو گیا جسکی وجہ سے احقر کو ایک ماہ کے لئے وطن جانا پڑا تھا دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ جناب والد صاحب کی مغفرت فرمائے۔ ۱۵ ربیع الثانی [illegible]	اللھم اغفر لہ اللھم ارحمہ
بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ	اشرف علی

(چودھواں خط)

حضرت اقدس محترم و مخدوم بزرگان دامت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔	مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ کہ معمولات تجویز حضرت والا حتی الوسع بجا لاتا ہوں حضرت والا سے دعائے استقامت و حسن خاتمہ کی استدعا ہے۔	دل سے دعا ہے۔
نیز اس کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے اخلاق ردیہ اور امراض باطنہ کی اصلاح فرمائے اپنے برے اخلاق اور امراض کی طرف کبھی کبھی خیال کے بعد بہت پریشانی ہوتی ہے کہ اتنی عمر گذر گئی اور اخلاق و اعمال میں کچھ بھی صلاحیت نہیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی حالت پر رحم فرمائے۔	آمین۔
عزت و شہرت و جاہ و نخوت و تکبر کا سبب اگر ایک ہی ہو تو [illegible] سے اُس کو ظاہر فرمایا جاوے اور جداگانہ اگر آپس میں تفاوت ہو تو عزت کے لئے علاج [illegible] مطلع فرمایا جائے اور اگر سب [illegible] علاج	[illegible] حقیقت سب [illegible] جب عجب و کبر کے علاج [illegible] علاج ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تجویز فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر کاربند رہوں گا ۔	
وظیفہ اسم ذات کیلئے چونکہ دوسرا کوئی وقت تخلیہ اور فراغت کا نہیں ملتا اسلئے اس کے واسطے بندہ نے تہجد کے بعد نماز صبح تک کا وقت مقرر کر رکھا ہے صلوٰۃ تہجد تو بحمد اللہ اطمینان سے ادا ہوجاتی ہے مگر وظیفہ اسم ذات میں اکثر نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے وظیفہ با اطمینان نہیں ہوتا اس کے متعلق حضرت سلمہ کا جو ارشاد ہو اُس سے مطلع فرمایا جائے ۔ فقط والسلام ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ احقر الخدام بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ	جس قدر آسانی ہو کافی ہے ۔ اشرف علی

(پندرھواں خط)

بخدمت بابرکت مخدوم محترم حضرت اقدس ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ الحمد للہ کہ حضرت والا کی توجہات سے معمولات تجویزہ حضرت اقدس بجالاتا رہتا ہوں حضرت سے استدعا ہے کہ بندہ کے علاج اور استقامت فی الدین اور حسن خاتمہ کے لئے دعا فرماویں ۔ کبر اور نخوت کیلئے جو علاج حضرت نے تحریر فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر کاربند رہوں گا ۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں اور ہر قسم کے امراض کی اصلاح فرمائے ۔ حب مال اور بخل کیلئے علاج تحریر فرمایا جائے جس پر عمل کرنے سے بخل کا ازالہ ہوجائے انشاء اللہ تعالیٰ حسب ارشاد حضرت سلمہ اُس پر کاربند رہوں گا ۔ اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ بخل اور حب مال کے جمیع افراد شرعاً مذموم ہیں یا اس میں کچھ تفصیل ہے ۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ خادم بندہ عبد الرحمٰن عفی عنہ لہ از سہارنپور	حب مال اگر طبعاً ہو مگر اُس کے مقتضا کہ کسب حرام و امساک عن الواجب ہے عمل معصیت نہیں اور اگر عقلاً ہو کہ مقتضا پر عمل ہو معصیت ہے ۔ اور مقتضا پر عمل چونکہ اختیاری ہے تو اس کی ضد اختیاری ہے ۔ ضد پر بتکلف عمل کرنا بار عمل کرنا اُس داعیہ کو ضعیف کردیتا ہے اور یہی علاج ہے ۔

Marfat.com

(سولھواں خط)

بخدمت مخدوم محترم بندگان دامت الطافکم وعمت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ۔ معمولات فرمودہ حضرت اقدس بحمدہ تعالیٰ حتی الوسع حضرت کی دعا سے پورا کرتا ہوں حضرت سلمہ سے دعا کا خواستگار رہوں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اصلاح فرمائیں اور اپنی مرضیات میں مشغول رکھیں۔ بندہ کے اخلاق بہت ہی خراب اور نادرست ہیں اخلاق کی درستگی کے لئے بھی دعا فرماویں بخل کیلئے جو علاج حضرت اقدس نے تجویز فرمایا ہے اُس پر انشاء اللہ عمل کرونگا بسا اوقات عمل انفاق میں طبیعت پر انفاق گراں ہوتا ہے ایسی صورت میں اگر انفاق کیا جائے تو ثواب نہیں ہوتا کیونکہ خلوص نہیں ہوتا اور اگر انفاق نہ کیا جائے تو بخل ہے اس کے لئے حضرت سلمہ کچھ تحریر فرمائیں تاکہ اطمینان ہو جائے فقط والسلام۔ خادم بندہ عبدالرحمن عفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۲۴ ر جمادی الاخری ۱۳۴۰ھ	بشاشت وخلوص میں تلازم نہیں بشاشت نہیں ہوتی خلوص ہوتا ہے اس لئے انفاق کرنا چاہئے ۔

(سترواں خط)

بخدمت گرامی مخدوم محترم بندگان حضرت اقدس دامت افضالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ معمولات فرمودہ حضرت اقدس اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت سلمہ کی دعا سے ادا کرتا ہوں اور بحمد اللہ سب معمولات میں خوب جی لگتا ہے سب اوراد شوق سے ہوتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور حضرت سلمہ کی توجہات کی برکت ہے ۔	مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کی اصلاح فرمائے اور اعمال خیر کی توفیق مرحمت فرمائے اور ... فائز فرمایا جائے ۔	
بخل کے ... جو علاج حضرت اقدس نے تجویز فرمایا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرتا رہوں گا ۔	... تعالیٰ ... فرمائیں

دنیا کی محبت کے ازالہ کے لئے حضرت سلمہ کچھ علاج مرحمت فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر کاربند رہوں گا۔	محبت جو بدرجہ میلان ہے وہ ذمیمہ نہیں اور جو اس میلان کے مقتضا پر عمل ہو اگر وہ عمل مباح ہے تو اُس میں صرف انہماک مذموم نہیں اور اگر غیر مباح ہے تو نفس عمل ہی مذموم ہے اور انہماک اور عمل دونوں اختیاری ہیں پس ان دونوں کی مخالفت بار بار کرنا اُس میلان کو مضمحل کر دیتا ہے یہی علاج ہے۔
نیز دفع بخل کے لئے اگر کچھ اور معین ہو تو اُس سے بھی مطلع فرمایا جاوے۔ فقط والسلام احقر الخدام بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۱۶ رجب سنہ ۴۰ھ	مراقبہ دائم استحضار فنائے مال کا اور بقائے اجر انفاق کا۔

(اٹھارواں خط)

بخدمت گرامی مخدوم محترم بندگان سیدی و مرشدی حضرت اقدس حکیم الامۃ دامت برکاتہم و عمت فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضرت سلمہ کی دعا سے معمولات فرمودہ حضرت بجالاتا ہوں اور معمولات کا اکثر حصہ نشاط اور دل بستگی سے ہوتا ہے تہلیل فرمودہ حضرت اقدس ایک ہزار تک اور کبھی کچھ زائد پڑھتا ہوں نصف کے قریب بعد نماز مغرب اور بقیہ حصہ بعد صلوٰۃ تہجد اذکار میں جی لگتا ہے مگر اذکار سے قلب کی حالت میں کچھ تغیر نہیں جس سے شوق و محبت میں اضافہ ہوا قلب میں کچھ رقت پیدا ہو گئی ہو اگر یہ غیر محمود ہے تو اسکے لئے علاج تحریر فرمایا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کرونگا۔	بالکل غیر محمود نہیں مقصود اصلی اجر و رضا ہے یہ چیزیں زائد علی المقصود ہیں ان کا فقدان ذرہ برابر موجب قلق نہیں۔
حضرت بندہ کی حالت بہت ہی گندی ہے نہ اعمال اچھے نہ اخلاق درست۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی حالت درست فرمائے اور بندہ کی حالت پریشان پر رحم فرمائے۔	انشاء اللہ تعالیٰ کام کرتے کرتے سب درستی ہو جاوے گی۔
حب دنیا کے علاج میں جو حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر عمل مباح ہے تو اُس میں انہماک مذموم ہے۔ انہماک کا مفہوم شرعی	کسی فعل مباح کا خاص اہتمام کرنا وقت کا معتدبہ حصہ اُس میں صرف ہو

Marfat.com

تحریر فرمایا جائے کہ کسی عمل میں اعتدال کہاں تک ہوتا ہے اور انہماک کا درجہ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔	ایسی رقم خرچ ہو جس کے خرچ کے بعد فرض یا حقوق واجبہ میں تنگی ہو جاوے یا قلب اس میں مشغول ہو کر آخرت سے غافل ہو جاوے یہ انہماک ہے۔
اور عمل مباح وغیر مباح کو اگر چند امثلہ سے واضح فرمایا جائے تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔	مباح جیسے اکل و شرب ولبس وغیرہا غیر مباح جیسے معاصی۔
نیز دفع حب دنیا کے علاج میں اگر اور کچھ معین ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے فقط والسلام۔ بندہ عبدالرحمٰن عفی عنہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۸ رشعبان سنہ [illegible]	تذکیر موت بکثرت۔

(انیسواں خط)

بخدمت حضرت اقدس مخدوم محترم بندگان ادام اللہ الطافکم وعم فیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشادات احقر کے معروضات کے جواب میں تحریر فرمائے اُن سے بے حد اطمینان ہوا حالت نا امید سے دل باامید ہوگئی اللہ تعالیٰ حضرت کی ذات گرامی کو ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے اور جناب کے فیوض سے ہمیشہ ہم جیسے ناکارہ خلائق کو مستفیض فرماتے رہیں۔	مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حب دنیا کے علاج میں جو کچھ ارشاد حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کرتا رہوں گا۔	اللہ تعالیٰ مدد فرماویں۔
حضرت دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ سبحانہ [illegible] کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں اور اس ناکارہ کے اخلاق واعمال کو درست کردیں۔	آمین
حصول توکل علی اللہ کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے قلب میں مادہ توکل بالکل نہیں۔ اسباب پر نظر زیادہ رہتی ہے اسباب کے فوت ہونے سے پریشانی ہوتی ہے اور افسوس ہوتا ہے قلب میں گویا اسباب ہی پر بھروسہ رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو بھی حضرت کے فیض [illegible]	[illegible] بالاسباب [illegible]

خاصہ سے مستفیض فرمائے فقط والسلام - ۱۳ شعبان ۴۸ھ خادم بندہ عبدالرحمٰن عفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم -	نے سال بھر کا ذخیرہ کر کے اس کو سنت کر دیا -

(بیسواں خط)

مخدوم محترم مکرم سیدی و مرشدی جناب حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیوضکم و برکاتکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ - الحمدللہ کہ معمولات فرمودہ حضرت سلمہ اکثر اوقات میں پورے ہو جاتے ہیں حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ خیرات کی توفیق مرحمت فرمائے اور بندہ کے اخلاق درست کر دے -	یہ درجہ مستحب ہے، واجب نہیں اول تمام اخلاق واجبہ سے فراغت کر لی جاوے پھر مستحبات کا سلسلہ شروع ہونے کا وقت ہوگا اُس وقت معلوم ہوگا کہ اُن کا زیادہ حصہ تو واجبات کی ساتھ ہی ساتھ حاصل ہو گیا اور بہت کم حصہ باقی رہ جائے گا جو ادنیٰ اہتمام سے راسخ ہو جائیگا اُس وقت صرف اس حصہ کا طریق عرض کر دیا جائے گا -
حصول توکل کیلئے حضرت سلمہ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا - اسلئے گزارش خدمت اقدس ہے کہ حصول توکل کیلئے علاج تحریر فرمائے نیز اس کے لئے بھی علاج تحریر فرمایا جاوے کہ اسباب پر زیادہ نظر نہ ہو فقط والسلام ، ۷ شوال ۴۸ھ خادم بندہ عبدالرحمٰن عفرلہ از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور -	

(اکیسواں خط)

بخدمت بابرکت مخدوم و محترم بندگان سیدنا و مرشدنا حضرت اقدس ادام اللہ الطافکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ الحمدللہ کہ حضرت سلمہ کی دعا کی برکت سے معمولات فرمودہ حضرت بجا لاتا ہوں حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کی اصلاح فرمائے اور ہمیشہ اپنی مرضیات میں مشغول رکھے اور حسن خاتمہ سے فائز فرمائے توکل کے بارہ میں جو حضرت سلمہ نے تحریر فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر عمل کرونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اخلاق واجبہ سے فراغت کے بعد اس کو عرض کروں گا -	
اللہ تعالیٰ کے خوف کے حصول کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے - خدا کا خوف قلب میں نہیں جس کی وجہ سے بہت سے شرعی امور میں کوتاہی ہوتی ہے - امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے حصول کیلئے	خوف کی تفسیر تحریر فرمایئے -

Marfat.com

علاج تحریر فرمائیں گے جس سے ادائے واجبات میں کوتاہی نہ ہو فقط والسلام ۱۱ ذیقعدہ ۵۰ھ احقر بندہ عبد الرحمن عفرلہ

(بائیسواں خط)

بخدمت بابرکت مخدوم محترم مرشدی و مولائی سیدی وسندی

حضرت اقدس ادام اللہ فیضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ الحمد للہ کہ معمولات مجوزہ حضرت حتی الوسع بجالاتا ہوں حضرت سلمہ سے صلاح نفس اور فلاح دارین کے دعا کی درخواست ہے ۔ خوف کی تفسیر جو احقر کے ناقص ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا قلب میں ایسا اثر ہو جس سے ادائے فرائض میں کوتاہی نہ ہو اور ارتکاب معاصی پر قلب کو بلا خوف لومۃ لائم کسی طرح جرات نہ ہو ۔	یہ اثر اختیاری ہے یا غیر اختیاری ہے یا بلفظ دیگر مامور بہ ہے یا غیر مامور بہ ظاہر ہے کہ خوف مامور بہ ہے اور مامور بہ کا اختیاری ہونا لازم ہے تو کیا اس کی تفسیر مفہوم غیر اختیاری و غیر مامور بہ سے ہو سکتی ہے ۔
جو مصداق ہو اللھم اقسم لنا من خشیتك ما تحول به بیننا وبین معاصیك	کیا اس حیلولہ کے لئے تعدد تکرار شرط ہے یا نہیں ۔
اس قسم کے خوف سے احقر بالکل عاری ہے بہت سے جزئی میں معمولی سی بات کی وجہ سے فرائض تک ترک ہو جاتے ہیں اور نفس تاویلات گھڑنی شروع کر دیتا ہے مثلاً گاڑی کے سفر میں اگر ہجوم ہو اور اترنے میں تکلیف ہو تو نفس تاویلات اور حیل کا دروازہ کھول دیتا ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے ایسے ہی کہیں امر بالمعروف کا ضروری موقع ہو اور مخالفین کا غلبہ ہو تو نفس تاویل کر کے امر بالمعروف کو ترک کر دیتا ہے بعض جگہ صلوٰۃ جمعہ کی شرائط موجود نہیں ہوتیں اور معمولی اندیشہ ضرر کا یا نفع منفعت کا ہوتا ہے نفس تاویل کر کے جمعہ کی نماز پڑھا ہی دیتا ہے علیٰ ہذا القیاس اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمایا جاوے جس سے ان شرعی امور میں کوتاہی نہ ہو فقط والسلام [illegible] ذیقعدہ [illegible] احقر عبد الرحمن عفا اللہ [illegible] [illegible] ظاہر ہو ۔	[illegible]

(تیئیسواں خط)

بخدمت بابرکت مخدومی و محترمی مرشدی و مولائی حضرت اقدس حکیم الامۃ دامت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت سلمہ سے استدعا ہے کہ احقر کی اصلاح کیلئے اور حسن خاتمہ کے لئے دعا فرماویں۔

مکرمی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دل سے دعا ہے۔

واقعی یہ اثر جو احقر نے خوف کی تفسیر میں لکھا ہے غیر اختیاری ہے اور اس سے خوف کی تفسیر جو اختیاری ہے صحیح نہیں یہ بندہ کی غلطی ہے مگر اس کے سوا کوئی ایسا مفہوم معلوم نہیں جو خوف کی تفسیر ہو اور جامع مانع ہو کر اختیاری بھی ہو اس لئے حضرت اقدس سلمہ سے استدعا ہے کہ حضرت ہی اس کی تفسیر بھی بتلادیں اور علاج بھی ارشاد فرمادیں تا تو معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے ثمرات قلب میں نہیں ہیں جس سے خوف کا سلب معلوم ہوتا ہے۔ اللھم اقسم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا و بین معاصیک میں حیلولۃ کے لئے قصد و اختیار شرط ہے۔ اُمید ہے کہ حضرت علاج تجویز فرمائیں گے فقط والسلام ۲۵ ذوالقعدہ ۴۸ھ بندہ احقر عبدالرحمن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔

احتمال المکروہ من العتاب والعقاب اصل ہے خوف کا اور اس کا استحضار اختیاری ہے اسی طرح اس کے تقاضا پر عمل کرنا یعنی کف عن المعاصی اختیاری ہے اس کف میں اولاً تکلف ہوتا ہے مگر اس کے تکرار سے تکلف کم ہو کر عادت ہو جاتی ہے پھر اس کا ملکہ ہو جاتا ہے کہ کف عن المعصیۃ سہل ہو جاتا ہے امید ہے کہ اس سے بقیہ سوالات کا جواب بھی حاصل ہو جاوے گا

اشرف علی

(چوبیسواں خط)

بخدمت بابرکت حضرت اقدس مخدوم محترم بندگان سیدی و مرشدی جناب حضرت حکیم الامت فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ معمولات فرمودہ حضرت اقدس اکثر اوقات بجالاتا ہوں۔ حضرت اقدس دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ شانہ اس ناکارہ خلائق کی اصلاح فرماوے۔

حق تعالیٰ کے خوف کے متعلق جو حضرت سلمہ نے ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آگیا۔ خداوند تعالیٰ کا خوف چونکہ قلب میں بالکل نہیں اور قلب میں ضعف اور جبن بھی زیادہ ہے اسلئے حضرت سلمہ کچھ متیں

کیا قلب میں یہ احتمال بھی نہیں کہ شاید معاصی پر عقاب یا عتاب ہونے لگے چونکہ یہ احتمال ضرور ہر مومن کے قلب میں ہے اسلئے خوف حاصل ہے۔ اسی احتمال کا استحضا

درخواست ہے کہ حضرت سلمہ اس کے متعلق احقر کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کا کچھ حصہ احقر کو بھی مرحمت فرمائے اور قلب میں خوف الٰہی کے پیدا ہونے کی جو تدابیر ہوں ان سے بھی مطلع فرمایا جاوے۔	اور کف عن المعاصی بالاستمرار یہ خوف کو ملکہ بنا دیتی ہیں۔
سفر میں تو عموماً اور حضر میں کبھی کبھی معمولات کل یا بعض ناغہ ہو جاتے ہیں ان کی قضا کیسے کروں فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۲ محرم ۴۹ھ	تھوڑی مقدار میں کر لیا کیجئے۔

(پچیسواں خط)

بخدمت بابرکت مخدوم محترم سیدی ومرشدی جناب حضرت حکیم الامۃ دامت الطافکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ معمولات فرمودہ حضرت سلمہ حتی الوسع التزام سے بجالاتا ہوں حضرت کی خدمت میں درخواست ہے کہ احقر کی اصلاح وفلاح کیلئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کے متعلق جو کچھ ارشاد حضرت اقدس نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کروں گا۔ احقر کے حق میں حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنا خوف قلب میں پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کے پیدا ہونے کیلئے اگر کچھ معین ہو اس کو بھی تحریر فرمایا جاوے۔	وہی استحضار وکف عن المعاصی بالاستمرار اس میں معین ہے۔
قلب میں صبر کے پیدا ہونے کے لئے علاج ارشاد فرماویں۔ اور اس کی حقیقت شرعیہ سے بھی مطلع فرمایا جاوے۔ مصائب اور تکالیف اور ایذاء پر قلب کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور بے چینی اور پریشانی ہوتی ہے۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس کے لئے علاج تحریر فرمائیں گے فقط والسلام خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور ۲۴ محرم ۴۹ھ	[illegible]

(چھبیسواں خط)

بگرامی خدمت مخدوم محترم سیدی و مرشدی حضرت اقدس حکیم الامۃ دامت فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔	السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
الحمد للہ کہ حضرت سلمہٗ کی دعا سے معمولات مجوزہ حضرت اکثر اوقات میں بجالاتا رہتا ہوں۔	بارک اللہ تعالیٰ فیہا
حضرت اقدس دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ شانہ بندہ کی اصلاح فرمائیں اور ہمیشہ اپنی مرضیات میں مشغول رکھیں۔	آمین۔
صبر کے پیدا ہونے کے لئے علاج تحریر فرمایا جائے مصائب کا تحمل قلب پر بہت ہی گراں ہوتا ہے بلکہ کوئی بات خلاف طبع پیش آجائے اُس سے قلب میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور قلب میں اُس کی وجہ سے طرح طرح کے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ اُمید ہے کہ حضرت اقدس اس کیلئے علاج مرحمت فرمائیں گے۔	نہ سبب مذموم ہے نہ مسبب دونوں غیر اختیاری ہیں ولا یذم مالا اختیار فیہ۔ اس لئے ضرورت معالجہ کی نہیں البتہ حدود شرعیہ سے بالاختیار تجاوز کرنا یہ مذموم ہے اور بے صبری اسی کا نام ہے۔
اور اُس کی حقیقت شرعیہ سے بھی مطلع فرمائیں گے فقط والسلام ۶ ربیع الاول ۴۹ھ بندہ عبدالرحمن غفرلہٗ از سہارنپور	حبس النفس علی ما تکرہ مما یکرہ شرعاً۔

(ستائیسواں خط)

بخدمت اقدس مخدوم محترم سیدی و مرشدی دامت فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضرت کی دعا سے معمولات بجالاتا ہوں حضرت سلمہ سے دعائے استقامت و حسن خاتمہ کی استدعا ہے۔ بے چینی اور یہی اضطراب گو شرعاً مذموم نہیں مگر نفس کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔	اس تکلیف کا معالجہ فن کی غرض سے خارج ہے۔
اور بسا اوقات اس کی وجہ سے دینی امور فرائض و واجبات میں خلل واقع ہونے لگتا ہے۔	خلل غیر اختیاری یا اختیاری۔
حضرت سلمہ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمادیں کہ اطمینان ہو جائے۔	میں اوپر عرض کر چکا۔
نیز جو مصیبت قلب پر عادۃً شاق ہوتی ہے جیسے والدین یا اولاد کا انتقال اگر کسی کو بوجہ قساوت کے ایسے مصائب پر کچھ گرانی	یہ عزم رکھنا کہ اگر مصیبت پر قلق ہو

Marfat.com

قلب پر نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ اُس کو تکلیف ہوگی اور نہ صبر نہ اُس پر ثواب ایسی صورت میں تحصیل ثواب کی کیا صورت ہے یا یہ شخص اس مصیبت پر صبر کے ثواب سے محروم رہے گا۔	تو صبر کروں گا۔ یہ بھی تحصیل ثواب صبر کے لئے کافی ہے۔
حبس کے معنی صرف یہی ہیں کہ جزع فزع اور خلاف شرع اقوال سے بچے یا کچھ اور فقط والسلام بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور	جی ہاں

۲۶ ربیع الاول ۴۹ھ

اٹھائیسواں خط

مخدومی محترمی سیدی و مرشدی جناب حضرت حکیم الامۃ ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ مصائب کے وقت حقوق شرعیہ میں خلل کبھی تو اختیاری ہوتا ہے۔	جامع الکمالات دام فیضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اُس کا تدارک تو اختیاری ہے کرنا چاہیئے۔
اور کبھی غیر اختیاری کہ قلب ایسی پریشانی میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ ذہول اور غفلت کی وجہ سے دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔	تو اس سے کوئی ضرر نہیں اور مہتم بالشان ایسے ہی ضرر سے بچنا ہے۔
حضرت سلمہ احقر کے حق میں دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ خلائق کی اصلاح فرمائیں۔	دل سے اصلاح کی دعا کرتا ہوں۔
معمولات جو حضرت سلمہ نے فرمائے ہیں اُس کو بجا لاتا ہوں اور الحمد للہ کہ اکثر اوقات پابندی کے ساتھ پورے ہوجاتے ہیں مگر قلب کی قساوت ویسے ہی ہے جیسے تھی دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ سبحانہ احقر کے قلب کی اصلاح فرمائیں فقط والسلام ربیع الثانی ۴۹ھ خادم بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور	قساوت کی علاج تفسیر ہے۔ اشرف علی

اُنتیسواں خط

بحضرت اقدس مخدوم محترم سیدی و مرشدی حضرت مولانا صاحب حکیم الامۃ ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ الحمد للہ کہ معمولات فرمودہ حضرت اکثر ایام میں پابندی سے پورا کرتا رہتا ہوں۔	مولانا [illegible] الحمد للہ

Marfat.com

حضرت سلمہ سے صلاح نفس اور حسن خاتمہ کے دعا کی استدعا ہے ۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اس ناکارہ کو دعا میں یاد فرمائیں گے ۔	دل سے دعا ہے
صبر کے متعلق جو حضرت سلمہ کے ارشادات ہیں اُن پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا ۔ حضرت اقدس دعاء توفیق اعمال فرمائیں ۔	آمین ۔
اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر کے لئے علاج ارشاد فرمایا جائے ۔	علاج تو ازالہ کے لئے ہوتا ہے یہ تو تحصیل کی چیز ہے اور اختیاری استعمال اختیار اس کی تدبیر ہے ۔
اور نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جائے کہ شکر کی حقیقت شریعت میں کیا ہے ۔	جو حالت طبیعت کے موافق ہو خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو اُس حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اُس پر خوش ہونا اور اپنی لیاقت سے اُس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اُس نعمت کا جوارح سے گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے ۔
قساوت کی تفسیر یہ ہے کہ طاعت کی طرف طبیعت کی رغبت نہیں ۔	طبعی یا قصدی استحضار سے ۔
اور نہ معاصی سے طبیعت میں نفرت (ہے)	طبعی یا قصدی استحضار سے ۔
اور نہ نصوص وعد و وعید کے دیکھنے یا سننے سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے ۔	طبعی یا قصدی استحضار سے ۔
بلکہ بسا اوقات طاعات واجبہ مخلوق کے خوف سے اور اُن کے طعن ولعن کے خوف سے ادا ہوتی ہیں ۔	یہ تو ریا ہے ۔
اور ایسا ہی اجتناب عن المعاصی بھی مخلوق کے خوف سے ہوتا ہے ۔	یہ بھی ریا ہے ۔
امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمائینگے فقط والسلام ۹ ربیع الثانی ۴۹ھ بندہ عبد الرحمٰن عفی عنہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم	ابھی قساوت کی حقیقت منقح نہیں ہو

Marfat.com

(تیسواں خط)

بحضرت اقدس حکیم الامۃ مخدوم محترم سیدی و مرشدی دام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ ۔	وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ
احقر کا مقصود بھی تحصیل شکر کیلئے علاج پوچھنا تھا امید ہے کہ حضرت سلمہ اس کے تحصیل کا طریقہ اور معین ارشاد فرمائیں گے ۔	اُس کی ماہیت کے اجزا اسباب افعال اختیاریہ ہیں اُن کو تکرار اصادر کرنا یہی طریقہ تحصیل اور یہی طریقہ تسہیل ہے ۔
قساوت سے مقصود بندہ کا یہ ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو دکھا گیا کہ حالت صلوٰۃ میں رونے لگتے ہیں ۔ قرآن شریف پڑھتے ہیں رونے لگ جاتے ہیں ۔ وعظ میں وعید کے مضامین سُن کر رقیق القلب ہو کر گریہ و بکا میں مشغول ہو جاتے ہیں ۔ احقر کو نہ نماز میں رونا آتا ہے نہ قرآن پڑھنے سننے سے رقت قلب ہوتی ہے یہ حالت اگر غیر محمود ہے تو حضرت سلمہ اس کے لئے علاج ارشاد فرمائیں ۔	یہ امور غیر اختیاریہ ہیں اور ایسے امور میں غیر محمود کا تحقق نہیں ہوتا ۔
اور طاعات کی طرف نہ طبعی رغبت ہوتی ہے اور نہ قصدی استحضار سے اور ایسے ہی معاصی سے نفرت ۔	رغبت و نفرت طبعیہ غیر مطلوب ہے رغبت و نفرت اعتقادی کافی ہے یہی مامور ہے اس کے مقتضا پر بار بار عمل کرنے سے اکثر طبعی رغبت و نفرت بھی ہو جاتی ہے اگر نہ ہو تو بھی مضر نہیں ۔
معمولات بحمد اللہ تعالیٰ اکثر اوقات میں بانشاط پورے ہو جاتے ہیں خصوصاً تہجد میں تو بفضلہ تعالیٰ حضرت کی دعا سے اچھا خاصہ جی لگتا ہے حضرت اقدس سلمہ سے صلاح نفس اور فوز دارین کی دعا کی استدعا ہے فقط والسلام بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم	مولانا السلام علیکم ۔ اضیاف کے ہجوم سے اطمینان کا وقت نہ ملا اور میں ایسے وقت کا جواب کے لئے منتظر رہا اب بھی ایسا وقت نہیں مگر رفع انتظار کے [illegible]

(اکتیسواں خط)

بحضرت اقدس سیدی و مرشدی و مخدومی و محترمی ادام اللہ فیوضکم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ شکر کے متعلق جو کچھ حضرت اقدس سلمہ نے تحریر فرمایا الحمد للہ بہت [illegible]	

اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت کی دعا سے اکثر اجزا اس شکر پر عمل بھی ہے ۔	بارک اللہ تعالیٰ
حضرت سلمہ سے درخواست ہے کہ احقر کے اصلاح نفس اور امتثال اوامر اور اجتناب عن المعاصی کیلئے دعا فرمائیں حضرت سلمہ کی دعا سے معمولات بفضلہ تعالیٰ روزانہ پورے ہوجاتے ہیں حضرت سلمہ دعا لئے استقامت فرما دیں ۔	دل وجان سے ۔
تحصیل زہد کے لئے حضرت والا علاج اور طریق تسہیل مرحمت فرماویں اور اس کی ماہیت شرعیہ بھی ارشاد فرمائی جاوے ۔	قلت رغبت فی الدنیا اس کی ماہیت ہے طریق تحصیل مراقبہ اسکے فانی ہونے کا اور غیر ضروری کی تحصیل میں انہماک نہ کرنا اور طریق تسہیل صحبت زاہدین کی اور مطالعہ حالات زاہدین کا ۔
آیندہ جمعہ کو حضرت سلمہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے اگر حضرت اجازت فرماویں ۔	بسر وچشم
نیز احقر حضرت سے بیعت ہونے کے شرف سے ابتک محروم ہے اگر حضرت سلمہ کے نزدیک مناسب ہو تو حاضری پر شرف بیعت سے بھی مشرف فرمایا جائے فقط والسلام ۹ جمادی الاولیٰ ۴۵ھ	ضرورت تو ہے نہیں لیکن آپ کے حکم سے عذر بھی نہیں ۔
احقر الخدام بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم	

(بتیسواں خط)

بخدمت حضرت اقدس مخدوم محترم سیدی ومرشدی حکیم الامت ادام اللہ ظلالکم علینا وعلی سائر المسترشدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ	
الحمد للہ کہ حضرت سلمہ کی دعا سے معمولات تجویز کردہ حضرت والا پورے ہوجاتے ہیں اور معمول تدبر فی القرآن کا بھی حسب ارشاد سامی شروع کردیا ہے جس کے لئے سر دست وقت بعد صلوٰۃ عشا مقرر کیا ہے ۔	بارک اللہ تعالیٰ
حضرت اقدس بندہ کی اصلاح ظاہر وباطن واستقامۃ	

Marfat.com

علی الطاعات والمرضیات کے لئے دعا فرمائیں۔	دل وجان سے
احقر کو حق تعالیٰ کی ذات بابرکات سے امید ہے کہ حضرت کی دعا اور توجہات سے احقر ناکارہ خلائق کی اصلاح انشاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے گی۔	میں کیا چیز ہوں مگر حق تعالیٰ کے فضل ورحمت سے سب امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
زہد کی تحصیل کے لئے جو کچھ حضرت سلمہ نے ارشاد فرمایا اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا حضرت سے توفیق اعمال خیر کی دعا کی استدعا ہے۔	دل سے دعا ہے
صدق و اخلاص کے حقائق شرعیہ اور اُن کے حصول کیلئے علاج اور معین تحریر فرمایا جائے فقط والسلام ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ احقر عبدالرحمٰن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم	جس طاعت کا ارادہ ہو اُس میں کمال کا درجہ اختیار کرنا یہ صدق ہے اور اُس طاعت میں غیر طاعت کا قصد نہ کرنا یہ اخلاص ہے اور یہ موقوف ہے ماہیۃ الکمال کے جاننے پر اسی طرح غیر طاعت کے جاننے پر اس کے بعد صرف نیت اور عمل جزو اخیر رہ گیا ہو یہ دونوں اختیاری ہیں طریق تحصیل تو ادا سے معلوم ہو گیا آگے رہا معین وہ استحضار ہے وعدہ و وعید کا اور مراقبہ نیت کا۔

(تینتیسواں خط)

بعالی خدمت بابرکت مخدوم محترم سیدی ومرشدی حضرت اقدس حکیم الامت دام اللہ ظلکم الی یوم القیمۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اخلاص وصدق کے متعلق حضرت سلمہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ سمجھ میں آگیا مگر مزید انشراح کیلئے اگر حضرت سلمہ ان کے حقائق و امثلہ شرح فرما دیں تو انطباق میں زیادہ سہولت ہوگی۔	مثال صدق کی نماز کو اسی طرح پڑھنا جس کو شریعت نے صلوٰۃ کاملہ کہا ہے یعنی اس کے آداب ظاہرہ و باطنہ کے ادا کرنا علیٰ ہذا تمام طاعات شریعت [illegible] اس میں [illegible] طاعت ہے [illegible] غیر طاعت ہے اور اس کے منافیات ظاہر ہیں

Marfat.com

نیز اس سے بھی مطلع فرمایا جاوے کہ اخلاص میں اور خشوع و خضوع میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔	اخلاص راجع ہے نیت کی طرف اور خشوع و خضوع سکون ہے جوارح و قلب کا حرکات منکرہ ظاہرہ یا باطنہ سے اگرچہ اُن حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو پس اخلاص خشوع سے مفارق ہو سکتا ہے۔
اور نیز اس سے بھی کہ جس طاعت کا قصد ہو اُس میں اُس طاعت کے علاوہ دوسری طاعت کا قصد مخل اخلاص ہے یا نہیں۔	مثال سے واضح کیا جاوے۔
مراقبۂ نیت کی تصویر سے بھی مطلع فرمایا جاوے	یعنی اس کی دیکھ بھال کہ میری نیت غیر طاعت تو نہیں۔
نیز اس سے بھی کہ نیت کے وقت میں جو وساوس غیر طاعت کے بلا اختیار پیش آتے ہیں اُن کے دفع کرنے کا کیا علاج ہے۔	وساوس مخل نہیں اخلاص میں اول تو وہ غیر اختیاری دوسرے نماز سے د[illegible] مقصود تو نہیں۔
ارادۂ صلوٰۃ کے وقت قبیل از تحریمہ ہر چند اس کی کوشش کرتا ہوں کہ غیر طاعت کا وسوسہ قلب میں نہ آئے مگر پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔	تو محذور کیا ہوا اخلاص کے خلاف نہ ہونا اوپر معلوم ہوا البتہ اگر قصداً ہو [illegible] صدق کے خلاف ہیں مگر جب بلا قصد [illegible] تو خلاف صدق بھی نہیں۔
اور بسا اوقات قطع تحریمہ کی نوبت آجاتی ہے۔ اور مکرر سہ کرر نیت اور استحضار کرنا پڑتا ہے اس خیال سے کہ تحریمہ کے وقت نیت نہیں ہوئی اور عزم نہیں ہوا۔ یا تحریمہ کی طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے۔	یہ تو حرام ہے۔ نیت فعل اختیاری ہے اُس وقت دوسری طرف توجہ قصد و اختیار سے نہ [illegible] چاہئے اور بلا اختیار منافی نیت نہیں۔
اس لئے عرض کیا گیا کہ حضرت سلمہ اس کے لئے علاج مرحمت فرمادیں۔	اوپر سب عرض کر دیا۔
حضرت سلمہ سے استدعا ہے کہ احقر ناکارہ خلائق کے حق میں دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائے اور اپنا قرب خاص عنایت فرمائے فقط والسلام بندہ عبدالرحمٰن عفر اللہ سہارنپور مظاہر علوم ۲ جمادی الثانی	دل سے دعا ہے

Marfat.com

(چونتیسواں خط)

خط	جواب
بخدمت بابرکت حضرت اقدس حکیم الامت سیدی و مرشدی ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ الحمد للہ کہ حضرت سلمہ کے ارشادات سے بہت سے خلجانات رفع ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ کی ذات گرامی اور حضرت کے فیوض کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ البتہ اخلاص و خشوع کے فرق کے بیان میں جو حضرت اقدس کا ارشاد ہے (اگرچہ اُن حرکات میں نیت غیر طاعت کی نہ ہو) اس میں اتنا شبہ ہے کہ جب وہ حرکات منکرہ ہیں تو اُن میں نیت طاعت کی نہیں ہوسکے گی اُن میں بہرصورت نیت غیر طاعت ہی کی ہوگی	لازم نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی چیز کی بھی نیت نہ ہو عبث حرکات ہوں جو بے پروائی یا عادت کے سبب صادر ہوں خواہ جوارح کی حرکات ہوں یا قلب کی۔
حضرت سلمہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کے متعلق کچھ اور وضاحت فرمائی جائے تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔	ابھی عرض کرچکا۔
کسی طاعت میں غیر طاعت کا تو قصد نہ ہو مگر دوسری طاعت کا قصد ہو جیسے نماز کی حالت میں ریا کا قصد تو نہیں اور نہ کسی اور فعل غیر طاعت کا قصد ہے مگر نماز کی حالت میں قصداً کسی شرعی مسئلہ کا مطالعہ کرتا ہے یا کسی اور سفر طاعت کا نظام اس حالت میں قصداً سوچتا ہے۔	پہلا دقیق ہے قواعد سے اس کے متعلق عرض کرتا ہوں اس وقت دو حدیثیں میری نظر میں ہیں ایک مرفوع جس میں یہ مورد ہے صلی رکعتین مقبلاً علیہما بقلبہ۔ دوسری موقوف حضرت عمر کا قول جس میں یہ مذکور ہے انی لاجہز جیشی وانا فی الصلوٰۃ [illegible] اخلاص کے [illegible] مفہوم [illegible] [illegible] طاعت [illegible] طاعت کا [illegible] دونوں [illegible]

	طاعت کا اس طاعت سے قصد نہیں ہے مثلاً نماز پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نماز میں یکسوئی کے ساتھ تجہیز جیش کریں گے پس حقیقت اخلاص تو دونوں میں یکساں ہے اس میں تشکیک نہیں عوارض کے سبب ان میں تفاوت ہو گیا۔ اور درجہ اول اکمل ہے اور دوسرا درجہ اگر بلا عذر ہے تو غیر اکمل ہے اور اگر عذر سے ہے تو وہ بھی اکمل ہے جیسے حضرت عمر رضؓ کو ضرورت تھی اور اس کا معیار اجتہاد ہے لیکن ہر حال میں اخلاص کے بالکل خلاف نہیں البتہ خشوع کے خلاف ہونا نہ ہونا نظری ہے میرے ذوق میں بصورت عذر یہ خلاف خشوع بھی نہیں اگر ضرورت ہو (اسی کو اوپر عذر کہا گیا ہے ۱۲) اب اس پر سوال کو منطبق کر لیجئے۔
یا نماز صرف اس غرض سے پڑھتا ہے کہ کوئی ناواقف آدمی میری اس نماز کو دیکھ کر اپنی نماز درست کرے ایسے طاعات کا قصد نماز میں مخل اخلاص ہے یا نہیں	اس میں خود نماز سے مقصود غیر نماز ہے اس میں بظاہر خلاف اخلاص ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے مگر میرے ذوق میں اس میں تفصیل ہے کہ شارع کے لئے تو یہ خلاف اخلاص نہیں وہ اس صورت تبلیغ کے مامور ہیں اور غیر شارع کیلئے مامور بہ نماز میں خلاف احتیاط ہے اور خاص تعلیم کے لئے مستقل نماز کا حرج نہیں۔
نماز کے شروع کرنے کے بعد پہلی رکعت میں مثلاً یہ خیال ہوا کہ نہ معلوم تحریمہ کے وقت میری نیت شرعی صلوٰۃ کی ہوئی تھی یا نہیں	

Marfat.com

یا تحریمہ ہی میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم میں نے اللہ اکبر کہا یا نہیں۔ الغرض اُس کو نیت اور تحریمہ سے بالکل ذہول ہو گیا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے حضرت اقدس کی خدمت میں گذارش ہے کہ اسکے متعلق کچھ ارشاد فرمائے اور مراقبۂ نیت ہی اس کا علاج ہے یا کچھ اور۔	یہ مسئلہ فقہیہ ہے روایات جزئیہ دیکھ لی جاویں۔
معمولات فرمودۂ حضرت سلمہ بحمد اللہ روزانہ حضرت کی دعا کی برکت سے پورے ہو جاتے ہیں۔	الحمد للہ
حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کی اصلاح فرمائے اور ظاہر و باطن اس ناکارہ کا اللہ تعالیٰ کی مرضیات سے مزین ہو جائے۔	آمین
۲۲ جمادی الثانیہ کے جمعہ کو حاضری کا قصد ہے اگر حضرت سلمہ اجازت فرماویں۔	بسر و چشم
کئی دفعہ طبیعت کا تقاضا ہوا کہ حضرت سلمہ کے لئے کوئی تھوڑی سی چیز بطور ہدیہ حاضر خدمت اقدس کروں مگر چونکہ حضرت کی طبیعت مبارک کے خلاف ہے اس لئے نہ پیش کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ عرض کرنے کی ہمت اس لئے درخواست ہے کہ اگر حضرت والا اجازت فرماویں تو صرف دو روپیہ کی کوئی چیز (جو حضرت سلمہ پسند فرماویں) اپنے ساتھ لا کر حاضر خدمت کروں یا اگر احقر کا حاضر ہونا کسی عذر سے ملتوی ہو گیا تو کسی ایسے شخص کے ہاتھ بھیج دوں جو حضرت سلمہ کا خادم ہو فقط والسلام۔ خادم بندہ عبد الرحمٰن از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۹ھ	حجاب بھی ہوتا ہے کہ آپ کے تبرک سے محرومی بھی گوارا نہیں۔ کوئی خاص چیز ذہن میں نہیں بے تکلف عرض ہے کہ بقدر نفع ہو مگر اس سے نصف قیمت کا ہدیہ

(پینتیسواں خط)

بحضرت اقدس حکیم الامت سیدی و مرشدی ادام اللہ فیوضکم و افاض علینا برکاتکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضرت سلمہ کی توجہ کے برکات سے معمولات پورے ہو جاتے ہیں۔	السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بارک اللہ تعالیٰ

حضرت، احقر ناکارہ کے حق میں دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ جل وعلا میری اصلاح فرمائیں اور اپنے مرضیات میں مشغولیت کی توفیق مرحمت فرمائیں۔	دل سے دعا ہے۔
صدق و اخلاص کے متعلق حضرت سلمہ کے ارشادات کے برکت سے بحمد اللہ اطمینان کلی حاصل ہوا بلکہ بہت سے اشکالات جو ان کے متعلق نہ تھے (بلکہ دوسرے مباحث کے متعلق تھے اجامع) وہ بھی حل ہوگئے۔	الحمد للہ
رضا بر قضا کے حصول کے لئے کوئی علاج تحریر فرمایا جائے اور اُس کا معیار اور مقدار بھی ارقام فرمایا جائے کہ انسان اس کے متعلق کس قدر کا مکلف ہے اور اس کا شرعی مفہوم مصطلح کیا ہے فقط والسلام ۲۰ رجمادی الاخری ۴۹ھ خادم بندہ عبدالرحمن غفرلہ از سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم۔	رضا بالقضاء کی حقیقت ترک اعتراض علی القضا ہے اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضا طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضا عقلی ہے اور اول حال ہے جس کا عبد مکلف نہیں اور ثانی مقام ہے جس کا عبد مکلف ہے تدبیر اسکی تحصیل کی استحضار رحمت و حکمت الٰہیہ کا ان امور میں جو خلاف طبع ہیں۔ اشرف علی

(چھتیسواں خط)

بخدمت گرامی حضرت اقدس مکرم محترم حکیم الامۃ سیدی ومرشدی ادام اللہ فیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ معمولات اکثر اوقات میں حضرت سلمہ کی دعا کی برکت سے پورے ہوجاتے ہیں۔ حضرت سے دعائے استقامت اور توفیق اعمال حسنہ کی دعا کی استدعا ہے۔

رضا بالقضا کے متعلق جو حضرت اقدس کا ارشاد ہے وہ سمجھ میں آگیا اُس پر عمل کرنے کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

ثم الحمد للہ کہ امراض نفس جس قدر تھے (جن کی فہرست حسب ارشاد تبلیغ دین سے مرتب کی تھی) اُن کے متعلق حضرت سلمہ کی خدمت بابرکت میں جو کچھ عرض معروض کرنا تھا اُس کا ضروری حصہ ختم ہوچکا

Marfat.com

حضرت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ حضرت اقدس کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرماویں اور اس ناکارہ کی اصلاح فرما کر حسن خاتمہ سے فائز فرمائے یہ ناکارہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اور حضرت کی توجہات کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا جن کی وجہ سے اس احقر کو حضرت سلمہ سے شرف مکاتبت و مکالمت حاصل ہو کر حق تعالیٰ کے نام لینے کی توفیق ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ۔	آپ سے زیادہ مجھ کو مسرت ہے اللہ تعالیٰ یوماً فیوماً برکت و استقامت عطا فرماوے۔
اس وقت ایک پُرانہ عریضہ بھی ارسال خدمت ہے جس میں حضرت سلمہ نے درجات مستحبہ کے طریق تعلیم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ حضرت اقدس اس کے متعلق بھی کچھ ارشادات فرمائیں گے جس سے فرائض پر عمل کرنا سہل ہو جائے ۶ رجب ۴۹ھ	توکل مستحب کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے فطرۃً قوت قلب۔ اور حقوق واجبہ کا ذمہ نہ ہونا یا اہل حقوق کا بھی ایسا ہی ہونا۔ کیا یہ شرائط متحقق ہیں۔

(سینتیسواں خط)

بخدمت گرامی حضرت اقدس سیدی و مرشدی مخدومی و محترمی حکیم الامۃ ادام اللہ تعالیٰ فیوضکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ الحمد للہ معمولات حضرت کی دعا سے پورے ہو جاتے ہیں۔ حضرت سلمہ احقر کے حق میں استقامت اور حسن خاتمہ اور توفیق طاعات کے لیے دعا فرماویں۔	
حضرت سلمہ کے ارشاد پر عرض ہے کہ احقر اندر توکل مستحب کے متحقق نہیں نہ تو قوت قلب ہے نہ اہل حقوق ایسے ہیں قلب نہایت ضعیف اور کمزور ہے اور اہل حقوق بھی قوی القلب اور غیر طالب الحقوق نہیں اس بنا پر جو حضرت اقدس کا ارشاد ہو اس سے مطلع فرمایا جائے فقط والسلام ۱۱ رجب ۴۹ھ احقر [illegible] از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔	بس واجب پر اکتفا کریں [illegible] کی دعا کیا کیجئے [illegible]

تشذرہ نمبر ۱۴

[illegible] ایک صاحب [illegible] نے [illegible] کے [illegible] تھا [illegible] اپنے آپ [illegible]

Marfat.com

فانی محض بنا کر بیٹھنا چاہیئے جس کو آدمی اپنا بڑا سمجھے اُس کے سامنے اپنے آپ کو اُس کے کسی قول کے تصدیق کرنے کے بھی قابل نہ سمجھنا چاہیئے۔ دوسرے کے قول کی تصدیق بھی وہی شخص کرتا ہے جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے۔

ف احقر مؤلف کو حضرت والا کے اس ملفوظ پر یہ اشعار یاد آتے ہیں ؎

عجب است باوجودت کہ وجود من بماند — تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

در محفلے کہ خورشید اندر شمار ذرہ ست — خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد

لیکن اگر قرائن حالیہ سے خطاب کرنے والے کی اجازت متیقن ہو تو بقدر ضرورت مضائقہ نہیں۔

شذرہ نمبر ۱۵

احقر اس باب متفرقات کو ایک اہل فضل و اہل علم ماہر فلسفیات و سیاسیات عالم کے مضمون پر جن کا تعلق بیعت ایک دوسرے شیخ سے ہے فی الحال ختم کرتا ہے (اور فی الحال کی قید اس لئے لگائی گئی کہ باب ہذا کو شذرات السوانح کے حصص کے نام سے بعد کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ جاری رکھنے کی تجویز ہے جیسا کہ باب ہذا کی تمہید میں عرض کیا گیا)۔

تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوا فاضل ممدوح حاضر خانقاہ ہوئے تھے اور احقر ہی کے حجرہ میں قیام فرمایا تھا اُس وقت احقر "باب ارشاد و افاضۂ باطنی" کو شروع کرنے والا تھا اور اُس کی اہمیت اور اپنی نااہلیت سوچ سوچ کر سخت متردد تھا کہ ایسے اہم باب کو میں کیونکر لکھ سکوں گا اُسی دوران میں ممدوح نے بھی بر سبیل تذکرہ تاکید فرمایا کہ یہ باب تو بہت اہم ہے اس کو خاص طور سے لکھا جائے اور اس میں حضرت والا کی امتیازی شان ارشاد و تربیت کو بھی ضرور خاص طور سے دکھایا جائے اور اس کے متعلق جو کوتاہ بینوں کو غلط فہمیاں ہیں اُن کو بھی دور کیا جائے۔ اس کے جواب میں احقر نے اپنی بے بضاعتی اور نااہلی ظاہر کی۔ اور چونکہ اُسی زمانہ میں ممدوح ایک روز در تنہائی میں حضرت والا سے اپنے حالات باطنہ عرض کر کے تشفی بخش جوابات حاصل کر چکے تھے جن سے بہت متاثر تھے اس لئے احقر نے بر بنائے بے تکلفی بیساختہ عرض کیا کہ مجھ میں تو کیا اہلیت ہے یہ کام اہل علم کا ہے۔ آپ ماشاء اللہ صاحب فضل و کمال ہیں۔ آپ نے حضرت والا کے موجودہ اور گذشتہ ارشادات خاصہ سے جو کچھ حضرت والا کی خصوصیات تعلیم و تربیت سمجھی ہوں اگر آپ اُن کو قلمبند فرما کر مجھے عنایت فرما دیں تو میں اُن کو بھی شامل سوانح کر دوں۔

اس پر صاحب ممدوح نے بہت شوق سے فرمایا کہ دیکھئے اگر ہو سکا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کے پاس کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ پھر مولانا ممدوح تشریف لے گئے اور بات آئی گئی ہوئی لیکن اب معلوم ہوا کہ مولانا نے بمصداق "الکریم اذا وعد وفیٰ" اس چلتی ہوئی بات کو بھی برابر اپنے گوشۂ خیال میں محفوظ رکھا اور بالآخر اب

Marfat.com

جبکہ احقر بعون اللہ تعالیٰ اشرف السوانح کو فی الحال مکمل کر چکا ہے اور بوجہ قرب اختتام رخصت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ سے صرف ہفتہ عشرہ ہی میں بصد حسرت رخصت ہونے والا ہے ۔

مولانا نے ایک مختصر مگر جامع ومانع اور فاضلانہ ومحققانہ مضمون جو گویا اشرف السوانح کا ایک تفصیلی خلاصہ ہے بھیج کر نیاز مند کو مرہون منت فرمایا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ اس مضمون کی روانگی کے وقت جو نظر ثانی کی تو بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اس مضمون کو حضرت کے مرتبہ سے نہایت فروتر پاتا ہوں اور اب تو اگر اقرار کی شرم مقاضی نہ ہوتی تو ہرگز نہ بھیجتا البتہ میرے لئے اس نفع سے خالی نہیں رہا کہ اتنا وقت حضرت کے خیال میں بسر ہو گیا ۔ اھ

مولانا ممدوح نے یہ مضمون عنایت فرما کر میری اس تمنا کو بھی ایک حد تک پورا فرما دیا ہے کہ کاش اشرف السوانح کو حضرات اہل علم میں سے کوئی صاحب از سر نو عالمانہ طرز پر مرتب فرما دیتے چنانچہ اسکی درخواست خاتمۃ الکتاب میں بھی عرض کی گئی ہے جو اس میں ملاحظہ سے گذرے گی فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرا لجزاء ۔

ہرچند جس جس موضوع پر مولانا نے اپنے مضمون میں مجملاً بحث فرمائی ہے اُن میں سے ہر ایک پر بعون اللہ تعالیٰ وبفضلہ خود احقر بھی مفصلاً گو عامیانہ طرز پر سہی معروضات میں پیش کر چکا ہے نیز اب اشرف السوانح کے کل ابواب مکمل ہو جانے کے بعد بند بھی کئے جا چکے ہیں لیکن مولانا نے جس صدق وخلوص کے ساتھ اپنے محققانہ اور عالمانہ طرز پر جس میں جدید مذاق انشا پردازی کی بھی چاشنی موجود ہے یہ نافع مضمون جو غافلین کے لئے گویا ہدایت نامہ ہے ارقام فرمایا ہے وہ اس کو مقتضی ہے کہ اس کو بلفظہٖ اشرف السوانح کا جزو بنا دیا جائے تاکہ وہ خلاصہ کا بھی کام دے ۔ اور احقر کی معروضات کی جن پر "مریدان می پرانند" کا گمان ہو سکتا تھا ایک غیر مرید فاضل عصر کے قول سے تصدیق بھی ہو جائے جو اپنے مذاق نظری کے متعلق جس کا حاصل اعتقاد میں [illegible] رائے قائم کرنے میں حزم واحتیاط ہے اسی مضمون کے اندر ایک مقام پر یہاں تک تحریر فرماتے ہیں کہ [illegible] جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کی فطرت کو زود اعتقادی یا خوش اعتقادی سے کتنا بُعد ہے اور اپنی چشم بدبین کے لئے کتنا بدنام ہے ۔ اھ

ادھر تو ایک ایسے نقد ومنقد کی جو اس مصرع کا مصداق ہے ع ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں ایسی پرزور تصدیق اور ادھر ہر طبقہ میں حضرت والا کی مقبولیت عامہ اور موافقین ومخالفین [illegible] سب کو حضرت والا کے کمالات علمیہ وعملیہ کا قلب وزبان سے اعتراف اور [illegible] عموماً مسلم اور زبانزد خاص وعام جس کی شہادات موثق [illegible] شیوخ کاملین کی تصدیقات کا ذکر اسی باب کے شروع میں [illegible] کے متعلق اس احقر کی معروضات کہ جو اس اشرف السوانح میں عرض کی [illegible]

Marfat.com

"مریدان می پرانند" پر محمول کرے تو کرے لیکن وہ اتنی ساری غیر جانبدارانہ تصدیقات پر کیونکر خاک ڈال سکے گا جن پر اس وقت یہ احقر مجذوب دیوانہ بصد جوش و خروش مستانہ اس مشہور شعر کو پڑھ دینے پر مضطر ہے ؎

میں بھی اُس پر مر مٹا ناصح تو کیا بیجا کیا	اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

احقر نے اسی شعر کو ایسے ہی جوش و خروش کے ساتھ اُن نو ممبران وقف کمیٹی کے سامنے بھی پڑھا تھا جو حضرت والا سے قانون وقف کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے آئے تھے اور بعد گفتگو بیحد متاثر ہو کر اُٹھے تھے اور غائبانہ وہ سب یک زبان ہو کر کہہ رہے تھے کہ ہم نہ سمجھتے تھے کہ مولویوں میں بھی ایک ایسی ذات موجود ہے۔

گو اُدھر بڑے بڑے قابل زبان آور اور جرح کرنے میں شہرۂ آفاق بیرسٹران اور وکلاء اور بڑے بڑے ذی ثروت و وجاہت اہل تمدن رؤسا تھے جن میں بعضے مذہباً شیعی بھی تھے اور ادھر حضرت والا کی صرف ایک تنہا ذات مجمع الصفات اُن کے جرحی سوالات کے جوابات دینے کے لیے تھی کیونکہ جب بعض اہل علم نے حضرت والا کے ہمراہ چلنا چاہا تو حضرت والا نے فرمایا کہ نہیں میرا تنہا جانا ہی مناسب ہے تاکہ اُن کو یہ خیال نہ ہو کہ ہمارے مقابلہ کے لیے اتنے سارے مولوی جمع ہو کر آئے ہیں اس میں مولویوں کی بے وقعتی ہے۔ نیز اگر میں سب کے ساتھ گیا اور مغلوب ہو گیا تو سب مولویوں کی بدنامی ہوگی اور اگر میں اکیلا مغلوب ہوا تو زیادہ بدنامی نہ ہوگی کیونکہ اگر ایک نے مغلوب بھی کر دیا تو کوئی کمال نہ سمجھا جائے گا اور اس کے عکس میں مولویوں کی بڑی عزت ہوگی۔ اھ

نیز یہ مصلحت تو تھی ہی لیکن اصل سبب کسی اور اہل علم کو نہ لینے کا یہ تھا کہ حضرت والا اُن ممبروں کی شہرت و قابلیت و وجاہت سے مطلق مرعوب نہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی اعانت کے بھروسے پورا اطمینان تھا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اکیلا ہی اُن سب کے لیے کافی ہو جاؤں گا چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا کہ بعون اللہ تعالیٰ حضرت والا اکیلے ہی کافی ثابت ہوئے اور سب کو حضرت والا کی حاضر جوابی تہذیب متانت قابلیت اور با اصول گفتگو کا لوہا ماننا پڑا بمصداق ارشاد حضرت حافظ ؎

ز شمشیر سرافشانش ظفر آں روز بدرخشید	اگر چوں خورشید انجم سوز تنہا بر ہزاراں زد

اس مکالمہ کی بعض تفصیلات باب فاضل کے عنوان مکارم عشرہ کے آخر میں بطور فائدہ کے گذر چکی ہیں۔

چونکہ اُن صاحبوں میں سے اکثر احقر کے بے تکلف شناسا بلکہ بعض ہم سبق بھی تھے جو احقر کے ترک ڈپٹی کلکٹری و پرانی وضع قطع پر باوجود بہت وقعت بلکہ عقیدت کی نگاہ سے دیکھنے کے کبھی کبھی دوستانہ نکتہ چینی بھی کیا کرتے تھے اس لیے جب احقر نے اُن کو حضرت والا سے اس درجہ متاثر دیکھا تو احقر کی بن پڑی اور جلسہ برخاست ہوتے ہی اور حضرت کے تشریف لیجاتے ہی احقر نے وہیں کھڑے کھڑے نہایت جوش و خروش کے ساتھ یہی شعر پڑھ دیا ؎

میں بھی اُس پر مر مٹا ناصح تو کیا بیجا کیا	اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

Marfat.com

چونکہ یہ شعر اُس وقت بہت ہی برمحل اور حسب حال تھا اس لئے وہ سب بحد متاثر ہوئے یہ سب ممبران حلقہ باندھے کھڑے جھوم رہے تھے اور احقر دیوانہ وار اس شعر کو پڑھ رہا تھا اور اس جملہ پر کہ "دنیا بھر تو سودائی نہ تھی" اپنے ہاتھ کو گھما گھما کر اُنھیں سب کی طرف ہر بار اشارہ کر کر دیتا۔ غرض اُس وقت بھی ایک عجیب سماں بندھ گیا تھا جس کے لطف کا کچھ وہی صاحبان خوب اندازہ کر سکتے ہیں جو اُس وقت موجود تھے۔

حضرت والا کا منجانب اللہ جو ایسے آزاد خیال مجمع پر بھی اس درجہ اثر ہوا اُس پر احقر کو اس وقت بے اختیار یہ شعر یاد آتا ہے جس کے حضرت والا ہو بہو مصداق ہیں ؎

سو سو کو مست کرتے ہیں اک اک نگاہ میں
جس بزم میں گئے اُسے میخانہ کر دیا

اور اپنے یہ اشعار بھی یاد آتے ہیں ؎

چہ شد مجذوب اگر دیوانۂ اوست
ہمہ عالم ببیں پروانۂ اوست

ترا ذکر ورد زباں ہو رہا ہے
یہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے

فدا تجھ پہ ہر نکتہ داں ہو رہا ہے
وہ ناداں ہے جو بدگماں ہو رہا ہے

اگر ہے یہ مجذوب کی بڑ تو پھر کیوں
مرا ہمزباں اک جہاں ہو رہا ہے

ہاں اس معنے کر تو یہ تقریر مجذوب کی بڑ بھی کہی جا سکتی ہے کہ "دیوانہ را ہوئے بس است" یہ بھی ہے اور محض استطراداً اتنا طویل کلام ہو گیا ہے لیکن بس اب میں ہوش میں آتا ہوں اور فاضل موصوف کا مضمون مذکور جس کے متعلق تمہید اً کچھ عرض کیا جا رہا تھا ناظرین منتظرین کے ملاحظہ میں لاتا ہوں۔

گو سوانح ہذا بعون اللہ تعالیٰ و بفضلہ ختم ہو چکی ہے لیکن چونکہ یہ باب متفرقات ایک ایسا باب ہے جس کا کوئی مضمون معین نہیں اس لئے مضمون مذکور کو بلا تکلف باب ہذا میں داخل کیا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ مضمون گویا سوانح ہذا کا خلاصہ ہے اس لئے زیادہ مناسب اس کو آخری باب کے آخر ہی میں رکھ دینا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا ہے اور اس کا نام بربنا توقع نافعیت دامہ الفیض الجاری رکھا جاتا ہے لیکن چونکہ سوانح ہذا میں بلا ضرورت ناموں کا اظہار حضرت اہل اسمار کی عدم پسندیدگی کی بنا پر نہیں کیا گیا اس لئے فاضل موصوف کا اسم گرامی بھی ظاہر نہیں کیا جاتا۔ مضمون مذکور یہ ہے۔

الفیض الجاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پُرانے بزرگوں کے سوانح و احوال جب پڑھنے یا سننے میں آتے تو اکثر "مریدان می پرانند" کا گمان ہوتا اور نقل میں اصل سے زیادہ رنگ آمیزی تو بہرحال معلوم ہوتی لیکن یہ اپنے نفس پر قیاس تھا الحمد للہ کہ زندگی میں ایسے بعض بزرگوں کی زیارت نصیب ہوگئی جو اپنے اپنے رنگ میں فرد ہیں اور جن کا قادر سے قادر سوانح نگار بھی ادائے حق سے قاصر رہے گا۔ اب تو اگلوں کی نسبت بھی دل یہی کہتا ہے کہ اصل اصل ہی ہوگی نقل میں وہ بات کہاں۔

حضرت مولانا تھانوی کی سوانح حیات (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے دربار کے "امیر خسرو"[عـ۵] اور ہمارے "خواجہ عزیز الحسن صاحب مرتب فرما رہے ہیں' خواجہ صاحب شاعر ہیں اور بڑے قادر الکلام شاعر ہیں پھر حضرت مولانا سے عقیدت عشق کے درجہ تک ہے لیکن "بسیار شیوہاست بتاں را کہ نام نیست" خواجہ صاحب یا کسی کی قدرت کلام آخر "نام نیست" کیلئے نام کہاں سے لائے گی اور بالآخر ان کو بھی کہنا ہی پڑے گا[عـ۵] کہ "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"۔

اس راقم ناکارہ کو بھی کئی سال سے تقریباً ہر سال حضرت مولانا کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور ہر حاضری میں یہ محسوس کرتا رہا کہ تھانہ بھون میں ارشاد و ہدایت کا جو چشمہ جاری ہے اُس کی طرف مفصل حالات کے ذریعہ تشنہ کاموں کو دعوت نہ دینا ایک مجرمانہ کوتاہ قلمی ہے مگر جب کبھی قلم اُٹھانا چاہا تو "دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار" نے ہاتھ پکڑ لیا کسی کا حکم و تقاضا نہ تھا دل کی ایک بات تھی نہ پوری کر سکا چپ رہا۔

پچھلی حاضری عین اسی زمانہ میں ہوئی جب خواجہ صاحب خانقاہ میں مقیم اور ہمہ تن اس کام میں مصروف تھے۔ خدا جانے کس خیال سے اثنائے قیام میں مجھ سے بھی کچھ نہ کچھ شرکت سعادت کیلئے کئی بار ارشاد فرمایا۔ کچھ طمع سعادت سے اور بہت کچھ اس ہمت سے کہ اب صرف خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا ہے دبی زبان سے نیم اقرار کر لیا مگر شہادت کا خون اتنا ارزاں کہاں۔ سال پورا ہونے کو آتا ہے جب ایفاء کا ارادہ کرتا ہوں ہر کرشمہ دامن دل کے ساتھ دامن قلم کو بھی اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے کیا لکھوں کیا چھوڑوں ورن ہمت اسی لیت و لعل میں ہے اور "یاران تیز گام نے منزل کو جا لیا" ابھی خبر آئی کہ "اشرف السوانح"

عـ۵ پہلے ہی جب خواجہ صاحب کو حضرت کی مجلس میں دیکھا تو بیساختہ حضرت سلطان جی اور امیر خسرو رحمہما اللہ کے ربط کی طرف ذہن منتقل ہوا (نوٹ از مؤلف سوانح) اللہ تعالیٰ اس فقیر حقیر کو ایسا ہی کردے اور حضرت والا سے صحیح تعلق کامل محبت اور پوری مناسبت عطا فرمائے۔ آمین

عـ۵ (نوٹ از مؤلف اشرف السوانح) جب قادر الکلام سے قادر الکلام بھی ادائے حق سے قاصر ہے تو یہ عامی عاجز عن الکلام بدرجۂ اولیٰ قاصر ہوگا چنانچہ احقر اپنے عاجز و قاصر ہونے کا مشاہدہ کر کے عرصہ ہوا سوانح ہذا کی "...." میں یہی مصرعہ عرض کر چکا ہے ۱۲

عـ۵ اس اجمال کی تفصیل اس شذرہ کے شروع میں مذکور ہے نیز قولی احقر نے بربنائے بے تکلفی بیساختہ عرض کیا ۱۲ مؤلف سوانح

پہلا حصہ مرتب ہو کر زیر طبع بلکہ قریب اشاعت ہے یہ تازیانہ کچھ دور تو چلا ہی دیگا انشاء اللہ۔

مختصراً (۱) شریعت و طریقت (۲) تعلیم و تربیت (۳) عادات و اخلاق (۴) اور تالیف و تصانیف کے بعض پہلوؤں کے متعلق گرد و کارواں کی چند سطریں بلا تفصیل واقعات پیش ہیں۔ ذوق تفصیل کی تشفی اصل سوانح سے حاصل کرنی چاہیے۔

(۱) راقم الحروف نہ شریعت کا عالم نہ طریقت سے آگاہ۔ البتہ ان بزرگوں ہی کی خدمتیں کچھ حاضری سے جو کچھ سمجھ میں آیا اُس کی بنا پر عرض ہے کہ شریعت و طریقت کا ایسا صحیح و متوازن اجتماع کہ دونوں کا فرق ہی نہ محسوس ہو اگر کسی کو دیکھنا ہے تو "خانقاہ اشرفیہ" میں دیکھیے۔ نہ متصلب نے متصلب عالم شریعت کو حرف گیری کی گنجائش نہ محقق طریقت کو۔ ایک طرف اگر "اللہ اکبر" کی کامل نگہداشت "السنۃ الجلیہ فی الچشتیۃ العلیہ"[۱] سے ہے تو دوسری طرف "شیخ اکبر" کی بڑائی کی حفاظت "التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی"[۲] سے ہے۔

اس پہلو سے اکثر خیال آتا ہے کہ کاش علما خصوصاً وہ علما جن کو طریقت یا تصوف سے نیک نیتی کی بنا پر کچھ وحشت ہے وہ صدق طلب کے ساتھ خالی الذہن ہو کر کم از کم دو ہی چار حاضریوں کا تجربہ فرماتے۔ سچ پوچھیے تو حضرت کا رنگ خاص طور سے علما کے ہم مذاق ہے۔ الحمد للہ دولت ایمان نصیب ہے لیکن ناز لیا عرض کرنے کا جی چاہتا ہے کہ حلاوت ایمان اور قدر اللہ (وما قدروا اللہ حق قدرہ) کو علما بھی بہت کم پہچانتے ہیں اور طریقت کا حاصل یہی معلوم ہوتا ہے کہ دل ایمان کی حلاوت اور اللہ تعالیٰ کی قدر سے لبریز اور غیر اللہ سے خالی ہو جائے۔

(۲) تعلیم و تربیت کیلئے تو کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بنایا ہی ہے ساری زندگی کا محور یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں اتنا اہتمام فرماتے ہیں کہ خود کوئی طالب بھی مشکل ہی سے اپنے لئے کر سکتا ہے۔ اس کی نظر وہاں تک جانا دشوار ہے۔ مکاتبت۔ مجالست۔ مکالمت حتیٰ کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز میں طالب کے نفع و اصلاح کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور مرعی ہوتا ہے۔ اس میں مرید ہونے کی بھی شرط نہیں۔ اور بعض حیثیات سے تو ایسا آتا ہے کہ حضرت نے خود فرمایا کہ تعلق ارادت کے بغیر زیادہ آزادی و وسعت سے [illegible] فرماتے ہیں۔

پیری مریدی کو لوگوں نے وجوب کے درجہ تک پہنچا دیا ہے اس خیال کی اصلاح [illegible]

فرمادی۔ جیسے ہو تو بات بات میں اسی طرح اصلاح و تربیت کی رعایت [illegible]

کثرت [illegible] ارمان میں [illegible] مرض کا خیال کرتے ہیں [illegible]

---

[۱] [illegible] میں اہل چشت سے اتباع سنت کے اقامت [illegible]

[۲] اس میں حضرت شیخ اکبر کی [illegible] سے [illegible] ہے۔

Marfat.com

اختلافات پر بہت کم نظر جاتی ہے حضرت کے ہاں روحانی معالجہ میں دونوں باتوں کا پورا لحاظ رہتا ہے مثلاً کم خوری کم خوابی یا دیگر ریاضیات شاقہ وغیرہ کو غالباً اس زمانہ کے لوگوں کے لئے بالعموم ترک ہی فرما دیا ہے۔ اذکار و اشغال وغیرہ تمام چیزوں میں طبیعت کی مناسبت اور برداشت کا خاص خیال فرماتے ہیں زیادہ زور احکام پر ہے تشخیص مرض اور نفس شناسی میں تو حضرت کی حذاقت حیرت انگیز ہے کسی ماہر نفسیات (علم النفس) کی نگاہ وہاں کیا پہونچے گی جہاں حضرت کی پہونچتی ہے۔ ایک شخص اپنی جس صفت کو تواضع سمجھ رہا ہے اور دوسرے بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں حضرت کی حذاقت اس کو کبر کا مرض تشخیص فرماتی ہے اور پھر مریض کو خود نظر آجاتا ہے کہ ہاں یہ تواضع نہیں کبر تھا بعض مرتبہ آدمی اپنا کوئی ایسا حال بیان کرتا ہے کہ دوسرا مرشد تو شاید اسکی ولایت کی تصدیق کرے۔ مگر حضرت یبوست دماغ کا علاج کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف بعض حالات و خیالات پر انسان کو اپنے کفر و نفاق تک کا گمان ہونے لگتا ہے لیکن حضرت کی تشخیص میں وہ ایمان و اخلاص کے منافی نہیں ہوتے کم ہمت سے کم ہمت کو بھی حضرت ہمت شکستہ نہیں ہونے دیتے بلکہ جہانتک بھی اس کی ہمت یاری کرے ''دین کا یُسر یہ ہے'' کہ خدا سے لپٹائے رکھتے ہیں۔ ایسے ہی تجربات بتاتے ہیں کہ مرشد کی کیا ضرورت ہے اور اُس کو کیسا ہونا چاہئے۔

تعلیم و تربیت کے باب میں بعض کلیات تو حضرت کے ایسے ہیں۔ مثلاً مطلوب و غیر مطلوب' اختیاری غیر اختیاری' کی تفصیل و تفریق کہ جن سے سلوک کی سیکڑوں گرہیں کھل جاتی ہیں۔ بہت سی باتوں کو سالک اہم و مقدم قرار دے لیتا ہے جو دراصل غیر اہم یا سرے سے غیر ضروری ہوتی ہیں (جیسے کہ احوال و اذواق کشف و کرامات) اور ان کے عدم حصول سے نہ صرف دل ٹوٹ جاتا ہے بلکہ جو امور حقیقتہً اہم و اقدم ہیں اُن کا دل میں اہتمام ہی نہیں پیدا ہوتا ایک بڑی سہولت تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں حضرت نے یہ فرمادی ہے جس کے بعد محرومی کا کوئی عذر نہیں رہجاتا کہ دور دراز مقام پر رہ کر بھی آدمی مکاتبت کے ذریعہ بہت کافی استفادہ کرسکتا ہے اور اس معاملہ میں حضرت کی بصیرت سراپا کرامت ہے۔ طویل سے طویل اور پراگندہ سے پراگندہ خطوں میں بھی دکھتی ہی رگ پر انگلی پڑتی ہے اور دو چار فقروں میں شافی و کافی جواب تحریر فرما دیتے ہیں۔

ذاتی تجربہ ہے کہ دو دو صفحے کے عریضوں کا جواب دو چار سطروں میں مرحمت ہوجاتا ہے اور کوئی تشنگی نہیں رہتی ابھی آخری دو ایک عریضوں کی مثال عرض کرتا ہوں۔

جس محلہ میں مقیم ہوں اُس کی مسجد میں تنخواہ یاب امام حکومت کی طرف سے باقاعدہ مقرر ہے لیکن بس ''امام ظہری'' ہیں۔ ظہر کی پابندی بھی صرف اہل دفتر یا ''سرکاری نمازیوں'' کیلئے ہے تعطیل کے دنوں میں اکثر بھی اہتمام ندارد۔ باقی اوقات و ایام میں نہ اذان کی پابندی نہ جماعت کی جب جو آیا اذان بلا اذان تنہا یا جماعت سے پڑھ لیتا ہے کئی کئی جماعتیں ہوجاتی ہیں ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہوگا؟ اچھے اچھے اہل علم سے پوچھ

Marfat.com

بعض نے اس بنا پر کہ جب باقاعدہ امام مقرر ہے تو محض غفلت یا فرض ناشناسی سے مسجد طریق کا حکم کیسے ہوگا بعض نے مسجد طریق ہی قرار دیا بعض اس نزاکت یا ذہانت سے کام لیتے ہیں کہ جس جگہ ایک جماعت ہو چکی ہے اس سے ذرا ہٹ کر دوسری جماعت کر لیتے ہیں۔ میرا خود رجحان جماعت ثانیہ سے احتراز ہی کی طرف تھا اس ساری داستان کے جواب میں حضرت کے صرف ایک جملہ نے خود اپنے رجحان کے خلاف کامل تشفی فرما دی کہ "حالت مذکورہ بد انتظامی یا بے انتظامی کی ایک فرد ہے"۔

اسی طرح بعض امور کی نسبت عرض کیا کہ "سیکڑوں مرتبہ ان کے ترک کا ارادہ کیا اور ہر بار یہ ارادہ ٹوٹتا رہا حتیٰ کہ اب ارادہ کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا"۔ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "بے جی چاہے ہی کرنا چاہئے وہ خالی نہیں جاتا خدا جانے کس وقت اس کے اثر کا ظہور ہو جائے"۔ یقین فرمائیے کہ الحمد للہ اس سے مردہ ہمت میں تازہ جان پڑ گئی۔

(۳) عادات و اخلاق میں سب سے نمایاں وصف بے تکلفی اور ضبط و انتظام ہے محض تکلف یا عام رسم و رواج کی خاطر کوئی ایسی بات نہ پسند فرماتے ہیں اور نہ اختیار فرماتے ہیں جو اپنے یا دوسرے کیلئے بار خاطر یا حقیقی نفع کے منافی ہو تکلف میں سراسر تکلیف کے باوجود لوگ اسی کو "خوش اخلاقی" سمجھتے ہیں حضرت کو اس "خوش اخلاقی" سے نہ صرف بالطبع بُعد معلوم ہوتا ہے بلکہ اکثر صورتوں میں تعلیم و تربیت کے مصالح بھی اسکے مقتضی نہیں ہوتے لیکن لوگ چونکہ عام طور سے تکلف و تصنع ہی کے عادی و طالب ہو گئے ہیں اس لئے حضرت کی معاشرت میں بعض باتیں نامانوس نظر آتی اور غلط فہمی کا باعث بن جاتی ہیں۔ مثلاً

لوگ کثرت سے حاضر ہوتے رہتے ہیں جن کی عام طور سے مہمانداری کا اہتمام حضرت نے اپنے ذمہ نہیں رکھا ہے ابتداء میں کچھ دن رکھا تھا مگر حضرت کی طبیعت و طریقہ سے جو لوگ واقف ہیں جانتے ہیں کہ چھوٹا بڑا جو کام بھی اپنے ذمہ قبول فرما لیتے ہیں اس کا پورا اہتمام وحق بھی ادا فرمانا چاہتے ہیں جس کا اثر لازماً ارشاد و افادہ کی اُن خدمات پر پڑتا تھا جو حاضر ہونے والوں کا اصل مقصود ہوتا ہے یاد آتا ہے کہ خود حضرت نے یہی وجہ بیان فرمائی تھی۔

اسی طرح دیکھا کہ بعض آدمی پہلے سے اپنے حالات و خیالات کی اطلاع کے بغیر خدا جانے کن کن مزعومات کے تحت آجاتے ہیں اور پھر نہایت بےفکری کے ساتھ بے سروپا سوال و جواب شروع کر دیتے ہیں حضرت کو اس سے قدرتاً گرانی ہوتی ہے خصوصاً اسلئے کہ حضرت خود دوسروں کے بارہ میں بہت فکر فرماتے ہیں [illegible] والوں کو اگر اپنے مزعومات میں مایوسی ہو تو ممکن ہے کہ کچھ نفع حاصل کرنے کی جگہ [illegible] تاسف لیکر واپس جائیں۔ نیز کبھی کبھی جس کام کیلئے یہ زحمت اٹھاتے ہیں [illegible] تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محض خط و کتابت سے ہو جا سکتا ہے [illegible] حضرت کی نظر ان تمام باتوں پر رہتی ہے [illegible] عام دستور کے خلاف خطوں کے جواب میں جس طرح کے جرحی سوالات فرماتے ہیں وہ بھی ابتداءً وحشت کا باعث ہوتے ہیں

Marfat.com

لیکن ثابت قدم کو آگے چل کر ان کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ باقی جہاں تک سچی راحت و سہولت۔ ہمدردی و خیر خواہی اعانت و رعایت کا تعلق ہے وہ جتنی حضرت دوسروں کی فرماتے ہیں خود بیچارے نہیں کرسکتے اس کا اندازہ راقم ہذا کے چند معمولی تجربات سے ہوگا ایک مرتبہ والدہ وغیرہ اور گھر کے لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ خانقاہ کے قریب کرایہ کا جو مکان لینا چاہا مالک مکان نے اس کا کرایہ ایک روپیہ کہلا بھیجا حضرت نے فرمایا کہ نہیں آٹھ آنے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک روپیہ زیادہ نہیں معلوم ہوتا فرمایا کہ بہت بیچارے ایسے آتے ہیں کہ اُن کے لئے یہ بھی زیادہ ہوگا اور جو شرح ایک دفعہ قائم ہوجاتی ہے مالک مکان اُسی کے متوقع رہتے ہیں پھر مجھ سے فرمایا مکان دیکھ لیا ٹھیک ہے۔ عرض کیا جی ہاں اسکے بعد مجھ کو ساتھ لے کر خود ملاحظہ فرمایا اور خاص طور سے بیت الخلا کو دیکھا جس کی طرف میرا ذہن بھی نہیں گیا تھا یہ بہت تنگ تھا اور غالباً صرف ایک ہی قدمچہ تھا فرمایا مستورات کو تکلیف ہوگی اور دو ہی چار دن بعد خود حضرت کا ایک آستانہ خالی ہوگیا وہ عطا فرمادیا جس میں نہایت آرام رہا۔

ایک بار جس مکان میں قیام ہوا خانقاہ سے ذرا فاصلہ پر تھا۔ صبح کی مجلس کیلئے خاص طور پر پہلے مجھ کو اطلاع کراتے پھر خانقاہ والوں کو تاکہ فاصلہ کی وجہ سے اُن سے پچھڑ نہ جاؤں ساتھ یہ بھی فرمادیتے کہ اطلاع کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ اب میں فارغ ہوں جی چاہے آسکتے ہو۔

ہر حاضری میں کئی کئی وقت حضرت کا مہمان رہنے کی سعادت حاصل رہی بعض وقت ہم طعامی کا شرف بھی بخشتے ہیں لیکن اکثر خصوصاً جب ایک سے زائد وقت کا مہمان ہو تو یہ تکلف نہیں فرماتے تکلف پسند مہمانوں کو یہ گراں ہوسکتی ہے۔ راقم بھی اس کی توجیہ سے قاصر تھا ایک مرتبہ خود ہی فرمایا کہ میزبان کے ساتھ مہمان بے تکلف ہو کر نہیں کھاتا اندازہ کرنا چاہئے کہ جب ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایسی دقیق رعایتیں فرماتے ہیں تو مہمات امور میں کیا کیا حکمتیں نہ پیش نظر رہتی ہوں گی۔

یہی صورت پابندی اوقات کی بھی ہے کہ عام طور سے ہر کام کا وقت بندھا ہوا ہے اس میں اپنے اور دوسرے سب کیلئے جو کثیر منافع ہیں اُن سے کون انکار کرسکتا ہے تصنیفات و تالیفات کی سیکڑوں تک تعداد۔ خانقاہ کے مقیموں اور باہر سے حاضر ہونے والوں کو بلاناغہ دو وقت کی مجلس میں چار پانچ گھنٹے مستقلاً استفادہ کا موقع روز کے روز تمام خطوں کا جواب جن کا اوسط پندرہ بیس[ع] رہتا ہوگا یہ سب اسی پابندی اوقات اور انتظام کی برکات ہیں لیکن قواعد انسان کیلئے ہیں۔ انسان قواعد کیلئے نہیں کہ ان میں مستثنیات نہ ہوں مغرب کے بعد عموماً ملاقات کا وقت نہیں لیکن راقم نے جب تخلیہ میں کچھ عرض کرنے کی درخواست کی تو مغرب کے بعد بھی آدھ آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت عطا فرمایا اور جب تک کچھ عرض کرتا رہا تشریف فرما رہے ایک مرتبہ تو شاید عشا کا وقت اسی میں آگیا تعویذ لکھنے کا وقت ظہر و عصر

[ع] بلکہ تیس چالیس ۱۲ مؤلف سوانح

Marfat.com

ماہینی مجلس کا ہوتا ہے لیکن ایک مرتبہ میرے ملازم کو ضرورت پڑی تو بلا میری درخواست کے خود ہی نہایت شفقت سے عشاء کے بعد تحریر فرما دیا ۔

جو لوگ ہر جگہ رسمی تکلفات یا مصنوعی خوش اخلاقیوں کی تلاش میں رہتے ہیں اُن کو تو یقیناً حضرت کے ہاں بعض امور اجنبی معلوم ہوں گے جن کو وہ نافہمی یا غلط فہمی سے خدا جانے کس کس چیز پر محمول کریں گے ۔ لیکن جو شخص کسی اور طلب و تلاش میں حاضر ہوتا ہے وہ تو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ساری معاشرت کو حکمت و مصلحت پر مبنی پائے گا اور نام نہاد تشدد کے بجائے ہر امر میں انتہائی راحت و سہولت محسوس کرے گا ۔

راقم ہٰذا کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کی فطرت کو زود اعتقادی یا خوش اعتقادی سے کتنا بعد ہے اور اپنی "چشم بدبین" کے لئے کتنا بدنام ہے لیکن حضرت کی شخصیت میں اُس کو سراپا شفقت و محبوبیت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا "زمغربی نظرے دام کن بدوست نگر"۔

یہ حال تو ایک ظاہر بین اور ناقص نظر کا تھا باقی "دیدۂ کامل" کو کیا کچھ نظر آتا ہوگا کسی کامل سے پوچھا چاہئے ۔

(۴) عجب بات ہے جس طرح رسوم و تکلفات کی عادت بعضوں کی نظر سے حضرت کی سچی شفقت اور حقیقی لطف و کرم کو چھپا لیتی ہے اسی طرح عبارت آرائی کی جستجو حضرت کی تالیفات و تصنیفات کے معاملہ میں بہتوں کو "لفظ بگذار و سوئے معنی رو" سے محروم کر دیتی ہے سطحیت پسندی اس زمانے کی نا ملائم دیا ہے تحریر میں بھی لوگ تکلف و تصنع، شاعری و لفاظی کے اتنے خوگر و طالب ہو گئے ہیں کہ خالص علم طلبی و معنی جوئی کیلئے مشکل ہی سے کوئی کتاب یا مضمون پڑھ سکتے ہیں ایک اچھے دیندار صاحب علم کو حضرت کی تصانیف کی نسبت کہتے سنا کہ پڑھنا چاہا لیکن پڑھی نہیں جاتیں ۔ خود راقم سطور بھی مدت تک اس مرض میں مبتلا رہا ۔ والد مرحوم حضرت کی اکثر کتابیں وغیرہ منگواتے رہتے تھے بارہا مجھے بھی استفادہ کیلئے ارشاد فرماتے مگر زبان کے چٹخارے پر جان دینے والے کو جان بخش غذا کی طرف کیا رغبت ہوتی ۔

حضرت کی خدمت میں حاضری کے بعد جب سے حضرت کے علوم و معارف کا کچھ اندازہ ہوا [illegible] حال ہے کہ [illegible] جتنا علم [illegible] اور جتنا ذوق [illegible] نہیں [illegible] حیرت ہوتی ہے کہ اتنی کثیر تصانیف کے باوجود حضرت کا طرز تحریر اتنا قلیل الالفاظ کثیر المعانی [illegible] دیکھنے کا کہ جس معنی و مفہوم کو جس لفظ و عبارت سے ادا فرمایا گیا ہے جو صحت [illegible] دوسری تعبیر سے نہیں حاصل ہوتی ۔ سچ پوچھئے تو انشاء کا بھی اصلی کمال یہی [illegible]

باقی مضمون [illegible] کے [illegible] تو [illegible] ایک [illegible] کے قدرت خالی تحسین کلام یا عبارت آرائی کے [illegible] میں مضمون [illegible] طلب [illegible] توجہ حضرت کی [illegible]

جی نہیں چاہتا اور آجکل کی کثیر اللفظ وقلیل المعنی انشار پردازی سے تو سخت توحش وملال ہونے لگتا ہے۔ جامعیت کے اعتبار سے حضرت کا ذخیرۂ تصانیف علم دین کے تمام اطراف وجوانب کو اتنا محیط اور اتنا مغنی ہے کہ عوام وخواص۔ علما وصوفیا واعظین ومبلغین، جدت پسندوں اور قدامت پسندوں عقل کے ہشیاروں اور عشق کے دیوانوں پر ہر طبقے اور ہر شخص کی آسودگی کا سامان مہیا ہے بعض معمولی پڑھے لکھوں کو دیکھا کہ ان میں محض حضرت کی کتابوں کے مطالعہ سے ایسی صحیح فہم دین پیدا ہوگئی ہے کہ اچھے اچھے اہل علم میں دیکھنے میں نہیں آتی۔

''فہم دین'' سے مراد راہبانہ دین نہیں بلکہ وہ ''لارہبانیتی'' دین جس کی اکسیر ساری دنیا میں زندگی کو دین کے کندن میں منقلب کر دیتی ہے اور حسنۂ آخرت سے پہلے حسنۂ دنیا کا مالک بنا دیتی ہے۔ میں نے تو خود حضرت کی خدمت میں کئی بار عرض کیا کہ دین تو دین دنیا کے بھی ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں حضرت سے مشورہ کا جی چاہتا رہتا ہے گو سیاست سے حضرت اپنے مذاق اور مصالح کی بنا پر بالکل الگ ہیں لیکن اس میں بھی جہاں تک نفس فہم ورائے کا تعلق ہے اگر وہ عام مدعیان سیاست کو نصیب ہوتی تو غالباً مسلمانوں کی سیاست آج خالی نقالی کی سطح سے بلند تر ہوتی۔

بظاہر اس کا گمان بھی نہ ہونا چاہیئے کہ حضرت کے تصنیفی سرمایہ میں انگریزی دانوں یا نئے خیال والوں کیلئے بھی کچھ ہوگا لیکن یہی نہیں کہ بعض تحریروں میں مثلاً ''الانتباهات المفيدة عن الاشتباهات الجديدة'' خاص طور سے ان کا خیال فرمایا گیا ہے بلکہ اس جماعت کے جن افراد میں صادق طلب ہے اُن سے درخواست کہ کچھ دن حضرت کی کتابوں (خصوصاً ابتدا میں مواعظ) کو خود حضرت ہی کے مشورہ سے پڑھیں پھر دیکھیں کہ راہ یاب ہی نہیں انشاء اللہ سچے رہبر بھی بن سکیں گے۔ اور صرف شکوک وشبہات کا ازالہ ہی نہیں بلکہ دین کا ذوق اور ایمان کی لذت حاصل ہوگی اور اگر کہیں اس کے ساتھ حضرت کی خدمت میں کچھ زیادہ حاضری کی سعادت نصیب ہوسکے تو نورٌ علیٰ نور۔

سطور بالا کا مدعا حضرت کے علم وعمل کے اعلیٰ کمالات کی تفصیل مطلق نہیں کہ اُن تک خود راقم کی فہم نظر کی رسائی نہیں بلکہ خصوصیت کے ساتھ چند ظاہری اور سرسری باتوں کی طرف اس لئے توجہ دلانے کی جرأت کی ہے کہ اکثر انھیں کے متعلق غلط فہمی حضرت کے اعلیٰ کمالات سے استفاضہ کی راہ میں پتھر بنجاتی ہے جس سے بڑھکر اس دور میں کوئی[ع] محرومی نہیں۔ جو پانی کو سراب سمجھ رہا ہے اس کی محرومی اُس سے بہت زیادہ قابل رحم بلکہ ناقابل معافی ہے جو سراب کو پانی سمجھا ہے ''لب تشنہ بہ آب اندر'' انتہی بلفظہ

عہ بقول احقر مؤلف سوانح ۔۔۔ ہ

اس زمانہ میں ہے محروم ازل کی شناخت یعنی جو معتقد حضرت مولانا نہیں ۱۲

فہرستہائے موعودہ

الحمدللہ مضمون بالا الفیض الجاری پر باب متفرقات جو اشرف السوانح کا آخری باب ہے فی الحال ختم ہوا۔ اب وہ فہرستیں ترتیب وار درج کی جاتی ہیں جن کا حوالہ سوانح ہذا کے باب تلامذہ اور باب خلفائے مجازین اور باب تصنیف وتالیف میں دیا گیا ہے اور وہ تین فہرستیں ہیں۔ پھر ان فہرستوں کے بعد خاتمۃ الکتاب لکھکر انشاء اللہ تعالیٰ اس اشرف السوانح کو ختم کردیا جائے گا۔

(۱) فہرست تلامذہ

(متعلق اشرف السوانح باب نہم)

تمہید یہ وہی فہرست ہے جس کا حوالہ اشرف السوانح کے باب نہم "تلامذہ" میں دیا گیا ہے۔ اس میں حضرت کے ان تلامذۂ فارغین کانپور کے اسمائے گرامی ہیں جن کو مع پتہ اور تاریخ فراغ کے مکرمی جناب مولوی حکیم محمد عبدالحق صاحب نائب مدیر فیضہم نے مدرسۂ جامع العلوم کانپور کے پرانے کاغذات سے نقل کیا ہے۔ تعلق کانپور کے زمانہ کے غیر فارغین کے متعلق کسی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور ترک تعلق کانپور کے بعد کے فارغین وغیر فارغین کے متعلق بھی چونکہ اسوقت کسی باضابطہ مدرسہ سے تعلق نہ تھا کوئی تحقیق نہ ہوسکی۔ حضرات مذکورین فہرست کے موجودہ پتوں اور حالات کی تحقیق بھی چونکہ متعذر تھی اور چنداں ضروری بھی نہ تھی اس لئے اُس کا بھی اہتمام نہیں کیا گیا۔

تلامذہ کے متعلق بعض دیگر ضروری تفصیلات باب مذکور میں ملاحظہ فرمائی جائیں۔ فقط

نمبر	اسمائے تلامذہ	تاریخ دستاربندی
(۱)	جناب مولوی فضل حق صاحب ساکن بارہ ضلع الہ آباد	۱۰ شعبان سنہ ۱۳[illegible]ھ
(۲)	جناب مولوی محمد حسین صاحب ساکن امین آباد لکھنؤ	۲۰ شعبان سنہ [illegible]
(۳)	جناب مولوی مظہر الحق صاحب قصبہ امرہ ضلع چاٹگام	۱۱ شعبان سنہ [illegible]
(۴)	جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب مقام [illegible] ضلع بردوان	۱۰ شعبان [illegible]
(۵)	جناب مولوی سید صدیق الرحمٰن صاحب ساکن سالار ضلع مرشد آباد	
(۶)	جناب مولوی سید عبدالمنان صاحب ساکن سالار ضلع مرشد آباد	
(۷)	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مقام محراب پور ضلع مالدہ	
(۸)	جناب مولوی ولی احمد صاحب ساکن [illegible]	
(۹)	جناب مولوی عبدالحکیم صاحب [illegible]	

نمبر	اسمائے تلامذہ	تاریخ دستاربندی
(۱۰)	جناب مولوی عبدالحق صاحب پترہ ضلع کمرلہ	۱۲ر شعبان سنہ ۱۳۱۰ھ
(۱۱)	جناب مولوی غلام سلطان صاحب ہراہس کالی ضلع چاٹگام	//
(۱۲)	جناب مولوی صادق الیقین صاحب ساکن قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی	//
(۱۳)	جناب مولوی محمد حنیف صاحب صوبہ بہار	//
(۱۴)	جناب مولوی عزیزالرحمن صاحب ساکن رامو ضلع چاٹگام	//
(۱۵)	جناب مولوی عبدالحق صاحب ساکن ضلع چاٹگام	//
(۱۶)	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن اعظم گڈھ	//
(۱۷)	جناب مولوی تمیزالدین صاحب ساکن چاٹگام	//
(۱۸)	جناب مولوی محمد رشید صاحب ساکن محلہ ٹپکاپور کان پور	۱۵ر شعبان سنہ ۱۳۱۱ھ
(۱۹)	جناب مولوی احمد علی صاحب ساکن فتحپور ضلع بارہ بنکی	//
(۲۰)	جناب مولوی عظمت الٰہی صاحب قریشی تھانہ بھون ضلع مظفرنگر	//
(۲۱)	جناب مولوی حکیم سجاد حسین صاحب ساکن بادن ضلع ہردوئی	//
(۲۲)	جناب مولوی انوار علی صاحب ساکن چاٹگام	//
(۲۳)	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور	//
(۲۴)	جناب مولوی عبدالحکیم صاحب ساکن قصبہ رامو ضلع چاٹگام	//
(۲۵)	جناب مولوی محمد مقیم الدین صاحب ساکن ضلع ارکان ملک برہما	//
(۲۶)	جناب مولوی سید اسحٰق علی صاحب ساکن محلہ کرنیل گنج کانپور	۱۷ر شعبان سنہ ۱۳۱۲ھ
(۲۷)	جناب مولوی محمد یٰس صاحب قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر	//
(۲۸)	جناب مولوی قاضی عبدالصمد صاحب ساکن قصبہ جاجمو ضلع کانپور	//
(۲۹)	جناب مولوی محمد الیاس صاحب ساکن محلہ قاضیان بجنور	//
(۳۰)	جناب مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب محلہ قاضیان بجنور	//
(۳۱)	جناب مولوی سعید احمد صاحب مقیم باغیچہ شیخ الٰہی بخش اٹاوہ	//
(۳۲)	جناب مولوی زاہد حسین خاں صاحب ساکن ضلع گیا	//
(۳۳)	جناب مولوی قاضی عبدالحق صاحب ساکن قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر	//

نمبر	اسمائے تلامذہ	تاریخ دستار بندی
(۳۴)	جناب مولوی سید عبیداللہ صاحب ساکن بانس کھالی ضلع چاٹگام	۱۷ شعبان ۱۳۱۳ھ
(۳۵)	جناب مولوی جسیم الدین صاحب ساکن ہتیا ضلع ندیہ بنگال	//
(۳۶)	جناب مولوی عبدالرحمان صاحب ساکن ضلع اعظم گڈھ	//
(۳۷)	جناب مولوی شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ساکن ضلع بلیا	//
(۳۸)	جناب مولوی عبدالحمید صاحب ضلع ارکان برہما	//
(۳۹)	جناب مولوی عبدالکریم صاحب ساکن ضلع چاٹگام	//
(۴۰)	جناب مولوی یار محمد صاحب ضلع چاٹگام	//
(۴۱)	جناب مولوی عبدالقادر صاحب ساکن ڈاکخانہ چوکریا ضلع چاٹگام	
(۴۲)	جناب مولوی نصرت علی صاحب	//
(۴۳)	جناب مولوی شاہ لطف الرسول صاحب ساکن فتحپور بسواں ضلع بارہ بنکی	//
(۴۴)	جناب مولوی شیخ محمد عابد صاحب ساکن بہرائچ	//
(۴۵)	جناب مولوی دلیل الرحمٰن صاحب ساکن ضلع چاٹگام بنگال	//
(۴۶)	جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب ساکن ضلع چاٹگام	
(۴۷)	جناب مولوی حسام الدین صاحب ساکن اددھن ڈاکخانہ جائس ضلع الہ آباد	۱۷ رجب ۱۳۱۶ھ
(۴۸)	جناب مولوی عبدالمجید صاحب ساکن رتوڈنگا ضلع جیسر بنگال	
(۴۹)	جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب ساکن مگیڈو ضلع اکیاب	
(۵۰)	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب ساکن ہاٹ ہزاری ضلع چاٹگام	
(۵۱)	جناب مولوی حافظ نور الحسن صاحب قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور	
(۵۲)	جناب مولوی سلطان محمود صاحب ساکن شہر آرہ	

Marfat.com

(۲) فہرست خلفائے مجازین

(متعلق اشرف السوانح باب پانزدہم)

تمہید - یہ وہی فہرست ہے جس کا حوالہ اشرف السوانح کے باب پانزدہم "خلفائے مجازین" میں دیا گیا ہے اس میں صرف موجودہ خلفائے مجازین کے اسمائے گرامی دکھائے گئے ہیں اور چونکہ حضرت والا کے مجازین دو قسم کے ہیں ایک مجازین بیعت دوسرے مجازین صحبت اس لئے ان ہر دو عنوانات کے تحت میں ہر قسم کی جُدا جُدا تفصیل ہے ان دونوں قسموں کا مفصل فرق باب مذکور میں ملاحظہ فرمایا جائے مجملاً یہ فرق ہے کہ مجازین بیعت تو بیعت اور تعلیم و تلقین دونوں کے مجاز ہیں اور مجازین صحبت صرف تعلیم و تلقین کے - ماخذ کا حوالہ ذیلی نوٹ میں مذکور ہے جو فہرست کے بعد مرقوم ہے - مجازین کے پتے زیادہ تر ماخذ ہی کے مطابق ہیں اور اجازت کے وقت کے ہیں لیکن بعض کے پتے بعد کو تبدیل ہو گئے ہیں اُن میں سے جن جن کے موجودہ پتے معلوم ہو سکے اُن کے موجودہ پتے لکھ دیئے گئے ہیں بقیہ پتوں کو ماخذ سے بعینہ نقل کر دیا گیا ہے - مجازین مرحومین کی فہرست بھی مجازین موجودین کے بعد تتمات تنبیہات وصیت سے نقل کر دی گئی ہے تاکہ اُنکے لئے دعائے مغفرت و رفع درجات فرمائی جائے مجازین کے متعلق دیگر تفصیلات ضروریہ باب مذکور میں ملاحظہ ہوں - فقط

(مجازین بیعت)

۱ - مولوی محمد عیسیٰ صاحب محی الدین پوری پروفیسر عربی مکان نمبر ۲۹ محلہ محتشم گنج الہ آباد -

۲ - مولوی عبد العلیم صاحب پنڈیرہ ڈاکخانہ بڑا شام بازار ضلع بردوان -

۳ - مولوی عبد الغنی صاحب مہتمم مدرسہ روضۃ العلوم پھولپور ضلع اعظم گڈھ -

۴ - حاجی شیر محمد صاحب گھوٹکی ضلع سکھر (سندھ)

۵ - مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب بجنوری حال مقیم محلہ کرم علی مکان نمبر ۹ میرٹھ

۶ - مولوی افضل علی صاحب تھلواڑہ ڈاکخانہ کمیلا ضلع بارہ بنکی -

۷ - مولوی عبد المجید صاحب بچھرایونی (ریبہ ڈاک) ریواڑی ضلع گوڑگانوہ -

۸ - خواجہ عزیز الحسن صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس لکھنؤ -

۹ - مولوی ظفر احمد صاحب خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر -

۱۰ - مولوی حبیب اللہ صاحب پنشن ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول اوری ضلع جالون -

۱۱ مولوی محمد اسحٰق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ ۱ - کاکن باڑی لین ڈھاکہ -

Marfat.com

۱۲- مولوی واحد بخش صاحب مدرس اول خیرپور تامیوالی مدرسہ عربیہ احمدپور شرقیہ ریاست بہاولپور۔
۱۳- حاجی شمشاد صاحب کلانوری اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفرنگر۔
۱۴- محمد عبداللہ خاں صاحب بیرون امامی دروازہ۔ ریاست بھوپال۔
۱۵- سید فخرالدین شاہ صاحب گھوٹکی ضلع سکھر سندھ۔
۱۶- مولوی صغیر محمد صاحب مدرسہ عزیزیہ مغلٹولی شہر کملہ بنگال۔
۱۷- مولوی عبدالحمید صاحب وزیرستان شمالی مقام ہرمز ڈاکخانہ عیدک ضلع ڈور۔
۱۸- مولوی اطہر علی صاحب حویلی بارہ آنی ہیبت نگر ڈاکخانہ کشور گنج ضلع میمن سنگھ۔
۱۹- مولوی عبدالوہاب صاحب ڈاکخانہ ہاٹ ہزاری موضع روح اللہ پور ضلع چاٹگام۔
۲۰- ابوالبرکات صاحب مسجد محلہ نالہ ضلع سلطانپور۔ (عوام کے لئے)
۲۱- مولوی نذیر احمد صاحب نیسنگ ضلع کرنال۔
۲۲- مولوی رفیع الدین صاحب محلہ سبزی منڈی متصل مسجد سوداگر۔ الہ آباد۔
۲۳- مولوی عبدالسلام صاحب موضع زیارت، کاکا صاحب مسجد کلاں تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور۔
۲۴- مولوی محمد موسیٰ صاحب مدرس حرم نبوی باب النساء مدینہ منورہ (مہاجر مدنی)
۲۵- مولوی حسن الدین صاحب مقام لال پیٹ تعلقہ سدمبرم ضلع جنوبی ارکاٹ مدراس۔
۲۶- مولوی محمد سعید صاحب مقام کیرنور تعلقہ ملپی ضلع مدہرالملک مدراس۔
۲۷- مولوی نذیر احمد صاحب (دگیرہ) متوطن کیرانہ ضلع مظفرنگر متصل مسجد قصابان مقیم حال خانجہاں پور ڈاکخانہ کھاتولی ضلع مظفرنگر۔
۲۸- مولوی مقصود اللہ صاحب مدرسہ امدادیہ خانقاہ اشرفیہ موضع ملگا سیر ڈاکخانہ ادرانوتیہ ضلع بریسال۔
۲۹- مولوی وصی اللہ صاحب ڈاکخانہ ندوا سرائے موضع فتحپور تال نرجا ضلع اعظم گڈھ
۳۰- مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ امرتسر۔
۳۱- مولوی سراج احمد خاں صاحب امروہی مدرس مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ضلع [illegible]
۳۲- مولوی ممتاز احمد صاحب ڈاکخانہ براچٹی موضع سونڈیا گیا۔
۳۳- منشی حقداد خاں صاحب پنشن یافتہ [illegible]
۳۴- مولوی عبدالجبار صاحب موضع ڈبی ڈاکخانہ [illegible] مقیم حال [illegible] ضلع فیروزپور۔
۳۵- مولوی ولی محمد صاحب قصبہ برہان ضلع کیمل پور حال مدرس [illegible] قادر [illegible] پور ضلع مرادآباد

۳۶ - مولوی خیر محمد صاحب ناظم تعلیم مدرسہ فیض محمدی شہر جالندھر -

۳۷ - مولوی غلام صدیق صاحب حاجی پور ضلع ڈیرہ غازی خاں -

۳۸ - مولوی عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری مدرس مظاہر علوم سہارنپور -

۳۹ - مولوی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند -

۴۰ - مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند -

۴۱ - مولوی محمد نبیہ صاحب ٹانڈہ بادلی ضلع مرادآباد -

۴۲ - مولوی محمد صابر صاحب مدرس مدرسہ عربیہ محلہ نئی بستی ریواڑی ضلع گوڑگانوہ -

۴۳ - نواب احمد علی خاں صاحب محلہ قلعۂ نوابان سہارنپور -

۴۴ - حکیم کرم حسین صاحب سیتاپور - (اودھ)

۴۵ - مولوی عبدالرحمٰن صاحب مئوائمہ ضلع الہ آباد -

۴۶ - محمد عثمان خاں صاحب تاجر کتب متصل جامع مسجد دہلی -

۴۷ - ماسٹر قبول احمد صاحب اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور -

۴۸ - مولوی جلیل احمد صاحب سرائے حکیم علیگڈھ (حال مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر)

۴۹ - مولوی اسحٰق علی صاحب کانپوری نیا کٹرہ الہ آباد -

۵۰ - شہاب الدین صاحب خیاط کٹھور ضلع میرٹھ -

۵۱ - مولوی مسیح اللہ خاں صاحب معرفت تحصیلدار صاحب ماٹ ضلع متھرا -

۵۲ - مولوی مرتضیٰ حسن صاحب - چاندپور ضلع بجنور -

۵۳ - حکیم عبدالخالق صاحب ساکن ٹانڈہ ڈاکخانہ اڑمڑ ضلع ہوشیارپور پنجاب مقیم حال امرتسر چوک فرید -

۵۴ - ماسٹر ضامن علی صاحب سندیلوی گورنمنٹ ہائی اسکول کانپور -

۵۵ - حافظ عنایت علی صاحب امام مسجد باجڑان لدھیانہ (للعوام)

۵۶ - مولوی ولی محمد صاحب گورداسپوری مدرس مظاہر علوم سہارنپور -

۵۷ - مولوی نوربخش صاحب نواکھالوی مدرسہ صوفیہ پوسٹ بھیرواہاٹ ضلع چاٹگام -

۵۸ - مولوی عبدالودود صاحب آخون زادہ مقام دوبیان پوسٹ کالوخاں ضلع پشاور -

۵۹ - مولوی اسعداللہ صاحب رامپوری مدرس مظاہر علوم سہارنپور -

۶۰ - شیخ عزیزالرحمٰن صاحب زمیندار قصبہ ایچولی ضلع میرٹھ -

Marfat.com

۶۱ - مولوی حکیم الٰہی بخش صاحب اعوان محلہ ہزاری دروازہ شہر شکارپور ضلع سکھر ملک سندھ
۶۲ - ماسٹر محمد شریف صاحب مدرس ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل اسکول میانی افغانان ضلع ہوشیارپور پنجاب -
۶۳ - ماسٹر شیر محمد صاحب مدرس مڈل اسکول میانی افغانان ضلع ہوشیارپور -
۶۴ - حافظ ولی محمد صاحب قنوج ضلع فرخ آباد محلہ کاغذیان -
۶۵ - مولوی کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ سعیدیہ جھنڈ ہدف شاہجہانپور -
۶۶ - مولوی حامد حسن صاحب امروہہ ضلع مراد آباد محلہ دربار کلاں -
۶۷ - حکیم فضل اللہ صاحب شکارپور سندھ -
۶۸ - بابو عبدالعزیز صاحب کلرک انجن شیڈ سہارنپور -
۶۹ - مولوی رسول خاں صاحب مدرس اورنٹیل کالج لاہور - متوطن ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ - ڈاکخانہ شنکیاری مقام اچھڑیاں -
۷۰ - مولوی محمد اللہ صاحب نواکھالوی مدرس مدرسہ اشرف العلوم بڑا کٹرہ ڈھاکہ -
۷۱ - حکیم مولوی عبدالحق خاں صاحب ساکن کوٹ ضلع فتحپور ہسوہ -
۷۲ - حکیم خلیل احمد صاحب کھالہ پار محلہ پل کمران سہارنپور -
۷۳ - محمود الغنی صاحب سہارنپوری ترپ بازار شفاخانہ رحمانی حیدرآباد دکن -
۷۴ - منشی عبدالحی صاحب سابق وکیل وحال ہومیوپیتھک ڈاکٹر جونپور -

(مجازین صحبت)

۱ - سعید احمد خاں صاحب برہرہ ڈاکخانہ بلرام ضلع ایٹہ -
۲ - حافظ علی نظر بیگ صاحب خلیفہ دادنہ مراد آباد -
۳ - شیخ محمد حسن صاحب [illegible] لکھنؤ -
۴ - مولوی عبدالرحمن صاحب وکیل گلاب باغ ڈاکخانہ بانکی پور ضلع پٹنہ -
۵ - مولوی محمود الحق صاحب وکیل ہردوئی -
۶ - منشی عبدالولی صاحب نائب ناظم ریاست کپورتھلہ ...
۷ - شیخ محمد عبدالکریم صاحب سشن جج کراچی -
۸ - محمد جلیل صاحب منصف ڈیرہ دون

۹۔ مولوی انوار الحسن صاحب آنریری مجسٹریٹ کاکوری ضلع لکھنؤ
۱۰۔ منشی علی شاکر صاحب قانون گوے گولا ضلع کھیری لکھیم پور۔
۱۱۔ محمد نجم احسن صاحب وکیل پرتاب گڈھ۔
۱۲۔ مولوی منفعت علی صاحب وکیل سہارنپور۔
۱۳۔ مولوی عبدالحکیم صاحب پروفیسر کالج میمن سنگھ بنگال۔
۱۴۔ منشی علی سجاد صاحب ڈپٹی کلکٹر جونپور۔
۱۵۔ مظہر احمد صاحب ماسٹر محلہ فتحگڈھ بھوپال۔
۱۶۔ حافظ محمد طٰہ صاحب کورٹ انسپکٹر گورکھپور۔
۱۷۔ خواجہ محمد صادق صاحب شال مرچنٹ کٹرہ مہان سنگھ امرتسر۔
۱۸۔ منشی عبدالصبور صاحب نائب منشی حصہ اول ڈویژن دفتر سرسار دہ شاہجہانپور۔
۱۹۔ حافظ زاہد حسن صاحب امروہوی مقیم الیاس بلڈنگ کوہ رانی کھیت۔
۲۰۔ بخشش احمد صاحب مدرسہ سعیدیہ قاضی پور خرد گورکھپور۔
۲۱۔ حافظ لقاء اللہ صاحب پانی پتی مقیم حال حیدرآباد دکن۔
۲۲۔ مولوی ظہور الحسن صاحب مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔
۲۳۔ مولوی محمد طاہر ابن مولانا حافظ احمد صاحب مرحوم مدرسہ دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور۔
۲۴۔ مولوی اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلوی مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔
۲۵۔ مولوی سلطان محمود صاحب مدرس اول فتحپوری دہلی۔
۲۶۔ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ولد حاجی جیون بخش صاحب محلہ بلیماران حویلی حسام الدین حیدر دہلی۔
۲۷۔ منشی محمد یعقوب صاحب کلانوری انگلش کلرک سرشتہ تعلیم رہتک۔
۲۸۔ مولوی عبدالصمد صاحب بنارسی مدرس کرنیل گنج کانپور۔
۲۹۔ مولوی ابوالفداء انور محمد صاحب صدر مدرس دینیات حیدرآباد دکن
۳۰۔ حاجی داؤد ہاشم صاحب نمبر ۳۴ پارک لین۔ رنگون۔
۳۱۔ مولوی حمید حسن صاحب دیوبندی مدرس مفتاح العلوم جلال آباد ضلع مظفرنگر۔
۳۲۔ مولوی ریاض الحسن صاحب امام جامع مسجد باغپت ضلع میرٹھ۔
۳۳۔ حکیم محمد سعید صاحب گنگوہی محلہ کھڑک مکان حکیم اجمیری۔ بمبئی۔

Marfat.com

۳۴۔ منشی عبدالحمید صاحب تحصیلدار پنشنر محلہ مقبول گنج لکھنؤ۔
۳۵۔ عبدالغفور صاحب ٹھیکیدار جودھپور ہائی روڈ۔
۳۶۔ حکیم فیاض علی صاحب مقیم نصراللہ گنج گورنمنٹ بھوپال۔
۳۷۔ قاضی محمد مصطفٰے صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ھبدوئی اسٹیٹ بنارس۔

نوٹ

(از مؤلف اشرف السوانح)

مجازین کی یہ دونوں فہرستیں تنبیہات وصیت کے مطبوعہ تتمات سے ماخوذ ہیں البتہ بعض ناموں کی کمی بیشی اُس قلمی اطلاع سے کی گئی ہے جو ان فہرستوں کے متعلق حضرت والا سے حال ہی میں موصول ہوئی ہے اور جو تتمیم فائدہ کے لئے بلفظہ نقل کی جاتی ہے۔ وھو ہذا

بعد سابعۃ التابعۃ مطبوعہ النور ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ کے مجازین بیعت میں سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس بریلی کی ۲۱ شوال ۱۳۵۴ھ کو وفات ہوگئی جس سے ایک عدد کی اضطراری کمی ہوگئی مگر اتفاق سے منشی عبدالحی صاحب کو مجاز صحبت سے ترقی دے کر مجازین بیعت میں داخل کیا گیا اس طرح سے مجازین بیعت کا عدد سابق محفوظ رہا اور اتفاق سے حکیم فیاض علی کو مجازین صحبت میں داخل کیا گیا تو مجازین صحبت کا عدد بھی محفوظ رہا اور مجازین صحبت کی فہرست سے ایک صاحب بوجہ اشتباہ حال کم کردیئے گئے اور اتفاق سے قاضی محمد مصطفٰے صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ھبدوئی اسٹیٹ بنارس داخل کئے گئے اس طرح سے مجازین صحبت کا عدد پھر بھی بدستور رہا اُس اطلاع کی عبارت ختم ہوئی۔

لطیفہ متعلقہ مجموعہ عدد مجازین یہ عدد (۱۱۱) ہے جس میں اتفاق سے تینوں درجوں میں ایک کا عدد ہے یعنی سیکڑہ بھی۔ دہائی بھی۔ اکائی بھی جس سے یاد رکھنے میں سہولت ہوسکتی ہے اور اتفاق سے اس عدد کے چار مادے بھی نکل آئے یعنی **سنا** (معنی ضیاء) سالک ۔ **کافی** ۔ **ہادی کامل** ۔ جن سے یاد رکھنے میں اور زیادہ سہولت ہوسکتی ہے اور علاوہ مصلحت سہولت کے ایک معنوی نکتہ بھی ان مادوں میں پیدا [illegible] مفہوم کا حقیقت ہدایت سے تعلق ہے گویا یہ حضرات اپنی ضیاء علمی و [illegible] کے سالک ہیں اور دوسرے طالبین کے لئے بھی مقصود حقیقی [illegible] لطائف ان مجازین ہی کی ہر دو قسم کے جدا جدا عدد سے [illegible] مذاق کے مناسب سابعۃ التابعۃ مطبوعہ [illegible] ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ [illegible]

Marfat.com

اسمائے مجازین وفات یافتگان رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر	نام	تاریخ وفات
۱	مولوی احمد علی صاحب کافل تالیف بہشتی زیور	•
۲	مولوی محمد صاحب چاٹگامی	•
۳	مولوی نور حسین صاحب اڈرانہ ضلع جھلم	•
۴	مولوی عبید الحق صاحب موہن پوری	•
۵	حکیم محمد یوسف صاحب بجنوری	•
۶	حکیم نور احمد صاحب کانپوری	•
۷	مولوی عبد الرحمٰن صاحب بکھرا	نصف ذیقعدہ ۱۳۴۰ھ
۸	مولوی خلیل الرحمٰن صاحب اعظم گڈھی	رجب ۱۳۴۱ھ
۹	منشی محمد سلطان صاحب مدراسی	شوال ۱۳۴۲ھ
۱۰	حاجی محمد مصطفٰے صاحب خورجوی	۸ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ
۱۱	مولوی محمد عیسیٰ صاحب مقیم بنارس	۹ رجب ۱۳۴۴ھ
۱۲	مولوی شاہ لطف رسول صاحب فتحپور ضلع بارہ بنکی	غرہ شعبان ۱۳۴۴ھ
۱۳	حافظ محمد عمر صاحب نہٹوری مقیم علیگڈھ	۷ رمضان ۱۳۴۴ھ
۱۴	شیخ معشوق علی صاحب قنوجی	شوال ۱۳۴۵ھ
۱۵	مولوی محمد صادق صاحب مالیگاؤں ضلع ناسک	۱۳ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ
۱۶	صوفی رحیم بخش صاحب مقیم دہلی	ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ
۱۷	مولوی عبد الحی صاحب سہارنپوری مقیم حیدر آباد	۲۷ رمضان ۱۳۴۹ھ
۱۸	خیرات احمد خاں صاحب سوندھیا ضلع گیا	۲۶ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ
۱۹	مولوی ابو الحسن صاحب جونپور	۷ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ
۲۰	حاجی محمد یوسف صاحب زنگونی	۸ محرم ۱۳۵۲ھ
۲۱	مولوی ابو بکر صاحب ارکانی	۲۲ ج ۲ ۱۳۵۲ھ
۲۲	سید فیروز شاہ صاحب مندوری ضلع پشاور	۳ شوال ۱۳۵۳ھ
۲۳	مولوی عبد المجید صاحب شاہجہانپوری	۴ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ
۲۴	مولوی عبد الرحمٰن صاحب بریلوی	۲۱ شوال ۱۳۵۴ھ

(۲) فہرست تالیفات

(متعلق اشرف السوانح باب ہیزدہم)

تمہید - یہ وہی فہرست ہے جس کا حوالہ اشرف السوانح کے باب ہیزدہم "تصنیف و تالیف" میں دیا گیا ہے یہ بھی مثل فہرست خلفائے مجازین کے (جو اس فہرست سے قبل متصل گذر چکی ہے) تنبیہات وصیت کے مطبوعہ تتمات ہی سے ماخوذ ہے لیکن بعض مولفات جدیدہ کا اضافہ اُس قلمی اطلاع سے کیا گیا ہے جو حضرت والا سے حال ہی میں موصول ہوئی ہے - اس فہرست کے بعد اُس اعتنا کی تفصیل ہے جو اہل علم نے حضرت والا کی تالیفات کے ساتھ مختلف طریق سے اختیار فرمایا ہے اُس کو بھی تنبیہات وصیت کے تتمات سے حضرت والا کی عبارت میں نقل کیا گیا ہے - فقط

رسائل

(۱) جزاء الاعمال (۲) کرامات امدادیہ (۳) کمالات امدادیہ (۴) صفائی معاملات (۵) اصلاح الرسوم مع ضمیمہ (۶) مکتوب محبوب القلوب (۷) تعلیم الدین (۸) اعمال قرآنی (۹) خواص فرقانی (۱۰) آثار تبیانی (۱۱) اوراد رحمانی (۱۲) علاج القحط والوباء (۱۳) حفظ الایمان (۱۴) اصلاح ترجمہ دہلویہ (۱۵) اصلاح ترجمہ حیرت (۱۶) اصلاح الخیال (۱۷) حقوق الاسلام (۱۸) رونمائے مثنوی منظوم (۱۹) شوق وطن (۲۰) اخبار بنیز (۲۱) الاستبصار فی نفصل لاستغفار (۲۲) اخبار زلزلہ (۲۳) القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب (۲۴) تصویر المقطعات بتغییر بعض العبارات (عربی) (۲۵) قصد السبیل الی المولی الجلیل (۲۶) القول البدیع فی اشتراط المصر للتجمیع (۲۷) زیروبم مثنوی (فارسی) (۲۸) تلخیص المرقاۃ (عربی) (۲۹) تلخیص الشریفیہ (عربی) (۳۰) تسہیل المعانی (عربی) (۳۱) تلخیص المنار (عربی) (۳۲) المدار (عربی) (۳۳) درایۃ العصمۃ (عربی) (۳۴) تلخیص ہدایۃ الحکمۃ (عربی) (۳۵) تلخیص البدایہ (عربی) (۳۶) الثلاثین بشکل جدول (عربی) -

نوٹ - یہ رسالہ تلخیص ہے اربعین غزالی کا اختصار کے لئے ایک جدول کی شکل میں لکھا ہے جس میں عبارات متروکہ کے شروع و اخیر کا نشان دیدیا ہے اگر کوئی اس کو مستقل چھاپنا چاہے تو بے تکلف چھاپ سکتا ہے خطبہ بھی اول میں لکھا ہے) -

(۳۷) تذییل شرح العقائد (عربی) (۳۸) خمسۃ عشر... (عربی) (**نوٹ** ... تلخیص ... تک کا مجموعہ تلخیصات عشرہ کے نام سے مشہور ہے) (۳۹) سبع سیارہ (عربی) (اس میں کتب حدیث کی سندیں ہیں اور بعض اسانید کا شروع محتاج تحقیق کے رہ گیا ہے) (۴۰) تجوید القرآن منظوم (۴۱) یادگار حق القرآن (**نوٹ** اس رسالہ

تجوید القرآن کا مع بعض زیادات کے) (۴۲) اکسیر فی اثبات التقدیر (۴۳) انوار الوجود فی اطوار الشہود (عربی) (۴۴) التجلی العظیم فی احسن تقویم (عربی (نوٹ - یہ انوار الوجود کا ایک فرد ہے) (۴۵) الخطب الماثورہ من الآثار المشہورہ (عربی) (۴۶) حفظ الاربعین مع ترجمہ و شرح ضروری (عربی چہل حدیث) (۴۷) فروع الایمان (۴۸) سبق الغایات فی نسق الآیات (عربی) (۴۹) تحقیق تعلیم انگریزی (۵۰) مکتوبات امدادیہ مع ضمیمہ فوائد۔ (۵۱) حق السماع (۵۲) یاد یاران (۵۳) کلید مثنوی دفتر اول (اردو جلد) (۵۴) قربات عند اللہ وصلوات الرسول (عربی) (نوٹ - اس کا ترجمہ مناجات مقبول ہے) (۵۵) تتمہ قربات عند اللہ وصلوات الرسول (عربی) (۵۶) تنشیط الطبع فی اجراء السبع (۵۷) الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح (۵۸) التادیب لمن لیس لہ فی العلم والادب نصیب (نوٹ - یہ ایک طالب علم کے نام سے شائع ہوئی تھی شاید کہیں کہیں انھوں نے اس میں شاعرانہ مضمون بھی ملایا ہے یہ اب نہیں ملتی اور کوئی ضروری کتاب بھی نہیں) (۵۹) زاد السعید فی الصلوٰۃ علی النبی الوحید (۶۰) نیل الشفا بنعل المصطفیٰ (نوٹ - یہ زاد السعید کے ساتھ چھپی ہے اور اُس کے متعلق کچھ ضروری تنبیہات بعد کو النور نمبر ۹ جلد ۳ محرم ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی ہیں) -

(۶۱) القول الفاصل بین الحق والباطل (نوٹ - یہ تحفۃ المومنین کے ساتھ چھپی ہے جو دوسرے صاحب کی تصنیف ہے) (۶۲) یادگار دربار پر انوار خواجہ صاحب اجمیری (نوٹ - اس میں خواجہ صاحب کی مختصر تاریخ ہے اور یہ روئداد مدرسہ جامع العلوم کانپور کے شامل چھپی ہے اور اس کے اخیر میں ایک عمل چھپا ہے جو ایک خادم مدرسہ نے بڑھا دیا ہے اُس کا استعمال نہ کریں) (۶۳) تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان (۶۴) التقی فی احکام الرقی (۶۵) کشف الغشوۃ عن وجہ الرشوۃ (۶۶) التوریع عن فساد التوزیع (۶۷) الحق الصراح فی تحقیق اجرۃ النکاح (نوٹ - یہ پانچوں رسالے یعنے تحذیر الاخوان سے یہاں تک یکجا چھپے ہیں (۶۸) فیصلہ ہفت مسئلہ (بارشاد حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ جس کے بعض مضامین کی عبارت خلاف تحقیق کی موہم ہے جس کی تفصیل حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ کی ایک تحریر سے معلوم ہوگی جو تنبیہات وصیت کی تنبیہ ۶ کے اخیر میں لکھی ہے اور جس کے ساتھ میں حرفاً حرفاً موافق ہوں) (۶۹) الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف (۷۰) تعلیم الطالب (منتخب از تسہیل الدین مصنفہ [illegible]) -

(۷۱) بہشتی زیور (از مضمون تجوید تا آخر اور اول سے بیان تجوید تک مولوی احمد علی صاحب مرحوم کا لکھا ہوا ہے جس میں میری بھی شرکت برابر کی رہی اور بہشتی گوہر جو بہشتی زیور کا گیارھواں حصہ ہے وہ علم الفقہ مصنفہ مولوی عبد الشکور صاحب کاکوروی سے میں نے ملخص کیا ہے مگر محض سرسری نظر سے) (۷۲) خاتمہ بالخیر (۷۳) الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد (۷۴) الحکایات موعظت (نوٹ - یہ رسالہ حشمۃ رحمت مصنفہ محمد اسلام صاحب

Marfat.com

ساتھ چھپا ہے مگر ایک حکایت حضرت بہلولؒ کی جو کہ خلاف تحقیق بھی ہے ایک اور صاحب نے بلا اجازت ملا دی ہے) (۷۵) مؤخرۃ الظنون عن مقدمۃ ابن خلدون (**نوٹ** - یہ فتاوی اشرفیہ کا جزو ہو کر چھپا ہے بعد کو خود فتاوی اشرفیہ بھی بتوب کر کے امداد الفتاوی کا جزو بنا دیا گیا ہے) (۷۶) نصیحت نامہ بجواب وصیت نامہ (**نوٹ** - در رد اشتہار مفتری جو اکثر خادم فرضی مدینہ منورہ کے نام سے شائع ہوتا رہتا ہے یہ مولانا صادق الیقین صاحب کے نام سے شائع ہوا تھا) -

(۷۷) رفع الخلاف فی حکم الاوقاف (**نوٹ** یہ رسالہ اثبات وقف لازم مصنفہ قاری محمد علی صاحب جلال آبادی کے ہمراہ چھپا ہے) (۷۸) (تفسیر) بیان القرآن مع منہیات ملحقہ در آخر ہر جلد (بارہ جلدوں میں) (۷۹) امداد الفتاوی (چار جلد) (۸۰) خطاب الندوہ (**نوٹ** - یہ امداد الفتاوی کا جزو ہو کر چھپا ہے) (۸۱) عرفان حافظ (۸۲) الفتوح فی احکام الروح (۸۳) ملخص الانوار والتجلی (عربی) (**نوٹ** - یہ رسالہ انوار الوجود و رسالہ التجلی العظیم کا خلاصہ ہے) (۸۴) مسائل المثنوی (یہ کلید مثنوی کے دفتر اول سے ماخوذ ہے) (۸۵) حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ (۸۶) النکت الدقیقۃ (۸۷) تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ (عربی) (**نوٹ** - یہ مع ترجمہ شاہ لطف رسول صاحب کے چھپا ہے) (**نوٹ دیگر** عرفان حافظ سے یہاں تک التکشف فی مہمات التصوف کے اجزاء میں سے ہیں اور یہ مجموعہ مع دیگر اجزاء کے التکشف کے نام سے مشہور ہے) (۸۸) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب (۸۹) وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی) (عربی) (۹۰) الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ (۹۱) جامع الآثار مع تابع الآثار (عربی) (۹۲) زیادات علی کتب الروایات مع ذنابات لمانی الزیادات (عربی) (۹۳) بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان (۹۴) تعدیل التقویم (یہ ایک جنتری کے ساتھ چھپی ہے) (۹۵) مائۃ دروس (عربی) زیر طبع (۹۶) تنبیہات وصیت (۹۷) اصلاح النساء (ضمیمہ حصہ ششم بہشتی زیور) (۹۸) اصلاح انقلاب (دو حصے) (۹۹) حقوق العلم (۱۰۰) آداب المعاشرت (۱۰۱) اغلاط العوام (۱۰۲) کلید مثنوی دفتر ششم (۱۰۳) الطرائف والظرائف (**نوٹ** - یہ ایک کشکول ہے جس میں متفرق مفید مضامین وقتاً فوقتاً جمع ہوتے رہتے ہیں) (۱۰۴) تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک (یہ متعدد حصوں میں ہے) (۱۰۵) حوادث الفتاوی (یہ متعدد حصوں میں ہے) (۱۰۶) ہداۃ الائمۃ دعاۃ الملۃ (۱۰۷) تتمات امداد الفتاوی (یہ امداد الفتاوی کی چاروں جلدوں کے متعلق اور ان کے علاوہ بھی چند تتمے رسائل ماہواری [illegible] میں چھپ چکے ہیں اور آیندہ بھی سلسلہ جاری ہے) (۱۰۸) الابتلاء لاہل الاصطفاء (یہ تربیۃ السالک کے حصہ اول کے ساتھ چھپا ہے) (۱۰۹) ملفوظات خبرت (یہ متعدد حصوں میں ہے) (۱۱۰) شذرات الحکم (یہ رسالہ الرشید یا القاسم میں چند روز تک نکلا تھا) -

Marfat.com

(۱۱۱) جمال القرآن (۱۱۲) مکتوبات خبرت (یہ متعدد حصوں میں ہے) (۱۱۳) ترجیح الراجح (یہ متعدد حصوں میں ہے) (۱۱۴) حسن العلاج لسوء المزاج (منتخب از تربیۃ السالک) (۱۱۵) ملفوظات حسن العزیز (متعدد حصوں میں ہی) (۱۱۶) مکتوبات حسن العزیز (متعدد حصوں میں ہے) (۱۱۷) مقالات حکمت (۱۱۸) مجادلات معدلت (نوٹ۔ یہ دونوں یعنی مقالات اور مجادلات اُن ملفوظات کے لقب ہیں جو دعوات عبدیت کے متعدد حصوں کے اخیر میں ملحق ہیں) (۱۱۹) حکم الحکیم (یہ ایک جزو ہے حسن العزیز کا جو بشکل نونہ مستقل شائع ہوا ہے) (۱۲۰) زکوٰۃ الفرض فی نبات الارض (یہ امداد الفتاویٰ کا جزو ہوکر چھپا ہے) (۱۲۱) ارضی الاقوال فی عرض الاعمال (۱۲۲) معارف العوارف ترجمہ عوارف المعارف مع مغارف المعارف حاشیہ معارف (نوٹ دونوں جلدیں اول القاسم اور الرشید میں اور اُسکے بعد الامداد میں نکلتی رہیں جو پوری نہیں لکھی گئیں) (۱۲۳) المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ (در سہ جلد) (۱۲۴) نموذج من معتقدات بعض اہل العوج (فارسی) (۱۲۵) رسالہ بست مسائل (نوٹ یہ دونوں رسالے یعنی نموذج و بست مسائل تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ کے اجزا رہیں) ۔

(۱۲۶) تعدیل حقوق الوالدین (یہ تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ کا جزو ہے) (۱۲۷) تقریر بعض البنات فی تفسیر بعض الآیات (ابھی کاتب کے پاس ہے) (۱۲۸) لب المثنوی (۱۲۹) زوال السنۃ (۱۳۰) تشنیف الاسماع (۱۳۱) لوح الالواح (نوٹ۔ یہ دونوں یعنی تشنیف اور لوح چار باغ طرب میں چھپی ہیں) (۱۳۲) نصح الاخوان فی صرف الزمان (۱۳۳) المفتاح المعنوی (یہ مکتوبات خبرت کے سلسلہ میں چھپی ہے) (۱۳۴) خیر الحضر فی السفر الی کانپور (۱۳۵) خیر العبور فی سفر گورکھپور (۱۳۶) خیر الحدور فی السفر الثالث الی گورکھپور (۱۳۷) ادب الاعلام ملقب بہ الکنز النامی (۱۳۸) ادب الاعتدال (۱۳۹) ادب الطریق ملقب بہ ادب الرفیق (۱۴۰) ادب الترک (۱۴۱) ادب العشیر (۱۴۲) ادب الاسلام (۱۴۳) جلوۂ یوسف (نوٹ۔ خیر الحضور سے یہاں تک حسن العزیز کے سلسلہ میں چھپی ہیں) (۱۴۴) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک (عربی) (۱۴۵) رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک (نوٹ۔ یہ اخیر کے دونوں رسالے قریب طبع ہیں) (۱۴۶) ارشاد الھائم فی حقوق البھائم (۱۴۷) اصلاح المزاج باصلح العلاج (یہ تربیۃ السالک کا جزو ہے) (۱۴۸) اصدق الرویا (قریب طبع) (۱۴۹) الرق المنشور (۱۵۰) قادیان (۱۵۱) کسوۃ النسوۃ (۱۵۲) حکایات الشکایات مع دو تتمہ (۱۵۳) سجادہ نشینی (۱۵۴) الانسداد لفتنۃ الارتداد (۱۵۵) مسائلۃ اہل النحلۃ فی مسئلۃ الظلۃ (یہ امداد الفتاویٰ میں چھپا ہے) (۱۵۶) انوار المحسنین (۱۵۷) عمارۃ العابارۃ آدم (۱۵۸) بلوغ الغایۃ فی تحقیق خاتم الولایۃ (۱۵۹) حفظ الحدود لحقوق الحدود (۱۶۰) النعیم فی الجحیم (۱۶۱) رفع الزحمۃ عن معنی وسع الرحمۃ (۱۶۲) الکلمۃ التامۃ فی النبوۃ العامۃ (۱۶۳) تدویر الفلک فی تطہیر الملک (۱۶۴) القول الانفع فی تحقیق امکان الابدع (۱۶۵) نعم العون فی تحقیق توبۃ فرعون (نوٹ۔ بلوغ الغایۃ۔

Marfat.com

یہاں تک کے مجموعہ کا لقب الحل الاقوم لعقد فصوص الحکم ہے اور یہ مجموعہ مع عمارۃ العالم کے ملقب بہ خصوص الکلم فی شرح فصوص الحکم ہے) (۱۶۶) ذکر محمود (۱۶۷) تسہیل المنطق حواشی تیسیر المنطق (۱۶۸) احقر کے مسلک کی شرح (۱۶۹) الصحف المنشورہ (۱۷۰) الشکر والدعاء۔

(۱۷۱) الروضۃ الناضرۃ۔(چھپا نہیں) (۱۷۲) التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف (۱۷۳) تکمیل التصرف لتسہیل التشرف (یہ ترجمہ ہے التشرف کا) (۱۷۴) موائد العوائد فی زوائد الفوائد (زیر تصنیف) (۱۷۵) تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان (۱۷۶) القول الاہلی فی وقف جامع دہلی (۱۷۷) دخول و خروج بر نزول و عروج (۱۷۸) متشابہات القرآن لتراویح رمضان .... (۱۷۹) القول الاحکم فی تحقیق التزام مالایلزم (۱۸۰) عزائب الرغائب (۱۸۱) چار جوئے بہشت (نمونہ الشیخ) (نوٹ۔ اس میں چار مختلف عبارتوں کو درمیان میں مختصر عبارات بڑھا کر ایسا مرتبط کر دیا ہے کہ مجموعہ ایک مضمون ہوگیا) (۱۸۲) ضیاء الافہام من علوم بعض الاعلام (نوٹ۔ یہ مکاتبات ہیں فیما بین احقر و حضرت گنگوہی قدس سرہ بعض مسائل اختلافیہ کے متعلق جو مکاتبات رشیدیہ میں چھپے ہیں۔ میں نے اس کا یہ لقب تجویز کیا ہے تاکہ اگر پھر جزءاً یا استقلالاً چھپے تو یہ عنوان لکھ دیا جاوے چنانچہ ثلج الصدور میں اسی لقب سے شائع ہو چکا ہے)۔

(۱۸۳) الخطوب المذیبہ (یہ اصلاح انقلاب کا جزو بنا دیا گیا ہے) (۱۸۴) ذم العلائق مع الخلائق (۱۸۵) الرفیق (یہ مواعظ سے منتخب ہو کر الامداد میں چھپا) (۱۸۶) مجالس الحکمت (اس میں ملفوظات ہیں مع زیادۃ از جامع) (۱۸۷) الحق (یہ خاص عقلی مضامین ہیں مواعظ سے منتخب ہو کر الرشاد جلد ۲ میں چھپا) (۱۸۸) شم الطیب یہ نشر الطیب کا جزو ہو کر چھپا) (۱۸۹) کلید مثنوی دفتر دوم (۱۹۰) کلید مثنوی دفتر سوم (۱۹۱) کلید مثنوی دفتر چہارم (۱۹۲) کلید مثنوی دفتر پنجم (ان چاروں دفتروں کی شرح شبیری میں میری تقریرات منضبط کی گئی ہیں عام فہم حباّت میں) (۱۹۳) اطفاء الفتن ترجمہ احیاء السنن تقریباً حصہ اول (۱۹۴) ارشاد الرشید (ملفوظات) (۱۹۵) یاضل الفوائد مکتوبات (۱۹۶) المحفوظ الکبیر (تربیۃ السالک کا جزو ہو کر چھپا ہے) (۱۹۷) الثواب (یعنی العسل) (۱۹۸) حلی من حلاوۃ تتمۃ المسک الذکی (عربی) (۱۹۹) [illegible] تنبیہات وصیت اس میں چونکہ احقر کا تذکرہ مولوی [illegible] صاحب نے بڑھا دیا تھا اس لئے ان ہی کی طرف منسوب کر کے شائع کیا گیا (۱۹۹) [illegible] طرب میں چھپا ہے) (۲۰۰) سفرنامہ کوئٹہ از حکیم مصطفٰی صاحب (۲۰۱) [illegible] (۲۰۲) [illegible] (مذکورہ ۹۲) (۲۰۳) النشر للعشر جزو ترجیح (۲۰۴) شرائف الدرایات (۲۰۵) [illegible] (۲۰۶) سواد خوبی (۲۰۷) خطوط خوبی (۲۰۸) احسن الاثاث جزو موائد (۲۰۹) امداد المشتاق (۲۱۰) اللطائف للطائف (۲۱۱) خیر الدلالہ جزو موائد (۲۱۲) القول الفصل جزو [illegible] (۲۱۳) القول الصحیح جزو موائد (۲۱۴) ارسال الجنود

(۲۱۵) تبصیر الزجاج (۲۱۶) احسن التفہیم جزو امداد الفتاوی (۲۱۷) اسکات المنکر (۲۱۸) المتن الامدادی (۲۱۹) الکلم الدالۃ (۲۲۰) رافع الضنک (۲۲۱) العذر والنذر (۲۲۲) المواہب (نوٹ اس کا سلسلہ اخبار العدل میں بشکل مضمون جاری رہا پھر منقطع ہوگیا) (۲۲۳) الجار والشوق فی احکام الرجاء والخوف جزو تربیت (۲۲۴) السبیل لعابری السبیل جزو حسن العزیز (۲۲۵) تقطیف الثمرات فی تخفیف الثمرات جزو امداد الفتاوی (۲۲۶) احکام التجلی من التعلی والتدلی (۲۲۷) تتمہ نہایۃ الادراک فی اقسام الاشراک اس کی تلخیص رسالہ تشرف کی ایک حدیث مروی از مصعب بن سعد مذکورہ قبیل ذکر الموت کے حواشی میں بھی مذکور ہے۔

(۲۲۸) بیان الوفود فی اعوان ابن سعود (جزو امداد الفتاوی) (۲۲۹) اخبار اہل المجد عن آثار اہل النجد جزو ایضاً یہ دونوں رسالے نجدیوں کے متعلق ہیں (۲۳۰) التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربیؒ (۲۳۱) اقامۃ الطامۃ علی زاعم ادامۃ النبوۃ الحقیقیۃ العامۃ (۲۳۲) تفصیل الکلام فی حکم تقبیل الاقدام جزو امداد الفتاویٰ (۲۳۳) موقع الحسام من اشاعۃ الاسلام جزو امداد الفتاویٰ (۲۳۴) الاستحضار للاحتضار (۲۳۵) علوا لنازل (ملفوظ) (۲۳۶) سراج الزیت الی منہاج البیت (۲۳۷) الادراک والتوصل الی حقیقۃ الاشراک والتوسل (۲۳۸) الیم فی اسم ہو والطم فی اسم الآتی اصغر الرسائل (۲۳۹) القصر المشید للعصر الجدید (۲۴۰) قند دیوبند (۲۴۱) تلئین العرائک فی تہجین اصطرلاک جزو امداد الفتاویٰ (۲۴۲) اصلاح المعتوہ فی تعریف الحرام والمکروہ (۲۴۳) حیوٰۃ المسلمین (۲۴۴) خوان خلیل (۲۴۵) تحصین دار العلوم من تسخین نار السموم جزو جلد ثانی کشکول الطرائف (۲۴۶) تحسین دار العلوم تنزیہاً لوار الحجۃ ضمیمہ تحصین الدین جزو القاسم محرم ۱۳۴۷ھ (۲۴۷) المعلومات الارشادیہ علی المرقومات الامدادیہ (۲۴۸) داب المساجد علی آداب المساجد جزو امداد الفتاویٰ (۲۴۹) التحقیق الفرید فی حکم آلۃ تقریب الصوت البعید جزو امداد الفتاویٰ (۲۵۰) اثبات المستور لذات الخدور جزو امداد الفتاویٰ۔

(۲۵۱) القار السکینہ فی حکم ابدار الزینہ جزو امداد الفتاویٰ (۲۵۲) احکام الایتلاف جزو النور (۲۵۳) ظہور العدم بنور القدم (۲۵۴) نضیری بشرح کلام نظیری (۲۵۵) الکلم الطیب (۲۵۶) التقصیر فی التفسیر (۲۵۷) جزل الکلام فی عزل الامام (۲۵۸) مزید المجید (۲۵۹) باب الریان (۲۶۰) بیت الدیان (۲۶۱) عیش العیان (یہ اخیر کے تین نمبر حیوٰۃ المسلمین کے اجزا ہیں جن کو ایک خاص شان کے سبب خاص لقب سے ملقب کیا گیا) (۲۶۲) محفوظات ملقب بہ اشرف التنبیہ (۲۶۳) ملحوظات (۲۶۴) محظوظات (یہ تین حصے ہیں) رسالہ حدید ملفوظات (۲۶۵) مقالات حسنہ ملقب بہ لمعان الدین ملفوظ (۲۶۶) لامع علامات الاولیاء یعنی تلخیص جامع کرامات الاولیاء (۲۶۷) معاملۃ المسلمین فی مجادلۃ غیر المسلمین (۲۶۸) شہادۃ الاقوام بصدق الاسلام (ملاحظہ ہو النور ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ) (۲۶۹) خطبات الاحکام (۲۷۰) المنتخب من الخطب۔

(۲۷۱) الظم فی السم (۲۷۲) ضم شارد الابل (۲۷۳) ملفوظ آداب الاخبار بعبارت مولوی محمد شفیع دیوبندی جز القاسم شعبان و رمضان ۴۸ھ میں بھی اور مستقل بھی بضمن عنوان اسلامی اخباروں کے لئے شرعی دستور العمل و نیز جزو جلد ثانی کشکول الطرائف بنکر بھی شائع ہوا (۲۷۴) صیانۃ المسلمین (۲۷۵) الساعات ملطاعات (۲۷۶) جمع الصکوک فی قمع الشکوک (۲۷۷) افکار دینی ضمیمہ اخبار بینی (۲۷۸) ظہور القرآن من صدور الصبیان (۲۷۹) القطائف من اللطائف ملفوظ (۲۸۰) القول الجلیل ملفوظ (۲۸۱) اسعاد الاسعد ملفوظ (۲۸۲) جلائل الابنا فی حرمۃ حلائل الابناء (۲۸۳) التحریض علی صالح التعریض جزو التشرف جلد ثالث (۲۸۴) کثرت الازواج لصاحب المعراج (۲۸۵) سقایات الصیب حاشیہ روایات الطیب (۲۸۶) وصل السبب فی فصل النسب (۲۸۷) الہادی للحیران فی وادی تفصیل البیان جزو امداد الفتاوی (۲۸۸) تصحیح العلم فی تقبیح الفلم (۲۸۹) جبر الکسیر ملفوظ (۲۹۰) الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظ (۲۹۱) السنۃ الجلیۃ فی الچشتیۃ العلیۃ (۲۹۲) البصائر فی الدوائر (۲۹۳) سراب الشراب جزو السنۃ الجلیہ (۲۹۴) تمیز العشق من الفسق (۲۹۵) رد التوحد فی الطلاق ذات التعدد جزو امداد الفتاوی (۲۹۶) بنار القبہ علی بنار الجبہ (۲۹۷) تمہید الفرش فی تحدید العرش (۲۹۸) الارشاد الی مسئلۃ الاستمداد جزو التشرف جلد سوم (۲۹۹) الحصحصۃ فی حکم الوسوسۃ جزو التشرف جلد سوم (۳۰۰) عبور البراری فی سرور الذراری جزو تربیۃ السالک (۳۰۱) خیر الاختبار فی خبر الاختیار ملفوظ (۳۰۲) شجرۃ المراد جزو تربیۃ السالک (۳۰۳) بوادر النوادر (یہ رسائل نادرہ کی فہرست ہے اس کے مضامین رسالہ الاشرف لکھنؤ میں باقساط نکل رہے ہیں) (۳۰۴) شمس الفضائل لطمس الرذائل جزو تربیۃ السالک (۳۰۵) شق الجیب عن حق الغیب جزو امداد الفتاوی (۳۰۶) التواجہ فیما یتعلق بالتشابہ جزو تفسیر بیان القرآن اوائل سورۂ آل عمران (۳۰۷) تحقیق التنبیہ باہل السفاح لمن لا یرید ادار المہر فی النکاح جزو امداد الفتاوی (۳۰۸) تعدیل اہل الدہر فی درجۃ تقلیل المہر (۳۰۹) الاعتدال فی متابعۃ الرجال جزو تربیت (۳۱۰) کلمۃ القوم فی حکمۃ الصوم جزو امداد الفتاوی (۳۱۱) الحیلۃ الناجزہ بمشارکۃ الشفیع والاجیر (۳۱۲) اعداد الجنۃ جزو امداد الفتاوی (۳۱۳) نیل المراد فی سفر گنج مراد آباد ملفوظ جزو ارواح ثلثہ (۳۱۴) ملفوظ فیوض الخالق جزو الہادی (۳۱۵) ملفوظ اسعاد الطالبین جزو قاسم العلوم (۳۱۶) تفصیل محمودیت امر طبعی جزو تربیت [illegible] طلوع البدر فی سطوع القدر جزو امداد الفتاوی (۳۱۸) الحکم الحقانی فی الحزب الآغاخانی [illegible] (۳۱۹) تصحیح الخیال ملفوظ (۳۲۰) اماثل الاقوال لافاضل الرجال جزو کشکول (۳۲۱) [illegible] جزو امداد الفتاوی (۳۲۲) احکام الایقان لاقسام الاطمینان جزو امداد الفتاوی (۳۲۳) علاج الخیال جزو تربیۃ السالک (۳۲۴) رفع الغلط لدفع الشطط (۳۲۵) تسہیل الطریق جزو تربیت۔

(۳۲۶) کلمۃ الحق ملفوظ در رسالہ الہادی (۳۲۷) الکلام الحسن ملفوظ در اشرف العلوم (۳۲۸) رسالہ حبت فضل

Marfat.com

سیدالقبور علی کل مکان مزور جزو ترجیح الراجح بابت ۱۳۵۴ھ (۳۲۹) الشوارق فی الخوارق (۳۳۰) ملفوظ سراج الصراط
در رسالہ الاشرف (۳۳۱) مکالمہ بر محاکمہ جزو امداد الفتاویٰ (۳۳۲) التبدیل من التثقیل الی التعدیل یا التنزیل
من التعدیل الی التسہیل مع ضمیمہ علیہ جزو حسن العزیز یہ دونام دو اعتبار سے ہیں جو رسالہ میں مذکور ہیں (۳۳۳)
وضوح الطریق جزو النور رمضان ۱۳۴۹ھ مضمون تربیۃ السالک از ص۳ س۳ تا ص۱۶ قولہ بتلادیگا (۳۳۴) فتوح الطریق
جزو النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ مضمون تربیۃ السالک از ص۶ س۱ تا ص۱۴ قولہ معلوم ہوگئے۔ ابتک ان دونوں کا لقب
نہ چھپا تھا۔ (۳۳۵) روح الطریق جزو النور ذیحجہ ۵۰ھ مضمون تربیۃ السالک از ص۳ س۱ تا ص۴ س۱۳ قولہ لکھ چکا
اس کا لقب بھی چھپا ہے (۳۳۶) استحباب الدعوات جزو امداد الفتاویٰ (۳۳۷) بطلان الاحلام ببرہان الاحکام جزو
امداد الفتاویٰ (۳۳۸) التعرف فی تحقیق مسئلۃ التصرف جزو امداد الفتاویٰ (۳۳۹) جمع الدعاء مع الرضا بالقضاء جزو
امداد الفتاویٰ (۳۴۰) جلوۂ یوسف ملفوظ جزو الاشرف (۳۴۱) نظر عنایت ملفوظ جزو الاشرف (۳۴۲) ارمغان عید
ملفوظ (۳۴۳) عبادۃ الرحمٰن (۳۴۴) دنیا کی پستی اور دین کی مستی ملفوظ (۳۴۵) سرمایۂ ہستی یہ دو اخیر کے اشرف السوانح
کے جزو ہیں (نوٹ ملحق فیما بعد) رسالہ ہذا کے باب فواضل میں بضمن سلسلہ تحریکات جو مضمون عاشر ہے اور اُس کا
ایک لقب بھی ہے الامتناع عن السماع گو اُس کو بھی ایک رسالہ شمار کیا جا سکتا تھا مگر قصداً اُس کو اس فہرست میں
اس لئے نہیں لیا کہ اُس کا استدلال علمی مشابہ تھا استدلال شعری کے ۱۲ منہ

الحاق

فیصلہ ہفت مسئلہ نمبر ۶۸ کے متعلق علاوہ ضمیمہ مرقومہ مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کے احقر نے بھی ایک ضمیمہ لکھا تھا
مستقل چھپ کر شائع ہو چکا تھا مگر ترتیب فہرست کے وقت باوجود تلاش کے دستیاب نہ ہوا تھا اب مل گیا ہے اُسکا
نایاب ہونے کے سبب اس جگہ نقل کیا جاتا ہے آیندہ اس ضمیمہ کو فیصلہ ہفت مسئلہ کا جزو بنا کر شائع کرنا مناسب۔

اشرف علی ۲۵ محرم ۵۵ھ

حامداً ضمیمہ فیصلہ ہفت مسئلہ ومصلیاً

بعد الحمد والصلوٰۃ اشرف علی تھانوی خادم آستانہ حضرت شیخ المشائخ سید السادات مولانا و مرشد
الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب ضوعفت برکاتہم اپنے پیر بھائیوں اور دیگر ناظرین فیصلہ ہفت مسئلہ
خدمت میں عرض رسا ہے کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ جو باعث اس کے کہ بوجہ ضعف قویٰ جسمانیہ حضرت ممدوح
خود قلم مبارک سے لکھنے میں تکلف ہوتا ہے بحکم حضرت ممدوح بعبارت اس خادم کے بغرض محاکمہ بعض مسائل تحر

تقریباً عرصہ چار سال کا ہوا کہ شائع ہوا ہے چونکہ بعض صاحبوں کو اُس کے مقصود اصلی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اور حضرت ممدوح کو علی الاطلاق اِن اعمال وغیرہا کا مجوز قرار دیا جو بالکل خلاف واقع ہے اس لئے محض خیرخواہی کی نظر سے حضرت صاحب کی غرض اور تحقیق کا اظہار ضروری سمجھ کر اطلاع عام دیتا ہوں تاکہ مجھ کو حق پوشی کے گناہ سے اور دوسرے صاحبوں کو التباس و اشتباہ سے نجات ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ امور اور اعمال جس ہیئت و کیفیت سے مروج و شائع ہیں اکثر عوام بالخصوص جہلاء ہندوستان اُس کے سبب انواع انواع مفاسد اعتقادی و عملی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن کا تجربہ و مشاہدہ ہر عاقل فہیم منصف کر سکتا ہے۔

مثلاً مولد میں بعض قیود کو مؤکد سمجھنا اور ترک قیود سے دل تنگ ہونا۔ ایصال ثواب کے طرق میں علاوہ تاکد قیود کے اگر اولیاء کی روح کو ہو تو اُن کو حاجت روا سمجھنا اور ترک التزام میں اُن سے ضرر رسانی کا خوف کرنا اور اگر عام اقارب کی روح کو ہو تو اکثر قصد نام آوری ہونا اور طعن و تشنیع سے ڈرنا اور سماع میں زیادہ مجمع اہل لہو و باطل کا ہونا اور امارد و نساء سے اختلاط اور اعراس میں اول تو فساق فجار کا مجتمع ہونا اور یہ بھی نہ ہو تو ادا رسم کی ضرورت کو قرض دام کرنا پڑھنے والوں کا اکثر طعام و شیرینی کے لئے باوجاہت داعی کی وجہ سے پڑھنا ندا غیر اللہ میں بعض کم فہموں کا منادیٰ کو خبیر و قدیر جاننا۔ کام پورا ہو جانے پر اُن کو فاعل و متصرف سمجھنا جماعت ثانیہ سے اکثر جماعت اولیٰ میں سستی کرنا حقہ و ڈنل میں جماعت اولیٰ کو فوت کر دینا اور اس پر تاسف نہ ہونا۔ اخیر کے مسئلوں میں باریتعالیٰ کے عجز کا اعتقاد کر لینا اور اسی طرح کے بہت سے مفاسد ہیں جن کی تفصیل استقراء اور تتبع سے معلوم ہو سکتی ہے سو حضرت ممدوح ہرگز ہرگز ان مفاسد کو یا ان کے مقدمات و اسباب کو جائز نہیں فرماتے۔

حضرت ممدوح پر ایسا گمان کر کے علی الاطلاق اِن امور کے جواز پر تمسک کرنا یا حضرت ممدوح سے سوءِ عقیدت کر لینا حضرت ممدوح کی کمال اتباع شریعت اور آپ کی تقریر دلپذیر کی غرض سے ناواقفی ہے خلاصہ ارشاد حضرت ممدوح کا یہ ہے کہ جس شد و مد کے ساتھ یہ امور لوگوں میں شائع ہیں وہ بدعت ہیں کیونکہ اُس رسالہ میں مصرح ہے کہ غیر دین کو دین میں داخل کرنا بدعت ہے سو جو لوگ ان قیود کو ... [illegible] ... ہیں مؤکد کرتے ہیں وہی غیر دین کو دین میں داخل کرنے والے ہیں اس مرتبہ میں ... [illegible]

قیود و رسم و لزوم مفاسد احیاناً کر لینا اور احیاناً نہ کرنا یہ مباح ہے اس کو حرام کہنا ... [illegible] ... میں جواز حق ہے باین معنی دونوں کو آپ نے حق فرمایا چنانچہ بعض اہل ... [illegible] ... کا والا نامہ مہری آیا تھا اس میں یہ لفظ موجود ہیں کہ نفس ... [illegible] ... مندوب اور قیود بدعت ہیں ... [illegible] ... میں تفصیل ہے جو اصل ... [illegible] ... اس توضیح کے بعد ... کو اشتباہ و التباس کا

محل باقی نہیں رہ سکتا اگر رسالہ ہذا کی کوئی عبارت اس تقریر مذکور کے خلاف پائی جاوے وہ اس خادم کی عبارت کا قصور سمجھا جاوے اور حضرت صاحب دامت فیوضہم وبرکاتہم کو بالکل مبرا و منزہ اعتقاد کیا جاوے وما علینا الا البلاغ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ **نوٹ** ۔ یہ دونوں ضمیمے تو قواعد شرعیہ پر مبنی ہیں اب ان کی ایک تائید ایک رؤیائے صالحہ سے جس کا لقب حدیث میں مبشر آیا ہے نقل کی جاتی ہے۔ صاحب رؤیا جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ ہیں اور صاحب روایت اُن کے خلف الصدق مولوی حافظ قاری محمد طیب صاحب مہتمم حال مدرسہ موصوفہ ہیں۔

وھی ھذہ بعین عبارۃ الراوی وھی رؤیا عجیبۃ مشتملۃ علی حقائق غریبۃ

(نحمدہ ونصلی)

احقر نے اپنے حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذیل کا واقعہ سُنا ہے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں فیصلہ ہفت مسئلہ چھپا اور اُس کی نسبت حضرت مرشد عالم حاجی امداد اللہ قدس سرہ کی طرف تھی اسلئے ہم لوگوں کو سخت ضیق پیش آئی موافقت کر نہیں سکتے تھے اور مخالفت میں حضرت کی نسبت سامنے آتی تھی۔ حیرانی تھی۔ اسی دوران میں میں نے (حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) خواب دیکھا کہ ایک بڑا دیوان خانہ ہے اور اس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے ہیں میں بھی حاضر ہوں اور ہفت مسئلہ کا تذکرہ ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ بھائی علماء اس میں تشدد کیوں کر رہے ہیں۔ گنجائش تو ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ حضرت گنجائش نہیں ہے ورنہ مسائل کی حدود ٹوٹ جائیں گی ارشاد فرمایا کہ یہ تو تشدد معلوم ہوتا ہے میں نے پھر بہت ہی ادب سے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں درست ہے مگر حضرات فقہاء تو اس کے خلاف ہی کہتے ہیں۔ حضرت والد صاحب فرماتے ہیں کہ خواب میں میں رد وقدح بھی کر رہا ہوں لیکن حضرت کی عظمت میں ایک رتی برابر فرق نہیں دیکھتا تھا۔ اسی رد وقدح میں آخر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بات مختصر کرو اگر خود صاحب شریعت فیصلہ فرمادیں پھر؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت اُس کے بعد کس کی مجال ہے کہ خلاف چل سکے۔ فرمایا کہ اچھا انشاء اللہ اسی جگہ خود حضرت صاحب شریعت ہی ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ فرمادیں گے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ اس بات سے مجھے بغایت مسرت ہو رہی ہے کہ آج الحمد للہ حضرت صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی اور اسی کے ساتھ حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور زیادہ قلب میں بڑھ گئی کہ حق تعالےٰ نے ہمارے بزرگوں کو یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے معاملات میں براہ راست حضور کی طرف رجوع بھی کر سکتے ہیں اور حضور کو اپنے یہاں بُلا بھی سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ لو تیار ہو بیٹھو حضور تشریف لا رہے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ

Marfat.com

دیوان خانہ کے سامنے سے ایک عظیم الشان مجمع نمایاں ہوا۔ قریب آنے پر میں نے دیکھا کہ آگے آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پیچھے پیچھے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مجمع ہے۔ حضور کی شان ہے کہ حلیہ مبارک ہو بہو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ نینو کا کرتہ باریک بلا کسی بنیائن وغیرہ زیب تن ہے جس میں سے بدن مبارک چمک رہا ہے گویا شعاعیں سی پھوٹ رہی ہیں سر مبارک پر ٹوپی پنج کلیہ ہے جو سر پر کانوں تک منڈھی ہوئی ہے اور چہرۂ انور نہایت مُشرق اور اس قدر چمک رہا ہے جیسے چمکتا ہوا کندن سُونا ہوتا ہے حضور جب دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو حضرت حاجی صاحب سر و قد ایک کونہ میں ادب سے جا کھڑے ہوئے اور میں ایک دوسرے مقابل کے کونہ میں ادب و ہیبت سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضور کنارہ کاٹ کر میری طرف تشریف لائے اور بالکل میرے قریب پہونچکر میرے کندھے پر دست مبارک رکھا اور زور سے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ لڑکا جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔ اس پر میری تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی کہ ہمارے بزرگوں کو اللہ نے کیا رتبہ عطا فرمایا ہے کہ حضور کس بے تکلفی سے تشریف لائے اور کس بے تکلفی اور عنایت سے اُنھیں مخاطب فرماتے ہیں اور حضرت حاجی صاحب کی حالت یہ ارشاد مبارک سنکر یہ ہوئی کہ بجا و درست بجا و درست کہتے کہتے جھکتے ہیں اور اپنے قدموں کے قریب تر سر لیجا کر پھر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں اور پھر بجا و درست بجا و درست کہتے کہتے اُسی طرح جھکتے ہیں اور پھر سیدھے کھڑے ہوتے ہیں۔

سات مرتبہ اسی طرح حضرت حاجی صاحب نے کیا اور مجلس پر سکوت کا عالم ہے سارا مجمع کھڑا ہوا ہے کہ حضور ہی خود کھڑے ہوئے ہیں جب یہ سب کچھ ہو چکا تو والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی یہ شفقت و عنایت دیکھکر جرأت کی اور عرض کیا کہ حضور حدیثوں میں جو حلیہ مبارک ہم نے پڑھا ہے اس وقت کا حلیہ مبارک تو اُس کے خلاف ہے یہ تو حضرت گنگوہی کا حُلیہ ہے ارشاد فرمایا کہ اصل حُلیہ ہمارا وہی ہے جو تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے لیکن اس وقت ہم نے مولانا گنگوہی کا حُلیہ اس لئے اختیار کیا کہ تمہیں ان سے [illegible] اس جواب پر مجھے حضرت گنگوہی سے اور زیادہ محبت و عقیدت بڑھ گئی اور اپنے اکابر کے [illegible] چند منٹ پھر سکوت رہا اور حضرت حاجی صاحب غایت ادب و تعظیم سے سر جھکائے ہوئے کھڑے [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب اب ہمیں اجازت ہے؟ حاجی صاحب نے [illegible] جو مرضی مبارک ہو۔ پس حضور مع سارے مجمع کے اُسی راہ سے تشریف لے [illegible] تھے اور میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب میں نے والد صاحب سے [illegible] معلوم ہوا کہ حضرت پر اس خواب سے ایک کیفیت [illegible] یہ خواب لکھ کر قبر میں میرے ساتھ کر دیا جائے تو میرے لئے دستاویز ہو جائے۔ [illegible]

(ب) مواعظ

(۱) آداب المساجد (۲) مہمات الدعا حصہ اول (۳) مہمات الدعا حصہ دوم (۴) سیرۃ الصوفی (۵) استخفاف المعاصی (۶) حقوق المعاشرت (۷) الاخلاص حصۂ اول (۸) الاخلاص حصۂ دوم (۹) اصلاح الفساد (۱۰) ذم الہوی (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ اول ہے) (۱۱) تطہیر رمضان (۱۲) حقوق القرآن (۱۳) علاج الکبر (۱۴) حیوۃ طیبہ (۱۵) تسہیل الاصلاح (۱۶) احکام العشر الاخیر (۱۷) اکمال الصوم والعید (۱۸) غض البصر (۱۹) تطہیر الاعضا (۲۰) تقویم الزیغ (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ دوم ہے) (۲۱) ضرورۃ الاعتنا بالدین (۲۲) ضرورۃ العلم بالدین (۲۳) ضرورۃ العمل بالدین (۲۴) طریق القرب (۲۵) فضائل العلم والخشیۃ (۲۶) ترغیب الاضحیہ (۲۷) ضرورۃ التوبہ (۲۸) تفصیل التوبہ (۲۹) تکمیل الاسلام (۳۰) ترک المعاصی (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ سوم ہے) (۳۱) اصلاح النفس (۳۲) تفاضل الاعمال (۳۳) الرضا بالدنیا (۳۴) الاتعاظ بالغیر (۳۵) طلب العلم (۳۶) تادیب المصیبہ (۳۷) حب العاجلہ (۳۸) ازالۃ الغفلۃ (۳۹) قطع التمنی (۴۰) تیسیر الاصلاح۔ (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ چہارم ہے)۔

(۴۱) ضرورۃ العلماء (۴۲) طریق النجاۃ (۴۳) نسیان النفس (۴۴) تعلیم البیان (۴۵) آثار المحبۃ (۴۶) احسان التدبیر (۴۷) فضل العلم والعمل (۴۸) متاع الدنیا (۴۹) مضار المعصیۃ (۵۰) العمل للعلماء (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ پنجم ہے) (۵۱) تعظیم الشعائر (۵۲) التصدی للغیر (۵۳) اطاعۃ الاحکام (۵۴) خواص الخشیۃ (۵۵) ذکر الموت (۵۶) الفنا المجازفۃ (۵۷) شرف المکالمہ (۵۸) ترجیح المفسدۃ علی المصلحۃ (۵۹) اختیار الخلیل (۶۰) شرط الایمان (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ ششم ہے) (۶۱) غوائل الغضب (۶۲) منازعۃ الہوی (۶۳) الصوم (۶۴) الشکر (۶۵) التنبیہ (۶۶) الباقی (نوٹ ان چھ وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ ہفتم ہے ان میں سے الباقی منفرد چھپا ہے) (۶۷) حق الاطاعۃ (۶۸) الدین الخالص (۶۹) عضل الجاہلیۃ (۷۰) ندا رمضان (۷۱) وحدۃ الحب (۷۲) شعب الایمان (۷۳) الوقت (۷۴) شعبان (۷۵) الصیام (۷۶) الفطر (نوٹ ان دس وعظوں کا مجموعہ دعوات عبدیت کا حصۂ ہشتم ہے)۔

(۷۷) روح الصیام (۷۸) روح القیام (۷۹) روح الجوار (۸۰) روح الانطار (۸۱) روح العج والثج (۸۲) نور الصدور (نوٹ روح الصیام سے یہاں تک ہفت اختر کے نام سے شائع ہوئے ہیں جس میں ایک جزو ختم ان وعظوں کے علاوہ ملفوظات کا بھی شامل ہے) (۸۳) الاستغفار (۸۴) مواعظ اشرفیہ فی الخشوع (نوٹ اس کا نام بعد میں لب العبادۃ تجویز کیا گیا۔ (۸۵) الاتفاق (نوٹ ان تین وعظوں کا مجموعہ التذکیر کا حصۂ اول ہے لیکن غلطی سے اس کی لوح پر اشرف المواعظ

Marfat.com

چھپ گیا ہے) (۸۶) الظلم (۸۷) الخلط (۸۸) المباح (۸۹) السؤال (۹۰) التوکل (۹۱) الصبر (نوٹ ان چھ وعظوں کا مجموعہ التذکیر کا حصۂ دوم ہے اور اس کی لوح پر بھی غلطی سے اشرف المواعظ چھپ گیا ہے۔)

(۹۲) التہذیب نمبرا (۹۳) التہذیب نمبر۲ (۹۴) التہذیب نمبر۳ (۹۵) التہذیب نمبر۴ (۹۶) التہذیب نمبر۵ (۹۷) التہذیب نمبر۶ (نوٹ ان چھ وعظوں کا مجموعہ التذکیر کا حصہ سوم ہے (۹۸) الخضوع (۹۹) عمل الذرہ (۱۰۰) راس الربعین المشتمل علی جزئین الحبور لنور الصدور والحضور لامور الصدور (۱۰۱) الشذور (۱۰۲) الغضب (۱۰۳) مظاہر الاحوال (۱۰۴) الافتضاح (نوٹ یہ سات وعظ یعنی الخضوع سے یہاں تک بہ سلسلۂ حسن الموعظت چھپے تھے)۔

(۱۰۵) القرض (۱۰۶) تفصیل الذکر (۱۰۷) التوجہ (۱۰۸) العفتہ (۱۰۹) العزہ (۱۱۰) اجابۃ الداعی (۱۱۱) المال و الجاہ (۱۱۲) اتباع المنیب (۱۱۳) کف الاذیٰ (۱۱۴) الفضل العظیم (۱۱۵) الاسراف (۱۱۶) الذکر (۱۱۷) الخیانۃ (۱۱۸) الدنیا (نوٹ القرض سے یہاں تک کے وعظ بہ سلسلہ الذکر چھپے ہیں) (۱۱۹) ذکر الرسول (۱۲۰) رفع الموانع (۱۲۱) شکر النعمہ (۱۲۲) الظاہر (۱۲۳) اصلاح الیتامیٰ (۱۲۴) تعظیم العلم (۱۲۵) التقویٰ (۱۲۶) المراد (۱۲۷) دوا الضیق (۱۲۸) احسان الاسلام (۱۲۹) التتمیم لتعلیم القرآن الکریم (۱۳۰) ترک مالا یعنی (۱۳۱) تعمیم التعلیم (۱۳۲) الکمال فی الدین للنساء (۱۳۳) نفی الحرج (۱۳۴) الباب لاولی الالباب (۱۳۵) الاسلام التحقیقی (۱۳۶) الدعوۃ الی اللہ (۱۳۷) درجات الاسلام (۱۳۸) نقد اللبیب فی عقد الحبیب (۱۳۹) تحقیق الشکر (۱۴۰) رجاء اللقاء (۱۴۱) اسباب الفضائل (۱۴۲) محاسن الاسلام (۱۴۳) رمضان فی رمضان (۱۴۴) شکر المثنوی (۱۴۵) عود العید (۱۴۶) عود العید (۱۴۷) الاعتصام بحبل اللہ (۱۴۸) ایواء الیتامیٰ (۱۴۹) ترجیح الآخرہ (۱۵۰) حرمات الحدود (۱۵۱) ملت ابراہیم (۱۵۲) العبادۃ (۱۵۳) الرفع والوضع (۱۵۴) الاسعاد والابعاد (۱۵۵) العبرۃ بذبح البقرۃ (۱۵۶) الہدیٰ والمغفرہ (۱۵۷) ذم النسیان (۱۵۸) تقلیل الطعام (نوٹ ذکر الرسول سے یہاں تک کے ۴۰ وعظ بہ سلسلۂ التبلیغ چھپ چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے)۔

(۱۵۹) وعظ مراد آباد کسرول متعلق اقترب للناس الخ (اس کا نام بعد میں قرب اعجاب [illegible]

(۱۶۰) وعظ مراد آباد شاہی مسجد متعلق وتعاونوا علی البر الخ (اس کا نام بعد میں التعاون [illegible] چرتھاول مسائل موت (اس کا نام بعد میں یقظۃ الانام تجویز کیا گیا (۱۶۲) [illegible] (یہ التذکیر حصہ اول میں بھی بلقب حفظ اللسان چھپا ہے (نوٹ ان پار[illegible] وعظوں کا مجموعہ اشرف المواعظ کا حصۂ اول ہے) (۱۶۳) وعظ میرٹھ متعلق واما من خاف مقام ربہ [illegible] یہ ایک وعظ بلقب اشرف المواعظ حصۂ دوم چھپا ہے) اس کا نام بعد میں ثمرات الخوف تجویز کیا گیا

Marfat.com

(۱۶۴) التبشیر (۱۶۵) الصلوٰۃ (۱۶۶) الحیٰوۃ (نوٹ یہ تین وعظ بسلسلہ البشریٰ چھپے ہیں) (۱۶۷) روح الارواح (۱۶۸) راحت القلوب (۱۶۹) تتمۃ الحکمۃ (نوٹ یہ وعظ دعاۃ الملۃ کے حواشی میں چھپا ہے) (۱۷۰) الدعاء (۱۷۱) شوق اللقاء (۱۷۲) تذکیر الآخرۃ (۱۷۳) فوائد الصحبۃ (۱۷۴) تجارت آخرت (۱۷۵) النور (۱۷۶) الظہور (۱۷۷) السرور (۱۷۸) اول الاعمال (۱۷۹) آخر الاعمال (۱۸۰) الکمال فی الدین للرجال (۱۸۱) معرفۃ الحقائق (۱۸۲) مفتاح الخیر (۱۸۳) العاقلات الغافلات (۱۸۴) البصیر بالبشیر (۱۸۵) الشریعۃ (۱۸۶) الضحایا (۱۸۷) الجناح (۱۸۸) الجلاء للابتلاء (۱۸۹) الحج المبرور (۱۹۰) تقلیل المنام (۱۹۱) تقلیل الکلام (۱۹۲) تقلیل الاختلاط مع الانام (۱۹۳) تحصیل المرام (نوٹ یہ چاروں وعظ مع ۱۵۵ ملقب ہیں حواس خمسہ وابواب المجاہدہ۔ واسباب المشاہدہ کے ساتھ)

(۱۹۴) حقیقۃ الصبر (۱۹۵) ما علیہ الصبر (۱۹۶) زکوٰۃ النفس (۱۹۷) تفصیل الدین (۱۹۸) احکام المال (۱۹۹) اسباب الفتنہ (۲۰۰) حقوق البیت (۲۰۱) سبیل النجاح (۲۰۲) الباطن (۲۰۳) آداب التبلیغ (۲۰۴) المورد الفرحی (۲۰۵) اسرار العبادۃ (۲۰۶) آثار العبادۃ (۲۰۷) خیر الحیٰوۃ وخیر الممات (۲۰۸) السوق لاہل الشوق (۲۰۹) استمرار التوبۃ (۲۱۰) و (۲۱۱) ارضاء الحق ۱ و ۲ (۲۱۲) العج والثج واللج (۲۱۳) جمال الجلیل (۲۱۴) مطاہر الاموال (۲۱۵) مظاہر الآمال (۲۱۶) مطاہر الاقوال (۲۱۷) ہم الآخرۃ (۲۱۸) عصم الصنوف (۲۱۹) الصنوان فی رمضان (۲۲۰) الدوام علی الاسلام (۲۲۱) الاستقامۃ (۲۲۲) اسباب الغفلۃ (۲۲۳) کوثر العلوم (۲۲۴) تکمیل الانعام (۲۲۵) الفاظ القرآن (۲۲۶) المعرق والرحیق (۲۲۷) التحصیل والتسہیل (۲۲۸) و (۲۲۹) اجر الصیام بلا انصرام حصہ اول ودوم (۲۳۰) التواصی بالحق (۲۳۱) التواصی بالصبر (۲۳۲) الفصل والانفصال (۲۳۳) الاجر النبیل (۲۳۴) النعم المرغوبۃ (۲۳۵) التیسیر للتیسیر (۲۳۶) الحدود والقیود۔ (۲۳۷) فناء النفوس (۲۳۸) افناء المحبوب (۲۳۹) التعرف بالتصرف (۲۴۰) مراقبۃ الارض (۲۴۱) خیر الارشاد (۲۴۲) الدنیا والآخرہ (۲۴۳) التراحم فی التراحم (۲۴۴) الغالب للطالب (۲۴۵) ملفوظ الطاعون ضمیمہ وعظ خیر الحیٰوۃ (۲۴۶) الاستماع والاتباع (۲۴۷) الوصل والفصل (۲۴۸) رفع الالتباس (۲۴۹) الجمعین بین النفعین (۲۵۰) نور النور۔

(۲۵۱) المرابطہ (۲۵۲) الجبر بالصبر (۲۵۳) الاصابۃ فی معنی الاجابۃ (۲۵۴) الصبر والصلوٰۃ (۲۵۵) الحج (۲۵۶) سبیل السعید (۲۵۷) السبر بالصبر (۲۵۸) المراقبہ (۲۵۹) اکمال العدۃ (۲۶۰) الفانی (۲۶۱) اصل العبادۃ (۲۶۲) المجاہدۃ (۲۶۳) الارتیاب والاغتیاب (۲۶۴) اکبر الاعمال (۲۶۵) دار المسعود مع تحقیق التصدیق (۲۶۶) العبد الربانی (۲۶۷) الرغبۃ المرغوبۃ (۲۶۸) الرحیل الی الخیل (۲۶۹) العید والوعید (۲۷۰) دواء الغفلۃ

Marfat.com

(۲۷۱) النفحات فی الاوقات (۲۷۲) الانسداد للفساد (۲۷۳) الصلات فی الصلات (۲۷۴) الیسر مع العسر (۲۷۵) غریب الدنیا (۲۷۶) عمل الشکر (۲۷۷) اصلاح ذات البین (۲۷۸) طریق القلندر (۲۷۹) العشر بضم العین (۲۸۰) العشر بفتح العین۔

(۲۸۱) آثار الحوبہ فی اسرار التوبہ (۲۸۲) المودۃ الرحمانیۃ (۲۸۳) التثبیت بمراقبۃ التبییت (۲۸۴) الاکرمیۃ بالاعلمیۃ والاعلمیۃ (۲۸۵) الاخوۃ (۲۸۶) علاج الحرص (۲۸۷) العلم والخشیۃ (۲۸۸) انفاق المحبوب (۲۸۹) و (۲۹۰) مواساۃ المصابین جزو اول ودوم (۲۹۱) حقوق السراء والضراء (۲۹۲) نشر الرحمۃ (۲۹۳) شکر العطاء (۲۹۴) شب مبارک (۲۹۵) شعبان فی شعبان (۲۹۶) شلث رمضان (۲۹۷) العتق من النیران (۲۹۸) انوار السراج (۲۹۹) الاطمینان بالدنیا (۳۰۰) رطوبۃ اللسان (۳۰۱) شفاء العی (۳۰۲) آثار المربع (۳۰۳) الامتحان (۳۰۴) تکمیل الاعمال بتبدیل الاحوال (۳۰۵) شرائط الطاعۃ (۳۰۶) المکروہات (۳۰۷) کساء النساء (۳۰۸) الاسلام الحقیقی (۳۰۹) الکاف (۳۱۰) الاتمام لنعمۃ الاسلام حصہ اول (۳۱۱) الاتمام لنعمۃ الاسلام حصہ دوم (۳۱۲) ازالۃ الغین عن آلۃ العین (۳۱۳) صبح امید (۳۱۴) شام خورشید (۳۱۵) الرحمۃ علی الامۃ (۳۱۶) دستور سہارنپور (۳۱۷) آداب المصاب (۳۱۸) القاف (۳۱۹) اعانۃ النافع (۳۲۰) شکر السوانح (۳۲۱) تحریم الحرم۔

مجموعہ رسائل و مواعظ (۶۶۶)

لطیفہ متعلقہ عدد مجموعہ رسائل و مواعظ

یہ عدد (۶۶۶) ہے جس میں اتفاق سے تینوں درجوں میں چھ کا عدد ہے یعنی سیکڑہ بھی دہائی بھی جس سے یاد رکھنے میں سہولت ہو سکتی ہے اور اتفاق سے اس عدد کے تین مادے بھی نکل آئے یعنی ستارہ تنویر شمع نور جن سے یاد رکھنے میں اور زیادہ سہولت ہو سکتی ہے اور علاوہ مصلحت سہولت کے ایک معنوی نکتہ بھی ان مادوں میں پیدا ہو گیا کہ یہ سب مفہوم نور پر دال ہیں گویا اشارہ ہے اس ذخیرہ مؤلفات کی صفت تنویر میں مثل ستارہ و شمع ہونے کی طرف اور اسی کے مشابہ ایک لطیفہ فہرست مجازین کے ختم پر تقریب مذکور ہوا ہے۔

تفصیل اعتناء اہل علم بتالیفات حضرت صاحب سوانح

(جس کا ذکر فہرست تالیفات کی تمہید میں ہے)

الحمد للہ کہ اہل علم و صلاح نے احقر (یعنی حضرت والا) کی تالیفات کے ساتھ مختلف طرق سے اعتناء فرما کر خاص طبقات کا افادہ فرمایا کسی نے تلخیص و انتخاب سے کسی نے تسہیل عبارت سے کسی نے دوسری زبان میں

Marfat.com

ترجمہ سے۔ ان سب کی فہرست ملحق ہے (اور بفضلہ یہ سلسلہ برابر جاری ہے لیکن اب حضرت والا نے اُس کے انضباط کا اہتمام والتزام موقوف فرمادیا ہے گو کبھی کسی مصلحت سے ارقام کا وقوع ہو جائے ۱۲ مؤلف سوانح)

نمبر شمار	عنوان یا نام مؤلفات حاصل بعد الاعتناء	حقیقت اعتناء مع نام رسائل احقر و کیفیت	نام معتنی
۱ سے ۳۲ تک		۱ حساب کی آمد۔ یہ تسہیل ہے اشرف المواعظ حصۂ اول کے وعظ اول کی (تسہیل کا حاصل یہ ہے کہ عوام کے لئے عبارت آسان کر دی اور جو مضامین اس پر بھی عام فہم نہ تھے اُن کو حذف کر دیا) ۲ حاضری کا خوف یعنی تسہیل وعظ دوم حصہ اول اشرف المواعظ ۳ رمضان کا خالص رکھنا یعنی تسہیل تطہیر رمضان ۴ قرآن کے حقوق تسہیل حقوق القرآن (نوٹ آیندہ لفظ تسہیل کی جگہ لفظ از لکھدوں گا مراد تسہیل ہوگی) ۵ تکبر کا علاج از علاج الکبر ۶ پاکیزہ زندگی از حیوۃ طیبہ (نوٹ یہ چھ تسہیل المواعظ کے سلسلہ میں چھپ گئے) ۷ اصلاح کا آسان طریق از تسہیل الاصلاح (نوٹ یہ رسالہ الہادی دہلی میں چھپ گیا اور ما بعد کے مواعظ کی طبع کا عزم ظاہر کیا ہے اور یہ سب مسودات مجلس میں ہیں) ۸ اخیر عشرہ کے احکام از احکام العشرہ ۹ صوم اور عید کی تکمیل از اکمال الصوم والعید ۱۰ نگاہ کی حفاظت از غض البصر ۱۱ اعضا کا پاک رکھنا از تطہیر الاعضا ۱۲ کجی کی درستی از تقویم الزیغ ۱۳ اہتمام دین کی ضرورت از ضرورۃ الاعتناء بالدین ۱۴ علم دین کی ضرورت از ضرورۃ العلم بالدین ۱۵ عمل دین کی ضرورت از ضرورۃ العمل فی الدین ۱۶ مقبولیت کا طریق از طریق القرب ۱۷ علم اور خوف کے فضائل از فضائل العلم والخشیۃ ۱۸ قربانی کی ترغیب از ترغیب الاضحیۃ ۱۹ توبہ کی ضرورت از ضرورۃ التوبہ ۲۰ توبہ کی تفصیل از تفصیل التوبہ ۲۱ اسلام کی تکمیل از تکمیل الاسلام ۲۲ معاصی کا ترک از ترک المعاصی ۲۳ مسجد کے آداب از آداب المساجد ۲۴ دعا کے شرائط حصۂ اول از مہمات الدعا حصۂ اول ۲۵ دعا کے شرائط حصۂ دوم از مہمات الدعا حصۂ دوم ۲۶ صوفی کا طریق از سیرۃ الصوفی ۲۷ گناہوں کا سرسری سمجھنا از استخفاف المعاصی ۲۸ معاشرت کے حقوق از حقوق المعاشرت ۲۹ اخلاص حصۂ اول از الاخلاص حصۂ اول ۳۰ اخلاص حصۂ دوم از الاخلاص حصۂ دوم ۳۱ عورتوں کی اصلاح از اصلاح النساء ۳۲ اتباع نفس کی بُرائی از ذم الہویٰ۔	مولوی انوار الحق صاحب امروہوی۔ شاید ایک دو وعظ کی اور سے تسہیل کر دی ہو۔

Marfat.com

نمبر	عنوان یا نام مؤلفات حاصلہ بعد الاعتناء	حقیقت اعتناء مع نام رسائل احقر و کیفیت	نام معتنی
۳۳	امثال عبرت	مواعظ احقر سے مثالیں اور حکایتیں جمع کی ہیں۔	مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب
۳۴	علم غیر منقول	مواعظ احقر میں جو مضامین از قبیل واردات ہیں اُن کو جمع کرلیا۔	ایضاً
۳۵	تفسیر المواعظ	مواعظ احقر میں جو آیات عمود وعظ ہیں اُن کو جمع کرلیا مع شرح بعض احادیث۔	ایضاً
۳۶	علوم امدادیہ	مواعظ احقر میں جو ملفوظات حضرت مرشد علیہ الرحمۃ مذکور ہیں اُن کو جمع کرلیا۔	ایضاً
۳۷	ابیات حکمت	مواعظ احقر میں جو اشعار مشہور ہیں وہ جمع کرلیے گئے۔	ایضاً
۳۸	عروس المواعظ	مواعظ احقر میں جن مضامین کو نہایت مفید سمجھا گیا وہ جمع کرلیے گئے	خواجہ عزیز الحسن صاحب
		(نوٹ ۳۳ سے ۳۸ تک بوجہ سامان نہ ہونے کے مکمل نہیں ہوسکا مختصر مجموعہ مجلس میں ہے اور عروس المواعظ کچھ شائع بھی ہوا ہے)	
۳۹	اصول الوصول	مؤلفات احقر سے سلوک کے اصول جمع کیے گئے شائع بھی ہوگیا۔	مولوی عبد الغنی صاحب مدرس پھولپور ضلع اعظم گڈھ
۴۰	رفع الضیق	مؤلفات احقر خصوص تربیۃ السالک سے ضیق باطنی کے مباحث جمع کیے گئے شائع بھی ہوگیا۔	مولوی عبد المجید صاحب بچھرایونی
۴۱	الشفا	تفسیر احقر کے مضامین بشکل سوال وجواب کے لکھے ہیں۔ (النور میں شائع ہو رہا ہے)	مولوی ظفر احمد صاحب
۴۲	ترجمہ سندھی جمال القرآن	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (شائع ہوگیا)	مولوی [illegible]
۴۳	ترجمہ سندھی جزاء الاعمال	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے [illegible]	[illegible]
۴۴	ترجمہ [illegible] بہشتی [illegible]	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے [illegible] حصہ اول کے طبع ہو [illegible] [illegible]	ایضاً

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان یا نام مؤلفات حاصلہ بعد الاعتناء	حقیقت اعتناء مع نام رسائل احقر و کیفیت	نام معتنی
۴۵	ترجمہ بنگلہ قصد السبیل	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے -	یاد نہیں
۴۶	ترجمہ سندھی اصلاح الرسوم	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (پھر خبر دی کہ چھپنے کے لئے ایک مطبع میں گیا ہے)	مولوی عبدالکریم صاحب محمد پوری
۴۷	ترجمہ سندھی اعمال قرآنی	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے -	ایضاً خط میں لکھا تھا کہ شروع کیا ہے
۴۸	ترجمہ بنگلہ مضامین مہمہ تالیفات احقر دیگر نیز از بہشتی زیور	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے -	مولوی ابونعیم صاحب نصیر آبادی ضلع میمن سنگھ خط میں عزم ظاہر کیا گیا۔
۴۹	ترجمہ بنگلہ بہشتی زیور	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے - (اجازت لینے کے لئے خط آیا تھا)	مولوی عبدالحلیم صاحب پھولپور پوسٹ گوش گاؤں ضلع میمن سنگھ
۵۰	ترجمہ سندھی فروع الایمان	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (خط میں ارادہ ظاہر کیا)	مولوی دین محمد صاحب فیروز شاہی از خیرپور ضلع لاڑکانہ
۵۱	ترجمہ گجراتی بہشتی زیور نو حصہ و بہشتی گوہر وغیرہ	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (اس کی اطلاع ابراہیم بن محمد بوریا صاحب نے راندیر ضلع سورت سے دی)	مولوی غلام محمد صاحب راندیری
۵۲	ترجمہ بنگلہ شوق وطن	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (خط میں ارادہ کر کے اجازت و دعا کی درخواست کی تھی)	مولوی عبدالہادی صاحب ضلع میمن سنگھ
۵۳	ترجمہ سندھی زاد السعید و نیل الشفاء	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے -	مولوی دین محمد صاحب فیروز شاہی
۵۴	ترجمہ سندھی صفائی معاملات	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (مولوی دین محمد صاحب فیروز شاہی نے خبر دی کہ مجھ کو کاپی کردہ دکھلایا تھا مگر اب تک طبع نہیں کیا گیا)	مولوی دین محمد صاحب وفائی بنی آبادی
۵۵	ترجمہ گجراتی قصد السبیل	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (اطلاع دی کہ چھپوا دیا گیا)	ہاشم بن یوسف صاحب وجہ

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان یا نام مؤلفات حاصلہ بعد الاعتنار	حقیقت اعتنار مع نام رسائل احقر و کیفیت	نام معتنی
۵۶	ترجمہ سندھی علاج القحط والوبا	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (اطلاع دی کر ترجمہ کر چکا ہوں)	دین محمد صاحب قریہ فیروز شاہ
۵۷	ترجمہ پشتو بہشتی زیور	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (اجازت چاہی تھی اجازت دی گئی)	غوث محمد خاں صاحب رسالدار میجر انڈین ڈسی پونا رجمنٹ ۵
۵۸	ترجمہ بنگلہ جزاء الاعمال	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (لکھا تھا کہ ترجمہ کردم ہنوز در مطبع داخل نہ کردہ ام)	مطیع الرحمٰن صاحب مدرس انگریزی ضلع نواگاؤں آسام
۵۹	ترجمہ بنگلہ اغلاط العوام	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (ترجمہ کر کے شائع کرانے کی اجازت چاہی اجازت دی گئی)	عبد الصمد صاحب امام مسجد عبد الرحمٰن پوسٹ صدر فرنگی بازار روڈ چاٹگام
۶۰	ترجمہ انگریزی مثنوی شریف مطابق شرح کلید مثنوی	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (خبر دی کہ دفتر اول و دوم و ششم کا ترجمہ لکھا بھی گیا اب دفتر سوم کا شروع کروں گا نیز ایک خط میں لکھا کہ ولایت میں بہت سے انگریز اس کے مطالعہ کے شائق ہیں شاید بعض سعید روحیں کچھ فائدہ اٹھا سکیں)	شیخ رکن الدین صاحب سپیر [illegible]
۶۱	فلاسفی آف اسلام یعنی فلسفۃ الاسلام	مواعظ میں سے مباحث عقلیہ منتخب کر کے اسکا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے اور نصف جزو مجلس میں بھی آگیا پھر ترجمہ نفی الحرج کا بھی مکمل کر کے [illegible] میں چھپوایا اور اطلاع دی کہ وحدۃ الاتفاق کا ترجمہ انگریزی میں [illegible]	منشی [illegible] صاحب [illegible]
۶۲	ترجمہ بنگلہ بہشتی زیور	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے [illegible] کی تھی جس کی خوشی سے اجازت دی گئی)	[illegible] صاحب [illegible]

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان یا نام مؤلفات حاصلہ بعد الاعتناء	حقیقت اعتناء مع نام رسائل احقر وکیفیت	نام معتنی
۶۳	ترجمہ الفاظ عربیہ و فارسیہ و اشعار واقعہ مواعظ در اردو	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (بشرط اجازت اسکا عزم ظاہر کیا اور بعض اہل مطابع کا عزم طبع ظاہر کیا اجازت دے دی گئی)	محمد قاسم صاحب ابن مرحوم حافظ انور شاہ ۱۳۰ ویک اسٹریٹ ویرولم ناٹال جنوبی افریقہ۔
۶۴	ترجمہ گجراتی کسی وعظ کا منجملہ پانچ وعظ ذکر الرسول۔ السرور الظہور۔ النور طریقہ مولود شریف	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (یہاں اس ارادہ کی اطلاع دی یہاں سے دو وعظ کا اور بھی نام لکھدیا گیا الحبور الحضور۔ اور یہ بھی رائے دی گئی کہ اگر ان سب میں سے کچھ کچھ مضامین جمع کرکے ترجمہ کرایا جاوے تو زیادہ مفید ہو)	ارادہ کرنے والے داؤد ہاشم صاحب رنگون اور مترجم مولوی عبدالرحمن صاحب ابن مولانا غلام محمد صادق صاحب مترجم بہشتی زیور بزبان گجراتی
۶۵	ترجمہ گجراتی تسہیل المواعظ و آداب المعاشرت	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (سلسلہ شروع کرنے کی اطلاع دی نیز یہ بھی لکھا کہ وقتاً فوقتاً مولانا سید مہدی حسن صاحب سے اصلاح لی جاتی ہے)۔	محمد عارف صاحب داخلی رانڈیری
۶۶	ترجمہ اردو منظوم زیر و بم	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (چھپنا بھی شروع ہوگیا تھا مگر سلسلہ بند ہوگیا)۔	قاضی عبد [illegible] صاحب جا جمبو کانپور
۶۷	حواشی رسالہ الانتباہات	حقیقت عنوان سے ظاہر ہے (چونکہ اس رسالہ کے مضامین غامض ہیں اس لئے توضیح کی گئی)	مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب مقیم شہر میرٹھ
۶۸	تبیان البیان	حواشی بعض مقامات تفسیر بیان القرآن	مولوی سعید احمد صاحب مرحوم ہمشیرہ زادہ احقر
۶۹	ہدایۃ البیان	حواشی تفسیر بیان القرآن کامل (ضمیمہ تفسیر کے بعد کی جلدوں [illegible] چھپا ہے)	انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال اسکے بعد کچھ حواشی مولوی حبیب احمد صاحب کے ہیں

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان یا نام مؤلفات حاصلہ بعد الاعتنار	حقیقت اعتنار مع نام رسائل احقر و کیفیت	نام مصنف
۷۰	تسہیل قصد السبیل	قصد السبیل کی بعض عبارات لائق فہم عوام نہ تھیں اُن عبارتوں کو بعض اہل خیر کی استدعا پر سہل الفاظ میں بدل دیا گیا۔	مولوی شاہ لطف رسول صاحب
۷۱	الشراب الطہور للعشاق السکور	احقر کے بعض خاص مواعظ سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے ربیع الاول میں ایک بڑے مجمع میں صاحب انتخاب نے بطور وعظ کے اس کو بیان کیا بہت نافع ثابت ہوا۔	مولوی عبد المجید صاحب مقیم [illegible] مولوی صاحب موصوف نے وعظ ازالۃ الغفلۃ و غض البصر کی تلخیص و تسہیل کی خبر دی۔

(۷۲) تسہیل وعظ طریق النجاۃ نزد محمد عثمان خاں دہلوی (۷۳) ترجمہ انگریزی وعظ الاتفاق از ماسٹر قبول احمد صاحب (۷۴) ترجمہ انگریزی وعظ محاسن الاسلام شروع ہوگیا (ماسٹر صاحب کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلا حصہ فلاسفی آف اسلام کا جس میں بیس وعظوں سے مضامین منتخب ہیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر چھپ گیا) (۷۵) چند اہل علم نے بہشتی زیور و گوہر کے حوالے منضبط کئے جو چھپ بھی گئے (۷۶) بہشتی زیور حصہ سوم کا ترجمہ برہما میں چھپ گیا بقیہ حصص بھی اس زبان میں شائع ہوتے رہیں گے از خط حاجی محمد یوسف صاحب و حاجی داؤد ہاشم صاحب (۷۷) اول الذکر نے اطلاع دی کہ تعلیم الطالب کے گجراتی ترجمہ کا عزم ہے (۷۸) ترجمہ نثر مناجات مقبول از حکیم محمد مصطفٰے صاحب اور ترجمہ منظوم اس فہرست میں اس لئے نہیں لیا کہ وہ میری فرمائش سے ہوا تھا (۷۹) الفرائد حکیم صاحب نے مواعظ سے منتخب کیا (۸۰) الواعظ للراغب فی [illegible] مولوی اشفاق الرحمٰن صاحب از مواعظ بدرجۂ عزم (۸۱) ترجمہ بعض ضروری مضامین [illegible] و فوائد [illegible] و تذکیر الآخرۃ و کلید مثنوی و تعلیم الدین و قصد السبیل بہ زبان کشمیری از قطب الدین صاحب [illegible] بعض مواعظ بدرجۂ عزم (۸۲) رسالہ نجم الاسلام منظوم کشمیری از پنجاہ کتاب خصوص امداد الفتاویٰ و تعلیم الدین و [illegible] بہشتی زیور و حسن العزیز از قطب الدین صاحب وہ لکھتے ہیں کہ تقریباً خمس مضمون ان [illegible]

(۸۳) ابراہیم بیگ بھوپالی کا سینٹ پیری سے (جو کہ ایک [illegible] میں ہے) ۰ رجون ۱۹۲۶ء کو خط آیا لکھا ہے کہ میرا ارادہ بہشتی گوہر کا [illegible] زبان میں [illegible] چاہتا ہے مع متعدد عنوانات بہشتی زیور کے جن کو یہاں ضروری خیال کرتا ہوں [illegible] سے مع چند [illegible] کے اجازت دی گئی۔ (۸۴) مولوی محمد سعید صاحب مذکور فہرست مجازین ۲۶ نے لکھا ہے [illegible] سے تعلیم [illegible]

Marfat.com

جزو بہشتی زیور کا پورا ترجمہ اور حقوق العلم باب اول کی دوسری فصل کا پورا ترجمہ اور باب اول کی تیسری فصل کے بعض اجزاء کا ترجمہ اور باب ثانی کے تین صفحوں کا ترجمہ اور اصلاح الخیال سے تقریر شبہ اول اور اُس کے جواب کا پورا ترجمہ۔ اور تحقیق تعلیم انگریزی کے دس مقدمات کے خلاصہ کا ترجمہ کرکے جو کہ بطور ایک رسالہ کے بن گیا احباب و متعلقین کے مطالعہ کرنے کے لئے دیدیا ہے۔ اس رسالہ کو دوسرے علماء سے تصحیح کراکر چھاپنے کا بھی ارادہ ہے اھ بحاصلہ (اُن کی زبان غالباً اردی ہے) (۸۵) آخر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ میں عبدالمجید صاحب ساکن بہریز خاں ڈاکخانہ کورباڑی ضلع ڈھاکہ کا خط آیا کہ بہشتی زیور گیارہ حصہ بطبع جدید مع حوالجات و فوائد کا ترجمہ بزبان بنگلہ کرنے کا عزم کرتا ہوں دعا و اجازت سے دریغ نہ کیا جاوے۔

(۸۶) اسی قسم کے مضمون کا خط ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ کو شمس الحق صاحب مقیم مشاکھالی میمن سنگھ کا آیا کہ اجازت ہو تو بہشتی زیور کا ترجمہ بنگلہ میں نثر یا نظم کردوں (۸۷) ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۴۵ھ کو حاجی داؤد ہاشم صاحب کا رنگون سے خط آیا کہ ہماری کمپنی کی جانب سے بہشتی زیور بزبان برہما کرائی جارہی ہے (۸۸) بعض حضرات مقیمین دہلی کی درخواست ہے کہ رافع الضنک کی تسہیل کردی جائے چنانچہ شروع ہوگئی ہے (۸۹) بعض احباب کا خیال قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں کرانے کا ہے اور بیان القرآن کے ترجمہ کو تجویز کیا گیا ہے۔

(۹۰) شاہ لطف رسول صاحب مرحوم نے بیان القرآن کی تلخیص شروع کی تھی اور خلاصۃ البیان فی ترجمۃ القرآن اُس کا نام رکھا تھا مگر سورۂ بقرہ آیت ربوا تک پہونچے تھے کہ وفات ہوگئی (۹۱) مولوی ظفر احمد صاحب سلمہ نے تمام تفسیر کی تلخیص کی جس کو مولوی شبیر علی نے حمائل شریف کے حاشیہ پر چھاپ بھی دیا (۹۲) مولوی وصی اللہ صاحب بعض احباب کی تحریک پر مجموعہ مواعظ سے مضامین ذیل کا جُدا جُدا انتخاب شروع کردیا ہے جس سے اخیر میں ان مضامین کے مستقل رسالے ہوجاویں گے۔ سلوک۔ اغلاط سالکین۔ معانی احادیث۔ معانی آیات اصلاح نو تعلیم یافتگان۔ فقہ۔ عقائد۔ تحقیق اقوال عارفین۔ اغلاط علماء۔ حکایات۔ اشعار۔

تعدید اگر ان مضامین کے اعداد کو بھی مستقل لیا جاوے تو اس فہرست کا عدد سو سے زائد تک اور اگر بعض کو تناسب کے سبب متداخل مان لیا جاوے تو سو تک یقیناً یہ عدد پہونچتا ہے۔

(۱۰۱) تلخیص بیان القرآن بطرز عجیب از مولوی محمد عیسیٰ صاحب زیر عزم طبع (۱۰۲) بہشتی ثمر انتخاب حصہ بہشتی زیور و بہشتی گوہر۔ برائے مکاتیب اسلامیہ بتحریک ڈپٹی انسپکٹر صاحب مطبوع از مولوی صاحب موصوف (۱۰۳) خلاصہ خط مولوی دین محمد فیروزشاہی آمدہ شعبان ۱۳۴۵ھ۔ مولوی محمد عیسےٰ کہ بہشتی ثمر طبع نمودہ عنوان او درکار است (۱۰۴) آلہ الطبیعہ و ترجمہ اش در سندھی مدرسہ موضع کمراوی ڈاکخانہ چکرادھا ضلع ڈھاکہ آمدہ رمضان ۱۳۴۵ھ بہشتی زیور کا

سلہ ۵ اس کا ایک معتدبہ حصہ یہاں بھی آگیا ۱۲

Marfat.com

بنگلہ ترجمہ کرنے کی اجازت چاہتا ہے اھ چنانچہ اجازت دی گئی (۱۰۵) خلاصۂ خط روح الامین ریپن اسٹریٹ حنفی آفس کلکتہ آمدہ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ تفصیل الکلام فی حکم تقبیل الاقدام (مذکور فہرست رسائل نمبر ۲۳۲) کا ترجمہ بنگلہ بصورت رسالہ شائع کرکے مسلمانوں میں تقسیم کیا جاوے گا۔

(۱۰۶) حاجی شیر محمد صاحب کا خط کھوڑکی سے آیا کہ بہشتی زیور کے ساتویں حصہ کا بھی ترجمہ سندھی زبان میں کامل کردیا گیا (۱۰۷) عبدالرشید رجسٹرار مسلمانان دقاضی مقام خنجن پور ضلع بگوڑا بنگال کا خط آیا جس میں بہشتی زیور کا ترجمہ بنگلہ میں کرنے کی اجازت چاہی (۱۰۸) مولوی وصی اللہ صاحب حسب فرمائش خواجہ عبدالواحد صاحب بیان القرآن کی تلخیص وتسہیل کررہے ہیں (۱۰۹) محمد مستقیم علی پوسٹ بیانی بازار ساکن دیرل گرام ضلع سلہٹ کا خط آیا جس میں حق الساع وصفائی معاملات کو بنگلہ میں ترجمہ کرنے کی اجازت چاہی (۱۱۰) مولوی مقصود اللہ صاحب کا خط آیا لکھا ہے قصد السبیل کا ترجمہ بنگلہ میں پورا اور صاف ہوچکا مسمٰی بہ حقیقۃ الطریقہ وگنجینۂ معرفت۔ اور حیوٰۃ المسلمین کا شروع کیا اور نشر الطیب کا ترجمہ بیان معراج تک ہوچکا ہے مسمٰی بہ اشرف المولود فی ذکر محبوب الودود۔ اور صفائی معاملات کے ترجمہ کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط میں تعلیم الدین کے ترجمہ کا بھی ارادہ ظاہر کیا۔

(۱۱۱) محمد مستقیم علی ساکن املا پوسٹ بلابو ضلع ڈھاکہ مدرسہ اسلامیہ نے خط لکھا کہ ثبات الستور کا بنگالی میں ترجمہ کرنا چاہتا ہوں (۱۱۲) مدت ہوئی ایک صاحب علم نے کلید مثنوی دفتر اول کی احادیث کی تخریج کی [illegible] تخریج احمدی (۱۱۳) مولوی مظہر احمد ماسٹر الگزنڈرہائی اسکول بھوپال نے اطلاع دی کہ میں نے حیات المسلمین کا ترجمہ ہندی میں شروع کردیا سی پی میں ہندی ہی جانتے ہیں (۱۱۴) نیز موصوف نے اس عزم کی اطلاع دی کہ قصد رشید کے بعض مقصورات کا اضافہ بعض مضامین حیوٰۃ المسلمین انگریزی میں ترجمہ کرکے اور اصول سابیہ پر ایک گفتگو اس کا نام رکھ کر اسکول کے درجہ نہم میں اس کو داخل کرنے کی کوشش کی جاوے (۱۱۵) مولوی خیر محمد صاحب نے رسالہ الاقتصاد کی تہذیب کا عزم ظاہر کیا (۱۱۶) نیز موصوف نے رسالہ الادراک والتوصل کو اپنی عبارت میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کردیا (۱۱۷) مولوی عبدالحق صاحب مدرس دینیات اسلامیہ ہائی اسکول گوجرخاں راولپنڈی نے خط سے اطلاع دی کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر کا ارادہ ہے کہ [illegible] وسلم کی سوانحعمری پڑھائی جاوے اگر اجازت ہو نشر الطیب کا خلاصہ [illegible] تعلیم میں داخل [illegible] دی گئی (۱۱۸) و (۱۱۹) و (۱۲۰) و (۱۲۱) حاجی محمد یوسف صاحب [illegible] اطلاع دی (الف) رسالہ تحقیق تعلیم انگریزی کی تسہیل چنانچہ تسہیل [illegible] رسالہ [illegible] انگریزی میں ترجمہ کرانا (ج) رسالہ مذکورہ کا برما زبان میں ترجمہ [illegible] حیات المسلمین کا انگریزی میں ترجمہ [illegible] اس تجویز کے وقوع کا عنقریب ذکر آتا ہے (۱۲۲) حاجی [illegible] صاحب نے رسالہ [illegible] کا ترجمہ

حفظ الایمان کا انگریزی میں ترجمہ کرایا۔
(۱۲۳) مولوی عبدالحق صاحب مقیم حیدر آباد نے مواعظ احقر کے ایک بڑے حصہ کے مضامین مقصودہ کی نہایت مفید فہرست مرتب کی (۱۲۴) نیز موصوف نے تربیت السالک کے مضامین کی مفصل فہرست تیار کی اور آئینۂ تربیت نام رکھا۔ (۱۲۵) نیز موصوف نے عرفان حافظ کے مسائل کو جمع کرکے فیضان حافظ نام رکھا (۱۲۶) مولوی رحمۃ اللہ صاحب نگونی نے خط سے اطلاع دی کہ انھوں نے بہشتی زیور حصۂ سوم بہشتی گوہر کا ترجمہ برہمی زبان میں کیا (۱۲۷) نیز موصوف نے اطلاع دی کہ حیٰوۃ المسلمین کے بارہ پرچوں کا ایک مجموعہ بناکر اور اس کا ترجمہ برہمی زبان میں کرکے شایع کردیا گیا اور حاجی محمد یوسف صاحب نے آیندہ بقیہ پرچوں کی نسبت بھی اسی طرح ترجمہ کرکے شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے (۱۲۸) موصوف نے یہ بھی لکھا کہ تمہید تعلیم الدین کا ترجمہ برہمی زبان میں طبع ہوکر اطراف برہما میں بھیجا جارہا ہے (۱۲۹) موصوف نے یہ بھی لکھا کہ بہشتی زیور کا پہلا حصہ مع ضمیمہ برہمی زبان میں ختم ہوچکا (۱۳۰) مولوی قباد جہاں آبادی نواکھالی نے رمضان میں اطلاع دی کہ حیٰوۃ المسلمین کا ترجمہ بنگلہ میں روح بست وسوم تک ہوچکا شوال میں طباعت شروع ہوجاوے گی نام بھی بوچھار روح المسلمین تجویز ہوا (۱۳۱) نیز موصوف نے زیادہ تر بہشتی زیور سے ملتقط کرکے بنگلہ میں بہشتی میوہ لکھا ہے جس کو مع ترجمہ حیٰوۃ المسلمین قریب طبع لکھا ہے۔
(۱۳۲) مولوی عبدالمجید صاحب ساکن ہزبرخاں ڈاکخانہ کورہائی ضلع ڈھاکہ کا خط آیا کہ بہشتی زیور حصۂ اول کا ترجمہ بنگلہ مطبع میں دینے کا ارادہ ہے (۱۳۳) محمود قاسم کارا ندیر سے خط آیا کہ حیٰوۃ المسلمین کا ترجمہ گجراتی زبان میں حصہ متعلقہ مساجد تک میں نے کیا اور قاسم سورتی صاحب نے چھپوا کر تقسیم کردیا (۱۳۴) نیز موصوف نے یہ بھی لکھا کہ نماز کی عقلی خوبیاں (یہ ایک حصہ ہے سائنس اور اسلام کا) اور سوا خاتمہ کا (غالباً رسالہ خاتمہ بالخیر مراد ہے) ترجمہ گجراتی زبان میں کرنے کا ارادہ ہے پھر خط آیا کہ نماز کی عقلی خوبیوں کا ترجمہ مذکورہ شائع ہوگیا (۱۳۵) مولوی اسعد اللہ صاحب مدرس مظاہر علوم سہارنپور نے میرے ایک مضمون معنون بہ المکالمہ بینی وبین بعض المعقولیین کی (جوکہ قدرت حق علی الاخبار عن غیر الواقع بالکلام اللفظی کی تحقیق میں ہے) نہایت متین شرح لکھی جس کا نام احقر نے المسالہ فی شرح المکالمہ رکھدیا یہ امداد الفتاویٰ کا جزو ہے (۱۳۶) ماسٹر قبول احمد صاحب نے اطلاع دی کہ حیٰوۃ المسلمین کا انگریزی ترجمہ ہورہا ہے چوتھائی کے قریب ہوچکا ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر قریب ہی حرف د میں گذرا (۱۳۷) نیز موصوف نے القصد الرشید انگریزی ترجمہ کرنے کو منگائی ہے (۱۳۸) نیز موصوف نے اطلاع دی کہ ثبات الستور کا ترجمہ مع ذیل وغیرہ سب ختم کرلیا اور چھپ رہا ہے اور ایک ماہ میں چھپ کر آجاویگا (۱۳۹) مولوی رحمۃ اللہ صاحب نگونی نے اطلاع دی کہ ایک رسالہ ماہوار برہما زبان میں رنگون سے شایع ہوتا ہے اسمیں تمہید بہشتی زیور برہما زبان میں شائع کرادی گئی (۱۴۰) مولوی اسعد اللہ صاحب مذکورہ بالا نے رسالہ التقصیر فی التفسیر کی تسہیل کا ارادہ ظاہر کیا ہے (۱۴۱) (۱۴۱) تک۔

Marfat.com

دعوات عبدیت جلد چہارم کے دس مواعظ کی مولوی انوار الحق نے تسہیل کی ذیل میں اُن کے نام مع نام اصل مواعظ کے مرقوم ہیں (۱۴۱) نفس کی اصلاح از اصلاح النفس (۱۴۲) نیک کاموں کے درجے از تفاضل الاعمال (۱۴۳) دنیا سے رضامندی از الرضا بالدنیا (۱۴۴) دوسروں سے عبرت پکڑنا از الاتعاظ بالغیر (۱۴۵) علم کی طلب از طلب العلم۔ (۱۴۶) مصیبت سے عبرت پکڑنا از التادیب بالمصیبۃ (۱۴۷) دنیا کی محبت از حب الدنیا (۱۴۸) غفلت کا دفعیہ از ازالۃ الغفلۃ (۱۴۹) آرزو کا چھوڑنا از قطع التمنی (۱۵۰) اصلاح کی آسانی از تیسیر الاصلاح دس پورے ہوگئے (۱۵۱) مولوی ظفر احمد نے رسالہ القاء السکینہ کی تسہیل کی جس کا نام الحصون الحصینہ ہے۔ (۱۵۲) مولوی عبدالکریم صاحب نے خطبات الاحکام کی آیات و احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا جس کا نام افادۃ العوام ہے (۱۵۳) نیز موصوف نے حیوۃ المسلمین کی تمہید کی تسہیل کی (۱۵۴) علی محمد صاحب کلرک لاہور نے مختلف مواعظ وملفوظات سے بعض خاص مضامین کا انتخاب کرکے اشرف المعمولات نام تجویز کیا (۱۵۵) مولوی جمیل احمد مطیع مجتبائی کی درخواست پر بیان القرآن کی تسہیل کر رہے ہیں نیز موصوف میرے رسالہ لامع علامات الاولیا کا ترجمہ کر رہے ہیں مگر چونکہ یہ میری فرمائش ہے لہٰذا اس کو استقلالاً شمار نہیں کیا۔

(۱۵۶) محمد حنیف شکارپور سندھ نے اعمال قرآنی کا سندھی ترجمہ کرکے اشاعت کی اجازت چاہی بشرط استثنا عملیات مضرہ عوام اجازت دیدی گئی (۱۵۷) حمید احمد صاحب ناظم صدر انجمن اسلامیہ حیدرآباد نے اردو و دیگر السنہ ملکیہ میں حیوۃ المسلمین کی طباعت کا خیال ظاہر کیا (۱۵۸) عبداللہ خاں صاحب نے بھوپال سے نشر الطیب کی تسہیل کے شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا (۱۵۹) ہاشم [illegible] نے [illegible] سے خط لکھا کہ ایک گجراتی رسالہ مسمی بہ علم میں تسہیل المواعظ کے مضامین شائع کرنے کی اجازت چاہتا ہوں (۱۶۰) و (۱۶۱) و (۱۶۲) و (۱۶۳) و (۱۶۴) و (۱۶۵) و (۱۶۶) عبدالرؤف صاحب نے مقام [illegible] سے خط لکھا کہ آپ کی تالیفات میں جن مضامین کو نہایت دلچسپ اور مفید سمجھا ان کو انتخاب کرکے رسالوں کی صورت پر مرتب کرلیا اور الگ الگ نام بھی تجویز کیے قریب میں رسالوں کے مرتب ہوگئے جیسے (الف) منتخب الفوائد (ب) مجالس الصالحین (ج) ہدایۃ السالک (د) تربیۃ الطالب (ہ) نکات [illegible] (و) مجموعہ حکایات (ز) مجموعہ اشعار وغیرہا (۱۶۷) و (۱۶۸) و (۱۶۹) و (۱۷۰) و [illegible] مدرسہ اسلامیہ [illegible] ضلع پتردست خط آیا کہ میں (الف) قصد السبیل (ب) [illegible] کا ترجمہ بنگالی زبان میں پورا کرچکا ہوں اور (د) تعلیم الدین بھی [illegible] (۱۷۱) و (۱۷۲) و (۱۷۳) و (۱۷۴) و (۱۷۵) و (۱۷۶) و (۱۰۰) و (۱۰۱) مولوی ظفر احمد نے [illegible] برمانی ہوگیا ہے اور (ب) حیوۃ المسلمین کا برمانی ترجمہ ہوگیا ہے اور [illegible] (ج) [illegible]

بھی بہ ہاکرائی جائے گی اور (د) حقوق الاسلام اور (ﮦ) فروع الایمان اور (و) جزاء الاعمال اور (ز) اغلاط العوام اور (ح) آداب المعاشرت بھی زیر تجویز ہے۔

(۱۷۹) چند شائقین نے مضامین مواعظ کی فہرست بنائی جس کا نام مرأة المواعظ رکھا گیا (۱۸۰) آفتاب الدین مہتمم ومالک مسلم لائبریری بابو بازار ڈھاکہ بنگالہ نے لکھا ہے کہ افادۂ عام کے لئے ہر سہ حصہ اعمال قرآنی کا ترجمہ چھپوا کر شائع کرنے کی ازحد خواہش ہے اجازت دے کر ممنون فرمادیں چنانچہ ان کو اجازت دیدی گئی (۱۸۱) و (۱۸۲) و (۱۸۳) و (۱۸۴) و (۱۸۵) و (۱۸۶) و (۱۸۷) و (۱۸۸) و (۱۸۹) و (۱۹۰) (۱۹۱) و (۱۹۲) و (۱۹۳) شہاب الدین مقیم دہلی نے ان کتابوں کی فہرست تیار کی (الف) مسائل السلوک (ب) تکشف کا حصہ اول (ج) تکشف کا حصہ دوم (د) مسائل المثنوی (ﮦ) الفتوح (و) عرفان حافظ (ز) بعض مضامین فتاوی اشرفیہ (ح) حقیقۃ الطریقۃ۔ دال سے ح تک تکشف کا حصۂ سوم ہے (ط) تائید الحقیقۃ (ی) تعلیم الدین (ک) فروع الایمان (ل) قصد السبیل جدید (م) التشرف اور ان کے ساتھ اور بعض کتابوں کی بھی فہرست لکھی ہے جو دوسرے بزرگوں کی ہیں مستقلاً یا منتخباً از رسائل احقر اور یہ سب اجمالی فہرستیں ہیں اور مسائل السلوک اور تکشف اور تشرف کی فہرست بھی ملقب بہ عنوانات التصوف مولوی جمیل احمد رئیس ملیگڈھ نے تیار کی ہے چونکہ وہ میری فرمائش ہے اس لئے اس سلسلہ میں داخل نہیں کی گئی (۱۹۴) انفاس عیسی مقتبس از تربیۃ ومواعظ (۱۹۵) اشعار حکمت یعنی اشعار مواعظ یہ اخیر کے دو نمبر مولوی محمد عیسی نے جمع کئے ہیں (۱۹۶) تخریج احادیث حیوۃ المسلمین از مولوی ضیاء احمد صاحب مفتی سابق مظاہر علوم سہارنپور (۱۹۷) محمد کرم مدرس اشرف العلوم مرطیا ڈھاکہ نے میرے ترجمہ قرآن کا بنگلہ میں ترجمہ کرنے کی اجازت چاہی میں نے خاص مشوروں کے ساتھ اجازت دیدی (۱۹۸) عالموں کی ضرورت تسہیل ہے وعظ ضرورۃ العلماء کی (۱۹۹) نجات کا طریقہ تسہیل طریق النجات (۲۰۰) نفس کی بھول تسہیل نسیان النفس (۲۰۱) محبت کے آثار تسہیل آثار المحبۃ (۲۰۲) علماء کو عمل کی ضرورت تسہیل العمل للعلماء (۲۰۳) خوش تدبیری تسہیل احسان التدبیر (۲۰۴) محمود قاسم ترکیسر ضلع سورت مدت سے گجراتی زبان میں مواعظ احقر کو ماہ بماہ شائع کر رہے ہیں (۲۰۵) منشی اسمٰعیل محمد رفیق مقام نکاری بندرگاہ دابہ جھوسر (بھڑوچ) ہیڈ منشی اردو مدرس سرکاری اسکول نے اصلاح الرسوم تعلیم الدین وغیرہ کا گجراتی زبان میں ترجمہ کر کے مجلس خدام المسلمین کو دیا جو طبع کر کے اہل گجرات کو تقسیم کر چکے۔

(۲۰۶) محمد عبد السلام اشرف العلوم مدرسہ بڑا کٹرہ ڈھاکہ بنگال مولوی شمس الحق صاحب کے مشورہ سے مواعظ کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر کے بطور ماہواری رسالہ بدر اشرف الاسلام کی طرف سے شائع کر رہے ہیں۔ اور بہشتی زیور و بہشتی گوہر و تبلیغ دین وغیرہ تصنیفات کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کرنے کا عزم ہے (۲۰۷) عیسی ابراہیم

Marfat.com

مقام کاوی بہروچ گجرات نے اغلاط العوام اور اصلاح الرسوم کا گجراتی زبان میں ترجمہ کر کے مجلس خدام المسلمین ترکیسر کو دئے جو طبع ہو کر شایع بھی ہو چکے ہیں۔ نیز لکھا کہ تعلیم الدین کا ترجمہ بھی تیار ہو چکا ہے نظرثانی قریب الختم ہے آج کل میں مجلس مذکور کے پاس ارسال کر دیا جاوے گا۔ (۲۰۸) حکیم مولوی الٰہی بخش فاضل الطب والجراحت دواخانہ اشرفیہ شکارپور سندھ نے بہشتی زیور سے احادیث و آیات و مسائل لیکر سندھی زبان میں اضحیہ کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے (الرسالۃ الاشرفیہ فی توضیح الاضحیۃ) ایک کتب فروش طبع کرا رہا ہے (۲۰۹) عبدالرحمٰن ڈاکخانہ لچھی ضلع باقرگنج برسیال ملک بنگلہ نے قصد السبیل کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کرنے کی اجازت طلب کی (۲۱۰) فساد کی بندش یہ تسہیل ہے وعظ الانسداد للفساد کی **نوٹ** (اس کی تسہیل حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم نکونی کی فرمائش پر یہاں خانقاہ ہی میں ہوئی تھی مسودہ اُن کے پاس بھیجدیا گیا تھا غالباً اب اُن کے وارثوں کے پاس ہوگا (۲۱۱) علم و عمل کی فضیلت یہ تسہیل ہے وعظ فضل العلم والعمل کی (**نوٹ** الحمدللہ سلسلہ دعوات عبدیت کے حصۂ اول و دوم و سوم و چہارم کی مکمل تسہیل ہو کر شایع ہو چکی ہے اور حصہ پنجم کی تسہیل بھی قریب ختم ہے، کیونکہ اُس کے دس وعظوں میں سے آٹھ کی تسہیل ہو چکی ہے اور یہ وعظ فضل العلم والعمل اسی کا آٹھواں وعظ ہے آج کل اس سلسلہ تسہیل کی اشاعت محمد عثمان خاں صاحب تاجر کتب دہلی اپنے رسالہ الهادی میں کر رہے ہیں ۱۲)

ضمیمہ اوپر اعتبار بالتصرف کا ذکر تھا یہاں اعتنا بالتصرف کا ذکر ہے (الف) مظہر احمد ذکو بالا نذیل ۱۳۱۱ نے اطلاع دی کہ میں نے مدرسہ میں عقیدہ حسنہ کے ساتھ حیوۃ المسلمین پڑھانا شروع کر دیا ہے (ب) مسجد مقام ووکنگ سرے (انگلستان) سے منیجر اسلامک ریویو ماسٹر قبول احمد صاحب نے ... حصہ اول کی جس میں احقر کے بیس مختلف مضمونوں کا انگریزی ترجمہ ہے) چند کاپیاں قیمت بھیجی ہیں اور ... کہ ہم اس کتاب کا نام اپنی اس فہرست کتب میں شایع کریں گے جن کی فروخت ہمارے یہاں سے ہوتی ہے اور نیز مقام مذکور سے بشیر مسلم لائبریری نے ماسٹر صاحب کے پاس فلسفہ اسلام حصہ اول کی قیمت ... اشتیاق ظاہر کیا اور وعدہ کیا کہ ہم ان کتابوں کو ان حضرات تک پہونچا دیں گے جو ... اہل ہیں **تتمہ** (ب) وعظ نفی الحرج کا انگریزی ترجمہ فلسفہ اسلام کا دوسرا ... ترجمہ اس کا تیسرا حصہ ہے پھر یہ دوسرا اور تیسرا حصہ بھی مقام مذکور میں ... کا ... آیا جس کی ماسٹر صاحب نے احقر کو اطلاع دی (ج) تعلیم الدین ... خانگی میں داخل نصاب کئے گئے ہیں اور مولوی ابوبکر ... نے جو ... ہیں اپنی خانقاہ میں کتب ذیل داخل درس کر دی ہیں۔ تعلیم الدین بہشتی زیور۔ قصد السبیل۔ اصلاح الرسوم۔ دعوات عبدیت۔ النور اور بھی

Marfat.com

بعض رسائل کے داخل کرنے کا مشورہ لیا ہے چنانچہ بعض رسائل تبلا دیئے گئے (۸) مولوی خیر محمد صاحب ناظم مدرسہ جالندھر نے اطلاع دی کہ انھوں نے تخیصات عشرہ میں سے رسالہ تلخیص البدایہ اور عشرہ طروس کی تعلیم کو متوسط درجہ کے طلبہ کے لئے لازم کر دیا اس کو بیحد نافع پایا۔

خاتمۃ الکتاب

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت صاحب سوانح کی دعا و توجہ سے یہ اشرف السوانح ایک ارذل الخلائق کے ہاتھوں مرتب ہوگئی اور اتنا بڑا کام ایک ذرہ بے مقدار سے لے لیا گیا واللہ ثم واللہ جب اپنی بدحالی و نالائقی اور اس کام کی اہمیت وعظمت کو دیکھتا ہوں تو سخت حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہوں اور اس حیرت انگیز واقعہ کی توجیہ کہ ایک ایسے ناکارہ و آوارہ اور سیہ کار وگنہگار بندہ سے بھی ایسی اہم خدمت دینیہ لے لی گئی بجز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر وھذا الفاجر یقابل البر لا المسلم لما فی قولہ علیہ السلام والصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر لابی داؤد کذا فی جمع الفوائد) اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔

سچ عرض کرتا ہوں کہ اپنی بدحالی و بداعمالی کی بنا پر سوانح ہذا کے دوران تالیف میں مجھ کو برابر یہ اندیشہ رہا اور اب بھی ہے کہ میری نحوست اعمال اور عدم توافق قال وحال کہیں خدانخواستہ خدانخواستہ اس کی نافعیت و مقبولیت میں قادح اور موجب اخلال نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی قادر ہے اور اسی کی انشاء اللہ تعالیٰ اُن کی ذات رحیم وکریم سے اُمید بھی ہے اور بہ نہایت عجز و زاری کے ساتھ دعا بھی کہ وہ حضرت صاحب سوانح کی برکت کو میری نحوست پر غالب فرما دیں اور ایسا غالب فرما دیں کہ نحوست کو مبدل بسعادت فرما کر میری ذات ہی کے اندر سے غائب فرما دیں اور اس تالیف مبارک کو نہ صرف اوروں کے لئے نافع فرمائیں بلکہ اس کی برکت سے میری بھی اصلاح فرما دیں اور مجھ کو بھی صدق وخلوص کی دولت لازوال سے مالا مال فرما دیں آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز ۔ عرض با کریماں کارہا دشوار نیست ۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا۔

یا اللہ آپ کو تو سب کچھ قدرت ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور حضرت صاحب السوانح کے واسطہ سے مجھ بد اعمال و بد احوال کی خراب و خستہ حالت کو درست اور میرے نفس زشت کے رذائل کو مبدل بفضائل فرما دیجئے اور حسن اعتقاد اور حسن عمل اور حسن خاتمہ نصیب فرما دیجئے۔

Marfat.com

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی
ایں چنیں مینا گریہا کار تست
گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
ایں چنیں تبدیلہا از اسرار تست

دوران تحریر سوانح ہذا میں احقر نے بفضلہ تعالیٰ و بہ برکت حضرت والا ایسی کھلی کھلی تائیدات غیبیہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ مجھ کو اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کو یہ منظور تھا کہ حضرت والا کے حالات و مقالات مبارکہ منضبط ہو کر امت مرحومہ کو صدیوں بلکہ قیامت تک کے لئے سبق آموز ہوتے رہیں۔ بس ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی غیب سے میری گردن پکڑ پکڑ کر مجھ سے زبردستی لکھوا رہا ہے ورنہ مجھ جیسا بدنظم و لاابالی مبتلائے بداعمالی و بدحالی اور علم و عقل و فہم سے مسلّم طور پر بالکل خالی شخص اتنا بڑا مسلسل اور اہم کام ہرگز انجام نہیں دے سکتا تھا

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے برآہوئے چیں بستہ اند

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

فالحمد للہ حمداً کثیراً وافراً جب احقر نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تھا اس وقت اس کی موجودہ ضخامت کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ یوں ہی سرسری طور پر لکھنا شروع کر دیا تھا اور خیال تھا کہ کچھ مختصر سے حالات لکھ کر ختم کر دیا جائے گا یہ خبر نہ تھی کہ ذکر محبوب کا چھیڑنا بس سر دبستان یاد دہانیدن ہو کر اس شعر کا مصداق ہو جائیگا ؎

یارب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

اور میرے لئے عمر بھر کا دھندا ہو جائے گا چنانچہ ان شاء اللہ تعالیٰ سوانح ہذا کا باب تعمیر و قات کو شذرات السوانح کے نام سے عمر بھر ہی جاری رکھنے کا ارادہ ہے جیسا کہ اس باب کی تمہید میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے صدق و خلوص عطا فرمائے اور میرے لئے اس کام کو نافع اور ذخیرہ فرمائے اور حضرت صاحب سوانح کو بایں فیوض و برکات روز افزوں عمر نوح عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

شروع شروع میں تو حضرت والا کو اس تصنیف سے اتنی وحشت بلکہ نفرت تھی کہ جس کی انتہا [illegible] اس کا احقر کو اپنے لکھے ہوئے مسودات حضرت والا کی خدمت میں نظر اصلاحی کی غرض سے پیش کرتے وقت روز مرہ قالاً و حالاً بخوبی مشاہدہ و اندازہ ہوتا رہتا تھا لیکن جب حضرت والا کی بار بار کی سخت تاکیدات کی [illegible] صرف ایسے ہی امور کے لکھنے پر اقتصار کیا گیا جو سبق آموز اور تعلیمات پر مشتمل تھے تو چونکہ حضرت والا [illegible] بہت بڑے صاحب مقام اور ابن الحال نہیں بلکہ ابو الحال ہیں اس لئے [illegible] طبعی نفرت و کلفت پر عقلی مصلحت و منفعت کو غالب فرما لیا چنانچہ [illegible] فرما چکے ہیں کہ افسوس کوئی بات بھی نہ رہی۔ اول تو میرے پاس [illegible] ہی لیا تھا اور [illegible] مجھے سخت اندیشہ ہے کہ [illegible] وہ بھی اس اظہار کی وجہ سے [illegible] کیا کروں [illegible]

اور بے غیرتی کو گوارا کر لیا ہے کہ خیر ممکن ہے کسی کو اس سے نفع پہونچ جائے اور اپنے جی کو حضرت حافظ رح کا یہ شعر پڑھ کر سمجھا لیا ہے ؎

اگر شراب خوری جرعۂ فشاں بر خاک　　از آں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک

باقی رہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ سو اُس کے لئے یہ کہتا ہوں اللھم اغفرلی۔ اگر نیت میں کوئی فتور ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

اپنے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے یہ سنا تھا کہ ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مرید کے اخلاص سے تو صرف اُسی کو فائدہ پہونچتا ہے اور وہی ایک مخلص بنتا ہے اور شیخ کی لغوی ریاء سے بہت سے لوگ مخلص بن جاتے ہیں اور مقصود اس نقل سے علت سے استدلال کرنا ہے نہ کہ اپنی مشیخت کا گمان اھ۔

حضرت والا نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ پہلے تو مجھے اس کتاب سے بالکل دلچسپی نہ تھی بلکہ سخت وحشت اور نفرت بھی اور ایسی بے غیرتی معلوم ہوتی تھی کہ بعض اوقات یہاں تک جی چاہتا تھا کہ سب لکھے ہوئے مسودات کو جلوا دوں لیکن اب جس طرز پر یہ لکھی جارہی ہے اس کی نافعیت دیکھ کر اس کے ساتھ تعلق خاطر ہو گیا ہے جیسے بعضے آزاد مزاج لوگوں کو اولاد ہونے سے قبل تو اولاد کے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے لیکن اولاد ہو جانے کے بعد اُس سے محبت ہو جاتی ہے اھ حضرت والا کے اس ارشاد پر کہ افسوس کوئی بات چھپی نہ رہی احقر کو اپنا یہ مقطع یاد آتا ہے ؎

کیوں تم نے بنایا ہے مجذوب کو دیوانہ　　کیا راز نہاں اپنا دنیا کو سنانا ہے

در اصل تو حضرت والا کی تصنیفات اور مطبوعہ ملفوظات و مواعظ کے ہوتے ہوئے سوانح ہذا کی چنداں ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ اُن میں حضرت والا کے ہر قسم کے حالات اور ہر طرح کی تعلیمات جو اشرف السوانح کا موضوع اصلی ہیں پہلے ہی سے مذکور ہیں لیکن چونکہ وہاں یہ باتیں منتشر طور پر مذکور ہیں اور ہر شخص کو اتنی فرصت اور ہمت بھی نہیں کہ سب کتابوں کا مطالعہ کر سکے نیز بعد مطالعہ بھی خاص خاص مضامین نافعہ کا ذہن میں مستحضر رکھنا متعذر بھی ہے اس لئے سہولت طالبین کے لئے ایک ایسے ہی مجموعہ کی ضرورت تھی جیسا کہ اشرف السوانح ہے جو بفضلہ تعالیٰ اپنی موجودہ ہیئت پر محبی و محبوبی جناب منشی علی سجاد صاحب بی۔اے۔ ڈپٹی کلکٹر کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

ہست اشرف السوانح یک طرفہ یادگارے　　کایں آئینہ نماید نقش و نگار یارے

اور گو مجموعہ بھی میری فطری بدنظمی اور مجذوبانہ رنگ طبیعت کی وجہ سے مجذوبانہ ہیئت ہی رکھتا ہے

Marfat.com

بمصداق ارشاد حضرت میر درد رحمۃ اللہ علیہ ؎

کیا کہوں دل کا کسی سے قصۂ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اس قدر

لیکن دیگر مجموعوں سے تو بہر حال پھر بھی زیادہ مرتب صورت میں ہے جس پر گویا نظیری نیشاپوری کا یہ شعر ہو بہو صادق آتا ہے ؎

داستان عہد گل را از نظیری بشنوی
بلبلاں آشفتہ تر گفتند ایں افسانہ را

دوران تالیف میں احقر کو اپنی نااہلی کی بنا پر واللہ یہ حسرت رہا کرتی تھی اور اب بھی ہے کہ اشرف السوانح جیسی مبارک کتاب کے مؤلف تو کوئی نہایت صالح اور مقدس اہل علم و تقویٰ بزرگ ہوتے لیکن کیا کیا جاوے دوسرے حضرات کو مجبوریاں ایسی تھیں کہ ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ تاہم اب حضرات اہل علم کی خدمت میں بصد ادب عرض ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو جو حالات و واقعات و مقالات اس احقر نے اپنے عامیانہ طرز پر جمع کر دئے ہیں اُن کو عالمانہ طرز پر تحریر فرمادیں۔

باقی خود اُن مواد میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں کیونکہ اُن کی صحت تو حضرت صاحب سوانح کی نظر اصلاحی اور ترمیمات ضروریہ کے بعد بحمد اللہ تعالیٰ موثوق بہ ہو چکی ہے۔ ناظرین کرام کی خدمت میں یہ کیفیت حال بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ احقر کی تحصیل علمی کچھ بھی نہیں اور نہ احقر نے اردو کتابوں ہی کا کبھی خاص طور سے مطالعہ کیا سوائے حضرت صاحب سوانح ہذا کی تصانیف کے جن کا الحمد للہ ضرورت ہی سے اللہ تعالیٰ نے شوق مطالعہ عطا فرما دیا تھا۔ اور یہ جو کچھ بھی حضرت والا کے علوم و معارف کو اپنے نوٹ چھوٹے الفاظ میں ان سیدھا بالکل ناتمام طور پر محض نقل کر دینے کی تھوڑی بہت مناسبت سی پیدا ہو گئی ہے جس کا ایک نمونہ آپ کے سامنے ہے یہ محض کثرت مطالعہ تصانیف و تکرار استماع ارشادات، و امتداد [illegible] صحبت [illegible] کا ثمرہ ہے مصداق ارشاد حضرت عارف شیرازی رح ؎

من بہ دیوان غزل صدر نشینم چہ عجب
سالہا بندگی صاحب دیوان کردم

اور مصداق ارشاد حضرت شیخ شیرازی ؎

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اللہ تعالیٰ میرے اس قال کو حال فرماوے اور میرے اس نفس [illegible] عارف رومی رح کے اس ارشاد کا پورا پورا مصداق بناوے ؎

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

غرض اشرف السوانح کی تالیف کا اتنا اشرف جو محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل [illegible]

احقر وافقر ارذل وارذل کو حاصل ہوا ہے یہ میری حیثیت سے کہیں بڑھ کر اور میری استعداد علمی سے کہیں بالا تر ہے اور یہ سب حضرت صاحب سوانح ہی کے کمال ظاہری و باطنی کے آفتاب جہانتاب کا ایک پرتو اور ظل ہے بمصداق اشعار حضرت خاتم مثنوی رح ؎

اے خدائے قادر بیچون وچند	رازہا کردی درون سینہ بند
سینہ را صندوق سرہا کردۂ	واندرون مخزوں گہرہا کردۂ
ربط دادی سینہ را با سینۂ	ربط ایں آئینہ با آئینۂ
نقش ایں آئینہ در دیگر پدید	کردی از صنع خود اے رب مجید

اور بمصداق ارشاد حضرت عارف شیرازی رح ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اور چونکہ میں محض ایک عامی شخص ہوں جیسا اوپر معروض ہو چکا ہے لہذا عبارات میں جو تسامحات ہوں اُن کو ناظرین کرام احقر کی ہیچدانی پر محمول فرما کر معاف فرمائیں باقی معانی اکثر و بیشتر بفضلہ تعالیٰ ہر طرح قابل اطمینان ہیں کیونکہ بہت ہی کم اور شاذونادر ہی ایسے مقامات ہوں گے جنھیں حضرت صاحب سوانح کو سنا کر یا دکھا کر احقر نے اپنا اطمینان نہ کر لیا ہو اور وہ مقامات بھی محض اس مجبوری سے بلا نظر اصلاحی رہ گئے کہ کبھی کبھی احقر نے بعد نظر اصلاحی کوئی مختصر سی عبارت بلحاظ الفاظ بطور خود درست کی اور پھر بوجہ ذہول یا موقع نہ ملنے کے اُس کو حضرت صاحب سوانح کی خدمت میں بغرض اصلاح نہ پیش کیا جا سکا ۔

اس اطلاع سے یہ مقصود ہے کہ اگر خدانخواستہ کہیں مضامین کے اندر بھی تسامحات نظر سے گذریں تو اُن کو بھی ناظرین کرام اس احقر ہی کی طرف منسوب فرمائیں اور احقر کو اُن تسامحات کی اطلاع فرما دیں تاکہ اگر بعد مشورۂ حضرت صاحب سوانح درستی کی ضرورت سمجھی جائے تو طبع ثانی میں درستی کر دی جائے ۔

اب ان سب معروضات مشورۂ مفصلہ کو بزرگوں کے مقولات منظومہ کی ہیئت مجملہ میں قند مکرر کی لذت لینے اور دینے کے لئے اعادہ کر کے فی الحال ختم کرتا ہوں ۔

من خاتمۃ تفسیر بیان القرآن

سَعَیْتُ اِلٰی اَنْ جُدْتُ بِالْجُهْدِ كُلِّهٖ	وَلٰكِنْ مَا سَعْیِیْ وَجُهْدِیْ وَطَاقَتِیْ
فَاِنْ كَانَ فِیْهِ مَا یُسَرُّ وَذَا الرَّحْبَا	فَمِنْ مَحْضِ فَضْلِ اللّٰهِ لَا مِنْ حَذَاقَتِیْ
وَاِنْ كَانَ مِنْ عَیْبٍ وَلَسْتُ اَقُوْلُ لَا	یَكُوْنُ فَمِنِّیْ وَالْجُحُوْدُ حِمَا تَیْ
فَلَا تَنْسَ یَا نُظَّارُہٗ اِنْ شَفَاصُدُوْ	رُكُمْ مِنْ دُعَاءِ الْخَیْرِ فِعْلَ الصَّداقَتِیْ

Marfat.com

وَلَا تَفْضَحُوْنَا اِنْ وَجَدْ تُمْ خَطَاءَ نَا	فَكَيْفَ وَقَدْ اَتْعَبْتُ فِی الْجُهْدِ نَاقَتِیْ

ومن خاتم المثنوی ؎

رو بحق آرو بکن ختم کتاب	دم مزن واللہ اعلم بالصواب
ربنا فالحمد لک فی کل حال	انت معنی الستر فی کل المقال
انت مقصودی الیک وجهتی	خالصا للہ کانت نهمتی
یا محیط الکل یا کهف الوریٰ	یا الٰہ العرش یا رب الثریٰ
کن انیس القلب اختولی بخیر	انت حسبی انت کافی لیس غیر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین تم بحمد اللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ۔

فی الخانقاہ الامدادیہ الاشرفیہ بتھانہ بھون لخمس وعشرین من ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ آخر جمعۃ منہ ۔

نوٹ بعض اجزا جو بہت ہی قلیل ہیں دوران نظرثانی میں ماہ محرم ۱۳۵۵ھ کی بھی بعض تاریخوں میں اضافہ کئے گئے ہیں ۱۲ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تذنیب

جس مضمون کا یہ عنوان ہے باوجود سوانح ہذا میں داخل نہ ہونے کے سوانح ہی سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس مناسبت سے اس کا لقب تذنیب تجویز کیا گیا ہے اور یہ تین جزو سے مرکب ہے ۔

جزو اول تقریر ہے حضرت صاحب سوانح کی جو بتقریب اختتام سوانح جلسہ خاص میں [illegible] لقب "شکر السوانح" ہے ۔

دوسرا جزو حضرت صاحب سوانح کی جانب سے ایک خاص معمول [illegible] جس کی حقیقت اُس کے مطالعہ سے واضح ہوگی ۔

تیسرا جزو احقر مؤلف سوانح کا [illegible] مؤلف سوانح کے لئے بھی مثل حضرت صاحب سوانح کے دعائی درخواست ہے [illegible] اور اعمالی

توقع ہے غائبین عن الزمان والمکان سے ۔ اب بترتیب تینوں جزو نقل کئے جاتے ہیں ۔

وعظ شکر السوانح

یعنی تقریر حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب دامت برکاتہم جو بتقریب اختتام رسالہ اشرف السوانح مولفہ خواجہ عزیز الحسن صاحب سلمہ بی اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت لکھنؤ ذالحجہ ۱۳۵۴ھ کے عشرہ وسطی میں قلمبند کر کے جلسہ میں مع زبانی مختصر مختصر توضیحات کے عشرۂ اخیر میں پڑھی گئی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ　فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قال اللہ تعالیٰ حکایۃ عن دعاء ابراھیم علیہ السلام ۔ واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین ۔ قبل بیان آیت اس وقت بیان کا داعی ذکر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض احباب نے اس احقر کے کچھ حالات کچھ مقالات ملقب بہ اشرف السوانح اس غرض سے جمع کئے ہیں کہ مطالعہ کرنے والوں کو اور بالخصوص اُن میں جو احقر سے دینی تعلق رکھتے ہیں علمی وعملی نفع ہو اور وہ نفع مدت طویلہ تک جس کی حد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے باقی رہے ۔ ہر چند کہ میرے حالات ومقالات قابل نفع نہیں ۔ نیز پہلے سے ہر قسم کا ذخیرہ علمی وعملی امت کے ہاتھ میں موجود ہے جو جدید ذخیرہ سے مغنی ہے مگر اس کے ساتھ ہی بنا بر حدیث انا عند ظن عبدی بی سنۃ اللہ یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ حسن ظن ہوتا ہے اور اُس کے حالات ومقالات سے ظن نفع ہوتا ہے اُس سے حصول نفع میں خاص سہولت ہوتی ہے اس توقع پر احقر نے بھی اُن کے اس فعل میں مزاحمت نہیں کی ۔ گو یہ فعل میری وصیت مدونہ نیز میری طبیعت کے خلاف بھی ہے مگر اُسی توقع مذکور پر اُن کی اس مخلصانہ خدمت طالبین کو گوارا کر لیا گیا ۔ اس کے دواعی اور موانع پھر ارتفاع موانع کا مفصل ذکر رسالہ اشرف السوانح کے خطبہ میں موجود ہے ۔ اس وقت میں اُس رسالہ کے اختتام کی خبر دے رہا ہوں اور اس کے متعلق اس آیت کا مختصر مضمون جو اُس کے مناسب ہے بیان کر رہا ہوں ۔

وہ مضمون یہ ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کی حکایت

Marfat.com

ارشاد فرمائی ہے اور چند دعائیں آگے پیچھے کی آیات میں بھی مذکور ہیں مگر اس وقت میرا زیادہ مقصود صرف اس آیت کے متعلق بیان کرنا ہے کہ وہ میری غرض کے زیادہ مناسب ہے ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت حق میں عرض کر رہے ہیں کہ اے اللہ ایک دعا میں یہ بھی کرتا ہوں کہ میرے نفع کے لئے (یہ مدلول ہے لام کا) آئندہ آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر یا بعنوان دیگر نام نیک جاری (اور باقی) رکھئے اھ۔ یہ ذکر خیر ترجمہ ہے لسان صدق کا۔ اس طرح سے کہ لسان سے مراد ذکر ہے بطور اطلاق سبب علی المسبب کے اور صدق بمعنی صادق مبالغۃً اور صادق سے مراد حسن یعنی نیک جس کو میں نے اتباعاً للمحاورہ لفظ خیر سے تعبیر کیا ہے حسن اور خیر لغۃً بھی متقارب ہیں اور یہی حاصل ہے نام نیک کا اور حسب نقل مفردات راغب ہر فعل فاضل کو ظاہری ہو یا باطنی صدق سے تعبیر کیا جاتا ہے پھر جس فعل کو اس سے موصوف کرنا ہوتا ہے اس کو صدق کی طرف مضاف کر دیا جاتا ہے جیسے فی مقعد صدق اور ان لھم قدم صدق اور ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اور اس آیت میں لسان صدق جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ مجھ کو ایسا صالح کر دے کہ اگر بعد والے میری ثنا کریں تو وہ ثنا اور ذکر صادق ہو اھ یہ علاقہ ہے صادق کے معنی لغوی حقیقی اور معنے منقول فاضل و حسن میں اور اس توجیہ کی بنا پر اس میں اشارہ ہے طلب اوصاف حمیدہ کی بھی جس سے حکایت و محکی عنہ میں تطابق ہو جاوے اور لسان صدق میں موصوف کی اضافت ہے صفت کی طرف جیسا ایک دوسری آیت وجعلنا لھم لسان صدق علیا میں بعینہ یہی ترکیب ہے مگر اس میں ایک دوسری صفت بھی ہے لسان کی یعنی علیا اور وہ صفت بصورت صفت ہے بصورت اضافت نہیں اور اس دوسری آیت میں گویا خبر ہے اجابت دعائے ابراہیمی کی جس میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ [illegible] کا اوپر ذکر چلا آ رہا ہے) ان کے ایک فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ایک پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی شامل فرما لیا گیا۔ باقی ان کے دوسرے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا [illegible] جگہ ذکر [illegible] ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے پہلے [illegible] ذکر سے قبل والے کا ذکر [illegible] خود ہی مفہوم ہو جاتا ہے [illegible] آئندہ قریب آنے والا بھی ہے جو اشتراکاً ذکر کرنے سے غنی ہے [illegible] عرب کا استجلاب قلب ہوا اسحٰق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے [illegible] مناسب ہے اور اسی نکتہ کی وجہ سے اس کے متصل [illegible] علیہ السلام کا ذکر آوے گا واللہ اعلم با سرار کلامہ [illegible] ہے کسی کا ذکر خیر ہونا بقا رذکر فی الآخرین کو مستلزم ہے

Marfat.com

بہرحال ان سب کو یہ نعمت عطا کی گئی جو دلیل ہے اجابت دعائے ابراہیمی کی مع زیادت تعدیلی الاولاد کے۔ غرض ابراہیم علیہ السلام کے اس دعا کے مانگنے سے معلوم ہوا کہ بقار ذکر خیر فی الآخرین ایک بڑی نعمت ہے جو قابل طلب ہے اور گو اس نعمت کا تعلق بظاہر باعتبار محل وقوع نشاۃ دنیویہ کے ساتھ ہے لیکن اس کا دوسری خالص دینی دعاؤں سے محفوف ہونا (چنانچہ اس کے قبل دعا ہے رب هب لی حکما والحقنی بالصالحین جس میں حکمت یعنی جامعیت بین العلم والعمل میں اعلیٰ درجہ کا کمال اور مراتب زیادت قرب میں اعلیٰ درجہ کے صالحین یعنی انبیاء عالیشان علیہم السلام کے ساتھ شامل فرمانا طلب کیا گیا ہے یہ تو قبل کی دعائیں ہیں اور اسی کے بعد دعا ہے واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم جس میں جنت نعیم کا وارث یعنی مستحق ہونا طلب کیا گیا ہے اور ان دعاؤں کا خالص دینی ہونا ظاہر ہے پس اس دعا بقار ذکر فی الآخرین کا ایسی دعاؤں سے محفوف ہونا) قرینہ قویہ ہے کہ اس دعا کا تعلق بھی باعتبار محل ظہور ثمرہ حقیقت میں دین ہی کے ساتھ ہے جس کی طرف کلمہ لی کے لام میں اشارہ قریب بصراحت ہے کیونکہ لام نفع کے لئے ہے اور ظاہر ہے کہ بعد والوں میں جو کہ مدلول ہے آخرین کا کسی کا ذکر خیر رہنا اس مذکور کے کسی نفع دنیوی کا سبب نہیں ہو سکتا پس لامحالہ وہ نفع دین ہی کا ہے اور وہ ثواب ہے یعنی وہ لوگ میرے طریقہ پر چلیں جس میں مجھ کو زیادہ ثواب ملے اسی کو ایک آیت میں یعنی اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَھُمۡ میں آثار سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ حدیث میں من سن سنۃ حسنۃ الخ کی تائید میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس آیت کو تلاوت فرمانا (کما فی الدر المنثور عن ابن ابی حاتم) اس نفع کی تفسیر بالثواب کی صاف دلیل ہے۔

حاصل یہ کہ بقار الذکر فی الآخرین بھی ایک بڑی دینی نعمت ہوئی اور نعمت کے تمام افراد بشرط عدم المانع الشرعی او العقلی مطلوب ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فی محل المن واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ وباطنۃ خصوص دینی نعمت اسی شرط مذکور سے اوروں سے زیادہ مطلوب ہوگی اور نعمت بقار ذکر فی الآخرین کیلئے موانع مذکورہ میں سے کوئی مانع نہیں پس وہ مطلقاً مطلوب ہوگی خصوص جب اس کے ضمن میں اس ذکر کا مطابق واقع کے ہونا بھی ملحوظ ہو۔ کما سبق عن مفردات الراغب اور اس مطلوب کی تحصیل کی مختلف صورتیں ہیں منجملہ ان کے ایک صورت کسی شخص کے حالات و مقالات کی تدوین و اشاعت بھی ہے جو عادۃً ذریعہ ہے امتداد دراز تک اس شخص کے بقار ذکر کا جو سبب ہوگا اس شخص مذکور کے لئے دعا کا اور افعال قابلہ للاتباع میں اقتدا کا اور مسلمین شہداء اللہ فی الارض کے حسن ظن کی برکت سے (جس کی دوسری تعبیر لو اقسم علی اللہ لابرہ اور اَدِرِ الحق معہ حیث دار ہے) شخص مذکور کے جبر نقص اور تکمیل عطا کا اس کی حیات میں توفیق حسنات سے اور بعد حیات تکفیر سیئات و رفع درجات سے۔ پس اس بنار پر ساعی فی التدوین

Marfat.com

وساعی فی النشر اس مجموعی نعمت باقسامہا کے یقیناً وسائط ہوں گے۔

رسالہ اشرف السوانح میں میرے لئے اسی نعمت کا سامان کیا گیا ہے تو اُس کی تدوین ونشر کے ساعی میرے لئے وسائط نعمت ہوئے اور بعد شکر منعم حقیقی کے (کہ وہ بالذات واولاً مشکور ہیں) واسطۂ نعمت کا شکریہ بھی بالعرض وثانیاً مامور بہ ہے چنانچہ حدیث میں ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اور اس شکر کا ایک طریق ایک حدیث میں دعا اور ثنا بھی وارد ہے ولفظہ من صنع الیہ معروف فقال لفاعلہ جزاک اللہ خیراً فقد ابلغ فی الثناء رواہ الترمذی (مشکوٰۃ فی باب بعد باب العطایا) اسلئے میں اس جلسہ میں ایسے صاحبوں کے لئے دعا بھی کرتا ہوں جو ثنا پر بھی دال ہے (کما فی الحدیث المذکور انفاً) اور دوسرے حضرات سے بھی اس دعا کی درخواست کرتا ہوں اور چونکہ تدوین خود نشر کی بھی اساس ہے اس لئے صاحب تدوین کے لئے دعا کے علاوہ جس میں صاحب نشر کا بھی اشتراک ہے ایک سند دینا بھی جو بشکل کلاہ ہے تجویز کرتا ہوں جس پر ایک مناسب شعر بھی مع سنہ رواں لکھا ہے جیسا اس کے قبل بھی ایک دوست کے لئے مثنوی کے ایک حصہ کی شرح کی یادگار میں ایک ایسا ہی طریقہ اختیار کرچکا ہوں جس کا مفصل تذکرہ وعظ شکر المثنوی میں ہے اور اُسی وعظ کے نام کی مناسبت سے اس تقریر کا نام بھی [illegible] تجویز کیا گیا۔ اب تقریر کو ختم کرتا ہوں اور حاضرین وناظرین سے مکرر دعا مذکور فی التقریر کی اور اس کے ساتھ اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین کتب فی مقام تھانہ بھون فی آخر ایام التشریق وقریٰ فی خمس وعشرین من ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ آخر جمعۃ منہ

استشارہ ضروریہ متعلقہ مضمون اخیر رسالہ التبدیل من التقبیل الی التعدیل جو رسالہ حسن العزیز سے لے کر اشرف السوانح کے حصۂ دوم کا جزو بنایا گیا ہے۔

(از اشرف علی صاحب السوانح)

وہ مضمون یہ ہے کہ اگر کسی وقت حالات خاصہ مقتضیہ ترک تربیت رونما ہوں [illegible] اس ترک کو بھی جائز سمجھ کر اختیار کردوں گا اھ ملخصاً۔ اس مضمون کو لکھے ہوئے آٹھ ماہ ہوئے [illegible] پیش آئے اُن کے اقتضا سے اس طرف رائے کو رجحان ہوا کہ تربیت کا معمول [illegible] ومواخذہ علیٰ عدم الاصلاح بدرجہ کامل یا ناقص مرقومین رسالہ مذکورہ [illegible] عام کا ثانی میں باستثناء مواقع اطمینان ترک کردیا جائے [illegible] کی خدمت پر اقتصار کیا جائے کہ جس نے خود کوئی خدمت بشرائط خدمت لینا چاہا [illegible] عدم استخدام میں عدم تعرض اور فقدان شرائط استخدام میں سکوت یا [illegible]

جواب استغفار کا ہوگا اور اس طرز کی تائید اپنے ایک بزرگ پیر بھائی یعنی مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی رح کے معمول سے حسب روایت اُن کے ایک ثقہ خادم کے معلوم ہوئی جو مجھ کو مصالح دینیہ کے سبب پسند آئی - یہ حاصل ہے میری رائے کا - اب احباب سے مشورہ لیتا ہوں کہ اگر اس طرز میں کوئی محذور عقلی و نقلی ہو تو آگاہ فرمادیں تاکہ میں اس پر نظر ثانی کرلوں ورنہ دعائے برکت و نافعیت فرمادیں - والسلام

مقام تھانہ بھون ماہ ذالحجہ ۱۳۵۴ھ

عرضداشت مجذوب

بحضور حضرت طبیب القلوب

بجواب استشارہ بالا مرقومہ حضرت والا

یہ عقل سے معرا اور نقل سے بے خبر نہ اس تجویز کے کسی محذور عقلی و نقلی سے آگاہ نہ کسی مشورہ کا اہل - البتہ ایک عرضداشت حالی بصد ادب و الحاح بہ امید قبول پیشکش حضور کرتا ہے وہ یہ کہ حضور والا اللہ محض چند نافہم بلکہ بدفہم کوتاہ بینوں اور ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے طالبین صادقین کی مصالح کو ہرگز نظر انداز نہ فرمائیں - اور اصلاح و تربیت کی موجودہ روش کو ہرگز تبدیل نہ فرمائیں اور یہ نہ سمجھیں کہ اس روش کا کوئی قدر دان نہیں - اگر یقین دلاتا ہے کہ بہت سے طالبین ایسے ہیں جن کو حضرت والا کی یہ روش گو طبعاً کتنی ہی گراں ہو لیکن بر بناء مشاہدۂ منافع کثیر عقلاً نہایت پسندیدہ و خوشگوار ہے اور وہ دل و جان سے چاہتے ہیں کہ حضور والا اپنی اس روش کو ہرگز نہ بدلیں اور جس انداز پر وہ ہمیشہ سے چلی آرہی ہے اُسی انداز پر اُس کو ہمیشہ جاری رکھیں - لہذا احقر اُن کی طرف سے نیابتہً اور اپنی طرف سے اصالتہً نہایت مخلصانہ مؤدبانہ لیکن بطرز عاشقانہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اشعار میں بہ تبدیل تخلص یہ گذارش کرتا ہے - ؎

گرچہ آرام از دل ما می بری
دیدۂ مجذوب و دل ہمراہ تست

ہمچناں میرو کہ زیبا میروی
تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

ورنہ مشتاقین اصلاح کی حسرت سے یہ حالت ہوگی ؎

بچہ امیدواں زیستن اکنوں احسن
فکر بیداد ہم از خاطر جاناں برخاست

فقط

Marfat.com

مجذوب حقیر کی ایک نیک صلاح

بخدمت جمیع حضرات طالبین اصلاح

متعلق استشارہ حضرت والا منقولۂ بالا

حضرت والا نے جو اپنے منقول بالا مضمون معنون بہ استشارہ میں عام فرمائش فرمائی ہے اس کی تعمیل میں احقر تو اپنی عرضداشت پیش کر چکا ہے جو اوپر نقل کی گئی۔ دیگر حضرات طالبین اصلاح بھی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ جو خیر ہو اللہ تعالیٰ اسی پر حضرت والا کی رائے کو قائم فرماویں فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۃ المؤلف

احقر مؤلفِ اشرف السوانح بتعمیل حکمِ حضرتِ صاحب سوانح ناظرینِ سوانح کی خدمت میں بقدر ضرورت مختصراً اپنا تعارف کراتا ہے۔

اس خاکسار و ذرۂ بے مقدار ناکام و گمنام کا نام عزیز الحسن ہے۔ میرے اہل خاندان اپنے آپ کو خواجہ غوری اسلئے کہتے ہیں کہ ہمارے اجداد میں سے بعہد شاہ ہمایوں ایک صاحب الہ داد ابن خواجہ [illegible] تھے جن کا کتبہ ہمارے قصبہ کی مسجد میں بحیثیت بانیِ مسجد کے لگا ہوا ہے اور انھیں کے نام سے ہماری آبائی جائداد ٹھوک الہ داد کہلاتی ہے اور یہی نام اس جائداد کا کاغذات دیہی میں بھی درج ہے نیز جس محلہ میں ہم لوگ رہتے ہیں وہ محلہ بھی غوری پاڑہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے اور ہم لوگوں کا قصبہ آصف آباد عرف [illegible] جو راجپوتانہ کی ریاست بھرت پور میں واقع ہے حسب اخبار و آثار سلطان شہاب الدین غوری فاتح ہندوستان کے زمانہ سے آباد ہے۔

چنانچہ میں نے ایک ثقہ اہل وطن سے یہ روایت سنی تھی کہ جب سلطان شہاب الدین [illegible] راجپوتانہ کا یہ حصہ فتح کیا تو ان کے ہمراہی لشکری و امراء اسی نواح میں بارہ [illegible] وہ بارہ بستیاں مسلمانوں کی ابتک موجود ہیں جن میں سے ایک ہمارا قصبہ [illegible] کے مختلف محلے ہیں مثلاً غوری پاڑہ قاضی پاڑہ حلیم پاڑہ سید پاڑہ [illegible] تھے اور انھیں بارہ بستیوں میں سے قصبہ بیانہ بھی ہے جو ایک مشہور تاریخی مقام [illegible] معرکہ آرائیاں ہوئی ہیں [illegible] سمجھا جاتا ہے

Marfat.com

پرانے کاغذات میں ہمارے قصبہ کا نام آصف آباد درج ہے اور ایک قبر بھی بانی قصبہ آصف الدولہ کی کہی جاتی ہے - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نواح میں ایک شیعی حکمران نے حملہ کیا تھا تو ہماری بستی اس سے نہ دبی اس لئے اس کا عرف نہ دبی ہوگیا اور بعد کو کثرت استعمال سے ندبی ہوگیا - اور اس کے مقابل ایک دوسری بستی قریب ہی واقع ہے اس کو اس شیعی حکمران نے پہر بھر ہی میں سر کرلیا اس لئے اس کا عرف پہرسر ہوگیا اور وہاں کے سب باشندے شیعی ہوگئے جن سے ہم لوگوں سے رشتہ داریاں بھی تھیں لیکن اب بند ہیں وہاں کے لوگوں نے بمقام آگرہ محلہ شاہ گنج میں آباد ہوکر اتنی دنیاوی ترقی کی کہ سیکڑوں کی تعداد میں بیرسٹر - منصف - جج - ڈپٹی کلکٹر - کمشنر وغیرہ بڑے بڑے عہدہ دار لوگ ہوئے اور اب تک موجود ہیں -

ہمارے قصبہ کا پرانا ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ مقبروں مسجدوں - اور کنوؤں میں - بابر - ہمایوں - اکبر - اورنگ زیب وغیرہ پرانے بادشاہوں کے زمانے کے بہت سے کتبے اب تک موجود ہیں جن کو بھائی صاحب مرحوم نے ایک جگہ نقل کرا کے طبع بھی کرالیا تھا - نیز اہل برادری کے پاس جن میں قاضی اور چودھری اور پٹیل بھی شامل ہیں - بہت پرانے پرانے فرامین شاہی موجود ہیں - ایک قبر کے کتبہ میں مجھے بہت دن سے دیکھے ہوئے یہ الفاظ بھی یاد ہیں (شہید شد در لشکر) ان الفاظ سے پہلے نام بھی درج تھا جو اس وقت یاد نہیں رہا - غالباً ابراہیم تھا اس نام کے آگے غوری اور ہفت ہزاری بھی لکھا ہوا تھا اور ہمارے قبرستان میں ایک قبر پر خود میاں خواجہ لکھا ہوا تھا - ہمارے قصبہ میں ایک پرانا مزار بھی خواجہ جی پیر کے نام سے مشہور ہے - کہا جاتا ہے کہ صاحب مزار ایک بزرگ تھے جن کا نام خواجہ نوح تھا غرض یہ قصبہ شرفاء کی ایک پرانی بستی ہے جو کسی زمانہ میں بہت آباد بھی لیکن اب ویران ہے کیونکہ اکثر لوگ بسلسلہ روزگار ریاست جھالرا پاٹن میں جاکر بس گئے ہیں جہاں محلے کے محلے ندبی والوں کے آباد ہیں -

میرا جانا آنا اور رہنا وطن میں بہت کم ہوا ہے کیونکہ میرے والد ماجد مولوی خواجہ عزیز اللہ صاحب مرحوم جن کی وفات کا مادہ تاریخ "مغفور" ہے بسلسلہ وکالت اورئی ضلع جالون میں رہنے لگے تھے اور میری پیدائش بھی وہیں کی ہے اور وہ مقام اب تک ہم لوگوں کا وطن ثانی بنا ہوا ہے گو رشتہ داریاں اہل وطن ہی میں ہوتی ہیں - جناب والد صاحب مرحوم و مغفور اورئی کے دو مقتدر ترین وکلاء میں سے تھے جن میں سے ایک یہ خود تھے اکثر یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی مؤکل نے ایک کو اپنا وکیل کیا تو اس کے مقابلہ میں دوسرا فریق دوسرے کو ضرور کرتا تھا - والد صاحب کبھی کمزور اور جھوٹے مقدمات نہ لیتے تھے اور بہت محنت کے ساتھ مقدمہ کی تیاری کرتے تھے - حضرت نے خود دیکھا ہے کہ لیٹے ہوئے مسل کو پڑھتے جاتے ہیں اور بار بار سینہ پر رکھ رکھ کر بلا مسل دیکھے واقعات کا اور ان امور کو جو بحث میں پیش کرنا ہے ان کا ذہنی اعادہ کرتے جاتے ہیں تمرین اور محنت شاقہ

Marfat.com

کی عام شہرت تھی جس نے وکالت کو بہت چمکا دیا تھا۔ کنبہ پرور ایسے تھے کہ پچاس پچاس آدمیوں کا کھانا دونوں وقت پکتا تھا چنانچہ اُسی زمانہ کی ایک بہت بڑی اور وزنی لگن اور بڑے بڑے پتیلے اب تک موجود ہیں باوصف اس کنبہ پروری کے اس کا بھی بہت خیال رکھتے تھے کہ کہیں مفت خوری اور بیکاری کی عادت نہ پڑ جائے اگر کوئی ایسے صاحب قرض مانگتے جن سے بوجہ تنگدستی ادائیگی کی توقع نہ ہوتی تو بجائے قرض دینے کے جتنا ہو سکتا ویسے ہی دیدیتے اور فرما دیتے کہ اس کی ادائیگی کی فکر نہ کیجئے گا ہم لوگوں سے اس کی مصلحت یہ بیان فرماتے کہ القرض مقراض المحبت۔ قرض سے جانبین میں بے لطفی پیدا ہو جانے کا ایسے مواقع پر قوی اندیشہ ہے۔

سلسلۂ وکالت ہر ملت و مذہب کے لوگوں سے تعلقات تھے بالخصوص اہلکاروں سے جن میں بعض سے خصوصی تعلقات بھی تھے لیکن مذہبی امور میں کبھی اپنے مسلک کے خلاف اُن کی خاطر [illegible] امر کا ارتکاب نہیں کیا نہ اُن کی مذہبی مجالس میں کبھی شرکت کی۔ چنانچہ بعض شیعی اہلکاروں سے [illegible] تعلقات تھے لیکن اُن کی مجالس عزا میں کبھی شرکت نہیں فرمائی صاف فرما دیا کرتے تھے کہ ذاتی تعلقات [illegible] مذہبی امور اپنی جگہ۔ بعض عام جلسوں میں محفل رقص و سرود بھی اُس زمانہ میں منعقد ہوا کرتی تھی [illegible] علاوہ [illegible] کے کلکٹر اور دیگر حکام بھی شریک ہوتے تھے ایسے مواقع پر قبل شروع ہونے کے حکام کا [illegible] کے لیے پہونچ جاتے اور پھر اُس مقام سے اتنے فاصلے پر کرسی بچھوا کر بیٹھے رہتے جہاں گانے [illegible] میں نہ آئے اور جب محفل ختم ہوتی تو پھر حکام کو رخصت کرنے کے لئے پہونچ جاتے۔ [illegible] پختہ وضع اور ایسے پختہ اصول کے تھے کہ جو وضع اور طرز معاشرت اختیار کر لیا تمر بھر [illegible] بدلا۔

چنانچہ جامع مسجد میں ہمیشہ ایک ہی جگہ نماز پڑھتے [illegible] خالی رکھتے اور ہمیشہ جامع مسجد ہی میں نماز [illegible] بھی پڑھتے [illegible] جاگنے والوں کے لئے [illegible] زردہ وہاں بڑے اہتمام سے بھیجتے۔ اسی طرح پرانی وضع کا لباس [illegible] رکھا کبھی نہ بدلا۔ اور جس سے ایک بار خصوصی تعلقات پیدا کر لئے ہمیشہ [illegible] مرحوم کا اُن کے ایک [illegible] سے سخت اختلاف ہو گیا تو فرمایا [illegible] کرتے تھے لیکن اگر کسی سے دوستی کر لیتے تھے تو پھر ہمیشہ اس کو نباہتے تھے [illegible]

ہم لوگوں کے اخلاق کا اتنا خیال تھا کہ [illegible] کے وقت بھی نوکر کو بھیجتے کہ وہ اپنے ہمراہ [illegible] سے اسکول نہ جائیں دوسرے راستہ سے جائیں [illegible] عادت [illegible] راستہ سے گذرتے [illegible] خرافات کی [illegible]

Marfat.com

تم لوگوں کو کھیل تماشوں کا اتنا شوق کیوں ہے ہم نے تو محض ایک نئی چیز ہونے کی وجہ سے عمر بھر میں صرف ایک بار تھیٹر اس خیال سے دیکھا تھا کہ اس کی بڑی شہرت ہے دیکھیں اس میں کیا ہوتا ہے پھر اس کے بعد کبھی بھی خواہش نہیں ہوئی کیونکہ معلوم ہو گیا کہ بس ایسا ہوتا ہے بار بار دیکھنے سے کیا حاصل۔ جو کام کرتے نہایت اطمینان سے اور سوچ سمجھ کر اور مشورہ کر کر کے کرتے حالانکہ سب اُن سے چھوٹے ہی تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مشورہ کرنا مسنون ہے۔ غیر اعزہ کے گھر خواہ کتنے ہی خصوصی تعلقات ہوں باوجود اصرار شدید کے بھی کبھی اپنے یہاں کی مستورات کو نہ جانے دیتے بلکہ اس امر میں بربنار مصالح اتنی احتیاط تھی کہ بہشتن بھنگن پسنہاری وغیرہ عورتوں سے بھی باقاعدہ پردہ کراتے کسی کو بلا پکارے اور پردہ کرائے اندر جانے کی اجازت نہ تھی بجز کھانا پکانے والی اور دائی کے۔ ڈپٹی مولوی کریم بخش صاحب نے جب بہت اصرار کیا تو یہ کہکر ٹال دیا کہ ہمارے یہاں کی مستورات کے پاس زیور کم ہے وہ آپ کے یہاں کی مستورات سے شرمائیں گی۔ اس پر ڈپٹی صاحب نے ایک بڑے مقدمہ میں والد صاحب کے موافق فیصلہ دیدیا جس میں موکل سے کثیر رقم ملی پھر فرمایا کہ لیجئے اب تو زیور بنوا لیجئے اور مستورات کو ہمارے یہاں کی مستورات سے ملوا دیجئے لیکن پھر بھی نہیں ملایا۔

اسی طرح غیر برادری میں کسی جگہ رشتہ داری نہیں کی بعض بڑے بڑے لوگوں نے خواہش کی تو فرما دیا کہ ہم باہر کی جاہے جتنی شریف عورت لے آویں لیکن ہمارے یہاں کی مستورات اُسے اپنے سے کم درجہ ہی کی سمجھیں گی اس سے اُسکی خواہ مخواہ توہین ہوگی۔ نسل کی حفاظت کا اتنا خیال تھا کہ برادری کے بعض خاندانوں کے متعلق کہہ رکھا تھا کہ ان سے رشتہ داری نہ کی جائے۔ استقلال کی یہ شان تھی کہ بڑے سے بڑے حادثہ اور بڑی سے بڑی خوشی کے مواقع پر بھی کبھی از جا رفتہ نہ ہوتے۔ دونوں مواقع پر صرف لفظ خیر زبان سے نکالتے البتہ لہجہ ہر موقعہ پر مختلف ہوتا حالانکہ قلب ایسا حساس تھا کہ دونوں مواقع پر بہت متاثر ہوتے تھے جس کا علم دیگر آثار سے ہوتا مثلاً رنج اور خوشی دونوں مواقع پر آبدیدہ ہو جانا۔ یہاں تک کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے انتقال کی اطلاع کا خط چچا صاحب مرحوم کو مجھ سے لکھوا رہے تھے تو ہر ہر جملہ پر طویل سکوت فرماتے جاتے تھے کیونکہ دل بھر بھر آتا تھا اور صاف ظاہر ہوتا تھا کہ بہت کوشش کر کر کے ضبط فرما رہے ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ چونکہ ہمارا مکان ہندؤں کے محلہ میں ہے جسمیں صرف ہمارا ہی گھر مسلمانوں کا ہے نوکروں کو سخت تاکید تھی کہ گوشت کھلا ہوا نہ لائیں اور گھر میں بھی سخت تاکید تھی کہ ہڈیاں الگ اندر داری بنا کریں تاکہ کوئی کوا اُٹھا کر نہ لیجائے اور کسی پڑوسی کے گھر میں نہ ڈالدے جس سے اُن کو تکلیف ہو۔ اسی کا اثر تھا کہ محلے والے باوجود ہندو ہونے کے اتنا ادب و لحاظ کرتے تھے کہ جب والد صاحب کو آتا دیکھتے تو بات کر دیتے اور کھڑے ہو جاتے۔ حیادار اتنے تھے کہ کرتہ کے نیچے کا بدن بھی

کسی کے سامنے کبھی نہ کھولتے۔ مرض وفات میں بھی جبکہ بمشکل چوکی تک قضاء حاجت کو جا سکتے تھے والدہ صاحبہ مرحومہ کو جو بوجہ ضرورت اعانت ایسے موقع پر پاس رہنا چاہتی تھیں ہرگز پاس نہ رہنے دیتے قبل قضاء حاجت اُن کو ہٹا دیتے۔ عاقل اور مصلحت اندیش اتنے تھے کہ جب ہم لوگوں میں سے کسی کو تنبیہاً مارتے تو اندر والدہ صاحبہ کے پاس لیجا کر مارتے تاکہ غصہ کی حالت میں زیادتی نہ ہونے پائے اور وہ بچا لیں۔ ایک بار چھوٹے بھائی کو نماز نہ پڑھنے پر مارا تھا اور فرمایا تھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر دس برس کی عمر کے بعد بھی اولاد نماز نہ پڑھے تو اُس کو مار کر پڑھوانا چاہیے۔ طالبعلمی کے زمانہ میں ہم لوگوں کو محنت کرنے کی نہایت تاکید کرتے رہتے لیکن تعلیم کو صحت پر ہرگز مقدم نہ کرتے۔ خود احقر سے فرمایا کہ ایسا پڑھانا میں نہیں چاہتا کہ صحت خراب ہو جائے اور ایک منصف صاحب کا حال بیان کیا جو ہمیشہ کمزور اور بیمار رہتے اور فرمایا کہ صحت خراب کرکے اگر کوئی عہدہ بھی حاصل ہوا تو کس مصرف کا۔

اولوالعزم اتنے تھے کہ جب احقر انسپکٹری آبکاری میں علیگڈھ کالج سے نامزد ہو کر لے لیا گیا اور کام سیکھنے شاہجہانپور چلا گیا تو مجھ کو لکھا کہ میں نے تم کو بی۔ اے۔ اس انسپکٹری کے لئے نہیں کرایا تھا فوراً چھوڑ کر چلے آؤ چنانچہ میں چلا آیا پھر ڈپٹی کلکٹری کے لئے کوشش فرمائی جس میں حضرت والا کی دعا کی برکت سے بفضلہ تعالےٰ کامیابی ہو گئی باوجود کوہ استقلال ہونے کے رقیق القلب ایسے تھے کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ عربی کی اس مناجات منظوم کو جو حضرت صدیق رضی اللہ کی جانب منسوب کی جاتی ہے نہایت کیف کے ساتھ پڑھتے جاتے اور روتے جاتے لیکن ساتھ ہی ضبط کی کوشش بھی کرتے جاتے۔

دادا پیر صاحب حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز سے بذریعہ خط بیعت تھے اور حضرت والا سے حسب امر حضرت حاجی صاحب تعلیم حاصل کی تھی۔ قوی القلب اور شجاع ایسے تھے کہ جب میرے چچازاد بھائی صاحب پولیس ٹریننگ اسکول میں سب انسپکٹری کا کام سیکھنے کے لئے بھیجے گئے تو انھوں نے لکھا کہ یہاں گھوڑے کی سواری میں بڑی سختی کی جاتی ہے یہاں کے ایک شخص [illegible] میں گھوڑے سے گر کر مر گیا جس سے سخت وحشت ہے اس کا نہایت ہمت افزا جواب لکھوایا کہ تمہاری [illegible] سے بہت افسوس ہوا تم لوگ تو غوری ہیں ہمارے اجداد نے تو ہندوستان کو فتح کیا ہے [illegible] بیشہ ہے۔ افسوس ہے تم گھوڑے کی سواری سے ڈرتے ہو بڑی کم ہمتی کی بات [illegible]

مدرسی کے زمانہ میں للت پور سے وطن جا رہے تھے [illegible] ایک شیر نظر پڑا۔ یہ سمجھ کر کہ اب جان بچانا مشکل ہے گھوڑا روک لیا [illegible] میان سے نکال لی اور سوچ لیا کہ آج جان تو جاتی ہی ہے [illegible] لیکن [illegible]

Marfat.com

شیر کا رُخ کسی قدر پھر گیا اور وہ بے پروائی کے ساتھ نکلا ہوا چلا گیا۔ ایک واقعہ ہم لوگوں سے بچپن کے زمانہ میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک بار ایک شیر قصبہ کے قریب آ گیا غالباً طلت پورہی کا واقعہ تھا۔ اُس کے مارنے کی فکر ہوئی ہم بھی بندوق لے کر پہنچ گئے اس سلسلہ میں شیر کے گرجنے کی نقل ہم لوگوں کی دلچسپی کے لئے اُتارا کرتے تھے اور ایسے ہیبتناک انداز سے نقل اُتارتے تھے کہ ہم لوگ باوجود دلچسپی لینے کے مارے ڈر کے ہر بار ہم بھی جاتے تھے۔ علاوہ دلچسپی پیدا کرنے کے اس قسم کے دلیرانہ واقعات ہم لوگوں کے اندر دلیری پیدا کرنے کی مصلحت سے بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔

بہت وجیہہ باعب اور قوی تھے ایک بڑا کٹورہ تھا جس میں سیر بھر دودھ آتا تھا۔ روزمرہ اُس کو بھر کر دودھ پینے کا معمول تھا جب وقت غسل میت کے لئے تختہ پر لٹائے گئے تو ایک عزیز نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بڑا بھاری فوجی جرنیل لیٹا ہوا ہے۔ ایک ڈاکٹر نے بڑھاپے میں صحت کی تعریف کی تو فرمایا کہ چونکہ میرے والد بہت مذہبی اور ملا تھے اس لئے میں نے بھی ہمیشہ مذہبی زندگی بسر کی اس لئے صحت اچھی رہی اور برادری میں جو خاص طور سے دیندار ہوتا تھا اُس کو ملاجی کہتے تھے چنانچہ دادا صاحب مرحوم بھی ملاجی مشہور تھے اور ملاؤں میں بھی بہت ممتاز ملا تھے اور علاج معالجہ بھی کرتے تھے اور بیماروں کے گھر بھی بغرض معالجہ بے تکلف چلے جاتے تھے پہلے فوج میں ملازم تھے انھیں سے والد صاحب نے بندوق کا چلانا اور توپ کا بھرنا سیکھا تھا چنانچہ والد صاحب ہم لوگوں کو عملی طور پر توپ کا بھرنا دکھایا کرتے تھے اور احقر کو بندوق کا چلانا اُنھیں نے سکھایا ہے۔ ہمارے قصبہ میں لڑکیوں کو کلام مجید پڑھانا اُنھیں نے شروع کیا تھا پہلے دستور نہ تھا۔

والد صاحب نے جو کچھ بھی پڑھا تھا اُس پر ہمیشہ عمل فرماتے تھے۔ چنانچہ موقع بموقع بزرگوں کے اقوال نقل فرمایا کرتے۔ ایک بار کسی موقع پر فرمایا کہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دیوار ہم گوش دارد۔ ایک بار احقر نے تربوز کھانے کے بعد پانی پیا تو کسی طب کی کتاب کا یہ جملہ نقل فرمایا الماء علی الفواکہ ردی و علی البطیخ اردی ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد زیادہ پانی پینے کی ممانعت فرمائی اور اس کی وجہ یہ فرمائی کہ معدے میں خار ہوتے ہیں جو غذا میں بار بار لگ کر اُس کو تحلیل کر کے ہضم کر دیتے ہیں اگر زیادہ پانی پی لیا جاتا ہے تو غذا تیرنے لگتی ہے اور معدے کے خاروں سے ملصق نہیں رہتی جس کی وجہ سے ہضم میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔

مرض وفات میں جبکہ سانس اُکھڑ گیا تھا سب اعزا کو بلوا کر حسب عادت علاج کے متعلق مشورہ فرمایا اور فرمایا کہ گو مجھے اب دنیا میں کیا گزارہ گیا ہے بفضلہ تعالیٰ سب کچھ کر لیا لیکن چونکہ مسنون ہے اور مجھے تکلیف بھی ہے اس لئے آپس میں مشورہ کر کے کوئی باقاعدہ علاج کی صورت تجویز کر لی جائے اُسی دوران مرض میں ایک بار بیہوشی ہو گئی تو چونکہ خود بھی طب پڑھے ہوئے تھے اس لئے ہوش آنے کے بعد فرمایا کہ اگر پھر بیہوشی ہو جائے تو

Marfat.com

فلاں فلاں تدابیر عمل میں لائی جائیں مثلاً ایک تدبیر غالباً یہ فرمائی کہ سر کے بال پکڑ کر اوپر اٹھائے جائیں اور چہرہ پر ٹھنڈے پانی کی چھینٹے دیئے جائیں ایک بار بیہوشی میں والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ دیکھو وہ نورجہاں نماز پڑھ رہی ہے تم بھی نماز پڑھ لو۔ کیا عجب ہے کہ آخر وقت میں عالم آخرت منکشف ہوگیا ہو اور نورجہاں جنت کی کوئی حور ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۳ یا ۴ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ بروز دوشنبہ غالباً ۶۳ یا ۶۰ سال کی عمر میں بوقت اشراق رحلت فرمائی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے آمین۔

حکام اور غیر حکام سب والد ماجد کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ وکیل سرکار اور وائس چیئرمین بورڈ بنائے گئے جبکہ کلکٹر چیئرمین ہوا کرتے تھے۔ اور آج تک انھیں کی بدولت ہم لوگوں کا بفضلہ اقتدار قائم ہے اور ہم لوگوں نے جتنی دنیاوی ترقی کی والد ماجد ہی کی بدولت کی۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ہم لوگوں میں سے متعدد اشخاص بڑے بڑے عہدوں پر براہ راست فائز ہوئے اور اب تک ہیں۔ میرے ایک بھانجے کلکٹری کے عہدہ تک پہونچ کر پنشن یاب ہوئے اور اب ایک ریاست کے دیوان ہیں اور بہت بڑی تنخواہ پاتے ہیں اور بڑے اختیارات حاصل ہیں اور دو دو خطابات حاصل کئے ہوئے ہیں۔ میرے بھائی صاحب خواجہ عزیز الرحمٰن صاحب مرحوم بھی ایک ریاست کے وزیر تھے اور بہت ہر دلعزیز ذی وجاہت خطاب یافتہ اور صاحب اقتدار تھے۔ اور بھی کئی ڈپٹی کلکٹر منصف افسر خزانہ وغیرہ ابتداءً مقرر ہوئے۔ احقر بھی والد صاحب مرحوم و مغفور ہی کی کوشش سے ابتداءً ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور ہوا تھا۔

غرض والد ماجد بڑی شخصیت رکھتے تھے اور بہت ہی ذی وجاہت متین۔ غیور۔ باحیا۔ بااصول۔ متدین۔ متشرع۔ اولوالعزم اور علوم سے بہت ہی دلچسپی رکھنے والے بزرگ تھے۔ بچپن سے لیکر آخر عمر تک جہاں رہے ہمیشہ بہت ممتاز رہے۔ طالبعلمی کے زمانہ میں استاد نے اپنا خلیفہ بنا دیا تھا اور [illegible] ان کو خلیفہ ہی کہتے رہے۔ طالب علمی کے زمانہ کا خود واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ہم سبق طلباء کے ساتھ [illegible] جلوس دیکھنے کے لئے [illegible] پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ [illegible] کھانا بھی نکل گیا اور انھیں خبر بھی نہ ہوئی۔ اسی طرح وکالت کے امتحان کی تیاری [illegible] تو اس میں اس قدر سوزش تھی کہ رات بھر لازم پانی ڈالتا رہتا تھا اور خود مطالعہ میں [illegible] نے بیان کیا کہ ہم نے ان کو بچپن میں بھی ہمیشہ متین ہی دیکھا۔ [illegible] کپڑوں اور جوتوں کی حفاظت کرتے رہتے اور کھیل دیکھتے رہتے [illegible]

اللہ تعالیٰ نے رعب ایسا عطا فرمایا تھا کہ باوجود نہایت [illegible] ہونے کے اور [illegible] بالکل خاموش [illegible] بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھتے رہتے [illegible]

Marfat.com

جناب مولانا مولوی حافظ ہدایت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر وکیل صاحب سامنے سے آتے ہوں تو میں ایک میل کے چکر کو گوارا کر لوں لیکن یہ ہمت نہ ہو کہ ان کے پاس سے ہو کر گذروں اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں گھر پر آتے ہی یہ پہچان لیتا ہوں کہ آج وکیل صاحب موجود ہیں یا نہیں کیونکہ اُن کی موجودگی میں گھر کا رنگ ہی اور رہتا ہے۔ بعض اوقات بڑے بڑے عہدہ دار ڈپٹی کلکٹر وغیرہ آپس میں ہنسی مذاق کرتے ہوتے اور اُن کو خبر ہو جاتی کہ والد ماجد صاحب قریب سے گذر رہے ہیں تو سب غایت احترام سے خاموش ہو جاتے اور کہنے لگتے کہ چُپ رہو مولوی صاحب تشریف لا رہے ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

محلہ والے بھی باوجود ہندو ہونے کے اتنا ادب کرتے کہ اگر حقہ پیتے ہوئے ہوتے تو دیکھ کر حقہ الگ کر دیتے اور کھڑے ہو جاتے۔ جب جنازہ نکلا تو کہنے لگے آج ہمارے محلہ کی رونق رخصت ہو رہی ہے۔ جب وطن کی تعلیم ختم کر چکے تو تحصیل علم کے شوق میں آگرہ پہونچے وہاں للت پور سے مدرسی کی مانگ آئی تو باوجود بہت فاصلہ ہونے اور اُس زمانہ میں ریل نہ ہونے کے تعلیم و تعلم کے شوق میں وہاں جانا منظور کر لیا۔ حالانکہ بُعد مسافت اور ریل نہ ہونے کی وجہ سے تین چار سال میں ایک بار بہ دشواری گھر آنا نصیب ہوتا تھا علم سے ایسی دلچسپی تھی کہ اکثر علوم بطور خود حاصل کئے۔ یہانتک کہ علاوہ عربی کے کچھ سنسکرت اور طب اور ڈاکٹری بھی پڑھی کسی قدر انگریزی بھی پڑھی۔ موکلوں کو الحمد شریف کا ترجمہ ٹھیٹھ ہندی میں سناتے احقر نے خود سُنا ہے۔

مدرسی کے زمانہ میں ایک شاگرد کے والد نے اصرار کیا کہ میرے لڑکے کو قانون کی کتابیں بھی پڑھا دیجئے میں وکالت کے امتحان میں بٹھانا چاہتا ہوں چنانچہ باوجود بالکل نئی چیز ہونے کے اس پر بھی راضی ہو گئے اور جب اُس طالب علم کے والد اس کی فیس امتحان بھیجنے لگے تو والد صاحب کے نام سے بھی اپنے پاس سے باصرار فیس داخل کر دی حالانکہ والد صاحب فرماتے رہے کہ میں نے امتحان کی شرکت کے خیال سے کتابوں کو نہیں پڑھایا ہے میں کیسے پاس ہو سکتا ہوں جب فیس چلی گئی تو پھر خاص طور سے مطالعہ کتب کرنے لگے اور امتحان میں اُستاد شاگرد دونوں پاس ہو گئے۔ پھر وکالت شروع کر دی اور ضلع کے بہترین وکلاء میں اُن کا شمار ہونے لگا یہاں تک کہ وکیل سرکار مقرر ہو گئے۔ دوران وکالت میں علم کا شوق موجود رہا چنانچہ میزان۔ منشعب۔ پنج گنج۔ نحو میر کے اُردو ترجمے نہایت مفید طرز پر کر کے عزیز المبتدی۔ عزیز الطالبین اور عزیز النحاۃ کے نام سے شائع کئے جو اب تک بعض مطابع میں طبع کئے جاتے ہیں اور سُنا جاتا ہے کہ بنگال میں یہ کتابیں بہت مقبول ہیں ان میں نقشوں وغیرہ کے ذریعے سے قواعد کو بسہولت ذہن نشین کر دینے کی

خاص کوشش کی گئی ہے۔

جناب مولانا نور محمد صاحب فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک جید عالم اور درویش تھے ان کتابوں کو دیکھ کر والد صاحب کے متعلق فرمایا تھا کہ ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ بہت مرتب اعلیٰ دماغ پایا تھا۔ جب ہم لوگوں کو انگریزی شروع کرائی تو دوسری زبان عربی رکھی تاکہ انگریزی کے بُرے اثرات کا تدارک ہوتا رہے۔ والدہ صاحبہ مرحومہ کو بھی عربی اتنی پڑھادی تھی کہ وہ کلام مجید کا ترجمہ سمجھ کر پڑھ سکیں ہم لوگوں کو بھی کلام مجید کا ترجمہ پڑھایا کرتے تھے اُن کی پختگی وضع اور بااصول زندگی اور تدین کی عام شہرت تھی جس کے بعض واقعات اوپر معروض ہوئے اور بھی بہت سے واقعات یاد ہیں لیکن بخوف تطویل اُن کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرماوے۔ (آمین) ۔

مدرسی اور وکالت دونوں حالتوں میں والد صاحب ہمیشہ بڑے بڑے فضلاء اور اعلیٰ اعلیٰ عہدہ داروں کے منظور نظر رہے بالخصوص جناب ڈپٹی کلکٹر مولوی کریم بخش صاحب مرحوم جو بڑے عالم بھی تھے اور جنھوں نے بشرکت دیگر ذی علم حکام تعزیرات ہند کا اُردو ترجمہ کیا تھا اور جناب تحصیلدار مولوی نورالحسن صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے قریبی عزیز اور بہت مقدس بزرگ تھے بہت ہی عنایت فرماتے تھے یہاں تک کہ جہاں اُن کا تبادلہ ہوتا والد صاحب کا بھی تبادلہ وہیں کرا لیتے۔ احقر کا نام بھی جناب تحصیلدار صاحب ہی نے غایت تعلق کی بنا پر اپنے صاحبزادے کے نام پر رکھا تھا جس کو میں اپنی سعادت کا موجب سمجھتا ہوں۔ احقر کے بعض دیگر بھائی بہنوں کا نام بھی اُنھیں نے رکھا تھا۔ والد صاحب مرحوم تحصیلدار صاحب کے پنشن پر چلے جانے کے بعد بھی ملنے کے لئے جھنجھانہ گئے تھے۔

احقر ناظرین سے معافی چاہتا ہے کہ بجائے اپنا تعارف کرانے کے والد ماجد کا تعارف کرانے لگا لیکن اگر یہ نہ کہوں کہ پدرم سلطان بود تو اور کیا کہوں کیونکہ خود مجھ میں تو کوئی ایسی صفت ہے ہی نہیں جس پر اپنے تعارف کو مبنی کیا جا سکے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا احقر ابتداءً ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور ہوا تھا پھر سات برس اس [illegible] رہ کر لذمعت تنخواہ پر محکمہ تعلیم میں اپنی خدمات خود درخواست کر کے منتقل کرائیں کیونکہ وہاں [illegible] لیکن المنصب یصیب الحمد للہ اس محکمہ میں بھی بہ برکت دعا حضرت والا تا عہدہ [illegible] محکمہ تعلیم میں ایک عہدہ جلیلہ سمجھا جاتا ہے موجودہ مشاہرہ بھی بفضلہ تعالیٰ [illegible] اور تیس روپیہ سالانہ ترقی ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ اپنے گندوں کو بھی [illegible] حضرت والا کی دعا کی برکات ہیں جیسا کہ اشرف السوانح کے باب ارشاد وافاضۂ باطنی میں ضمناً [illegible] عرض کیا جا چکا ہے اور وہیں کچھ اپنے حالات خاصہ بھی ضمناً عرض بیان میں آگئے ہیں [illegible]

حضرت والا کے فیض صحبت اور برکت تعلق کی بدولت ہمیشہ نہایت تدین اور محنت شاقہ کے ساتھ اپنا کار منصبی انجام دیا اس لئے ازراہ قدردانی گورنمنٹ نے حکام کی پرزور سفارشوں پر (خانصاحب) کا خطاب بھی بلا درخواست دیدیا ہے اور تاجپوشی کے موقع پر تمغہ بھی ملا ہے۔ گو یہ احقر ہرگز کسی قابل نہیں لیکن محض حضرت والا کے تعلق کی برکت سے بفضلہ تعالیٰ دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے لوگ عموماً بہت عزت اور وقعت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس سے مجھ کو نہایت خجلت ہوتی ہے بصداق شعر ؎

طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق	تحسین کنند و او خجل از پائے زشت خویش

غرض بفضلہ تعالیٰ حضرت والا کی اس بشارت کا ظہور ہو رہا ہے جو عرصہ دراز ہوا احقر کے ایک عریضہ کے جواب میں بایں الفاظ تحریر فرمائی تھی کہ انشاء اللہ صلاح و فلاح دارین نصیب ہوگی دل یہی گواہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس بشارت کو من کل الوجوہ صادق فرماوے۔ یہاں کی بھی ہر قسم کی صلاح نصیب حال رکھے اور ایمان کامل پر خاتمہ فرما کر وہاں کی بھی فلاح تام نصیب فرمائے آمین ثم آمین ع ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ اس جگہ مجھے اپنی ایک دعائیہ رباعی یاد آتی ہے جو اُس وقت میں نے کہی تھی جب موٹر کار خریدی تھی وہ یہ ہے۔

عیش سے ہے عزت ہے موٹر کار ہے	اور اس دنیا میں کیا درکار ہے
اُس جہاں کی نعمتیں بھی ہوں عطا	اے خدا تیری بڑی سرکار ہے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ باوجود نہایت نااہل اور ناکارہ محض ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اس احقر کو ہر لحاظ سے نہایت کامیاب زندگی عطا فرمائی ہے جس سے واللہ مجھ کو سخت حیرت و استعجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ علیگڈھ کالج میں طالب علمی ہی کے زمانہ میں باوجود ڈاڑھی رکھنے اور کوٹ پتلون نہ پہننے کے جس انگریز یا ہندوستانی اُستاد یا افسر سے سند طلب کی اُس نے یہی لکھا کہ یہ علیگڈھ کالج کے طالب علم کا بہترین نمونہ ہے ایک صاحب نے لکھا کہ یہ جس عہدہ پر پہونچے گا اُس عہدہ کے معیار کو بلند کر دیگا۔ میں نے بی۔ اے تیسرے درجہ میں پاس کیا کیونکہ پڑھنے میں کبھی جی نہ لگا اُستاد صاحبان کی تقریر کرتے رہتے اور میں یوں ہی خالی الذہن بیٹھا رہتا ایک لفظ بھی نہ سنتا بلکہ طالب علموں سے پرچوں کے ذریعہ سے مکاتبت کرتا رہتا زمانۂ امتحان کے قریب رات دن محنت شاقہ کر کے بفضلہ تعالیٰ پاس ہو جاتا۔ والد ماجد نے بی۔ اے کے آخر زمانہ میں یہ معلوم کر کے کہ اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا یہ انتظام کیا کہ خود پاس بیٹھے رہتے لیکن اُس حالت میں بھی مناجاتیہ اشعار لکھتا رہتا اور والد صاحب سمجھتے رہتے کہ یہ کتاب دیکھنے میں مشغول ہے لیکن الحمد للہ کہ مناجات ہی سے میرا کام نکل گیا اور غیب سے ایسی مدد ہوئی کہ باوجود بالکل مایوسی کے میں بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گیا۔

Marfat.com

ایک مضمون میں دو پرچے تھے ایک پرچہ کی کتابیں میں نے بالکل دیکھی ہی نہ تھیں اور کوئی صورت کامیابی کی نہ تھی یہانتک کہ دعا کرتے وقت یہ وسوسہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ ایسی حالت میں میری کیونکر مدد کر سکے گا جبکہ میں نے اس پرچہ کی کوئی کتاب ہی نہیں دیکھی اور میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اس پرچہ کے امتحان میں شریک ہی نہ ہونگا۔ اللہ بھلا کرے میرے ایک مخلص دیندار ہم سبق طالب علم کا جنھوں نے مجھکو شریک امتحان ہونے پر مجبور کیا۔ چنانچہ میں مایوسی کے عالم میں شریک ہوا۔ قدرت خداوندی دیکھئے کہ غالباً ممتحن کی غلطی سے یا جو صورت بھی ہوئی ہو اس پرچہ میں بھی ایک ایسی کتاب کے سوالات دیدیئے گئے جو پہلے پرچہ میں آ چکی تھی اور جو مجھکو یاد تھی ایسا کبھی اس سے قبل کے امتحانوں میں نہ ہوا تھا۔ دیکھتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں اور غایت شکر میں آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بے اختیار کہنے لگا کہ یا اللہ آپ کو واقعی ہر قسم کی قدرت حاصل ہے اور مایوسی کے عالم میں بھی کامیاب فرما سکتے ہیں چنانچہ بفضلہ تعالیٰ پاس ہو گیا لیکن تیسرے درجے میں۔

اُسی زمانہ میں تحصیلداری کی درخواستیں جا رہی تھیں میں نے بھی درخواست دیدی لیکن اس کے لئے دوسرے درجہ میں پاس ہونے کی قید تھی اس لئے اسی بنا پر میری درخواست نامنظور ہوگئی اعزہ نے برا بھلا کہنا شروع کیا کہ ذرا اور محنت کر لیتے تو تحصیلداری رکھی ہوئی تھی میں نے کہا کہ یہاں تو پاس ہونے ہی کے لالے پڑے ہوئے تھے دوسرے درجہ میں کیا پاس ہو سکتا تھا اور یہ بھی کہا کہ اس میں بھی ضرور حق تعالیٰ کی مصلحت ہوگی چنانچہ اس موقع پر ایک رباعی بھی اس مضمون کی لکھی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا والد صاحب لاٹ صاحب گورنر کے پاس گئے اور مستثنیٰ کر دینے کی درخواست کی لیکن گورنر صاحب نے فرمایا کہ قواعد عمل کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ مستثنیٰ کرنے کے لئے مستثنیٰ تو نہیں کر سکتا البتہ ڈپٹی کلکٹری کے لئے دوسرے درجہ میں [illegible] پاس ہونے کی قید نہیں ہے وہ مل سکتی ہے تحصیلداری نہیں مل سکتی۔ پھر والد صاحب نے ڈپٹی کلکٹری کیلئے کوشش کی اُسمیں بفضلہ تعالیٰ کامیابی ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت کا ظہور ہو گیا جب ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں بوجہ عدم دلچسپی کامیابی نہ ہوتی تھی تو آخری موقع پر غیب سے احقر کی یہ مدد ہوئی [illegible] قانون کی کتابیں دیکھ دیکھ کر جوابات لکھنے کی اجازت مل گئی اور احقر پاس ہو گیا۔

غرض ہر موقع پر شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے اس ناکارہ کی دستگیری فرمائی [illegible] فرما رہے ہیں چنانچہ انسپکٹری بھی اسی طرح بلا توقع نصیب ہوگئی [illegible] ناکارہ کی اسی طرح اعانت فرماتا رہتے [illegible] چونکہ بالکل [illegible] تمام [illegible] اکثر بلکہ قریب قریب ہمیشہ دیکھا کہ میرے پاس رہتے ہوئے بفضلہ تعالیٰ [illegible] میں سب شدید بیمار ہوئیں تو ایسے موقع پر [illegible]

تیمارداری اور علاج ہو سکا میں نے بس یہ سُن لیا کہ بہت بیمار ہو گئے تھے لیکن بفضلہ اچھے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کی کیسی رعایت فرماتے ہیں بقول انشا ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤں یہ پیار آتا ہے مجھ کو انشا
اِدھر سے ایسے گناہ پیہم اُدھر سے یہ دمبدم عنایت

اور بقول نظیری ؎

بہ ازیں نمی تواں شد کہ نصیب شد ز اول
گنہ و جنایت از من کرم و عنایت از تو

میں تو اپنی پوری زندگی کو اول سے اسی کا مصداق پاتا ہوں اور اس کو سراپا ایک اعجاز قدرت سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ آخرت بھی درست فرمادے جو اصل چیز ہے آمین۔

احقر کی تاریخ پیدائش ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۸۴ء ہے غالبًا بدھ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا۔ تاریخی نام مرغوب احمد ہے۔ کوئی مسلسل نسب نامہ تو محفوظ نہیں لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ والد صاحب مرحوم و مغفور کو اس کی تحقیق کا بہت شوق تھا اور بڑے اہتمام کے ساتھ مختلف ذرائع سے تحقیق کر کے بہت دور تک کا نسب نامہ مرتب فرمالیا تھا اور اپنی اولاد کی تاریخی پیدائش و وفات و واقعات مہمہ کی ایک باقاعدہ یادداشت بھی رکھتے تھے جو ممکن ہے اب تک کہیں موجود ہو گو بعض اہل برادری نے تاریخی کتب اور بعض بزرگوں سے تحقیق کر کے سلسلۂ نسب کو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملا دیا ہے لیکن ہم لوگ در اصل شیخ مشہور ہیں اور والدہ صاحبہ مرحومہ نے فرمایا تھا کہ شیخ قریشی ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ والد صاحب مرحوم و مغفور بھی اپنے کو شیخ لکھا کرتے تھے۔ اور دادا صاحب مرحوم شیخ حبیب اللہ صاحب تھے۔ اور بعض دیگر پرانے اجداد کے ناموں کے ساتھ بھی شیخ کا لفظ مجھ کو سنا ہوا اور شجرہ میں لکھا ہوا اچھی طرح یاد ہے مثلاً شیخ امان اللہ وغیرہ اور اکثر اہل برادری میں ناموں کے ساتھ بزرگوں کے زمانہ سے شیخ لفظ استعمال ہوتا ہوا برابر چلا آرہا ہے والدہ صاحبہ مرحومہ قانونگویوں کے خاندان کی تھیں۔ اور بعض اہل برادری جو پرانے زمانہ سے سید مشہور چلے آتے ہیں اُن سے بھی ہم لوگوں کی رشتہ داریاں ہیں لیکن الحمد للہ سب سے بڑا شرف جو احقر کو بفضلہ تعالیٰ حاصل ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اشرف المخلوقات علیہ الوف الصلوات والتحیات جیسے اشرف الرسل کی امت مسلمہ میں ہوں اور حضرت اشرف الزمن جیسے اشرف المشائخ کے ارادتمندوں میں ہوں بقول احقر ؎

ہے اصل وجود اپنا اور نبی خیر الوریٰ
شیخ بھی ہے قطب دوراں میں تو اس قابل نہ تھا

قطعہ ؎

کیا میرے گناہوں کا اللہ ٹھکانا ہے
اور ہائے غضب اک دن منھ تجھ کو دکھانا ہے
کر رحم کہ نسبت ہے سرکار دو عالم سے
اور اس سے میں جیتا ہوں جو قطب زمانہ ہے

اور شرف بر شرف اب الحمد للہ یہ حاصل ہوگیا ہے کہ اس اشرف السوانح کی بدولت انشاء اللہ تعالیٰ

اس مصرعہ کا مصداق ہوجاؤں گا۔ ع

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ احقر کے ان سب شرفوں کو سلامت رکھے اور ایمان کامل پر خاتمہ فرما کر جنت الفردوس میں ابدالآباد اپنے قرب و دیدار کے شرف سے مشرف فرمائے رکھے آمین ثم آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز بفحوائے ارشاد حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست	با کریماں کارہا دشوار نیست

تالیف اشرف السوانح کا شرف مجھ جیسے ناکارہ و آوارہ کو حاصل ہوجانا محض موہبت خداوندی ہے ورنہ ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گُل	نسیمِ صبح تیری مہربانی - فالحمد للہ حمداً کثیراً -

اس کے اسباب ایسے مجتمع ہوگئے کہ جن کا پہلے سے کسی کو گمان بھی نہ تھا - احقر نے قبل از وقت پنشن کے قواعد کو غلط سمجھ کر پنشن کی درخواست دیدی جونا منظور ہوگئی لیکن چونکہ اسی سلسلہ میں اس کی تحقیق ہوگئی تھی کہ میں نصف تنخواہ پر دو سال چار ماہ کی رخصت کا مستحق ہوں مجھے بعد نامنظوری درخواست پنشن یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر پنشن نہ مل سکی تو کم از کم اتنے دن کی رخصت ہی لے لوں کیونکہ اگر پنشن ہوجاتی تو اس وقت بھی نصف ہی تنخواہ بلکہ شاید نصف سے بھی کم ملتی - لہٰذا میں نے فوراً دو سال چار ماہ کی رخصت کی درخواست دے دی جو بفضلہ تعالیٰ منظور ہوگئی اور میں نے ہمیشہ اس کا تجربہ کیا کہ جب کبھی حضرت والا کی خدمت میں حاضری کے لئے درخواست دی وہ باوجود قوی موانع کے بھی ہمیشہ منظور ہی ہوگئی - درخواست سے قبل میں نے ویسے ہی محض فال نکالنے کی غرض سے جس کی بشرط صحت عقیدہ یعنی عدم اعتقاد جازم شرعاً اجازت ہے حضرت حافظ شیرازی کے دیوان کو کھولا تو سر صفحہ پر یہ اشعار نکلے ؎

در خم زلف تو آویخت دل از چاہ زنخ	آہ کز چاہ بروں آمد و در دام افتاد
آں شد اے خواجہ کہ در صومعہ بازم بینی	کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد
من ز مسجد بخرابات نہ خود افتادم	اینم از روز ازل [illegible]

حسن اتفاق سے جس وجہ سے ہی ملازمت شروع ہوئی تھی [illegible] کی قید سے نکل کر یکسوئی کے ساتھ حضرت والا کی خدمت میں حاضر [illegible] اگر کچھ ہی عرصہ کے بعد [illegible] اشرف السوانح کا کام [illegible] تمہید سوانح میں عرض کی جاچکی ہیں [illegible] تمام ہوگئی

اور مذکورہ بالا اشعار میں سے پہلے شعر کا یہ مصرعہ حرف بحرف صادق آگیا ع آہ کز چاہ بروں آمد و در دام اُفتاد کیونکہ میں ایک بالکل لااُبالی آزاد مزاج آشفتہ خیال اور دماغی کام سے کوسوں بھاگنے والا اور جان چھڑانے والا شخص ایسے طویل علمی منظم اور مسلسل کام میں آپھنسا جو واقعی میرے لئے ایک دام ہی تھا لیکن الحمدللہ دامِ محبوب تھا بخلاف قیدِ جاہ کے یعنی بمقابلہ ملازمت کی قیود کے۔

چنانچہ جب میں نے قبل شروع رخصت حضرت والا کی خدمت میں بحوالہ مصرعۂ مذکورہ بالا اپنے عریضہ میں ایک گونہ تشویش سی لکھی کہ کہیں چھٹی لے کر خدانخواستہ کسی دام بلا میں تو گرفتار نہ ہو جاؤنگا تو حضرت والا نے اسی عنوان سے تسلی فرمائی تھی کہ اس دام سے دام محبت مراد ہے جو بہت محبوب دام ہے اور اس شعر کا مصداق ہے

اسیرش نخواہد رہائی زبند		شکارش بجوید خلاص از کمند	

اُس وقت اس اشرف السوانح کے کام کا کہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ یہ تو اوپر کے شعروں میں سے پہلے شعر کے متعلق کلام ہوا اور دوسرے شعر میں تو گویا احقر کا نام تک موجود ہے یعنی لفظ خواجہ اور اُس کا مصرعہ

ع کار ما بارخِ ساقی ولبِ جام اُفتاد

تو گویا بالکل صریح ہے کیونکہ رات دن حضرتِ والا اور انضباطِ ملفوظاتِ حضرتِ والا ہی سے کام رہا۔ اور تیسرا شعر یعنی ؎

من ز مسجد بخرابات نہ خود اُفتادم		اینہم از روزِ ازل حاصلِ فرجام اُفتاد	

بھی بالکل صریح ہے کیونکہ قصد تو تھا رات دن اللہ اللہ کرنے کا جو گویا مسجد کا کام ہے لیکن وقت گذر گیا سوانح کے کام میں اور گو یہ کام بوجہ اس کے کہ اس کا نفع متعدی ہے دوسرے کام سے جس کا نفع لازم ہے افضل ہو لیکن مقصودیت کے لحاظ سے اور ظاہر میں تو وہی افضل ہے نیز سوانح کا کام عشق و محبت کا کام تھا جس کو حضرت حافظ رحمہ اپنی اصطلاح میں خرابات سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مصرعہ کو میں اس پر محمول کرتا ہوں کہ روزِ ازل ہی سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اشرف السوانح مرتب ہو کر سالکین کے لئے مشعل راہ کا کام دے اور قیامت تک کے لئے محفوظ ہو جائے جس کا غیب سے سامان ہو گیا۔ غرض یہ شرف احقر کی قسمت میں ازل ہی سے لکھ دیا گیا تھا فالحمدللہ حمداً کثیراً وافراً اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اسی طرح جب احقر پنشن اور رخصت کے متعلق سلسلہ جنبانی کر رہا تھا تو بعض خیر خواہوں نے اس امید پر ممانعت کی کہ ممکن ہے اس درمیان میں ترقی ہو کر انسپکٹری کا نمبر آجائے لیکن چونکہ اب محکمہ کی طرف سے زیادہ تر ایسے لوگ انسپکٹر بنائے جانے لگے ہیں جو انگلستان ہو آئے ہوں اس لئے میں نے مزاحاً کہا کہ بھائی اب تو انگلستان کے واپس شدہ انسپکٹر ہوتے ہیں اور میں مکہ مدینہ کا واپس شدہ ہوں میں کیوں ہونے لگا اسکے بعد

Marfat.com

میں نے حضرت حافظ رح کا دیوان کھولا تو ذیل کی غزل نکلی جو پوری کی پوری بہت ہی حسب موقع اور حسب حال تھی جس سے مجھ کو حیرت ہوگئی اور اطمینان ہوگیا اس غزل کے صرف شروع کے دو شعر تو صفحہ ما سبق پر تھے اور تیسرا شعر سر صفحہ پر تھا جو سب سے زیادہ حسب حال تھا اور بقیہ شعر اُس کے بعد تھے۔ وہ غزل یہ ہے ۔

غزل

دلا رفیق سفر بخت نیک خواہت بس	نسیم روضۂ شیراز پیک راہت بس
دگر ز منزل جانان سفر مکن درویش	کہ سیر معنوی و کنج خانقاہت بس
بصدر مصطبہ بنشین و ساغر مے نوش	کہ ایں قدر ز جہان کسب مال و جاہت بس
زیادتے مطلب کار بر خود آسان کن	کہ شیشۂ مے صاف و بت چو ماہت بس
فلک بمردم نادان دہد زمام مراد	تو اہل دانش و فضلی ہمین گناہت بس
وگر کمیں بکشاید غمے ز کشور دل	حریم درگہ پیر مغاں پناہت بس
ہوائے مسکن مالوف و عہد یار قدیم	ز رہروان سفر کردہ عذر خواہت بس
بمنت دگراں خو مکن کہ در دو جہاں	رضائے ایزد و انعام پادشاہت بس
بہیچ ورد دگر نیست حاجت اے حافظ	دعائے نیم شب و ورد صبحگاہت بس

حضرت حافظ علیہ الرحمتہ کے منقولہ بالا اشعار تو محض تفریحاً و تفرداً ہدیۂ ناظرین کئے گئے لیکن [illegible] یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے غیب سے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ باوجود انواع و اقسام کے موانع کے اشرف السوانح اس ارذل الخلائق کے ہاتھوں بحمد اللہ تعالیٰ تکمیل کو پہنچ گئی۔ دوران ترتیب سوانح احقر نے اعلیٰحضرت شیخ العرب والعجم حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا کہ حضرت والا کے متعلق فرما رہے ہیں کہ ان سے کہہ دینا کہ تم کو جانے کی اجازت ہے۔ احقر کے ذہن میں اس کی یہ تعبیر آئی کہ اشرف السوانح کے مرتب کرا دینے کی اجازت ہے کیونکہ یہ بھی ایک صورت تدوین کی ہے [illegible] شملہ بمقدار علم کا ایک ظاہری نکتہ بھی ہے۔ اسی دوران میں ایک بار حضرت مولانا شاہ فضل [illegible] گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ تمہارے پیر تو [illegible] اس خواب کی تفصیل کسی موقع پر اشرف السوانح میں بھی عرض کی جا چکی ہے

ان سب حالات و واقعات سے امید ہوتی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اشرف السوانح بہت مقبول اور نافع ہوگی۔

Marfat.com

حضرت والا نے ختم اشرف السوانح پر از راہ ذرہ نوازی اس احقر کو علاوہ دعاہائے فراواں کے ایک کلاہ بھی مرحمت فرمائی ہے جس پر خود ہی یہ شعر تصنیف فرما کر کشیدہ کرادیا ہے ؎

سندے برائے جامع آں اشرف السوانح | اگر حسن جاگرفتہ در قلب و در جوارح

اس پر احقر بصد ادب عرض کرتا ہے ؎

للعارف الشیرازیؒ

من کہ باشم کہ براں خاطر عاطر گذرم | لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

للشیخ الشیرازیؒ

کلاہ گوشہ دہقاں بآفتاب رسید | کہ سایہ برسرش انداخت چوں تو سلطانے

اللہ تعالیٰ قبول و نافع فرمائے۔ اس میں شان تصنیف یعنی نظم و ترتیب حضرت والا ہی کی ہدایات کی بدولت پیدا ہوئی ہے ورنہ مجھے تصنیف کا کیا سلیقہ تھا بس اب احقر ان اشعار کو پڑھتا ہوا رخصت ہوتا ہے ؎

بماند سالہا ایں نظم و ترتیب | کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت | کند در حق مسکیناں دعائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحتنامہ اشرف السوانح حصہ سوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۸	ترعیب	ترغیب
۸	۸	حامل	عامل
۳۹	۱۳	الاثار	الآثار
۴۰	۱۷	مصمون	مضمون
۵۲	۲۴	المحافطة	المحافظة
۵۳	۶	استقامة	استقامته
۵۷	۲۲	تعیین	بہ تعیین
۶۰	۱۰	وقع الوقتی	دفع الوقتی
۶۳	۱	مجھے مجھے	مجھے
۶۴	۱۶	ورنہ از	ورنہ ہیچ از
۶۶	۲۳	استیقال	استیصال
۷۹	۱۱	خوص	خوض
۸۸	۴	اندھی	آندھی
۱۰۹	۲	منتبین	منتسبین
۱۱۰	۱۳	لمخضًا	لمخصًا
۱۲۶	۷	یابالغوں کو	نابالغوں کو
۱۳۹	۵	معذارت	معذرت
۱۴۲	۲	فلیسعن لی	فلیستغن لی
۱۵۲	۵	فرمایایا جو	فرمایا جو
۱۵۰	۱۱	محتاج الیا	محتاج الیہا
۱۶۴	۹	اپنی سلاک	اپنے سالک
۱۷۱	۱	المسلہ	المسئلہ
۱۷۲	۲۴	واجب الزک	واجب الترک
۱۷۴	۲۰	والقوة الاهل	والقوة لاهل
۱۷۶	۲۱	یل القضاة	بل القضاة
۱۷۸	۱۲	واحدا	واحدٌ
۱۸۱	۲۰	اهل الجب	اهل الحرب
۱۸۲	۳	لذوم	لزوم
″	۵	لم یتفذ	لم ینفذ
″	″	لا بصیر	لا یصیر
۱۸۶	۷	قال مکتوبۃ	قال فی مکتوبۃ
″	۲۴	حتم رسالہ	ختم رسالہ
۲۰۰	۲۴	من مسلم	من سلم
۲۰۳	۲۰	ببلتین	ببلیتین
۲۰۴	۷	فیصلہ کے	فیصلہ کی
۲۲۵	۷	مذبب	مذہب
۲۲۶	۷	جائر	جائز
۲۳۴	۲	مسلمی	[illegible]
۲۴۶	۶	اضطلاحی	[illegible]
۲۴۹	۲۴	[illegible]	[illegible] رحال
۲۵۶	آخر	اجابت دعا	اجابت دعا
۲۹۱	۲۲		نصف سطر مکرر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۴	۳	زیادکی	زیادتی کی
۲۹۸	۲۳	ذکرنے	ذکر کرنے
۲۹۹	۹	بقدرۃ الضرورت	بقدر الضرورت
۳۰۶	۴	مذموم نہیں	مذموم ہے
۳۱۱	۱۵	قویٰ معین	قوی معین
۳۲۷	۵	اثر ہو	اثر ہوا
؍	۲۰	حضرت	حضرات
۳۲۸	۷	کے دربار	اُن کے دربار
۳۳۳	۱۳	عالمگیر دیا	عالمگیر دبا
۳۴۹	۷	متاشبہات	متشابہات
۳۵۰	۷	اثبات الستور	ثبات الستور
۳۵۴	۱۱	موافقت	موافقت
۳۵۸	۴	اظہور	الظہور
۳۷۶	۱۱	باقی معافی	باقی معانی

Marfat.com